تفسیر ابن عباس رض
کامل اردو

مع

لباب النقول فی اسباب النزول

ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

24/7/2-26

تفسیر

ابن عباسؓ کامل اردو

مع

لباب النقول

فی

اسباب النزول

ادارہ، درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

چھوٹ سکتی ہے ؛

○ خدا کا شکر ہے کہ آپ قرآنی مراسلاتی کورس کی رکنیت قبول کر کے اس رسّی کو مضبوطی سے تھاما ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ آپکا ایمانی جذبہ اور قرآنی شوق اس رسّی کو چھوٹنے نہیں دے گا ؛

○ ہماری دعا ہے کہ اس قرآنی برادری میں آپکی شمولیت آپکے لئے

○ حدیث کے مطابق قرآن کریم وہ باعظمت ہے جسکا اک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا بندے کے ہاتھ میں۔ آپنے قرآن کے اس سرے کو تھام کر خداوند کریم سے براہِ راست اپنا رابطہ قائم کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اسکو برقرار رکھنا آپ کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری سے غفلت برتنے پر قرآن کریم میں سخت وعید آئی ہے۔ فرمایا گیا : ——

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اور قیامت کے روز پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

اللہ تعہ ہمیں اور آپ کو اس شدید وعید سے بچائے۔ آمین

مضامین
قرآنی مراسلاتی کورس

۱ — قرآنی لغات
۲ — قرآنی احکام
۳ — قرآنی بول چال
۴ — قرآنی قواعد
۵ — تفسیر پارۂ عم

قاری اخلاق احمد صدیقی

دستخط : ....

= مرتب =

قرآنی مراسلاتی کورس دیوبند (یوپی)

تاریخ اجراء ....

جاری کردہ :- ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یوپی) (رجسٹرڈ)

(مکتبہ فاروقی سہارنپوری)

(۱۹۷۸ء)

TAJ PRINTERS, Saharanpur.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھم علّمہ الکتاب (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ ابن عباس کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما

تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہ

اردو کامل

پارہ ۹ قال الملأ

افادات

ابنِ عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م سنہ ۶۸ھ

ترجمہ تفسیر
حضرت مولانا
عابد الرحمٰن صدیقی

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند یو۔پی

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ —— جامع —— مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول —— از —— علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقیؒ

تفسیری عنوانات
مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تفسیر ابن عباسؓ کا

دو ماہی پروگرام

جنوری · مارچ · مئی · جولائی · ستمبر · نومبر

اشاعت ماہ ستمبر ۱۹۷۵ء

جلد ۲ · پارہ ۹

ہدیہ فی پارہ چار روپے -/۴

نو پارے رعایتی ہدیہ

ستائیس روپے -/۲۷ روپے

محصول ڈاک بذمہ ادارہ

(راجستھان پریس دیوبند)

ناشر

ادارۂ:- درس قرآن دیوبند - یو۔پی

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ——— پارہ قال الملأ ۹

(رجسٹرڈ)

ناشر:- (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند

مکتوب خصوصی
برائے
تفسیر ابن عباسؓ

مکرمی! سلام مسنون!

اس وقت جس خاص امر کی جانب جناب کی توجہ دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ ادارہ بڑی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے معاونین و مخلصین کی خدمت میں تفسیر ابن عباسؓ کے پارے روانہ کرتا ہے۔ تاہم تجربہ نے ادارہ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ طرفین کی سہولت، رعایت اور مصلحت صرف اسی بات میں ہے کہ اس مقدس تفسیر کا وہی پارہ ممبران کو ارسال کیا جائے جو ترتیب کے ساتھ دفتر سے شائع ہو رہا ہے اور اس سے قبل کے جو پارے ممبران کے پاس موجود نہیں ہیں وہ خود ہی دفتر سے طلب فرمائیں، کیونکہ متعدد حضرات پہلے پارے دوسرے اداروں یا ذرائع سے یا خود دفتر ہی سے کسی فرمائش کے طور پر طلب فرما لیتے ہیں اور جب دفتر سے ترتیب وار پہلے پارے روانہ کیئے جاتے ہیں تو متعدد حضرات کو شکایت ہوتی ہے۔

اس پریشانی سے بچنے کے لئے یہ طریقہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ممبر حضرات قبل کے پارے اپنی سہولت کے مطابق الگ الگ یا یکمشت طلب فرمائیں، یکمشت طلب کرنے پر ادارہ حضرات ممبران کو مزید رعایت بھی دیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ گذارش جس میں آپ ہی کی سہولت اور مفاد کو مدنظر رکھا گیا ہے آپ کے لئے قابل قبول ہوگی۔

ادارہ آپ کے اس تعاون کے لئے ممنون ہے کہ آپ کی دلچسپی اور مسلسل معاونت کی بدولت یہ قدیم اور مقدس تفسیر اردو میں منتقل ہو رہی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ آپ کی یہ گرانقدر معاونت جاری رہے گی اور اس طرح یہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی اللہ جل شانہٗ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فقط والسلام

احقر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم
ادارۂ درس قرآن دیوبند (یو،پی)

قال الملأ ۹

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ ہم آپؑ کو اور جو آپؑ کے

لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا

ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے، یا یہ ہو کہ تم ہمارے

أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾

مذہب میں پھر آجاؤ، شعیبؑ نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گے گو ہم اس کو (بدلیل و بصیرت) ا

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ

مکروہ ہی سمجھتے ہوں، ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہوجاویں اگر (خدانخواستہ) ہم تمہارے مذہب میں

بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ

آجاویں (خصوصاً) بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی ہو، اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں

فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ

پھر آجاویں، لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے (ہمارے) مقدر (میں) کیا ہو، ہمارے رب کا علم

شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

ہر چیز کو محیط ہے، ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں، اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾

میں فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں

سرداروں کی دھمکی	حکر سردار بولے ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے، ورنہ ہمارے دین میں لوٹ آؤ، حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا، کیا تم ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہو، ہم تو اسے قابل

نفرت سمجھتے ہیں، باوجود یکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین سے نجات دی ہے، اگر ہم پھر اس دین کو اختیار کر لیں تو ہم اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہوں گے۔

ہمارے لئے تو یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہم تمہارے مشرکانہ دین کو اختیار کر لیں، الا یہ کہ حق تعالیٰ ہمارے دلوں سے معرفت ایمانی کو نکال دے،

ہمارے رب کا علم ہر ایک شئی کو محیط ہے، ہمارے پروردگار بس حق کے موافق فیصلہ کر دیجئے،

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ

اور ان کی قوم کے دل ہی مذکورہ کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیبؑ کی راہ پر چلنے لگو گے تو بے شک

شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۹۰ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

بڑا نقصان اٹھاؤ گے، پس ان کو زلزلہ نے آپکڑا، سو اپنے گھر میں اوندھے

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۹۱ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

کے اوندھے پڑے رہ گئے، جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی، جیسے ان گھروں

شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

میں کبھی بسے ہی نہ تھے، جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی وہی خسارے میں پڑ گئے

كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝۹۲ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ

اس وقت شعیبؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے

اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى

پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی، پھر میں ان

عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۹۳

کافروں پر کیوں رنج کروں

ع ۱۱ ۔ منزل ۲ ۔ عند المتقدمین ۱۲

لغزانیات	
لن ترانیاں	سرداروں نے کمزور لوگوں سے کہا کہ اگر تم شعیبؑ کے دین کا اتباع کرو گے تو تم بڑے گھاٹے اور نقصان میں پڑ جاؤ گے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو عذاب خداوندی نے زلزلہ اور فرشتے کی چیخ

کی صورت میں آگھیرا، جس سے وہ سب اپنے شہروں اور لشکروں میں مر کر ایسے ہلاک ہوئے، گویا کہ زمین میں ان کا نام ونشان بھی نہ تھا اور عذاب سے یہی لوگ خسارہ میں پڑ گئے۔ ان کے ہلاک ہونے سے پہلے (یا بعد) حضرت شعیبؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے، کہ میں نے احکام خداوندی تم کو پہنچا دئے، اور عذاب الٰہی سے ڈرایا اور توبہ اور ایمان کی طرف بلایا، مگر میں ان لوگوں پر کیوں رنج کروں، جن کو حق تعالیٰ نے ہلاک کر دیا، ایسی کیسی میں جا بیٹھ (جیسا کیا ویسا بھگتا)،

وَمَآ أَرْسَلْنَا فِى قَرْيَةٍ مِّن نَّبِىٍّ إِلَّآ أَخَذْنَآ أَهْلَهَا

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے محتاجی

بِٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا

اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں پھر ہم نے اس بدحالی کی

مَكَانَ ٱلسَّيِّئَةِ ٱلْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوا۟ وَّقَالُوا۟ قَدْ مَسَّ

جگہ خوشحالی بدل دی، یہاں تک ان کو خوب ترقی ہوئی۔ اور (اس وقت پر وہ یہ) کہنے لگے کہ ہمارے

ءَابَآءَنَا ٱلضَّرَّآءُ وَٱلسَّرَّآءُ فَأَخَذْنَٰهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا

آباؤاجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئیں تھیں تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا اور ان کو

يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ ٱلْقُرَىٰٓ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّقَوْا۟ لَفَتَحْنَا

خبر بھی نہ تھی - اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر

عَلَيْهِم بَرَكَٰتٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا۟

آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی)

فَأَخَذْنَٰهُم بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِنَ أَهْلُ ٱلْقُرَىٰٓ

ان کو ان کے اعمال (بد) کی وجہ سے پکڑ لیا، کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں

أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَٰتًا وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿٩٧﴾

کہ ان پر ہمارا عذاب دن دوپہر آپڑے، جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں

مقررہ دستور

جن بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے، ہلاک کرنے سے پہلے خوف و مصیبت اور بیماریوں دردوں اور بھوک کی تکالیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ ایمان لائیں، مگر وہ ایمان نہیں لائے پھر ہم نے اس قحط و شدت کو بہار اور فراخی و خوشحالی کے ساتھ تبدیل کردیا، تاآنکہ ان کو اموال و اولاد میں خوب ترقی ہوئی، تو وہ کہنے لگے جیسا کہ ہمیں فراخی پیش آئی ہے، اسی طرح ہمارے آباء و اجداد کو بھی پیش آئی، مگر وہ اپنے دین پر جمے رہے لہٰذا ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو اچانک عذاب نے آگھیرا اور ان کو نزول عذاب کا علم ہی نہ ہوا، اور جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے اگر وہ کتب سماویہ اور رسولوں پر ایمان لے آتے، اور کفر و شرک اور دیگر فواحش سے بچتے اور توبہ کرتے تو ہم بارش برساتے اور سبزیاں اور پھل اگاتے مگر انہوں نے میرے رسول اور میری کتاب کی تکذیب کی تو ان کی تکذیب کی وجہ سے ہم نے قحط کی سختی اور عذاب میں گرفتار کردیا۔

أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ

اور کیا ان موجودہ بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دوپہر ایسے وقت آپڑے جس وقت کہ وہ

يَلْعَبُونَ ۝۹۸ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

اپنے لایعنی قصوں میں مشغول ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس ناگہانی پکڑ سے بے فکر ہو گئے سو (سمجھ رکھو) خدا تعالیٰ کی

إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُونَ ۝۹۹ ع ۱۲

پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا

بے فکرے لوگ

کیا مکہ والے اس بات سے غافل ہیں کہ رات کو ان کے غافل ہونے کی حالت میں ہمارا عذاب ان کے پاس نہیں آئے گا (ضرور آئے گا) یا دن میں جب وہ گمراہیوں میں مبتلا ہوں گے ہمارا عذاب نہیں آئیگا، عذاب الٰہی سے نقصان والے یعنی کافر ہی بے فکر ہوتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ

اور ان (گزشتہ) زمین پر رہنے والوں کے بعد جو لوگ (اب) زمین پر بجائے ان کے رہتے ہیں، کیا ان واقعات مذکورہ

لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ

نے ان کو یہ بات ہنوز نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو ان کے جرائم کے سبب ہلاک کر ڈالتے اور ہم ان کے دلوں پر بند لگا دیتے

فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ

ہو سکتے ہیں، اس سے وہ سنتے نہیں، ان مذکورہ بستیوں کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

اور ان سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے۔ پھر جس چیز کو انہوں نے اول دفعہ میں (ایکبار)

كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۗ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾

جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَا

اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا۔ اور ہم نے اکثر لوگوں کو

اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾

بے حکم ہی پایا۔

عہد شکن لوگ

کیا سرزمین مکہ کے رہنے والوں کی ہلاکت کے بعد جواب میں ان پر یہ امر واضح نہیں ہوا کہ جیسا کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا ہے، اسی طرح ان کو بھی ہلاک کر دیں اور ان پر مہر لگا دیں جس کی وجہ سے ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق کی توفیق ہی نہ ہو۔

جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے ان کی ہلاکت کے کچھ واقعات بذریعہ جبریل امین آپ کو سنا رہے ہیں، ان سب کے پاس رسول اوامر و نواہی اور علامات نبوت لے کر آئے، مگر میثاق سے قبل جس کی تکذیب کر دی تھی، پھر اس کی تصدیق نہیں کی، یا یہ کہ پہلی قوموں نے جن باتوں کی تکذیب کی تھی بعد والی امتوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا۔ اسی طرح حق تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں کو جو علم الٰہی میں مشرک ہیں بند کر دیتا ہے۔ اکثر لوگوں میں بند ہی سے وفائے عہد نہیں دیکھا، بلکہ سب کو ہم نے عہد شکن ہی پایا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر اس کے بعد ہم نے موسیٰ ؑ کو اپنے دلائل دے کر فرعون کے اور اس کے امراء کے پاس بھیجا۔

فَظَلَمُوا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾

سو ان لوگوں نے ان کا بالکل حق ادا نہ کیا۔ سو دیکھیے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾

اور موسیٰ ؑ نے فرمایا اے فرعون میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔

حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم

میرے لئے یہی شایاں ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں میں تمہارے پاس تمہارے رب

بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٥﴾

کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔

حضرت موسیٰ ؑ کے نو معجزات

ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ ؑ کو نو معجزات دیکر بھیجا، انہوں نے معجزات کا انکار کیا، تو ان مفسدوں کا انجام ہلاکت و تباہی ہوا، فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ کی تکذیب کی حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا میرے لئے یہی شایان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بغیر سچ کے اور کچھ منسوب کروں بنی اسرائیل کو مع تمام مال کے میرے ساتھ بھیج دے۔

قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ

فرعون نے کہا اگر آپ کوئی معجزہ لے کر آئے ہیں تو اس کو اب پیش کیجئے، اگر آپ

الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾

سچے ہیں۔ پس آپ نے (فوراً) اپنا عصا ڈال دیا سو دفعۃً وہ صاف ایک اژدہا بن

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَأُ

گیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال لیا۔ سو وہ یکایک سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔ قوم فرعون میں جو

مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم

سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے (ضرور یہ) چاہتا ہے کہ

مِنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ

تم کو تمہاری (اس) سرزمین سے باہر کردے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ

(ہارون ؑ) کو چند سے مہلت دیجیے۔ اور شہروں میں چپراسیوں کو بھیج دیجیے۔ کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے

السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

پاس لاکر حاضر کردیں (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے اگر ہم غالب آئے تو ہم کو کوئی

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

بڑا صلہ ملے گا۔ فرعون نے کہا کہ ہاں (بڑا انعام ملے گا) اور مزید (برآں) تم مقرب لوگوں میں داخل ہوجاؤ گے۔

انعام کا لالچ

وہ بولا کہ اپنے رسول ہونے پر دلیل لاؤ، چنانچہ پہلی نشانی ڈالی تو وہ بہت بڑا زرد رنگ کا اژدہا بن گیا اور پھر اپنی بغل سے ہاتھ نکالا تو وہ خوب چمکتا ہوا ہو گیا۔

رؤسا بولے یہ تو بہت جادو کے اندر ماہر ہیں، تو فرعون ان سے بولا پھر اس کے بارے میں تم لوگوں کا کیا مشورہ ہے وہ بولے موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو مہلت دو، اور ابھی ان کو قتل مت کرو، تا آنکہ سب ماہر جادوگر آجائیں، چنانچہ ستر جادوگر آئے اور انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم نے موسیٰ ؑ کو ہرادیا تو ہمیں بڑا انعام ملے گا، فرعون بولا ہاں میں تم کو بہت بڑا انعام دوں گا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ساحروں نے عرض کیا کہ اے موسیٰ ؑ خواہ آپ ڈالیے اور یا ہم ہی ڈالیں۔

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ

موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ (پہلے) تم ہی ڈالو پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ

کردی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔ اور ہم نے موسیٰ ؑ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ آپ ؑ اپنا

عَصَاكَ ۚ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ

عصا ڈال دیجیے سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے اژدہا بن کر ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کر دیا پس اس وقت

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾

حق (کا حق ہونا) ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنا رکھا تھا سب آتا جاتا رہا پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل

جادوگروں کی شکست

جادوگروں نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا کہ پہلے آپ ڈالتے ہیں یا ہم، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انہوں نے ستر لاٹھیاں اور ستر رسیاں ڈالیں اور جادو سے سب لوگوں کی نظر بندی کر کے ان کو سخت ہیبت میں ڈال دیا اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔
چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا ڈالا، اس نے گرتے ہی ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کے کھیل کو نگلنا شروع کیا۔ چنانچہ یہ چیز واضح ہو گئی کہ حق حضرت موسیٰ ؑ کے پاس ہے اور ان کا جادو سب مکر اور باطل ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو مغلوب کر دیا اور وہ ذلیل و خوار ہو کر لوٹ گئے۔

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾

اور وہ ساحر سجدے میں گر گئے۔ اور (پکار پکار کر) کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر

رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ

جو موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کا بھی رب ہے۔ فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ ؑ پر ایمان لائے ہو بدون اس کے کہ میں

آذَنَ لَكُمْ ۚ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا

اجازت دوں۔ بے شک یہ ایک کارروائی تھی جس پر تمہارا عملدرآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے وہاں کے رہنے

مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ

والوں کو باہر نکال دو سو (بہتر ہے) اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے، میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف

وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوا إِنَّا

کے پاؤں کاٹوں گا، پھر تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ (کچھ پرواہ نہیں)

إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ

ہم مرکر اپنے مالک کے پاس پہنچ جاویں گے۔ اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے

رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿۱۲۶﴾

جبکہ وہ احکام ہمارے پاس آئے۔ اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالتِ اسلام پر نکال لیجیے۔

جادوگروں کا ایمان

اور جو ان میں ساحر تھے وہ پروردگار کے سامنے سر بسجود ہو کر کہنے لگے رب العالمین پر ایمان لے آئے، فرعون نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے کہہ رہے ہیں تو انہوں نے صفت بیان کر دی کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کا پروردگار جو ہے اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ سجدے میں اتنی جلدی گر پڑے گویا کہ سجدے میں ڈال دیے گئے۔ فرعون بولا میرے حکم سے پہلے تم نے ایسا کیا، یہ تمہاری اور موسیٰ کی کوئی تدبیر ہے، میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دوں گا اور لب نہر تم کو سولی دوں گا۔

جادوگر بولے ہم تو اپنے پروردگار کے پاس جائیں گے، تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا، جس کی بنا پر سزا دیتا ہے صرف یہی کہ جب ہمارے سامنے آیات خداوندی آئیں، ہم ان پر ایمان لے آئے۔

ہمارے پروردگار سولی اور ہاتھ پیر کاٹے جانے کے وقت ہم پر صبر کا فیضان فرما، تاکہ ہم کفر نہ اختیار کریں، اور باخلاص مومن مریں۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰؑ اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد

فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ

کرتے پھریں۔ اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں۔ فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں

وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوسَىٰ

کو قتل کرنا شروع کر دیں اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا

لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا

کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو (گھبراؤ مت)، یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہیں مالک (و حاکم) بنا دیتے ہیں

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

بندوں میں سے اور اخیر کامیابی ان ہی کو ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

سرداروں کی فتنہ پردازی

رؤسا بولے، موسیٰ ؑ اور ان کی قوم کو قتل نہیں کرتے کہ وہ آپ کے دین اور پرستش میں فتنہ کر رہے ہیں اور تم کو اور تمہارے معبودوں کی عبادت یا تمہاری پرستش کو چھوڑ رکھا ہے۔ فرعون بولا جیسا میں پہلے نومولود بچوں کو قتل کرتا تھا، اسی طرح قتل کر دوں گا اور بڑی لڑکیوں سے ہم خدمت لیں گے ان پر ہمیں پورا زور ہے، حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے فرمایا، کہ مصر کی زمین کا اللہ جس کو چاہیں وارث کر دیں۔ اور جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے ہے۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ

قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی۔

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى

موسیٰ ؑ نے فرمایا۔ بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیں

الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۱۵ ع ۵

گے۔ پھر تمہارا طرزِ عمل دیکھیں گے۔ اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں

بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

کی کم پیداوار میں تاکہ وہ (حق بات کو) سمجھ جاویں۔ سو جب ان پر خوش حالی

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

آجاتی۔ تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے۔ اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش

سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ

آجاتی تو موسیٰ ؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔ یاد رکھو ان کی نحوست اللہ کے علم میں

عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا

ہے۔ لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے تھے۔ اور یوں کہتے (خواہ) کیسی ہی عجیب بات

تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

ہمارے سامنے لاؤ۔ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ۔ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔

قومِ فرعون پر عذاب

حضرت موسیٰ ع سے وہ لوگ کہنے لگے ہماری اولاد کو فرعون قتل کر رہا اور ہماری عورتوں سے خدمت اور بامشقت کام لیتا ہے، اور آپ کی رسالت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضرت موسیٰ ع نے فرمایا بہت جلد حق تعالیٰ فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی شدت سے ہلاک کر دے گا اور تم کو مصر کی سرزمین کا مالک بنا دے گا۔

اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی سخت سخت مصیبتوں میں مبتلا کیا اور نیز پھلوں کی کم پیداوار میں تاکہ وہ سمجھ جائیں، جب ان پر خوش حالی اور فراخی آجاتی تو بولتے ہمارے ہی شایانِ شان ہے اور جب قحط اور سختیوں میں گرفتار ہوتے تو بدفالی اور نحوست لینا شروع کرتے۔

سختی اور فراخی یہ سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر سب نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔
اور کہتے تھے، اے موسیٰ ع خواہ کوئی بھی دلیل لاکر ہم پر جادو کر دو، ہم رسالت کی تصدیق کرنے والے نہیں۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا۔ اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

کھلے کھلے معجزے تھے۔ سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی کچھ جرائم پیشہ۔

حضرت موسیٰ ع کی بددعا

حضرت موسیٰ ع نے ان کے حق میں بددعا کی، حق تعالیٰ نے آسمان سے مسلسل بارش برسائی کہ ہفتہ سے لیکر ہفتہ تک برستی رہتی اور رات دن میں کسی وقت بھی بند نہ ہوتی تھی، اس کے بعد حق تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں مسلط کیں کہ پھل اور سبزیوں میں سے جو پیدا ہوتا تھا، سب کھا جاتی، اس کے بعد ان پر گھن کا کیڑا مسلط کیا کہ ٹڈیوں سے جو کچھ رہ گیا تھا وہ انہوں نے صاف کر دیا اور اس کے بعد ان پر اس قدر مینڈک مسلط کیے کہ رہنا بھی دشوار ہو گیا۔ اور پھر ان پر اس قدر خون کی آفت مسلط کی کہ تمام نہروں اور کنوؤں میں خون ہی خون ہو گیا۔ یہ کھلے کھلے معجزے ان پر ظاہر ہوئے، ہر ایک معجزہ کے درمیان دو دو مہینوں کا وقفہ تھا مگر پھر بھی انہوں نے ایمان سے روگردانی کی اور ایمان نہیں لائے، وہ حقیقت میں مشرک ہی تھے۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا

اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا، تو یوں کہتے کہ اے موسیٰ ع ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے

عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ لَئِنۡ كَشَفۡتَ عَنَّا الرِّجۡزَ لَنُؤۡمِنَنَّ لَكَ

جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے

وَلَنُرۡسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ۝۱۳۴ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الرِّجۡزَ

آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے۔ پھر جب ان سے اس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اس

إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَٰلِغُوهُ إِذَا هُمۡ يَنكُثُونَ ۝۱۳۵ فَانتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ

تک ان کو پہونچنا تھا ہٹا دیتے تھے۔ تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریا میں

فَأَغۡرَقۡنَٰهُمۡ فِي الۡيَمِّ بِأَنَّهُمۡ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُواْ عَنۡهَا غَٰفِلِينَ ۝۱۳۶

غرق کر دیا۔ اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ اور ان سے بالکل بے توجہی کرتے تھے۔

بار بار عہد شکنی

اور جس وقت بھی ان لوگوں پر طوفان، ٹڈی، گھن، کیڑا، مینڈک، خون وغیرہ میں سے کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے کہ موسیٰ ؑ ہمارے پروردگار سے جس چیز کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے دعا کیجیے۔ اگر ہم سے عذاب دور ہو گیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آویں گے اور تمام بنی اسرائیل کو اس کے مالوں کے ساتھ آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ ہم ان سے عذاب کو ہٹا دیتے تو پھر عہد شکنی کر دیتے، چنانچہ ہم نے ان کو غرق کر دیا اور وہ ہماری آیات کے منکر ہی تھے۔

وَأَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِينَ كَانُواْ يُسۡتَضۡعَفُونَ مَشَٰرِقَ

اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے۔ اس سرزمین کے پورب

الۡأَرۡضِ وَمَغَٰرِبَهَا الَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتۡ ..... كَلِمَتُ

پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ اور آپ کے رب کا نیک

رَبِّكَ الۡحُسۡنَىٰ عَلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ بِمَا صَبَرُواْ ۖ وَدَمَّرۡنَا

وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا۔ اور ہم نے فرعون کے اور اس کی

مَا كَانَ يَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَقَوۡمُهُۥ وَمَا كَانُواْ يَعۡرِشُونَ ۝۱۳۷

قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے

عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

چند بتوں کو لگے بیٹھے ہیں۔

شانِ نزول: اور ان لوگوں کو جو کمزور شمار کئے جاتے تھے بیت المقدس، فلسطین، عدن، مصر کا وارث کر دیا جن میں خوب پانی اور درخت تھے، اور جنت یا بد مصیبتوں یا دین پر جمے رہنے کی وجہ سے واجب کر دی، اور محلات اور شہروں اور درختوں اور انگوروں کو یا جو وہ عمارتیں بناتے تھے سب کو ہلاک کر دیا یعنی حضرت ابراہیم کی بقیہ قوم میں سے جسے لخم کہا جاتا ہے، پھر اس کے بعد ان کا ایسی قوم پر سے گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کو لیے ہوئے بیٹھے تھے

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایک (مجسم) معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی تم

تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔ یہ لوگ جس کام میں لگے ہوئے ہیں یہ منجانب اللہ بھی تباہ کیا جاوے گا اور فی نفسہ بھی ان کا یہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ

کام محض بے بنیاد ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

پر فوقیت دی ہے۔ اور وہ وقت یاد کرو، جب ہم نے تم کو فرعون والوں (کے ظلم و ایذار) سے بچا لیا جو تم کو بڑی سخت

سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی بیگار اور خدمت کے لئے)

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ

زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس (واقعہ) میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس شب کا وعدہ کیا

لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ

اور دس شب کو ان تیس راتوں کا تتمہ بنایا سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہو گیا۔

وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا

اور موسیٰ ؑ نے اپنے بھائی ہارون ؑ سے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے

تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

رہنا اور بدنظم کی رائے پر عمل مت کرنا

بنی اسرائیل کی نادانی

تو بولے ہمارے لئے ایک خدا بنا دو۔ جیسے یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ہم بھی اس کی عبادت کریں، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا تم حکم خداوندی سے جاہل ہو، یہ جس شرک میں مبتلا ہیں وہ ہلاک کیا جائے گا اور یہ شرک فی نفسہٖ گمراہی ہے، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا کیا ایسے باطل خدا کی پرستش کا تم کو حکم کروں درآنحالیکہ اس نے تمام جہانوں پر تمہیں اسلام کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

اور جس وقت تم کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی جس کی بنا پر تم کو نجات دی اس میں بڑی نعمت تھی یا اس کے عذاب دینے میں بڑی بھاری آزمائش تھی۔

یعنی پورے ذی قعدہ کے مہینے میں پہاڑ پر رہنے کا وعدہ کیا اور ذی الحجہ کے دس دن کا اور اضافہ کر دیا، سو ان کے پروردگار کا یہ وقت مقرر ہو گیا، اور اپنے بھائی سے کہا میرے قائم مقام ہو جاؤ اور ان کو نیکی کا حکم کرو، اور ان کے ساتھ برائی میں شرکت نہ کرنا۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ

اور جب موسیٰ ؑ ہمارے وقت موعود پر آئے اور ان کے رب نے ان سے (بہت ہی لطف و عنایت کی) باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے

اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو دنیا میں ہرگز نہیں دیکھ سکتے

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ

لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو، سو اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو خیر تم بھی دیکھ سکو گے

خواہش دیدار

اور جب موسیٰ ؑ مدین میں ہمارے وقت مقرر پر آئے تو انہوں نے دیدار خداوندی کی خواہش ظاہر کی حق تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ ؑ تم دنیا میں ہمارے دیدار کی تاب نہیں لا سکتے، لیکن مدین میں

جو بڑا پہاڑ ہے اس کی طرف دیکھو، اگر پہاڑ میری تجلی کی وجہ سے اپنی جگہ برقرار رہا تو خیر تم بھی میرا دیدار کر سکنے ہو

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ

پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی (تجلی نے) اس (پہاڑ) کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ ؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر

اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ (اور رفیع) ہے میں آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ

سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ؑ (یہی بہت ہے کہ) میں نے پیغمبری دی اور اپنی ہم کلامی سے

فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو (اب) جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔

حضرت موسیٰ ؑ کی بے ہوشی

جب پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب افاقہ ہوا تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات ان آنکھوں کی برداشت سے منزہ ہے اور میں اپنی درخواست سے معذرت طلب کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے دیدار کی تاب نہیں لا سکتا۔

ارشاد ہوا موسیٰ ؑ تمہیں ہم کلامی کے شرف سے نواز کر بنی اسرائیل پر امتیاز دیا ہے، لہٰذا جو احکام میں تم کو دوں اس پر عمل کرو، اور اس ہم کلامی کے شرف پر شکر کرو۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا

اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی (ضروری) نصیحت اور (احکام ضروریہ کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ دی

لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ

تو ان کو کوشش کے ساتھ (خود بھی) عمل میں لاؤ اور اپنی قوم کو بھی حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں میں

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ

اب بھی بہت جلد تم لوگوں کو ان بے حکموں کا مقام دکھلاتا ہوں۔ میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں

الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا

گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں، اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں

كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا

تب بھی ان پر ایمان نہ لاویں۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ

اپنا طریقہ نہ بناویں۔ اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنا لیں۔

سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾

یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اور ان سے غافل رہے۔

الواح مقدس

اور ہم نے چند تختیوں پر حلال و حرام اوامر و نواہی ہر ایک چیز کی تفصیل لکھ دی اس پر پوری کوشش اور اہتمام کے ساتھ عمل کرو اور قوم کو حکم دو کہ وہ محکم پر عمل کرے اور متشابہ پر ایمان لائے۔ بہت جلد میں گنہ گاروں کا مقام دکھلاتا ہوں اور وہ دوزخ ہے یا عراق یا مصر ہے، اور میں اپنی آیات کے اقرار سے ایسے لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو ناحق تکبر کیا کرتے تھے یا یہ معنیٰ ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں عنقریب گنہ گاروں کو ان کا مقام دکھاؤں گا جو مقام بدر ہے یا مکہ مکرمہ اور فرعون اور اس کی قوم یا ابوجہل اور اس کے ساتھی تمام نشانیاں دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہ لاویں، اور اگر اسلام اور نیکی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں اور کفر و شرک کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا لیں، اور یہ برگشتگی اس بنا پر ہے کہ انہوں نے ہماری کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور وہ اس سے منکر ہی تھے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ

اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب کام غارت گئے اور ان کو

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٧﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى

وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کیا کرتے تھے۔ اور موسیٰ ؑ کی قوم نے ان کے بعد اپنے (مقبوضہ)

مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا

زیوروں کا ایک بچھڑا بنایا۔ جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ

اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا

ان سے بات تک نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھا۔ اس کو انہوں نے معبود قرار دیا اور بڑا بے ڈھنگا

ظٰلِمِيْنَ ۝۱۴۸ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ

کام کیا۔ اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے۔ تو

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۱۴۹

کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا یہ گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے۔

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی

اور جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول اور بعث بعد الموت کی تکذیب کرتے ہیں، تو حالت شرک کی نیکیاں بھی ان کی اکارت ہیں انہیں آخرت میں ان کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا، موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان کی قوم نے سونے کا ایک چھوٹا جسم دار بچھڑا بنوایا جس کی آواز بھی سامری نے ان کو یہ بنا کر دیا تھا، اور حضرت موسیٰ ؑ کی قوم نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ وہ ان سے کوئی بات تک نہیں کر سکتا تھا، پھر جہالت کی وجہ سے اس کی پرستش شروع کر دی،

مگر اس کی پرستش سے وہ خود اپنے کو نقصان پہنچا رہے تھے، جب وہ اس بچھڑے کی عبادت پر نادم و شرمندہ ہوئے اور سمجھ گئے۔ اور یقین کلی ہو گیا کہ وہ حق اور ہدایت سے بے راہ ہو گئے ہیں۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا

اور جب موسیٰ ؑ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد

خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

یہ بڑی نامعقول حرکت کی، کیا اپنے رب کے حکم (آنے) سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی۔ اور جلدی سے تختیاں ایک

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ

طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے۔ ہارون ؑ نے کہا کہ اے میرے ماں جائے بھائی ان

اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ

لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر (سختی کر کے) دشمنوں کو مت ہنسواؤ

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾

اور مجھ کو ان ظالم لوگوں کے ذیل میں مت شمار کرو۔

حضرت ہارونؑ کی معذرت

حضرت موسیٰؑ اس فتنہ کا شور سنکر غمگین واپس آئے تو فرمانے لگے میرے پہاڑ پر جانے کے بعد اس بچھڑے کی پرستش کر کے تم نے بہت ہی بدترین کام کیا ہے کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پیشتر ہی تم نے اس بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور بہت تیزی سے اپنے ہاتھ سے تختیاں رکھیں، اور حضرت ہارونؑ کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے، ہارونؑ نے عرض کی اے میرے ماں جائے بھائی لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور ان کی مخالفت پر قریب تھا کہ یہ مجھے قتل کر ڈالیں تو مجھ پر ان دشمنوں کو جو بچھڑے والے ہیں مت ہنسواؤ اور ان بچھڑے والوں کے ساتھ مجھے شریک سمجھو۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

موسیٰؑ نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں

الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ ع ۱۸

داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی۔ اور ہم افترا پرداز لوں

الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾

کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

افترا پردازی کی سزا

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ جو برتاؤ کیا اور ہارونؑ نے جو ان لوگوں کی سرکوبی نہیں کی اس کو معاف فرما اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما۔ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے حضرت موسیٰؑ کو ٹھنڈا اور نرم کرنے کے لئے صرف ماں کی طرف منسوب کر کے ان سے فرمایا جنہوں نے گوسالہ پرستی کی اور جن لوگوں نے اس میں ان کی پیروی کی ان پر عنقریب غضب اور جزیہ کی ذلت

مسلط ہوگی۔
افترا پردازوں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ز

اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے پھر وہ ان کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں۔

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ

تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ کا معاف کردینے والا رحمت کردینے والا ہے۔ اور جب موسیٰ ؑ کا غصہ فرد ہوا۔

مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ

تو ان تختیوں کو اٹھا لیا۔ اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے۔

لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ

ہدایت اور رحمت تھی۔ اور موسیٰ ؑ نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین پہ لانے کے لئے منتخب کئے

رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ

سو جب ان کو زلزلہ (وغیرہ) نے آپکڑا تو موسیٰ ؑ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار

شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اس کے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کردیتے۔ کہیں آپ ہم میں کے چند بیوقوفوں

السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ

کی حرکت پر سب کو ہلاک کردیں گے۔

حضرت موسیٰ ؑ کی گذارش

اور جو شرک اور دیگر نافرمانیوں کے بعد توبہ کرکے توحید اور ایمان باللہ کے قائل ہو گئے اے موسیٰ ؑ یا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توبہ وایمان کے بعد آپ کا پروردگار گناہوں کو معاف کردیتا ہے، جب حضرت موسیٰ ؑ کا غصہ فرو ہوگیا تو ان بقیہ تختیوں میں یا ان دو تختیوں کے بجائے جو اور تختیاں دی گئیں، ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے تھے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت تھی۔
اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے وقت مقرر کے لئے منتخب کئے۔ جب ان کو زلزلہ ہلاکت وغیرہ نے آگھیرا تو موسیٰ ؑ نے

عرض کیا کہ پروردگار اس دن سے پہلے ان کو اور مجھے بھی قبطی کے قتل کرنے کی بنا پر ہلاک کر دیتا، بھلا آپ چند بیوقوفوں کی گوسالہ پرستی سے سب کو ہلاک کر دیں گے، حضرت موسیٰ یہ سمجھے کہ ان کی قوم کی گوسالہ پرستی کی وجہ سے ان کو ہلاک کیا جا رہا ہے۔

إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ

یہ واقعہ محض آپ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ ایسے امتحانات سے جس کو آپ گمراہی میں ڈال دیں اور جس کو آپ چاہیں

تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾

ہدایت پر قائم رکھیں۔ آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں ہم پر مغفرت اور رحمت فرمائیے اور آپ سب معافی دینے والوں سے

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا

زیادہ ہیں۔ اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے

إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء کو

سِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

محیط ہو رہی ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ

وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾

دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

عمومی رحمت ربانی

یہ تو صرف ایک امتحان ہے، آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں، ہماری ان باتوں پر گرفت نہ فرمائیے۔ آپ درگزر کرنے والے ہیں، ہمارے لئے علم و عبادت اور گناہوں سے حفاظت اور جنت اور اس کی نعمتیں مقرر فرما دیجئے، ہم آپ سے توبہ کی درخواست کرتے ہیں یا آپ ہی کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری رحمت نیک و بد سب کے لیے عام ہے، اس پر شیطان کو غرور ہوا کہ میں بھی اس میں شامل ہوں، حق تعالیٰ نے اس کو اس رحمت سے خارج کر دیا۔ اور فرما دیا کہ جو لوگ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لاتے ہیں، میں ان لوگوں کا نام تو ضرور لکھ لوں گا۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا

وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ

حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ

(بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔

رحمت کے مستحق

اس پر اہل کتاب کو تکبر ہوا اور کہنے لگے کہ ہم اہل تقویٰ اور اہل کتاب ہیں، حق تعالیٰ نے ان کو بھی اس سے خارج کر دیا اور بیان فرما دیا کہ میری رحمت ان حضرات کے لئے ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا اتباع کرتے ہیں، آپ انہیں توحید و احسان کا حکم دیتے اور کفر و شرک سے روکتے ہیں اور جن چیزوں کو کتاب میں حلال کیا ہے جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے بکری کی چربی اس کو ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ کی حرمت ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور جو ان لوگوں پر عہد شکنی کہ جن کے توڑنے کی وجہ سے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں، ان کو اور جو سختیاں مثلاً کپڑے وغیرہ پھاڑنا تھیں دور کرتے ہیں۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ

سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا

ع ۶ ۹ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے)

اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ سو (ایسے) اللہ پر ایمان

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

لاؤ۔ اور اس کے (ایسے) نبی امی پر (بھی) جو کہ خود اللہ پر اور ان کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور اُن

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

(نبی ﷺ) کا اتباع کرو تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

غضب خداوندی سے نجات پانیوالے

سو عبداللہ بن سلام رض اور ان کے ساتھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور جان و تلوار سے آپ کی مدد کرتے ہیں اور قرآن کریم جو بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا گیا ہے، اس کے حلال کو وہ حلال اور حرام کو وہ حرام سمجھتے ہیں، ایسے ہی لوگ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانیوالے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیں کہ میں تمام لوگوں کی طرف اس خدا کا رسول ہوں، جو مرنے کے بعد زندہ کرتا، اور دنیا میں موت دیتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ اور اس کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور کلمہ پڑھا جائے تو حضرت مراد ہو جائیں، یعنی کہ حق تعالیٰ کے کن فرمانے سے وہ پیدا ہو گئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اتباع کرو تاکہ گمراہی سے ایمان کی طرف ہدایت حاصل ہو۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور قوم موسیٰ ؑ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو (دین) حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعتیں مقرر کر دیں اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے موسیٰ ؑ کو حکم

اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ

دیا جب کہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو۔ بس (مارنے کی دیر تھی) فوراً اس سے بارہ چشمے

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ

پھوٹ نکلے (چنانچہ) ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقعہ معلوم کر لیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے ان پر ابر کو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ؕ

سایہ فگن کیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ان کو ترنجبین اور بٹیر ہیں پا ہو بجائیں (اور اجازت دی کہ)

بنی اسرائیل کے بارہ خاندان

اور حضرت موسیٰ ؑ کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق عمل کرتی ہے اور وہ نہر رمل کے پرے رہنے والے لوگ ہیں۔

ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ ۱۲ خاندانوں میں تقسیم کردیا۔ نو خاندان علیحدہ ہیں اور ڈیڑھ خاندان مشرق کی طرف چین کی نہر رمل پر اُدھر ون میں ہے، اور ڈھائی خاندان تمام دنیا میں ہے۔

اور ہم نے موسیٰ ؑ کو حکم دیا کہ اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو، چنانچہ اس سے بارہ نہریں پھوٹ پڑیں اور ہر ایک خاندان نے اپنی نہر معلوم کرلی، اور وادی تیہ میں دن میں ابر ان کو سورج کی شدت سے بچاتا تھا اور رات کو چراغ کی طرح چمکتا تھا،

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا۔ لیکن اپنا ہی

يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا

نقصان کرتے تھے۔ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس سے

حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ

جس جگہ تم رغبت کرو۔ اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) اور (عاجزی سے) جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا

خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ہم تمہاری (پچھلی) خطائیں معاف کردیں گے (یہ تو سب کے لئے ہوگا اور) جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دیں گے۔ سو بدل

مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ

ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمے کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی، اس پر ہم نے ان پر ایک آفت

السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾

سماوی بھیجی۔ اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے۔

خسارہ میں رہنے والے

مگر انہوں نے غلطی کی اور اس سے محروم ہو گئے۔ ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی کیا ہے، یعنی اس بستی اریحا میں جا کر رہو، لا الٰہ الا اللہ یا توبہ توبہ کرتے ہوئے اریحا کے دروازہ سے عاجزی کے ساتھ داخل ہو ان گنہ گاروں نے جو ان کو کہنے کے لیے کہا گیا تھا تبدیلی کرلی اور حطۃ (توبہ) کے بجائے حنطۃ (گیہوں) کہنا شروع کر دیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اس تبدیلی کی وجہ سے ہم نے آسمان سے طاعون نازل کر دیا۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ

اور آپ (محمد) اپنے ہم عصر یہودی) لوگوں سے (بطور تنبیہ) اس بستی (والوں) کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے اس وقت کا

فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ

حال پوچھیے جب کہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد (شرعی) سے نکل رہے تھے جب کہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان (کے سامنے) مچھلیاں ظاہر

لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا

ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں، اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں، ہم ان کی اس طرح پر شدید آزمائش

يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ

کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ (پہلے سے) بے حکمی کیا کرتے تھے اور اس وقت کا حال پوچھیے جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یہ

مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً

کہا کہ تم لوگو لوگوں کو کیوں نصیحت کیے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں

اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے (اور اپنے) رب کے روبرو عذر کرنے کے لیے اور نیز اس لیے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔

یہود کی عدول حکمی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان یہود سے ایلہ بستی والوں کے متعلق بھی پوچھیے کہ جو سنیچر کے دن حد شرعی سے تجاوز کرتے تھے، اس دن پانی کی تہ سے کنارہ پر جماعت در جماعت مچھلیاں آتی تھیں، ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اس طرح ان کی آزمائش کرتے تھے۔

ایک جماعت نے کہا کہ اس ہلاک ہونے والی جماعت کو کیوں نصیحت کرتے ہو، انہوں نے کہا تاکہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں۔ اور ممکن ہے کہ یہ سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنے سے رک جائیں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ

(سو آخر) جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچالیا جو اس بری

وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىِٕیْسٍۭ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (۱۶۵)

بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو (حکم مذکور میں) زیادتی کرتے تھے۔ ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا یعنی جب جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـىِٕیْنَ (۱۶۶)

میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو (براہ قہر) کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ

اور وہ وقت یاد کرنا چاہیئے کہ جب آپ کے رب نے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر قیامت کے قریب تک ایسے

یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ۚۖ

(کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہونچاتا رہے گا۔ بلاشبہ آپ کا رب واقعی (جب چاہے)

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۶۷)

جلد ہی سزا دے دیتا ہے اور بلاشبہ وہ واقعی اگر کوئی باز آجائے (تو) بڑی مغفرت اور رحمت والا (بھی) ہے

یہود کے تین گروہ

غرضکہ ان لوگوں میں تین جماعتیں تھیں، ایک جماعت تو خود بھی شکار کرتی تھی اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتی تھی اور دوسری جماعت نہ شکار کرتی تھی اور نہ اس سے روکتی تھی۔ اور تیسری جماعت خود بھی شکار نہیں کرتی تھی اور دوسروں کو بھی اس سے روکتی تھی، چنانچہ پہلی شکاری جماعت کی صورتیں مسخ کردی گئیں اور اخیر والی دونوں جماعتیں بچ گئیں،

سو جب یہ لوگ اس امر کے تارک ہی رہے جو انہیں سمجھایا جاتا تھا، تو جو سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کرتے تھے ان کو بچالیا اور مچھلیاں پکڑنے والوں کو سخت عذاب میں گرفتار کرلیا، کہ ان کو کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

کہ جس وقت ان کے پروردگار نے انہیں یہ بتلادیا، کہ وہ ان پر ضرور ایسے شخص کو مسلط کرے گا، جو انہیں سخت ترین سزا جزیہ وغیرہ کی دے گا، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ہے۔ حق تعالیٰ ایسے شخص کو جو ایمان نہ لائے، سخت سزا دیتے ہیں۔ اور جو ایمان لائے اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ

اور ہم نے دنیا میں ان کی متفرق جماعتیں کر دیں۔ بعضے ان میں نیک تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے تھے۔

ذٰلِكَ ؗ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

(یعنی بد) اور ہم ان کو خوش حالیوں (صحت و غنا) اور بد حالیوں (بیماری و فقر) سے آزماتے رہے کہ شاید (ہم) سے

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ

باز آجاویں۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب (تورات) کو ان سے حاصل کیا اس دنیائے فانی

هٰذَا الْاَدْنٰى وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ

کا مال متاع لے لیتے ہیں۔ اور (اس گناہ کو حقیر سمجھ کر) کہتے ہیں کہ ہماری مغفرت ضرور ہو جاوے گی۔ حالاں کہ اگر ان کے

مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ

پاس (پھر) ویسا ہی مال و متاع (دین فروشی کے عوض) آنے لگے تو اس کو لے لیتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی سرکشی

ہم نے ان کو متفرق جماعتیں کر دیا اور وہ ساڑھے نو خاندان ماوراء النہر کی طرف تھے اور بقیہ مومن خاندان بنی اسرائیل کے تھے یا یہ کہ بقیہ بنی اسرائیل کے خاندان کفار تھے اور ہم نے انہیں فراخی، خوش حالی، نعمتوں اور قحط اور ہمہ قسم کی سختیوں سے آزمایا تاکہ وہ اپنی معصیت اور کفر سے لوٹیں۔
نتیجہ یہ ہوا کہ ان نیکوکاروں کے بعد دوسرے بدترین یہودی پیدا ہوئے جنہوں نے تورات لی اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نعت تھی اسے چھپایا تاکہ آپؐ کی نعت و صفت چھپا کر دنیا میں رشوت وغیرہ کا حرام مال حاصل کریں اور یہ کہتے ہیں کہ جو گناہ ہم سے دن میں ہوتے ہیں، حق تعالیٰ ان کی رات کو اور جو رات میں گناہ سرزد ہوتے ہیں حق تعالیٰ ان کی دن میں مغفرت فرما دیتے ہیں، حالاں کہ جیسا پہلے ان کے پاس حرام مال آتا تھا، آج بھی ویسا ہی آنے لگے تو اسے حلال سمجھ لیں۔

اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ

الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

کریں اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ (بھی) لیا اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لئے (اس دنیا سے) بہتر ہے جو

يَتَّقُونَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ

(ان عقائد و اعمال قبیحہ سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ پھر کیا (اے یہود) تم نہیں سمجھتے۔ اور (ان میں سے) جو لوگ کتاب کے پابند ہیں

وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ وَإِذْ

اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ

جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح ان کے اوپر معلق کر دیا اور ان کو یقین ہوا کہ اب ان پر گرا اور کہا کہ (جلدی) قبول کرو جو

خُذُوا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾

کتاب ہم نے دی ہے (یعنی تورات اور) مضبوطی کے ساتھ (قبول کرو) اور یاد رکھو جو احکام اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی

عمل سے گریز کرنیوالے

کیا ان سے سچ بولنے پر کتاب میں وعدہ نہیں لیا گیا اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت یا یہ کہ حلال و حرام کو پڑھ بھی لیا مگر اس پر عمل نہیں کیا۔

اور جنت ایسے لوگوں کے لیے جو کفر و شرک فواحش رشوت اور تورات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت میں تبدیلی سے بچتے ہیں، دار دنیا سے بہتر ہے، پھر نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے۔

اور جو حضرات جو کچھ کتاب میں ہے اس پر عمل کرتے ہیں، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے ہیں اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بیان کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو قائم کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کے عمل کو جو قول و فعل میں نیک ہوتے ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ضائع نہیں کرتے۔

اور جس وقت ہم نے پہاڑ کو اکھاڑ کر چھت کی طرح اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دیا اور انہیں کامل یقین ہو گیا کہ اگر ہم نے کتاب کو قبول نہ کیا تو ہمارے اوپر گرا دیا جائے گا۔

اس وقت کہا جو ہم نے تم کو دیا ہے، اس پر پوری مضبوطی اور دوام کے ساتھ عمل کرو، اور ثواب و عقاب کو یاد رکھو۔ یا یہ کہ اس کتاب میں جو اوامر و نواہی ہیں اسے محفوظ رکھو، یا یہ کہ جو اس میں حلال و حرام ہیں اس پر عمل کرو تاکہ غصہ اور نجاست سے نجات حاصل ہو۔

اور حق تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۚ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں. سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں: تاکہ تم لوگ، قیامت

اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا

کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہنے لگو کہ (اصل) شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔

مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے سو کیا ان غلط راہ (نکالنے) والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں۔

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کیا کرتے ہیں اور تاکہ وہ باز آجاویں۔

اولادِ آدمؑ سے میثاق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ واقعہ بیان کیجیے جب کہ ان کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکالا اور ان ہی سے اقرار لیا تو سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ بے شک آپ ہمارے پروردگار ہیں۔ تب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ ان پر گواہ ہو جاؤ، اور ان سے کہا کہ تم بھی ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ، تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے وعدہ نہیں لیا گیا تھا اور یہ نہ کہو کہ عہد شکنی تو ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے کی تھی اور ہم تو چھوٹے تھے، ہم نے تو ان کی اقتدا کر لی، تو کیا آپ ہمیں ہم سے پہلے ان مشرکوں کی عہد شکنی پر عذاب دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم قرآن کریم میں عہد و میثاق کے واقعات بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ کفر و شرک سے میثاق اول کی طرف رجوع کریں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ

اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں، پھر وہ اُن سے بالکل ہی نکل گیا۔

الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا

پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی۔

الْكَلْبِ ۚ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ

کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے۔ یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔

بلعم باعورا کا قصہ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ واقعہ بھی بیان کیجیے، پڑھ کر سنائیے، جسے ہم نے اسم اعظم دیا اور پھر وہ اس سے بالکل نکل گیا، اور وہ بلعم باعورا ہے۔ حق تعالیٰ نے اسے اسم اعظم کی بدولت عزت دی تھی، اس نے اس کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بد دعا کی تھی، حق تعالیٰ نے اس سے اس کا علم چھین لیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص امیہ بن ابی صلت ہے۔

حق تعالیٰ نے اُسے علم حسن اور کلام حسن کے ساتھ عزت دی تھی، مگر جب یہ ایمان نہ لایا تو حق تعالیٰ نے یہ دولت اس سے لے لی، شیطان نے اس کو دھوکہ دیا تو یہ گمراہ کافروں میں سے ہو گیا۔

اور ہم اسے اسم اعظم کی وجہ سے آسمان تک بلندی عطا کرتے اور دنیا والوں پر اسے بادشاہت عطا کرتے، مگر یہ دنیا کی دولت اور بادشاہت کی خواہش اور دیگر نفسانیت کی طرف مائل ہو گیا تو بلعم یا امیہ بن ابی الصلت کی مثال کتے کی طرح ہو گئی، کہ تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے اور حملہ نہ کرے تب بھی زبان نکال کر ہانپے۔

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ

یہی حالت (عام طور پر) ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجیے شاید وہ

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

لوگ کچھ سوچیں۔ (حقیقت میں) ان لوگوں کی حالت بھی بُری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور (اس

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

تکذیب سے) وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت کرتا ہے۔ سو ہدایت پانے والا وہی ہوتا ہے اور

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ

جس کو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ (ابدی) خسارہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور

كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۚ

انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں۔ جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے۔

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ

اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے۔ اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے، یہ لوگ

بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں۔ یہ لوگ غافل ہیں۔

منکرین کی مثال

یہی مثال بلعم اور امیہ کی ہے کہ ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے اور خاموشی سی اختیار کی جائے تو خود سے عقل نہیں آتی، یہی یہود کی حالت ہے، ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیجیے، تاکہ امثال قرآنی سے عبرت حاصل کریں۔ جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، ان کی مثال بُری ہے، کیوں کہ وہ کتے کی طرح ہیں اور سزا کے وجوب کی وجہ سے اپنا نقصان کرتے ہیں۔

جسے وہ اپنے دین کی ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے، اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کر دے وہ عذاب کے وجوب سے گھاٹے میں ہے، اور یہ حق بات کو قطعًا نہیں سمجھتے اور یہ حق کے سمجھنے میں چوپایوں سے بھی زیادہ بے راہ ہیں کیوں کہ یہ کافر ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے منکر ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو

فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ

جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی۔ اور ہماری مخلوق جن وانس میں ایک

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع　۲۲ ع ۱۲

جماعت ایسی بھی ہے جو حق (یعنی اسلام) کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں

امت محمدیہ کا مقام

صفات علیا یعنی علم و قدرت سمع و بصر سب اسی کے لئے ہیں اور جو اسماء حسنٰی اور اس کی صفات کے منکر یا ان کے اقرار سے اعراض کرتے ہیں، یا کہ اس کے اسماء و صفات میں شرکت کرتے ہیں، یعنی اس کے اسماء کے ساتھ لات و عزیٰ منات کو تشبیہ دیتے ہیں (یا یہ وں کے لئے اس کے اسماء کو ثابت کرتے ہیں) تو دنیا میں یہ جو شر آمیز باتیں کرتے تھے آخرت میں ان کو ان کا بدلہ مل جائے گا۔

اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہی کا حکم دیتی ہے اور خود بھی حق پر عمل کرتی ہے۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو بتدریج لیے جا رہے ہیں، اس طور پر کہ ان کو

يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا

خبر بھی نہیں۔ اور ان کو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا ان لوگوں نے اس بات میں

مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ

غور نہ کیا کہ ان کا جن سے سابقہ ہے ان کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف (عذاب سے) ڈرانے والے ہیں۔ اور کیا ان

يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ

لوگوں نے غور نہیں کیا، آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور (دیگر) دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور

شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ

اور اس بات میں (بھی) غور نہیں کیا، کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو۔ پھر قرآن کے بعد

حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾ مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ

کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لاویں گے۔ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا (رہبر عنقا حاصل)

وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾

اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

جھٹلانے والوں کا انجام

اور ابوجہل اور اس کے ساتھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور نزول عذاب کے بارے میں مذاق اڑا رہے ہیں تو ہم ان کو اس طرح عذاب سے پکڑیں گے کہ انہیں نزول عذاب کا علم بھی نہیں ہوگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے سب کو ایک ہی دن میں ہلاک کر دیا کہ کسی کو کسی کی ہلاکت کی خبر بھی نہ ہوئی میں ان کو مہلت دیتا رہتا ہوں، میرا عذاب اور میری گرفت بہت سخت ہے۔

کیا ان لوگوں نے آپس میں یہ نہیں سوچا کہ عیاذاً باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساحر ہیں اور نہ کاہن اور نہ مجنون۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے نبی کو تو جنون کا شائبہ تک بھی نہیں وہ تو رسول ہیں جو عذاب سے اس زبان میں ڈراتے ہیں۔ جسے یہ لوگ سمجھتے ہیں، کیا ان مکہ والوں نے سورج، چاند، تارے، بادل، اور زمین اور زمین میں جو کچھ درخت، پہاڑ، سمندر اور جانور ہیں اور دوسری تمام چیزوں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، غور نہیں کیا اور اس بات میں کہ شاید ان کی

ان کی ہلاکت و بربادی قریب آپہونچی ہے

یہ لوگ اگر کتاب اللہ پر ایمان نہیں لاتے تو اس کے بعد پھر کونسی کتاب پر ایمان لائیں گے۔ اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کردے، تو اسے پھر اس کے دین کا کوئی راستہ بتانے والا نہیں، اور وہ ان کے کفر اور ان کی گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا الخ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے قتادہ رح سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کو بلایا، آپ ایک ایک شاخ کو بلاتے تھے کہ اے بنی فلاں میں تم کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تو کسی کہنے والے نے کہا کہ تمہارے ساتھی مجنون ہیں، رات کو صبح تک مبہوت ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ الخ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے

عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا وہ آسمان اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر

وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ

محض اچانک آپڑے گی وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں۔ جیسے گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے اس کا علم خاص

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٧﴾

اللہ ہی کو پتا ہے ۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ

میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا خدا تعالیٰ نے چاہا اور اگر

كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ

میں غیب کی باتیں جانتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی، میں تو محض احکام شرعیہ

السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

بتلا کر ثواب کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

بشیر و نذیر ذات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والے قیام قیامت اور اس کے وقت کے متعلق آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کب آئے گی تو آپ فرما دیجیے کہ اس کا یہ علم کہ کب آئے گی، صرف میرے رب کے پاس ہے اس چیز کو بیان نہیں کیا گیا، اس کا قیام اور اس کے قائم ہونے کا علم زمین و آسمان والوں پر بہت بھاری حادثہ ہوگا اور وہ اچانک آئے گی، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ سے قیامت کے بارے میں اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں یا اس سے غافل ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اس کے قائم ہونے کا علم خاص حق تعالیٰ ہی کے پاس ہے مگر مکہ والے اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے،

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ میں نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر جس قدر حق تعالیٰ مجھے نفع (نقصان) پہنچانا چاہے (تو کسی فقیر و پیر کی حاجت روائی کرنے کی کیا مجال ہے)

اور اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تمہارے اوپر عذاب کب نازل ہوگا تو اس کے شکریہ میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا، اور تمہاری وجہ سے مجھے کسی قسم کا غم و پریشانی لاحق نہ ہوتی،

اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا کہ میں کب انتقال کروں گا تو بہت ہی زیادہ نیکیاں کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہوتی، یا یہ کہ مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ قحط کب ہوگا اور اشیاء کی گرانی کس وقت ہوگی، تو میں بہت سی نعمتوں کو جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی کوئی تنگی نہ ہوتی،

میں محض جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہوں،

لباب النقول فی اسباب النزول

شان نزول: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ الخ ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حمل بن ابی قشیر اور سموال بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں، جیسا کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب آئے گی، کیوں کہ ہم جانتے ہیں وہ کیا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا، نیز قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہ سوال کیا تھا، پھر حسب سابق روایت نقل کی،

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اور اللہ ایسا (قادر و منعم ہے) جس نے تم کو ایک تن واحد (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا (حوا) بنایا تاکہ وہ اس

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ

اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے، پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا۔ سو وہ اس کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی

پ ۹ ع فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا

پھر جب وہ بوجھل ہوگئی، تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جو کہ ان کا مالک ہے، دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح و سالم

صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا

اولاد دے دی تو ہم خوب شکر گذاری کریں گے۔ سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح و سالم اولاد دے دی۔

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے۔ سو اللہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو نہ بنا سکیں اور وہ خود ہی بنائے جاتے ہیں۔ اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد بھی،

لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى

بھی نہیں دے سکتے اور وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم ان کو کوئی بات تبلانے کو پکارو، تو

الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

تمہارے کہنے پر نہ چلیں۔ تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو اور یا تم خاموش رہو

نادانی پر زجر و توبیخ

نفس آدم علیہ السلام سے تمہیں پیدا کیا اور انہیں کے نفس سے ان کی بیوی حضرت حوا کو پیدا کیا، پھر میاں بیوی نے قربت کی تو وہ اس ہلکے سے حمل کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب حمل ثقیل ہو تو ابلیس کے وسوسہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کہیں کوئی جانور تو نہ ہو تو دعا کی کہ اگر یہ کامل الخلقت انسان ہو تو ہم اس پر خوب صبر کریں گے، جب میاں بی بی کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اس کے نام رکھنے میں ابلیس کو شریک ٹھہرانے لگے، چنانچہ عبد العزیٰ اور عبد الحارث نام رکھا، حق تعالیٰ ان بتوں کے شرک سے پاک ہے، یہ بت کسی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ یہ خود مخلوقِ خدا ہیں۔

اور یہ بت نہ اپنے کو نفع پہونچا سکتے ہیں، اور نہ نقصان کے دور کرنے پر قادر ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کفار کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ آپ کی بات کو قبول نہیں کریں گے، اور یہ کفار اس بات سے خاموش ہیں یا یہ کہ اے گروہ کفار اگر تم ان بتوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو یہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیں گے خواہ ان کو بلاؤ یا خاموش رہو وہ کسی قسم کا جواب نہیں دیں گے اور نہ ہی تمہاری پکار کو سنیں گے، کیوں کہ یہ مردہ ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو۔ وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں۔ تم ان کو پکارو۔

عُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ أَلَهُمْ

پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں۔ اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں

أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ

جن سے وہ چلتے ہیں۔ یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی

يُّبْصِرُوْنَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ط

آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں۔

بتوں کی آزمائش کا حکم

اور جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو وہ بت بھی انہی جیسے ہیں تو تم ان بتوں کو پکار کر دیکھو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں، پھر دیکھو کہ کیا وہ تمہاری بات کو سنتے ہیں، اور اس کا جواب دیتے ہیں۔ کیا ان بتوں کے ہاتھ ہیں کہ وہ کسی چیز کو لے سکیں، اور دے سکیں، یا آنکھیں اور کان ہیں کہ وہ تمہاری عبادت کو دیکھ سکیں اور تمہاری پکار کو سن سکیں۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ إِنَّ

آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلالو، پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ یقیناً میرا

وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ زصلے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

پروردگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور وہ عموماً نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا

اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی

أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا

مدد کر سکتے ہیں۔ اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں۔

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ

اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے - سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

کیجئے - اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے -

پروردگار عالم اللہ ہے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مشرکین مکہ سے فرما دیجئے، اپنے بتوں سے مدد طلب کرو اور پھر تم اور تمہارے بت بھی میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو، اور مجھے ذرا مہلت بھی مت دو، یقیناً میرا معین و مددگار اللہ ہے جس نے بذریعہ جبریل امین مجھ پر کتاب نازل کی ہے -

اور تم جن بتوں کی پرستش کرتے ہو وہ تمہیں نہ نفع پہنچا سکتے، اور نہ تم سے کسی چیز کو ٹال سکتے ہیں، بلکہ وہ تو خود اپنے ہی اوپر سے کسی آفت کو نہیں ٹال سکتے - اور اگر ان کو حق کی طرف بلاؤ تو چونکہ وہ مردہ اور بے روح ہیں کسی بات کا بھی جواب نہیں دے پائیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان بتوں کو دیکھتے ہیں، گویا کہ آنکھیں کھول کر آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر وہ تو بے جان ہیں جو مال بچوں سے بچ جائے، وہ لے لیا کیجئے مگر یہ منسوخ ہے، بلکہ جو آپ پر ظلم کرے اس سے درگزر کیجئے، اور جو آپ کو نہ دے اس کو دیجئے، اور جو قطع تعلق کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کیجئے، اور نیکی اور احسان کا حکم کیجئے، اور ابو جہل اور اس کے ساتھی جو مذاق اڑاتے ہیں ان سے درگزر کیجئے -

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے - بلاشبہ وہ خوب سننے

الْعَلِيْمُ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

والا خوب جاننے والا ہے - یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے تو وہ یاد

تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي

میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں - اور جو شیطان کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں

الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

کھینچے چلے جاتے ہیں - پس وہ باز نہیں آتے -

شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنے کا حکم

اور اگر کوئی وسوسہ غصہ کا آنے لگے تو شیطان کے وسوسے سے حق تعالیٰ کی پناہ مانگئے، وہ آپ کے استعاذہ کو سننے والا اور آپ کے وسوسہ کو جاننے والا ہے، جو خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی وسوسہ آجاتا ہے تو خدا کی یاد میں لگ جاتے ہیں اور معصیت سے رک جاتے ہیں، اور جو شیاطین اور مشرکوں کے بھائی ہیں، تو وہ ان کو کفر و گمراہی اور معصیت میں گھسیٹ کر لے جاتا ہے، پھر وہ اس سے نہیں رکتے۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے۔ آپ فرما دیجئے کہ

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ؕ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور

وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا

ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں، اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور

لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

خاموش رہا کرو، امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔ اور (اے محمد ﷺ آپ) ہر ہر شخص سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے

تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام (یعنی علی الدوام)

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا یقیناً جو (ملائکہ) تیرے رب کے نزدیک (مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے

ع ۱۸ ۲۴ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ سجدہ

(جیسے ہم اصل عقائد میں) تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں (جو کہ طاعت لسانی ہے) اور اس کو سجدہ کرتے ہیں (جو کہ اعمال

مشرکین مکہ کی لغو باتیں

اور اہل مکہ کے مطالبہ پر جب کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ منجانب اللہ یہ معجزہ کیوں نہیں لائے، یا اپنی طرف سے کیوں نہیں لے کر آئے۔ آپ ان سے فرما دیجئے

کہ میں تو قول و فعل میں اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے۔
یہ قرآن کریم اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے، اور جو قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے لئے عذاب سے رحمت ہے
جب فرض نمازوں میں قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی قرارت سنو، اور اس کے لئے خاموش رہو۔
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ امام ہوں تو صرف آپ ہی عاجزی اور خوف کے ساتھ قرارت کیجئے، زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام یعنی صبح کی نماز اور مغرب عشا کی نمازوں میں اور اگر آپ ہوں یا تنہا نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز میں قرآن کریم کی قراءت نہ چھوڑیئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ الخ یہ نماز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آواز بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابوہریرہ رضی سے نقل کیا ہے کہ نماز میں کلام کیا کرتے تھے،
اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب قرآن کریم پڑھا جائے، الخ اعد عبداللہ بن مغفل رضی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور ابن جریر رحمہ نے بھی ابن مسعود رضی سے اسی طرح روایت نقل کی ہے نیز زہری سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے کچھ نوجوانوں کے بارے میں نازل ہوئی کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کچھ پڑھتے تو وہ بھی پڑھتے تھے۔
اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بواسطہ ابو معشر محمد بن کعب سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت کو بغور سنتے تھے، آپ جب بھی (نماز میں) قرارت کرتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ پڑھتے تھے تاآنکہ سورۂ اعراف کی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ نازل ہوئی، امام سیوطی رحمہ فرماتے ہیں ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے۔ اور ملائکہ حق تعالیٰ کی اطاعت اور اقرارِ عبودیت سے تکبر نہیں کرتے، ہر وقت اس کی اطاعت کرتے اور اس کے سامنے سربسجود ہیں۔

اٰیاتھا ۷۵	(۸) سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ (۸۸)	رکوعاتھا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

جو لوگ آپ سے (خاص) غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ

سو تم اللہ سے ڈرو۔ اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول

وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

تقاضائے ایمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سورۂ انفال ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ کے علاوہ یہ پوری سورت مدنی ہے، کیوں کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں قتال سے پہلے مقام بیدار میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورت میں ۷۶ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو تیس کلمات اور پانچ ہزار دو سو چورانوے حروف ہیں۔

بدر کے دن آپ کے اصحاب آپ سے خاص غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجیے کہ بدر کے دن کی غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ملک ہیں، تمہیں اس بارے میں کوئی اختیار نہیں، یا یہ کہ حق تعالیٰ کی ملک ہیں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اس میں نافذ ہوگا، غنائم کے لینے میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور باہمی جھگڑوں کی اصل کو کم کرو کہ کہیں غنی فقیر پر اور قوی ضعیف پر اور جوان بوڑھے پر زیادتی نہ کرے۔

جب تم حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو امور صلح میں ان ہی کی اطاعت کرو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورۂ انفال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ امام ابو داؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرما دیا تھا، کہ جو شخص کسی کو قتل کرے یا قید کرے اس کو اتنا اتنا انعام ملے گا۔ سو بوڑھے تو جھنڈوں کے نیچے رہے اور جوان لوگ مال غنیمت کی طرف دوڑے، بوڑھوں نے ان جوانوں سے کہا، ہم کو اس میں شریک کرو، ہم تمہارے مددگار تھے اور اگر تم پر کوئی حادثہ پڑتا، تو تم ہماری ہی پناہ لیتے اس میں گفتگو ہوگئی۔ آپ تک مقدمہ آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بدر کے روز میرا بھائی عمیر قتل کیا گیا، تو میں نے اس کے بدلے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یہ تلوار مجھے دے دیجیے، آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو غنیمت میں رکھ دو۔ میں لوٹا مگر مجھے بہت رنج ہوا ایک تو میرے بھائی قتل ہوئے اور دوسرے میرے سامان لینے کا بس ذرا ہی چلا تھا کہ سورۂ انفال نازل ہوگئی آپ نے فرمایا جاؤ اپنی تلوار لے لو۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں بدر کے روز ایک تلوار لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے میرے سینے کو مشرکین سے محفوظ رکھا ہے یہ تلوار مجھے ہبہ کر دیجیے، آپ نے فرمایا یہ نہ میری ہے اور نہ تیری مجھ کو رنج ہوا۔ میں نے دل میں کہا کہ مجھ کو ہی ملے گی، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی وہ اس وقت میری نہ تھی اور اب وہ میری ہے بس تم کو دیتا ہوں، فرماتے ہیں کہ پھر يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ یہ آیت نازل ہوگئی۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار اخماس نکالنے کے بعد پانچویں حصہ کا حکم دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ الخ۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

(کیونکہ) پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ (مضبوط) کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے

يَتَوَكَّلُونَ ② الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ③

رب پر توکل کرتے ہیں (اور) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

ہیں۔ (بس) سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں۔ ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ④

(ان کے لئے) مغفرت ہے اور عزت کی روزی

عظیم اجر کے مستحق

کیونکہ ایمان والوں کو تو منجانب اللہ جب کسی چیز مثلاً صلح وغیرہ کا حکم دیا جاتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں، اور جب ان پر آیات خداوندی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے یقین صدق اور ایمان کو اور پختہ کر دیتی ہیں وہ حضرات غنیمتوں پر تکیہ نہیں کرتے اور وہ حضرات پانچوں نمازوں کو ان کے اوقات پر با وضو کمال رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اسے اطاعت خداوندی میں خیرات کرتے ہیں، یا یہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بس کامل اور سچے ایمان والے یہی ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں بڑے بڑے درجے ہیں اور دنیا میں ان کے گناہوں کی معافی ہے اور جنت میں ان کے لئے بہترین ثواب ہے۔

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ

جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر (اور بستی) سے مصلحت کے ساتھ آپ کو بدر کی طرف روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت

الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ⑤ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ

اس کو گراں سمجھتی تھی (اور) وہ اس مصلحت (کے کام) میں بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا (اپنے بچاؤ کے لئے) آپ سے بطور مشورہ)

كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ وَإِذْ يَعِدُكُمُ

اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لیے جاتا ہے۔ اور وہ دیکھ رہے ہیں۔ اور تم لوگ اس وقت کو

اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجاوے گی اور تم اس تمنا میں

الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

تھے کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آجاوے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً)

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

ثابت کردے۔ اور ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کردے تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً) ثابت

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝٨

کردے گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں

منشاءِ خداوندی

یہ امر بھی بضمن مصالح ہیں ایسا ہی ہے، جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آپ کے پروردگار نے مدینہ منورہ سے قرآن کریم کے ساتھ یا جنگ کے ارادہ سے (بدر کی طرف) روانہ کیا۔

اور ایک جماعت لڑائی کو شاق سمجھ رہی تھی اور باوجودیکہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ آپ بغیر حکم الٰہی کے کوئی کام نہیں کرتے، وہ آپ سے جنگ کے بارے میں بطور مشورہ کے جھگڑ رہے تھے۔

اور وہ وقت بھی یاد کرو، جب تم سے دو جماعتوں یعنی قافلہ اور لشکر میں سے ایک کے غنیمت میں ملنے کا وعدہ کیا تھا اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے، اور حق تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنی مدد اور قوت سے دین اسلام کا حق ہونا ظاہر کردے، اور ان کافروں کی جڑ ہی کاٹ دے تاکہ دین اسلام کا مکہ مکرمہ میں بول بالا ہو۔

شرک اور شرک والے نیست و نابود ہو جائیں، اگرچہ یہ مشرک اس چیز کو ناپسند ہی کریں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ الخ

ابن ابی حاتم رح اور ابن مردویہ رح نے ابوایوب انصاری رض سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے۔ ہمیں اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ آرہا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ارادہ ہے، ممکن ہے حق تعالیٰ ہمیں غنیمت عطا فرمائے، چنانچہ ہم نکلے اور ایک یا دو دن چلے کہ ابوجہل لشکر لے کر بدر میں آگیا آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے، ہم نے عرض کیا اس قوم سے قتال کی تو ہمارے اندر طاقت نہیں، ہم تو صرف قافلہ کی نیت سے آئے تھے، اس پر حضرت مقداد رض نے فرمایا ایسا مت کہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ تم اور تمہارا خدا جا کر لڑلو

ہم یہیں بیٹھے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ الخ اور ابن جریر نے ابن عباس سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا

مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی

جو سلسلہ وار چلے آویں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس حکمت کے لئے کی کہ (غلبہ کی) بشارت ہو، اور تاکہ تمہارے دلوں کو

وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُکُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ

(اضطراب سے) قرار ہو جاوے اور (واقع میں تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ جو کہ زبردست حکمت

عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿۱۰﴾ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ ع ۱۵

والے ہیں۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور تم پر

عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ

کے قبل تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدث اصغر و اکبر سے) پاک کر دے اور تم

الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔

ہزار فرشتوں سے امداد

بدر کے دن جب تم مدد کے لئے دعا کر رہے تھے، پھر تمہاری پکار سن لی کہ ایک ہزار فرشتوں سے میں تمہاری مدد کروں گا جو سلسلہ وار چلے آویں گے اور یہ امداد محض اس حکمت سے تھی کہ تمہیں غلبہ سے بشارت ہو اور واقعی فرشتوں کی یہ امداد اس ذات کی طرف سے تھی جو اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکیم ہے کہ ان کے لئے قتل اور شکست کا فیصلہ کیا، اور تمہارے لئے غنیمت اور مدد کا فیصلہ۔

اور اس وقت کو یاد کرو جب حق تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے دشمن سے راحت دینے کے لئے اونگھ کو طاری کر رہا تھا اور یہ حق تعالیٰ کی جانب سے تم پر بڑا احسان تھا اور آسمان سے پانی برسایا تاکہ تمہیں حدث اصغر و حدث اکبر سے پاک کر دے، اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دور کر دے، اور اس کے لئے تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور بارش سے ریت پر تمہارے پاؤں کو جما دے یا یہ کہ بارش سے ریت کو جما دے تاکہ پیر اس پر جمنے لگیں۔

باب لنقول فی سبب النزول

فرمانِ الٰہی اِذْ تَسْتَغِيثُونَ الخ امام ترمذیؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین سو تیرہ تھے۔ چنانچہ آپؐ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اٹھا کر اپنے پروردگار سے دعا کرنے لگے کہ الٰہ العالمین جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا کر، الٰہ العالمین مسلمانوں کی اگر یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی۔ تو پھر زمین پر عبادت نہیں کی جائے گی آپؐ برابر قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دراز کئے ہوئے اپنے پروردگار سے دعا کرتے رہے۔ تاآنکہ آپؐ کی چادر مبارک گر گئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپؐ کی چادر مبارک اٹھا کر آپؐ کے شانوں پر ڈالی، پھر آپؐ کو پیچھے کی طرف سے چمٹ گئے۔ اور عرض کرنے لگے، اے نبی اللہ آپؐ کے پروردگار سے آپؐ کی آہ وزاری کافی ہو گئی، وہ ضرور اس چیز کو پورا کرے گا، جس کا اس نے آپؐ سے وعدہ کیا ہے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ الخ چنانچہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی فرشتوں کے ذریعہ سے مدد فرمائی۔

اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا

اس وقت کو یاد کرو جب آپؐ کا رب ان فرشتوں کو حکم دیتا کہ میں تمہارا ساتھی (و مددگار) ہوں سو (مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان

سَاُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

والوں کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم (کفار کی) گردنوں کو مارو اور ان کے

وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ

پور پور کو مارو۔ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت

رَسُولَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ

کی اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ (اس کو) سخت سزا

الْعِقَابِ ۝۱۳ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝۱۴

دیتے ہیں۔ سو یہ مزہ چکھو اور جان رکھو کہ کافروں کے لئے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے (جہاد میں) دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے

تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝

پشت مت پھیرنا

رعب کے ذریعہ مدد

اور جب آپ کے پروردگار نے ان امداد کے فرشتوں کو وحی کی یا حکم دیا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں کہ لڑائی میں مومنوں کو مدد و نصرت کی بشارت دے کر ان کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ان کفار کے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کا رعب ڈالے دیتا ہوں۔ یہ ان کفار کا قتال اس واسطے کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے دین کی مخالفت کی ہے اور جو ایسا کرتا ہے، اُسے جس وقت سزا دیتے ہیں سخت سزا دیتے ہیں۔ اور اس دنیا میں بھی سزا چکھو اور آخرت میں بھی جہنم کا عذاب ہے۔ بدر کے دن کفار سے دوبدو ہو جانے کے بعد ان سے پشت مت پھیرو۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا

اور جو شخص ان سے اس موقع پر مقابلہ کے وقت پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف

اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجاوے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری

الْمَصِيْرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ

جگہ ہے۔ سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے (بے شک) ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں

اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً

پھینکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ اور تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب عوض دے بلاشبہ اللہ تعالیٰ

حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ

(ان مومنین کے اقوال کے) خوب سننے والے (اور ان کے افعال و احوال کے) خوب خوب جاننے والے ہیں ایک بات تو یہ ہوئی اور دوسری

كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔ اور اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تو تمہارے سامنے آموجود

تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ

ہوں۔ اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے نہایت خوب ہے۔ اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت

فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

تمہارے ذرا بھی کام نہ آوے گی گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دراصل میں، ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔

فرار پر عتاب

اور جو شخص بدر کے دن شکست کھا کر ان سے پشت پھیریگا، مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے اور مدد حاصل کرنے کی وجہ سے ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی جو ایسا کرے گا، وہ حق تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی کے ساتھ واپس ہوگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور بدر کے دن جبریل امین ؑ اور دوسرے فرشتوں نے کفار کو قتل کیا اور مشرکین کے مونہوں تک آپ نے مٹی نہیں پھینکی لیکن واقعی وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ تاکہ اس مٹی پھینکنے کی وجہ سے مدد اور غنیمت کے ذریعہ مسلمانوں کو بہترین بدلہ دے، حق تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والا اور تمہاری مدد سے باخبر ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔

مدد خداوندی مومنوں کے ساتھ ہے

اگر تم مدد طلب کرتے ہو تو مدد تو تمہارے مقابلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ کے لئے آچکی، کیونکہ ابوجہل نے لڑائی شروع ہونے اور شکست کھانے سے قبل دعا کی تھی کہ الٰہ العالمین دونوں دینوں میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور جو سب سے افضل ہو اس کی مدد کر، چنانچہ حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ کی مدد فرمائی۔

اور اگر تم قتال اور کفر سے باز آجاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

اور اگر تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کی تیاری کرو گے، تو پھر بدر کی طرح ہم دوبارہ تمہارا خاتمہ کریں گے۔ اور تمہاری جماعت خواہ کتنی بھی زیادہ ہو۔ عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ الخ امام حاکم بواسطہ سعید بن المسیبؒ مسیب سے نقل کیا ہے کہ ابی بن خلف احد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا، اس کا راستہ چھوڑ دیا، اس کے سامنے سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کی ہنسلی اس کے خود اور زرہ کے درمیان سے دیکھی، آپ نے اس میں اپنا نیزہ مارا، وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اور آپ کے نیزہ مارنے سے خون وغیرہ نہیں نکلا۔ البتہ اس کی زرہ کی کڑیوں میں سے ایک کڑی ٹوٹ گئی، اس کے ساتھی دوڑ کر اس کے پاس آئے، اور وہ بیل کی طرح چیخ رہا تھا، تو اس کے ساتھیوں نے کہا، ایسی کیا بات پیش آئی، یہ تو معمولی سی خراش ہے، تو اس نے ان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا کہ نہیں بلکہ میں ابی کو قتل کروں گا اس کے بعد وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس قدر مجھے چوٹ آئی ہے اگر اس قدر ذی المجاز والوں کو آتی سب مر جاتے۔ غرضکہ ابی مکہ جانے سے پہلے ہی مر گیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ

إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر غریب ہے۔

اور ابن جریر رحؒ نے عبدالرحمٰن بن جبیر رحؒ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن تیر کمان منگوائی اور تیر قلعہ پر مارا، تیر گھستا چلا گیا، تا آنکہ ابن ابی الحقیق کو مار ڈالا اور وہ اپنے بستر پر تھا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ یہ حدیث مرسل ہے، سند عمدہ ہے مگر غریب ہے۔

مگر مشہور یہ ہے کہ یہ آیت بدر کے دن اس وقت نازل ہوئی، جب کہ آپؐ نے کفار کی طرف ایک مٹھی بھر کر کنکریاں ماریں، چنانچہ ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور طبرانی نے حکیم بن حزام سے نقل کیا ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو ہم نے کچھ آواز سنی، گویا کہ آسمان سے زمین کی طرف آئی، گویا کہ وہ کنکریوں کی سی آواز ہے جو ایک طشت میں آئیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو پھینکا ان ہی کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی اسی چیز کی طرف حق تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ الخ اور ابوالشیخ رحؒ نے اسی طرح جابر رضؓ اور ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، نیز ابن جریر رحؒ نے دوسرے طریقے سے اسی طرح مرسل روایت نقل کی ہے۔

فرمانِ الٰہی اِن تَسْتَفْتِحُوا الخ امام حاکم رحؒ نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے نقل کیا ہے کہ یہ دعا کرنے میں ابوجہل تھا کیوں کہ اس نے مقابلہ کے وقت کہا اے اللہ جو ہم میں قاطع رحم ہو اور ایسی باتیں کرتا ہو جس کا اسے علم نہ ہو اس کو ہلاک کر دے تو اس کے حق میں یہ استفتاح تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے سامنے آموجود ہوا الخ

اور ابن ابی حاتم رحؒ نے عطیہ سے نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے دعا کی، اے اللہ دونوں جماعتوں میں جو زیادہ عزت و شرافت والی ہو اس کی مدد فرما چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور اس کے رسول ؐ کا اور اس کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو اور تم

وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ

اعتقاد سے سن تو لیتے ہی ہو۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ

لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ

سنتے سناتے کچھ نہیں۔ بے شک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں

الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾

جو کہ ذرا نہیں سمجھتے۔

روگردانی سے باز آنے کا حکم

یعنی صلح کے معاملات میں حکم الٰہی اور فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی مت کرو۔ اور تم نصائح قرآنی اور امور صلح کو سن تو لیتے ہی ہو، اور اطاعت میں

یا نافرمانی کرنے میں عبدالدار اور نضر بن حارث وغیرہ کی طرح مت ہو جو زبان سے دعوی اطاعت کا کرتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ اطاعت نہیں کرتے اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے کہ بدترین خلائق خلقت و اخلاق کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں جو حق کی بات سننے اور کہنے سے بہرے اور گونگے ہیں اور حکم خداوندی اور توحید الٰہی کو قطعاً نہیں سمجھنے اور سمجھانے

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا

اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتے تو ان کو سننے کی توفیق دیتے اور اگر ان کو اب سنادیں تو ضرور روگردانی کریں گے

وَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ

بے رخی کرتے ہوئے۔ اے ایمان والو تم اللہ اور رسول ؐ کے کہنے کو بجا لایا کرو جب

وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ

کہ رسول ؐ تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾

کے اور اس کے قلب کے درمیان میں اور بلاشبہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

اطاعت خدا اور رسول کا حکم

اور اگر حق تعالیٰ بنی عبد دار وغیرہ میں کوئی خوبی دیکھتے تو انہیں ایمان کی دولت سے بہرہ ور فرماتے۔

اور اگر اس حالت میں ان کو ایمان کی توفیق دیدیں تو وہ ضرور اس سے روگردانی کر جائیں اور تکذیب کرنا شروع کر دیں حق تعالیٰ کو ان کی اس حالت کا بخوبی علم ہے، اے اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے کہنے کو بجا لایا کرو جبکہ وہ تمہاری عزت و شرافت اور قتال سے زندگی بخش چیز کی طرف تم کو بلایا کریں۔

اے گروہ مسلمین حق تعالیٰ مومن اور اس کے قلب کے درمیان محافظ بن جاتا ہے: بایں طور کہ قلب مومن کو ایمان کے اوپر محفوظ رکھتا ہے، کہ اس سے کفر سرزد نہیں ہوتا اور کافر کے دل کو کفر ہی پر قائم رکھتا ہے کہ اسے ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوتی، اور بلاشبہ آخرت میں تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے وہ تمہارے اعمال کا تم کو بدلہ دے گا۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ

اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں، اور جان

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ

رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے۔ سرزمین میں

قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

کمزور شمار کیے جاتے تھے۔ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں)

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اللہ نے تم کو (مدینہ میں) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ

تاکہ تم شکر کرو۔ اے ایمان والو تم اللہ کے اور رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور اپنی قابل

وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

حفاظت چیزوں میں خلل مت ڈالو اور تم تو اس کا (مضر ہونا) جانتے ہو۔

ماضی کو یاد کرو

اور تم ہر ایک ایسے وبال سے بچو جو کہ ظالم و منظلوم سب کو شامل ہوگا اور اگر اے مہاجرین! اس وقت کو بھی یاد کرو جب کہ تم تعداد میں کم تھے، اور کمزور شمار کیے جاتے تھے، سرزمین مکہ میں اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ مکہ والے تم کو کھسوٹ نہ لیں یا تم کو قید نہ کر لیں تو ہم نے تم کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے دن تمہاری مدد کی۔ اور اپنی نصرت سے تم کو قوت دی اور تم کو مال غنیمت عطا فرمایا۔ تاکہ بدر کے دن جو تمہیں نصرت اور غنیمت حاصل ہوئی اس نعمت خداوندی پر اس کا شکر کرو۔

نیز مروان اور ابو لبابہ بن عبد المنذر تم بنی قریظہ کو اس بات کا اشارہ کر کے کہ سعد بن معاذ کے حکم پر مت اترو، دین خداوندی میں خلل مت ڈالو، اور تم فرائض خداوندی میں جن کی حفاظت تم پر امانت کے طریقہ پر واجب ہے خلل مت ڈالو اور تم اس خلل کو جانتے ہی ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ الخ سعید بن منصور وغیرہ نے عبد اللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ابو لبابہ بن عبد المنذر کے بارے میں نازل ہوئی، قریظہ والے دن ان سے بنو قریظہ نے پوچھا تھا کہ یہ کیا فیصلہ ہوگا، تو انہوں نے حلق کے ساتھ اشارہ کر کے بتلا دیا تھا کہ گردنیں اڑا دی جائیں گی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس اشارہ کے بعد میری قوم اپنی جگہ سے نہیں ہٹی مگر میں نے بخوبی جان لیا کہ میں نے حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے معاملہ میں خیانت کی ہے، اور ابن جریر وغیرہ نے جابر بن

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان مکہ مکرمہ سے نکلا تو جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
آپ کو بتلایا کہ ابوسفیان فلاں جگہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ابوسفیان فلاں مقام پر ہے اس
کی طرف چلو اور اس بات کو صیغہ راز میں رکھو، تو منافقین میں سے ایک شخص نے ابوسفیان کو اس کی اطلاع کر دی کہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم تمہارے ارادہ سے نکل رہے ہیں، لہٰذا اپنی حفاظت کر لو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو، یہ حدیث بہت غریب ہے، اس کی سند اور متن میں کلام ہے، نیز ابن جریر نے
سدی سے نقل کیا ہے کہ منافقین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کی خبر لگاتے اور پھر اس کا افشا کر دیتے تا آنکہ مشرکین کو
اس کی اطلاع ہو جاتی تھی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور تم اس بات کو بھی جان رکھو

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا ع ۲ ۱۷

کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر (موجود) ہے۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

بڑے فضل والا ہے۔

عظیم ثواب کے حق دار

اور لبابہ رضی اللہ عنہ یہ بات بھی جان لو کہ بنی قریظہ میں جو تمہارے اموال و اولاد ہیں، وہ تمہارے لئے ایک امتحان کی چیز ہے اور جہاد پر جنت میں بہت عظیم الشان ثواب
ہے، اگر تم اوامر خداوندی اور نواہی خداوندی میں اس سے ڈرتے رہو گے۔ تو وہ تمہیں نصرت اور نجات عطا
فرمائے گا اور تمہارے تمام صغیرہ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور حق تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور جنت کے
ذریعہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ

اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت (بڑی بڑی) تدبیریں سوچ رہے تھے کہ (آیا) آپ کو قید کر لیں یا

اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

یا آپ کو خارج وطن کر دیں۔ اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ (میاں) اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰

مستحکم تدبیر والا اللہ تعالیٰ ہے۔

مختلف باتیں

اور دار الندوہ میں جب ابوجہل اور اس کے ساتھی آپ کے متعلق بڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے تو عمرو بن ہشام بولا کہ آپ کو قید کر لیں اور ابوجہل بن ہشام کا مشورہ تھا کہ سب مل کر آپ کو قتل کر ڈالیں اور ابو البختری بن ہشام کی رائے تھی کہ آپ کو خارج وطن کر دیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ کو قتل کرنے اور ایذار پہونچانے کے بارے میں اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور حق تعالیٰ بدر کے دن ان لوگوں کے قتل اور نیست ونابود ہو جانے کی تدبیر فرما رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا حق تعالیٰ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ الخ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت اور ہر ایک قبیلہ کے شرفاء دار الندوہ میں جانے کے لیے جمع ہوئے، راستہ میں ان کو ابلیس ایک بہت بوڑھے آدمی کی شکل میں ملا، جب ان لوگوں نے ان کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ ابلیس بولا کہ میں اہل نجد کا ایک شیخ ہوں، میں نے سنا کہ تم سب لوگ جمع ہو رہے ہو تو اس لیے میں آگیا تاکہ میری رائے سے تم محروم نہ ہو تو ان لوگوں نے کہا، بہت اچھا کیا۔ آیئے، چنانچہ یہ ابلیس بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر چلا گیا اور جا کر بولا کہ اچھا اس شخص یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں غور کرو، تو کسی نے کہا کہ ان کو مضبوط بیڑیوں میں قید کر کے ڈال دو تاکہ ان پر صدیاں گذر جائیں تو جیسا کہ پہلے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے، کیوں کہ یہ بھی ان ہی جیسے ایک ہیں۔

یہ سنکر حق تعالیٰ کا دشمن نجدی بوڑھا بولا یہ تمہاری رائے ٹھیک نہیں کیوں کہ ان کے قید کی جگہ سے ان کے ساتھیوں تک کوئی سبیل نکل جائے گی اور وہ سب ایک دم آکر ہجوم کر جائیں گے جس کی وجہ سے تمہارے ہاتھوں سے ان کو لیجائیں گے۔ اور پھر تم سے ان کی حفاظت کریں گے اور تم پر وہ اطمینان نہیں کریں گے؛ تا آں کہ ان کو تمہارے شہر سے لے جائیں گے۔ لہٰذا اس کے علاوہ اور کوئی رائے سوچو، تو کسی کہنے والے نے کہا ان کو اپنے درمیان سے نکال دو اور ان سے راحت حاصل کرو، کیوں کہ جب وہ تمہارے درمیان سے چلے جائیں گے تو ان کی باتیں تم کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکیں۔

تو یہ نجدی بوڑھا بولا: خدا کی قسم یہ بھی تمہاری رائے ٹھیک نہیں ہے، کیا تم ان شیریں زبان اور سلاست بیان اور دلوں میں اثر کر جانے والی باتیں نہیں سنتے ہو، خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا اور پھر انہوں نے اپنا کلام عرب کے سامنے پیش کیا تو سب عرب ان پر جمع ہو جائیں گے، اور پھر سب تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں تمہارے شہر سے نکال باہر کریں گے، تمہارے شرفاء کو قتل کر دیں گے سب نے اس رائے کو پسند کیا تو بوڑھا بولا کہ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سوچو، تو ابوجہل بولا کہ اب میں ایسی رائے پیش کرتا ہوں جس کی طرف تم لوگوں کی ابھی تک کوئی توجہ نہیں ہوئی ہوگی اور اس کے علاوہ تم دوسری رائے بھی پسند نہیں کرو گے، سب نے کہا

وہ کیا رائے ہے؟ ابوجہل بولا کہ ہر ایک قبیلے سے ایک نوجوان بہادر کو چن لو اور پھر ان میں سے ہر ایک نوجوان کو ایک ننگی تلوار دے اور اس کے بعد سب مل کر ایک ساتھ (العیاذ باللہ) آپ کو قتل کر دیں، اس طریقہ پر قتل کرنے میں آپ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس قبیلہ بنی ہاشم میں پورے قریش سے مقابلہ کی قدرت ہوگی جب بنی ہاشم اس دشواری کو دیکھیں گے تو دیت قبول کر لیں گے اور ہمیں ان سے راحت مل جائے گی اور ہم سے ان کی تکالیف دور ہو جائیں گی۔

یہ سنکر نجدی بوڑھا بولا، خدا کی قسم رائے اس نوجوان کی رائے ہے، اس سے بہتر اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی، چنانچہ سب اس رائے پر اتفاق کر کے وہاں سے نکل گئے،

ادھر جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو حکم دیا کہ جس بستر پر آپ رات کو آرام فرماتے ہیں اس پر آرام نہ فرمائیں اور آپ کی قوم کے مکر سے آپ کو مطلع کیا۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات اپنے گھر میں آرام نہیں فرمایا اور اس وقت حق تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں حق تعالیٰ نے اپنے اس انعام کو جو آپ پر فرمایا تھا یاد دلا رہا ہے یعنی اس واقعہ کا بھی ذکر کیجیے جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے الخ۔

اور ابن جریر رحمتہ نے بواسطہ عبید بن عمیر، مطلب بن ابی وداعہ سے نقل کیا ہے کہ ابو طالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کی قوم آپ کے بارے میں کیا مشورہ کر رہی ہے، آپ نے فرمایا وہ مجھے قید کرنے یا قتل کر ڈالنے یا جلا وطن کی تیاری کر رہی ہے۔ ابو طالب نے کہا کہ آپ کو اس کی کس نے اطلاع دی، آپ نے فرمایا میرے پروردگار نے، ابو طالب بولے کہ پروردگار تو تمہارا ہے اس کو نیکی کے بارے میں کہو، آپ نے فرمایا کہ میں پروردگار کو وصیت کروں بلکہ وہ مجھ کو وصیت فرماتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی الخ۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ فرماتے ہیں کہ ابو طالب کا اس میں ذکر غریب بلکہ منکر ہے، کیونکہ یہ واقعہ ہجرت کی رات میں پیش آیا ہے، اور ہجرت ابو طالب کے انتقال کے تین سال بعد پیش آئی ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو اس کے برابر ہم بھی کہلا دیں یہ

هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا

کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں۔ اور جب کہ ان لوگوں نے کہا

اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا

کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ

یا ہم پر (اور) کوئی دردناک عذاب واقع کر دیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو (ایسا) عذاب دیں اور (نیز) اللہ تعالیٰ ان کو (ایسا) عذاب نہ

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

دیں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں۔

بے سند و بے سروپا باتیں

اور جب نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہمارے اوامر و نواہی پڑھے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اس کے برابر ہم بھی کہہ لائیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ تو پہلے لوگوں کی بے سند باتیں ہیں اور جب نضر بن حارث نے کہا کہ اے اللہ جو کچھ محمد کہتے ہیں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے اگر یہ واقعی حق ہے تو اس کے نہ ماننے پر آسمان سے پتھر برسا یا اور کوئی دردناک عذاب بھیج، چنانچہ یہ نضر بن حارث بدر کے دن مارا گیا،

اور حق تعالیٰ آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو عذاب سے ہلاک نہیں کریں گے، اس حالت میں وہ ایمان کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

وَاِذَا تُتْلٰى الخ۔ ابن جریر رہ نے سعید بن جبیر رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط طعیمہ بن عدی اور نضر بن حارث کو قتل کروایا اور مقداد رض نے نضر کو قید کیا تھا، جب نضر کی گردن اڑانے کا آپ نے حکم دیا تو مقداد رض نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا قیدی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا اس نے کتاب اللہ میں بہت زبان درازی کی ہے اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا الخ تو انہوں نے اس آیت کو سن کر کہا کہ ہم نے یہ آیت سن لی ہے الخ

فرمانِ الٰہی وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ الخ

ک۔ ابن جریر رہ نے سعید بن جبیر رض سے فرمانِ الٰہی وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور امام بخاری رہ نے حضرت انس رض سے نقل کیا ہے کہ ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایئے، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کیجئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی اللہ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو ایسا عذاب دیں۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور غُفْرَانَكَ غُفْرَانَكَ کہتے تھے

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ الخ

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور (نیز) ان کا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا بھی نہ دے حالاں کہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں، حالاں کہ

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

وہ لوگ اس مسجد کے متولی رہنے کے بھی لائق، نہیں اس کے متولی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں ولیکن ان

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

میں اکثر تو علم (اپنی نالائقی کا) نہیں رکھتے۔ اور ان کی نماز خانۂ کعبہ کے

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔ سو اس عذاب کا مزہ چکھو۔

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۵

اپنے کفر کے سبب

حقیقی متولیؔ

اور جب آپ ان کے درمیان سے تشریف لے آئے تو اب ان کا کیا استحقاق ہے کہ حق تعالیٰ ان کو ہلاک نہ کرے وہ تو حدیبیہ کے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کو مسجد حرام کا طواف کرنے سے روکتے ہیں، حالاں کہ وہ مسجد کے متولی بننے کے بھی مستحق نہیں، اس کے حقیقی متولی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض ہیں جو کہ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں مگر ان میں سے سب اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، اور ان کی عبادت خانۂ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی، سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کے انکار کا بدر کے دن مزہ چکھو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن جریر رح نے یزید بن رومان اور محمد بن قیس رض سے نقل کیا ہے کہ قریش میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درمیان عزت عطا کی ہے، اے اللہ اگر یہ حق ہو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے، جب شام ہوئی تو اپنے اس قول پر نادم ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ سے لَا يَعْلَمُوْنَ تک نازل فرمائی نیز ابن جریر رح ہی نے ابن ابزیٰ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے تو حق تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کیوں کہ مسلمانوں میں سے کچھ حضرات مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے اور وہ حق تعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے تھے، جب وہ حضرات بھی مکہ مکرمہ سے تشریف لے آئے، تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ ان کا کیا استحقاق ہے کہ حق تعالیٰ ان کو ذرا سی بھی سزا نہ دے، چنانچہ فتح مکہ کی اجازت دی گئی اور یہی وہ عذاب ہے جس کا ان سے وعدہ کیا تھا۔

ارشاد خداوندی وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الخ واحدی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار بیت اللہ کے طواف کے وقت سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے سعیدؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف میں پریشان کرتے تھے، آپ کا مذاق اڑاتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۗ وَالَّذِيْنَ

خرچ کرتے ہی رہیں گے، مگر پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے پھر آخر مغلوب ہی ہو جاویں گے۔ اور

كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ

کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف جمع کیا جاوے گا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے الگ کردے

الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا

اور (ان سے الگ کرکے) ناپاکوں کو ایک کو دوسرے سے ملادے یعنی ان سب کو متصل کردے، پھر ان سب کو جہنم میں

فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

ڈال دے۔ ایسے ہی لوگ پورے خسارہ میں ہیں۔

نقصان اٹھانے والے

بدر کے دن ابوجہل اور اس کے ساتھی بہ نیت ۱۲ آدمی زیادہ سرگرم تھے، ان کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اموال کو اس لیے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکیں سو یہ دنیا میں خرچ کرتے رہیں گے مگر آخرت میں یہ خرچ ندامت و حسرت کا باعث ہوگی اور

یہاں بھی بدر کے دن مارے جائیں گے اور مغلوب ہو جائیں گے۔

اور قیامت کے دن ابوجہل اور اس کے ساتھی دوزخ میں جمع کیے جائیں گے، تاکہ کافر مومن سے اور منافق مخلص سے اور بدکار نیکوکار سے نمایاں اور ممتاز ہو جائے، تاکہ سب ناپاک آدمیوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اور جمع کر کے دوزخ میں ڈال دے ایسے ہی لوگ انجام کے اعتبار سے پورے خسارہ میں ہیں۔

باب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ الخ ابن اسحاق نے زہری اور محمد بن یحییٰ بن حبان اور عاصم بن عمیر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ جب قریش بدر میں شکست کھا چکے اور مکہ مکرمہ واپس آئے تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان لوگوں کے ساتھ جن کے باپ بیٹے بدر کے دن مارے گئے تھے، ابوسفیان اور قریش کے قافلہ تجارت کے پاس گئے اور جو لوگ تھے ان سے گفتگو کی کہ اے گروہ قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو شکست دی ہے اور تمہارے پسندیدہ حضرات کو مار ڈالا ہے، تو اس مال سے ان سے پھر لڑائی کرنے کے لئے ہماری مدد کرو، ممکن ہے کہ ہم اس چوٹ کا تدارک کر سکیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، تب حق تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے یُحْشَرُوْنَ تک یہ آیت نازل فرمائی،

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الحکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مشرکین پر چالیس اوقیہ چاندی خرچ کی تھی، نیز ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن ابزی اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، احد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کے لئے دو ہزار حبشی کرایہ پر لئے تھے۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ

آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ لوگ اپنے کفر سے باز آجاویں گے تو ان کے گناہ سارے جو اسلام سے پہلے ہو چکے ہیں سب معاف

یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا

کر دیئے جاویں گے، اور اگر اپنی وہی روش کفر کی اعادت رکھیں گے تو ان کو سنا دیجیے کہ کفار سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے اور تم ان

تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ

(کفار عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جاوے، پھر اگر کفر سے باز آجاویں

اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں۔ اور اگر رو گردانی کریں تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا

مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

توبہ کی تلقین

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ اگر یہ کفر و شرک اور بتوں کی عبادت اور آپ کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز آجائیں تو ان کے سارے یہ سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر یہ آپ کے ساتھ قتال اور دشمنی کو باقی رکھیں گے تو کفار سابقین کے بارے میں قانون نافذ ہو چکا ہے کہ اولیاء اللہ کی بدر کے دن اعداء اللہ کے مقابلہ میں مدد کی گئی اور مسلمانو، ان کفار مکہ سے اس حد تک لڑو کہ ان میں کفر و شرک، بتوں کی پرستش اور حدود حرم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کا وسوسہ باقی نہ رہے اور حرم اور پرستش میں صرف دین اسلام ہی باقی رہ جائے، پھر اگر یہ کفر و شرک اور بتوں کی پرستش اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال سے باز آجائیں، تو حق تعالیٰ خیر و شر ہر ایک کو جاننے والا ہے اور اگر ایمان سے روگردانی کریں، تو اے گروہ مومنین یہ یقین رکھو کہ ان کے خلاف حق تعالیٰ تمہارا محافظ اور معین و مددگار ہے، وہ بہت ہی اچھا محافظ و مددگار، اور بہت ہی عمدہ رفیق ہے

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعیٰ فیہ و لوالدیھم اجمعین۔

بحمد اللہ تعالیٰ

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا

پارہ قال الملأ ۹

ختم ہوا

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

مسائلِ حاضرہ

صرفِ ہمّت کی اِصطلاح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :-

سوال! حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رح کتاب مسمّٰی "صراطِ مستقیم" موجود ہی۔ اس کی ایک عبارت نے ذہن کو خلجان میں ڈال دیا ہے۔ ذہن میں ایک قسم کا زلزل پیدا ہوگیا ہے کہ واقعی بریلوی جو کہا کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط، اَب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ عبارت صراطِ مستقیم کی یہ ہے :-

"وصرفِ ہمّت بسوئے شیخ وامثال آں از معظّمین گو کہ جناب رسالت مآب ﷺ باشند بچند ایں مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤ خرِ خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دلِ انسان می چسپید بخلاف خیال گاؤ خر۔"

(صراطِ مستقیم مطبوعہ ضیائی صفحہ ۹۵)

یعنی توجہ کرنا پیر و مرشد یا اُن کے مثل دوسرے بزرگوں کی طرف گو کہ حضرت رسالت مآب صلعم ہوں اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے کہ ان کا خیال انسان کے دلوں میں تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آتا ہے بخلاف گائے اور گدھے کے خیال سے۔

نوٹ :- جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنا بدتر ہوا گائے اور گدھے کے خیال کے آنے سے تو کیا نماز میں تشہد پڑھا جائے یا نہیں جبکہ تشہد میں "السّلام علیك ایھا النّبی (ای نبی آپ پر سلام ہو) اس موقع پر کیا کیا جائے تشہد پڑھا جائے اور السّلام علیك ایھا النّبی کو الگ کر دیا جائے یا کیا کیا جائے کیونکہ جب تشہد پڑھا جائے گا تو تعظیم کا خیال فوراً ذہن میں آئے گا۔ جیسا کہ "احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ میں حضرت امام غزالی رح نے فرمایا کہ پہلے اپنے دل میں نبی کریم صلعم کو حاضر کرو اور آپ کی

شخصیت گرامی کا تصوّر باندھ کر کہو "السّلام علیك أیها النّبی" (کہ اے نبی آپ پر سلام ہو) کس قدر تضاد ہے۔ اُمید کہ ہماری دماغی اُلجھنیں دور فرمائیں گے۔ فقط

سائل

از - اودے پور

(راجستھان)

الجواب

حامداً ومصلیاً

جو کتاب جس فن کی ہوگی اس میں عمومی طور پہ اُس فن کے اصطلاحی الفاظ ہونگے۔ اُن الفاظ کو لغوی معنیٰ یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنیٰ میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہوجائے گا۔ مثلاً لفظ موضوع کا ترجمہ ہے، معنیٰ دار لفظ جو مقابلہ میں مہمل (بے معنیٰ لفظ) کے ہے اب اگر اس لفظ موضوع کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص دیکھے زیدٌ قائمٌ میں زید موضوع ہے اور قائم محمول ہے اور اس کا مطلب سمجھے گے "معنیٰ دار لفظ" تو وہ پریشان ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ لفظ فلسفہ میں مستعمل ہو مثلاً جدار موضوع بیاض کے لئے تو وہاں بھی اسکا مطلب معنیٰ دار لفظ اگر کریگا تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا۔ اسی طرح اگر فنِ حدیث میں یہ لفظ مثلاً فلاں حدیث موضوع ہے تو اسکا مطلب اگر معنیٰ دار لفظ کے لیگا تو غلط ہوگا۔ اسے بطور مقدمہ ذہن نشین رکھیے اور اب سُنیئے کہ "صراط مستقیم" فن تصوف کی کتاب ہے جسمیں تزکیہ اور اصلاح نفس کے طرق بیان کیئے گئے ہیں۔ جس شخص پر خیالات وساوس کا ہجوم رہتا ہے اور ان کو دور کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو صوفیائے کرام اس کے لئے ایک علاج تجویز کرتے ہیں وہ یہ کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اسطرح جمالیا جائے کہ دوسری کسی شئی کی گنجائش نہ رہے۔ جیسے قدِ آدم آئینہ بازار میں کسی دوکان پر لگا ہو اور اس میں ہر گذرنے والے کا عکس آتا ہو کبھی آدمی، کبھی گھوڑا، کبھی کتا کبھی موٹر، غرض جو بھی چیز سڑک پر گذرے اس کا عکس آتا ہو، اگر مالک آئینہ یہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس اس میں نہ آئے تو اسکی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پہ ایک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے جو اسکو پوری طرح گھیر لے کہ کسی دوسری چیز کے عکس کی گنجائش اور جگہ باقی نہ رہے اسی طرح دل میں جب کسی ایک چیز کے تصور پوری طرح جما لیا جائے گا کہ دوسری چیز کے تصور اور خیال کی جگہ ہی نہیں رہے گی تو خیالات وساوس کا سلسلہ بالکل ختم ہوجائے گا۔ اس علاج میں خطرات بھی ہیں کیونکہ جب کسی ایک شئی کا تصور تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ

کسی دوسری شئی کی گنجائش ہی نہیں رہے گی تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک ہی چیز سامنے رہے گی اس لئے یہ علاج بھی ہر ایک کے بس کا نہیں۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں **"صرف ہمت"** کہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت حضرت سید صاحب بریلویؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ علاج "صرف ہمت" نہیں چاہئے اگر نماز میں **"صرف ہمت"** حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں رہے گی حتیٰ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہ آسکے گا! اسلئے کہ "صرف ہمت" کا مطلب ہی یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ "صرف ہمت" کر رہا ہے اس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے تو آپ نماز میں "ایاک نعبد وایاک نستعین" کہے گا تو یہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا، رکوع بھی، سجدہ بھی، قعدہ بھی، سبحان ربی العظیم بھی، سبحان ربی الاعلیٰ بھی غرض پوری نماز سرکار دو عالمؐ کے لئے ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہے گی۔ حالانکہ نماز عبادت ہے جو اللہ پاک کے لئے مخصوص ہے جب رکوع سجدہ سب ہی حضور اکرمؐ کے لئے ہوگا اور "صرف ہمت" کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہا تو یہ بندہ مشرک ہو جائیگا۔ عبادت کے واسطے انتہائی درجہ کی محبت انتہائی درجہ کی عظمت و جلالت قلب میں ہونا ضروری ہے۔ ذات اقدسؐ کے ساتھ مسلمانوں کو ایسا ہی تعلق ہے کہ تصور مبارک یہ پوری عبادت ہی حضورؐ کے لئے ہوگی تو جو نماز موجب قرب اور معراج المؤمنین تھی اس "صرف ہمت" کیوجہ سے شرک ہو کر موجب نار ہو گئی۔ اگر اپنے کھیت گھوڑے، گدھے، بیل، گائے، کا خیال نماز میں آجائے اور اسی خیال میں غرق بھی ہو جائے تو اس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت و جلالت کا تعلق نہیں ہوتا لہٰذا یہاں احتمال نہیں کہ ان کے خیال کی وجہ سے نماز ان کے لئے ہو جائے۔ کیونکہ انسان خود شرمندہ اور نادم ہوتا ہے کہ افسوس نماز جیسی عبادت میں ان حقیر و ذلیل چیزوں کا خیال آگیا جس سے میری نماز کی حیثیت ہی جاتی رہی ہے یہ حاصل ہے صراط مستقیم کی عبادت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جناب رسالت مآب فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا یہ خیال مبارک ان حقیر و ذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے نعوذ باللہ العظیم، نہ یہ مطلب ہے۔ مولانا شہیدؒ کہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی شریف غیر مسلم بھی ایسا خیال کر سکتا ہے نماز کو تو سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے۔ جب نماز میں پڑھے "محمد رسول اللہ" تو خیال مبارک آئے گا۔ جب پڑھے گا "وما محمد الا رسول" تب خیال مبارک آئے گا، غرض بیشمار آیات میں ذکر مبارک ہے۔ ایسی ہر آیت میں خیال مبارک آئے گا۔ تشہد میں سلام ہے۔ اس کے بعد درود شریف ہے۔ ہر دفعہ خیال مبارک آ آکر ایمان تازہ ہوتا رہے گا، غرض خیال سے منع نہیں کیا گیا اور نہ اس کو مفسد نماز کہا بلکہ "صرف ہمت" کو منع کیا ہے۔ جس کی تشریح بیان کردی گئی۔ کچھ مہربان حضرات کا منتق

شیوہ اور مقصدِ زندگی ہی یہ ہے کہ اُن اہل اللہ کے کلام کو لفظاً یا معنیً بگاڑ کر عوام کو ان کے خلاف نفرت دِلا دِلا کر مشتعل کیا جائے حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے۔ اللہ پاک ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم۔ دیوبند ۹ رجب ۱۳۸۹ھ

مسائلِ حاضرہ

صرفِ ہمّت کی اِصطلاح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

سوال ! حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رح کتاب مسمیٰ "صراطِ مستقیم" موجود ہے۔ اس کی ایک عبارت نے ذہن کو خلجان میں ڈال دیا ہے۔ ذہن میں ایک قسم کا زلزلہ پیدا ہوگیا ہے کہ واقعی بریلوی جو کہا کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط، اَب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ عبارت صراطِ مستقیم کی یہ ہے :-

"وصرفِ ہمّت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب صلعم باشند بچند ایں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دلِ انسان می چسپید بخلاف خیال گاؤ خر۔"

(صراطِ مستقیم مطبوعہ ضیائی ص ۹۵)

یعنی توجہ کرنا پیر و مرشد یا اُن کے مثل دوسرے بزرگوں کی طرف گو کہ حضرت رسالت مآب صلعم ہوں اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے کہ ان کا خیال انسان کے دلوں میں تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آتا ہے بخلاف گائے اور گدھے کے خیال سے۔

نوٹ :- جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنا بدتر ہوا گائے اور گدھے کے خیال کے آنے سے تو کیا نماز میں تشہد پڑھا جائے یا نہیں جبکہ تشہد میں "السّلام علیک ایہا النبی (ای نبی آپ پر سلام ہو) اس موقع پر کیا کیا جائے تشہد پڑھا جائے اور السّلام علیک ایہا النّبی کو الگ کر دیا جائے یا کیا کیا جائے کیونکہ جب تشہد پڑھا جائے گا تو تعظیم کا خیال فوراً ذہن میں آئے گا۔ جیسا کہ "احیاء العلوم جلد ۱ ص ۱۰۷ میں حضرت امام غزالی رح نے فرمایا کہ پہلے اپنے دل میں نبی کریم صلعم کو حاضر کرو اور آپ کی

شخصیت گرامی کا تصور باندھ کر کہو" السلام علیک ایھا النبی" (کہ اے نبی آپ پر سلام ہو) کس قدر تضاد ہے۔ امید کہ ہماری دماغی الجھنیں دور فرمائیں گے۔ فقط

سائل

از۔ اودے پور

(راجستھان)

الجواب

حامداً ومصلیاً۔

جو کتاب جس فن کی ہوگی اس میں عمومی طور پر اُس فن کے اصطلاحی الفاظ ہونگے۔ اُن الفاظ کو لغوی معنیٰ یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنیٰ میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہو جائے گا۔ مثلاً لفظ موضوع کا ترجمہ ہے، معنیٰ دار لفظ جو مقابلہ میں مہمل (بے معنیٰ لفظ) کے ہے اب اگر اس لفظ موضوع کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص دیکھے زیدٌ قائمٌ میں زید موضوع ہے اور قائم محمول ہے اور اس کا مطلب سمجھنے لگے "معنیٰ دار لفظ" تو وہ پریشان ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ لفظ فلسفہ میں مستعمل ہو مثلاً جدار موضوع بیاض کے لئے تو وہاں بھی اسکا مطلب معنیٰ دار لفظ اگر کریگا تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا۔ اسی طرح اگر فنِ حدیث میں یہ لفظ مثلاً فلاں حدیث موضوع ہے تو اسکا مطلب اگر معنیٰ دار لفظ کے لیگا تو غلط ہوگا۔ اسے بطور مقدمہ ذہن نشین رکھیے اور اب سنیئے کہ "صراطِ مستقیم" فن تصوف کی کتاب ہے جسمیں تزکیہ اور اصلاح نفس کے طرق بیان کیئے گئے ہیں۔ جس شخص پر خیالات ووساوس کا ہجوم رہتا ہے اور ان کو دور کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو صوفیائے کرام اس کے لئے ایک علاج تجویز کرتے ہیں وہ یہ کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اسطرح جما لیا جائے کہ دوسری کسی شئی کی گنجائش نہ رہے۔ جیسے قدِ آدم آئینہ بازار میں کسی دوکان پر لگا ہو اور اس میں ہر گذرنے والے کا عکس آتا ہو کبھی آدمی، کبھی گھوڑا، کبھی کتا، کبھی موٹر، غرض جو بھی چیز سڑک پر گذرے اس کا عکس آتا ہو، اگر مالک آئینہ یہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس اس میں نہ آئے تو اسکی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پر ایک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے جو اس کو پوری طرح گھیر لے کہ کسی دوسری چیز کے عکس کی گنجائش اور جگہ باقی نہ رہے اسی طرح دل میں جب کسی ایک چیز کے تصور پوری طرح جما لیا جائے گا کہ دوسری چیز کے تصور اور خیال کی جگہ ہی نہیں رہے گی تو خیالات ووساوس کا سلسلہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ اس علاج میں خطرات بھی ہیں کیونکہ جب کسی ایک شئی کا تصور تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ

کسی دوسری شئی کی گنجائش ہی نہیں رہے گی تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک ہی چیز
سامنے رہے گی اس لئے یہ علاج بھی ہر ایک کے بس کا نہیں۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں
"صرف ہمت" کہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ اپنے شیخ طریقت حضرت
سید صاحب بریلوی رحمۃ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ علاج "صرف ہمت" نہیں چاہیے اگر نماز میں
"صرف ہمت" حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو کسی دوسری چیز کی
گنجائش نہیں رہے گی حتیٰ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہ آسکے گا اسلئے کہ "صرف ہمت" کا
مطلب ہی یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ "صرف ہمت" کر رہا ہے اُس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے
تو اب نماز میں "ایاک نعبد وایاک نستعین" کہے گا تو یہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
کے لئے ہوگا، رکوع بھی، سجدہ بھی، قعدہ بھی، سبحان ربی العظیم بھی، سبحان ربی الاعلیٰ بھی غرض
پوری نماز سرکار دوعالم ﷺ کے لئے ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہے گی۔ حالانکہ نماز عبادت ہے جو
اللہ پاک کے لئے مخصوص ہے جب رکوع سجدہ سب ہی حضور اکرم ﷺ کے لئے ہوگا اور "صرف ہمت"
کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہا تو یہ بندہ مشرک ہوجائیگا۔ عبادت کے واسطے انتہائی درجہ کی محبت
انتہائی درجہ کی عظمت وجلالت قلب میں ہونا ضروری ہے۔ ذاتِ اقدس ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کو
ایسا ہی تعلق ہے کہ تصورِ مبارک یہ پوری عبادت ہی حضور ﷺ کے لئے ہوگی تو جو نماز موجب قرب اور
معراج المؤمنین تھی اس "صرف ہمت" کی وجہ سے شرک ہو کر موجب نار ہوگئی۔ اگر اپنے قیمتی
گھوڑے، گدھے، بیل، گائے، کا خیال نماز میں آجائے اور اسی خیال میں غرق بھی ہوجائے
تو اُس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت وجلالت کا تعلق نہیں ہوتا لہٰذا یہاں احتمال نہیں کہ
ان کے خیال کی وجہ سے نماز ان کے لئے ہوجائے۔ کیونکہ انسان خود شرمندہ اور نادم ہوتا ہے کہ افسوس نماز
جیسی عبادت میں ان حقیر و ذلیل چیزوں کا خیال آگیا جس سے میری نماز کی حیثیت ہی جاتی رہی ہے
یہ حاصل ہے صراطِ مستقیم کی عبارت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جنابِ رسالت مآب فخرِ عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے یا یہ خیالِ مبارک
ان حقیر و ذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے نعوذ باللہ العظیم، نہ یہ مطلب ہے۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ
کہ نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی شریف غیر مسلم بھی ایسا خیال کرسکتا ہے نماز کو تو سمجھکر پڑھنے
کا حکم ہے۔ جب نماز میں پڑھے "محمد رسول اللہ" تو خیالِ مبارک آئے گا۔
جب پڑھے گا "وما محمد الا رسول" تب خیالِ مبارک آئے گا، غرض بیشمار
آیات میں ذِکر مبارک ہے۔ ایسی ہر آیت میں خیال مبارک آئے گا۔ تشہد میں سلام
ہے۔ اس کے بعد درود شریف ہے۔ ہر دفعہ خیال مبارک آ آ کر ایمان تازہ ہوتا
رہے گا۔ غرض خیال سے منع نہیں کیا گیا اور نہ اس کو مفسد نماز کہا بلکہ "صرف
ہمت" کو منع کیا ہے۔ جس کی تشریح بیان کردی گئی۔ کچھ مہربان حضرات کا منفق

شیوہ اور مقصدِ زندگی ہی یہ ہے کہ اُن اہل اللہ کے کلام کو لفظاً یا معنیً بگاڑ کر عوام کو ان کے خلاف نفرت دِلا دِلا کر مشتعل کیا جائے حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے۔ اللہ پاک ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم۔ دیوبند رجب ۱۳۸۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم علمہ الکتاب (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ ابن عباس کو قرآن کریم (کی) تفسیر کا علم عطا فرما

تفسیر ابن عباس

اردو کامل

پارہ ۱۰ واعلموا

ارشادات

ابن عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م سنہ ۶۸ھ

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت
مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمہ تفسیر
حضرت مولانا
عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!

جس کی

صحت پر دُنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ——— جامع ——— مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ——— از ——— علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات
مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

تفسیر ابنِ عباسؓ کا دو ماہی پروگرام

جنوری — مارچ — مئی — جولائی — ستمبر — نومبر

اشاعت ماہ نومبر ۱۹۷۵ء

جلد ۲ ——— پارہ ۱۰

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے 4/-

دس پارے رعایتی ہدیہ

تیس روپے ——— 30/- روپے

محصول ڈاک بذمہ ادارہ

ناشر

ادارہ: درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ــــــ پارہ واعلموا

ناشر
(قاری) اخلاق احمد صدیقی لقمی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند (یو پی)

مکتوبِ خصوصی
برائے
تفسیر ابنِ عباس رض

مکرمی! سلام مسنون!

اس وقت جس خاص امر کی جانب جناب کی توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ ادارہ بڑی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے معاونین و مخلصین کی خدمت میں تفسیر ابن عباس رض کے پارے روانہ کرتا ہے، تاہم تجربہ نے ادارہ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ طرفین کی سہولت، رعایت اور مصلحت صرف اسی بات میں ہے کہ اس مقدس تفسیر کا وہی پارہ ممبران کو ارسال کیا جائے جو ترتیب کے ساتھ دفتر سے شائع ہو رہا ہے اور اس سے قبل کے جو پارے ممبران کے پاس موجود نہیں ہیں وہ خود ہی دفتر سے طلب فرمائیں، کیونکہ متعدد حضرات پہلے پارے دوسرے اداروں یا ذرائع سے یا خود دفتر ہی سے کسی فرمائش کے طور پر طلب فرما لیتے ہیں اور جب دفتر سے ترتیب وار پہلے پارے روانہ کئے جاتے ہیں تو متعدد حضرات کو شکایت ہوتی ہے۔

اس پریشانی سے بچنے کے لئے یہ طریقہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ممبر حضرات قبل کے پارے اپنی سہولت کے مطابق الگ الگ یا یکمشت طلب فرمائیں، یکمشت طلب کرنے پر ادارہ حضرات ممبران کو مزید رعایت بھی دیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ گذارش جس میں آپ ہی کی سہولت اور مفاد کو مدِ نظر رکھا گیا ہے آپ کے لئے قابلِ قبول ہوگی۔

ادارہ آپکے اس تعاون کے لئے ممنون ہے کہ آپکی دلچسپی اور مسلسل معاونت کی بدولت یہ قدیم اور مقدس تفسیر اردو میں منتقل ہو رہی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ آپکی یہ گرانقدر معاونت جاری رہے گی اور اس طرح یہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی، اللہ جلّ شانہٗ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط والسلام:-

احقر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو، پی)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

(ایک حصہ) آپ کے قرابتداروں کا ہے اور (ایک حصہ) غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے

السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

ہو۔ اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ (محمدؐ) پر فیصلہ کے دن یعنی جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مومنین و کفار

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

کی) باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ (ہی) ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

مالِ غنیمت کے پانچ حصے

گروہِ مسلمین جو اموال غنیمت ہاتھ آئیں تو اس کے کل کا پانچواں حصہ اس میں ایک حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے اور ایک حصہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے، اور ایک حصہ یتامیٰ بنی عبد المطلب کے علاوہ دوسرے یتیموں کا ہے، اور ایک حصہ مساکین بنی عبد المطلب کے علاوہ دوسرے مسکینوں کا ہے اور ایک حصہ کمزور اور محتاج مسافروں کا ہے جتنا بھی ہو۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ پانچ حصوں پر تقسیم کیا جاتا تھا۔

(۱) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہی حق تعالیٰ کا حصہ ہے۔

(۲) قرابت داروں کا، کیوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرابتداروں کو نصرت قدیمہ کی وجہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔

(۳) یتیموں کا حصہ۔

(۴) مسکینوں کا حصہ۔

(۵) مسافروں کا حصہ۔

جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو آپؐ کا حصہ اور وہ حصہ جو آپؐ قرابتداروں کو دیا کرتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے فرمان کی بنا پر ساقط ہو گیا، وہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرما رہے تھے کہ ہر ایک نبی کو اپنی زندگی میں کھانے کھلانے کا حق ہوتا ہے، جب وہ وفات فرما جاتے تو وہ حق ساقط ہو جاتا ہے اور اس نبی کے بعد پھر کسی کو حاصل نہیں ہوتا، اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اپنے زمانۂ خلافت میں مالِ غنیمت کے پانچویں حصہ کو تین حصوں پر تقسیم فرمایا کرتے تھے (۱) یتیموں کا حصہ (۲) مسکینوں کا حصہ (۳) مسافروں کا حصہ (اور یہ حضرات خمس کے مصارف ہیں) مستحق ہیں ایک ہی صنف پر خرچ

کر دیا جائے تب بھی جائز ہے (عابد)

اگر تم اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جو کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس دن کہ ہم نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دولت و نصرت دی نازل کی ہے۔

یا یہ کہ یوم الفرقان کا مطلب حق اور باطل کے درمیان فرق کا دن اور وہ بدر کا دن ہے کہ جس دن حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے مدد اور غنیمت کا فیصلہ فرمایا، اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے حق میں قتل اور شکست کھانے کا تصفیہ کیا، جس دن کہ دونوں جماعتیں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اور ابوسفیان کی جماعت باہم مقابل ہوئیں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمانے اور مال غنیمت دینے اور ابوجہل اور اس کی جماعت کو مارنے اور شکست دینے پر حق تعالیٰ کو پوری قدرت حاصل ہے۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ

اور یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے اِدھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ (یعنی کفار) اس میدان کے اُدھر والے کنارہ پر تھے

وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

اور وہ قافلہ (قریش کا) تم سے نیچے کی طرف کو (بچا) ہوا، اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہراتے تو ضرور اس سے تم میں اختلاف ہوتا، لیکن

الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِيَهْلِكَ

تاکہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے، یعنی تاکہ جس کو برباد (گمراہ) ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو۔ اور جس

مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ

کو زندہ (ہدایت یافتہ) ہونا ہے وہ بھی (نشان آئے پیچھے زندہ ہوا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے

اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

خوب جاننے والے ہیں۔

قدرتی امر

اے گروہ مومنین جب کہ تم مدینہ منورہ سے قریب وادی کے اس طرف اور ابوجہل اور اس کے ساتھی مدینہ منورہ سے دور وادی کے پیچھے تھے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا قافلہ دریا کے کنارہ پر اس سے تین میل کے فاصلہ پر تھا، اور اگر تم مدینہ منورہ میں قتال کے لئے اور کوئی بات مقرر کرتے، تو مدینہ منورہ میں اس چیز کے بارے میں

صف رو رہ تم میں، اختلاف ہوتا لیکن حق تعالیٰ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضہ کی مدد اور مال غنیمت کا دینا اور ابوجہل اور اس کے ہمراہیوں کا مارا جانا اور شکست کھانا منظور تھا سو اس کی تکمیل کردی، تاکہ جس کو حق تعالیٰ کفر پر ہلاک کرنا چاہے اس کو ہلاک کردے، باوجودیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کا اعلان ہو چکا ہو، اور اس اعلان کے بعد جس کو حق تعالیٰ ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے وہ کفر کرے، اور جسے ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے، وہ اس کے بیان کے بعد بھی ایمان پر ثابت قدم رہے، حق تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت اور تمہاری مدد کو خوب جاننے والے ہیں۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب میں آپ کو وہ لوگ کم دکھلائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لوگ

لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ

زیادہ دکھلا دیتے تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس میں تم میں باہم نزاع (و اختلاف) ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ

(اس کم ہمتی و اختلاف سے) بچا لیا بے شک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم کو جب

فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا

تم مقابل ہوئے وہ لوگ تمہاری نظر میں کم کر کے دکھلا رہے تھے اور (اسی طرح) ان کی نگاہ میں تم کو کم کر کے دکھلا رہے تھے تاکہ جو بات

كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾

اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کردے۔ اور سب مقدمے اللہ ہی کی طرف رجوع کیے جائیں گے۔

علیم وخبیر ذات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب بدر سے قبل حق تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان لوگوں کو کم دکھایا اور اگر حق تعالیٰ ان کو زیادہ دکھلاتا تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں۔ اور امر قتال میں تم میں باہم نزاع ہوتا لیکن حق تعالیٰ نے تم کو بچا لیا وہ دلوں کی باتوں سے بخوبی واقف ہے۔

اور وہ وقت بھی یاد کرو، جب بدر کے دن تم باہم مقابل ہوئے تو تمہاری نظروں میں کفار کو ہم کم دکھلا رہے تھے تاکہ تم ان پر جرارت کرو، اور اسی طرح ان کو بھی تاکہ وہ تم پر جرارت کریں، تاکہ جو بات حق تعالیٰ کو کرنا منظور تھی اس کی تکمیل کردے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضہ کو فتح و غنیمت دے اور ابوجہل اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہو اور وہ مارے جائیں، اور آخرت میں تمام امور کے انجام اسی کے سامنے پیش کیے جاویں گے۔ اے اصحاب نبی صلی اللہ

۵۸۷-۱

علیہ وسلم بدر میں جب تمہیں کفار کی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہو - تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہو -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا

اے ایمان والو جب تم کو کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو (ان آداب کا لحاظ رکھو ایک یہ کہ) ثابت قدم رہو

اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(۲) اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔ (۳) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (۴)

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ

نزاع مت کرو (نہ اپنے امام سے نہ آپس میں) ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (۵) اور صبر کرو بے شک

اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ (۶) اور ان (کافر) لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو (اسی واقعہ بدر میں)

دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ (دین) سے روکتے تھے - اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

ان کے اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ میں لئے ہوئے ہے - اور اس وقت کا ان سے ذکر کیجئے جب کہ شیطان نے ان (کفار) کو

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ

ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا حامی ہوں۔

امداد و نجات کا ذریعہ

اور دل و زبان کے ساتھ خوب تہلیل و تکبیر میں مصروف رہو، تاکہ غصہ اور عذاب سے نجات پاؤ، اور تمہاری غیبی مدد ہو، لڑائی کے معاملات میں اطاعت کرو اور لڑائی کے امور میں باہم اختلاف مت کرو کیونکہ اس سے اطاعت کمزور پڑ جاتی ہے، اور لڑائی میں اپنے نبی کے ساتھ صبر کرو کیونکہ لڑائی میں صبر کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ مددگار ہے، اور نافرمانی میں ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو مکہ مکرمہ سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھلاتے ہوئے نکلے اور یہ بھی منشا تھی کہ لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکیں

اور حق تعالیٰ ان لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لیے نکلنے سے بخوبی واقف ہے۔
اور شیطان نے ان کے لڑائی کے لیے نکلنے کو انہیں خوشنما کر کے دکھلایا اور یہ وسوسہ ڈالا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ تم پر غالب آنے والے نہیں اور میں تمہارا مددگار ہوں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا الخ ابن جریر رحؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے نقل کیا ہے کہ قریش جب مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف چلے تو گانے اور دف بجانے والیاں ساتھ لے کر روانہ ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ

پھر جب دونوں جماعتیں (کفار و مسلمین کی) ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی

اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

واسطہ نہیں، میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں (مراد فرشتے) میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت

الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

سزا دینے والے ہیں۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین اور جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی

مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

یوں کہتے تھے کہ ان (مسلمان) لوگوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بلاشبہ

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾

اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (اور) حکمت والے (بھی) ہیں۔

ابلیس کا فرار

پھر جب مسلمانوں کی جماعتیں اور کفار کی جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں اور ابلیس ملعون نے حضرت جبریل امین کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا تو الٹے پاؤں بھاگا اور کفار سے بولا کہ میرا تم سے اور تمہارے قتال سے کوئی واسطہ نہیں میں جبریل امینؑ کو دیکھ رہا ہوں اور تم نہیں دیکھتے، شیطان کو اس بات کا ڈر ہوا کہ حضرت جبریلؑ اس کو پکڑ کر سب لوگوں کو اس کی صورت سے کہیں آشنا نہ کر دیں کہ پھر اس کی کوئی اطاعت ہی نہ کرے جو لوگ بدر سے واپس ہو گئے تھے اور جن کے دلوں میں شک اور کجی تھی اور تمام کفار کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ کو ان کے دین (توحید) نے بھول میں ڈال رکھا ہے۔ اور جو نصرت خداوندی پر بھروسہ رکھتا ہے تو حق تعالیٰ

اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے زبردست ہیں۔
اور جو آپ پر توکل کرے اس کی نصرت فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں، جیسا کہ بدر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الہٰی اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ طبرانی نے اوسط میں سند ضعیف کے ساتھ ابوہریرہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ نازل فرمائی، تو حضرت عمر فاروق رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے، اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کا تھا، جب بدر کا دن ہوا اور قریش نے شکست کھائی تو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان کے آثار پر ننگی تلوار سونتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ، چنانچہ یہ واقعہ بدر کا تھا اور حق تعالیٰ نے ان لوگوں پر یہ آیت بھی نازل فرمائی۔ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ نیز یہ آیت بھی نازل فرمائی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی، اس مٹھی نے ان کو گھیر لیا، اور وہ مٹھی ان کی آنکھوں اور چہروں میں گھس گئی، چنانچہ آدمی لڑتے وقت اپنی آنکھوں اور اپنے منہ کو صاف کرتا تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى الخ اور شیطان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ الخ
اور بدر کے دن عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھ کچھ اور مشرکوں نے کہا کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ الخ۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ

اور اگر آپ (اس وقت کا واقعہ) دیکھیں جب کہ فرشتے ان (موجودہ کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں (اور) ان

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝۵۰

کے منہ پر اور ان کی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ (ابھی کیا ہے آگے چل کر) آگ کی سزا جھیلنا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ

(اور) یہ عذاب ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں، اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

لِّلْعَبِیْدِ ۝۵۱ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں۔ ان کی حالت ایسی ہے، جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلے کے (کافر) لوگوں

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کی حالت تھی - کہ انہوں نے آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیا، سو خدا تعالیٰ نے ان کے دان ، گناہوں پر ان کو پکڑ لیا، بلاشبہ

قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں۔

قبضِ ارواحِ مشرکین

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ وہ منظر دیکھتے، جب فرشتے بدر کے دن ان کفار کی روحوں کو قبض کرتے جا رہے تھے، اور ان کے چہروں اور پشتوں پر وہ مارتے جا رہے تھے، اور کہتے جاتے تھے کہ یہ عذاب تمہارے اعمالِ شرکیہ کی بنا پر ہے، اور حق تعالیٰ کسی کا مواخذہ بغیر جرم کے نہیں فرماتا،

اور ان کی حالت ایسی ہے جیسی فرعونیوں کی اور ان سے پہلوں کی، جنہوں نے حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب کی یا یہ کہ جیسا فرعون اور اس کی قوم اور ان سے پہلے لوگوں نے حق تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا انکار کیا، اسی طرح کفارِ مکہ نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کا انکار کیا، ان کی تکذیب پر حق تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا، کیوں کہ جب وہ پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى

یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ

لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں - ان

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا،

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ

اس پر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

سب ظالم تھے۔

دستور خداوندی

اور یہ سزا اس واسطے تھی کہ حق تعالیٰ کتاب اور رسول اور امن و سلامتی کی جو نعمت عطا فرماتے ہیں تو اس کو نہیں بدلتے تا وقتیکہ وہی لوگ کفرانِ نعمت کرنے لگیں، اور حق تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت سے باخبر ہیں۔

ان کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی ہے، جیسا کہ ان لوگوں نے آسمانی کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کی، اسی طرح یہ کفارِ مکہ کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس تکذیب کی بنا پر ہلاک کیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور یہ سب کافر تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾

بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں۔ تو یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے۔ جن کی یہ کیفیت ہے

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ

کہ آپ ان سے (کئی بار) عہد لے چکے ہیں (مگر) پھر (بھی) وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ (عہد شکنی) سے

وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ

ڈرتے نہیں۔ سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو (ان پر حملہ کر کے) اس کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ

بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ

ان کے علاوہ ہیں، منتشر کر دیجئے، تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں۔ اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت

قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

(یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ (اس اطلاع میں) برابر ہو جائیں

يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع ۱۰

بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

خلائق میں بدترین لوگ

یعنی بنو قریظہ وغیرہ خلقت اور اخلاق کے اعتبار سے بدترین خلائق ہیں، یہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاویں گے

اب ان کی کیفیت کو بیان فرماتا ہے کہ آپ بنو قریظہ سے کئی مرتبہ عہد لے چکے ہیں، مگر وہ ہر مرتبہ عہد شکنی کرتے ہیں اور اس چیز سے نہیں ڈرتے، آپ ان کو قید کر کے اور لوگوں کو ان کے ذریعہ جلا وطن کر دیجئے، تاکہ دوسروں کو عبرت ہو، اور ہر

سے نصیحت حاصل کر کے عہد شکنی سے بچیں۔

اور اگر آپ کو بنی قریظہ سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو آپ ان کو مطلع کر کے وہ عہد واپس کر دیجیے، بنو قریظہ وغیرہ جو عہد شکنی کرتے ہیں، حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کے ابوالشیخ نے سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کی چھ جماعتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جن میں سے ابن التابوت بھی ہیں۔

ارشاد خداوندی وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ الخ ابوالشیخ نے ابن شہابؓ سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین ؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور میں تو قوم کی تلاش میں ہوں چلیے آپ کے پروردگار نے بنو قریظہ کے بارے میں آپ کو اجازت دی ہے اور یہ حکم نازل کیا ہے، وَاِمَّا تَخَافَنَّ الخ یعنی اگر آپ کو کسی قوم سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو الخ۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۚ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے۔ یقیناً وہ لوگ خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور ان

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ

کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں، اور ان

دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ

شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

کرو گے۔ وہ تم کو پورا پورا دے دیا جاوے گا اور تمہارے لئے کچھ کمی نہ ہو گی۔

بنو قریظہ کو تنبیہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ گئے۔ وہ ہمارے عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکتے، تم بنی قریظہ کے لئے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو اور ان گھوڑوں سے ان کو ڈراتے رہو، یہ دین کے بارے میں حق تعالیٰ کے دشمن ہیں اور تمہارے

ہیں تمہارے دشمن ہیں، ان بنی قریظہ کے علاوہ تمام عرب پر بھی یا یہ کہ تمام کفار اور جنوں پر اپنا رعب جمائے رکھو، جن کی تعداد سے تم واقف نہیں، حق تعالیٰ ہی ان کی تعداد جانتا ہے،

اور اطاعت خداوندی میں جو کچھ بھی مال تم ہتھیاروں اور گھوڑوں پر خرچ کرو گے، اس کا تم کو پورا پورا ثواب دیا جائے گا، تمہارے ثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ

اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس طرف جھک جائیے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیئے۔ بلاشبہ وہ خوب

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ

سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہیں

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾

اور وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (ملائکہ) سے (ظاہری امداد) مسلمانوں سے قوت دی اور ان کے قلوب میں

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ

اتفاق پیدا کر دیا۔ اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ

لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا۔ بے شک وہ زبردست ہیں

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ

حکمت والے ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔

صلح کی اجازت

یعنی اگر بنو قریظہ صلح کی طرف مائل ہوں اور صلح کرنا چاہیں، تو آپ کو صلح کرنے کی اجازت ہے، اور ان لوگوں کی عہد شکنی اور وفاء عہد پر حق تعالیٰ پر بھروسہ کیجیے، حق تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی عہد شکنی اور وفاء عہد سے باخبر ہے، اور اگر بنو قریظہ صلح کے ذریعہ سے آپ کو دھوکا دینا

چاہیں تو حق تعالیٰ آپ کی مدد کے لئے کافی ہیں، اسی نے اپنی غیبی امداد سے بدر کے دن اور قبیلہ اوس اور خزرج سے آپ کو قوت دی، اور ان سب کے قلوب اور زبانوں کو اسلام پر جمع کر دیا، اگر آپ دنیا بھر کا سیم و زر بھی خرچ کر دیتے تب بھی ان کے قلوب اور ان کی زبانوں میں اتفاق نہ پیدا کر سکتے، مگر حق تعالیٰ ہی نے بذریعہ ایمان ان کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا، وہ اپنی ملوکیت اور بادشاہت میں زبردست اور اپنے حکم اور فیصلے میں حکمت والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی یَاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ ک۔ بزار نے سند ضعیف کے ساتھ بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ مشرف باسلام ہو گئے تو مشرکین نے کہا کہ آج کے دن ہم سے آدھی قوم تقسیم ہو گئی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اس روایت کے اور بھی شواہد ہیں۔

یَاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ط اِنْ یَّکُنْ

اے پیغمبرؐ آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے، اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے

مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ج وَاِنْ یَّکُنْ

تو دو سو پر غالب آجاویں گے۔ (اور اسی طرح) اگر تم میں کے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار

مِّنْکُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ

کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) کچھ

لَّا یَفْقَھُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ

نہیں سمجھتے　اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں

ضَعْفًا ط فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ

ہمت کی کمی ہے۔ سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجاویں

یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ

گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاویں گے اور اللہ تعالیٰ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

صابرین کے ساتھ ہیں۔

اعانت خداوندی

بدر کے دن مومنوں کو ترغیب دیجئے اور قتال پر ابھاریئے، کہ اگر بیس آدمی بھی لڑائی میں ثابت قدم رہے تو دو سو کافروں پر غالب آجائیں گے۔

کیوں کہ وہ حکم الٰہی اور توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے،

بدر کے بعد حق تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی، اب تم اپنے سے دگنے عدد پر غالب آجاؤ گے، اور جو لڑائی میں ثابت قدم رہیں، حق تعالیٰ بذریعہ نصرت ان کا معین ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور طبرانی وغیرہ نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ۳۹ مرد و عورتوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ مشرف باسلام ہوئے تو چالیس کی تعداد پوری ہو گئی تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔ ک۔ اور ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چھتیس ۳۶ آدمی اور چھ ۶ عورتیں اسلام لے آئیں اس کے بعد حضرت عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے، تو یہ آیت نازل ہوئی، يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ۔

اور ابو الشیخ نے سعید بن مسیبؒ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضؓ مشرف باسلام ہوئے تو ان کے اسلام کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ نازل فرمائی۔

فرمان الٰہی اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ الخ اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ایک آدمی دس سے قتال کرے، تو ان پر یہ چیز شاق اور گراں گذری تو حق تعالیٰ نے یہ تخفیف فرما دی کہ ایک آدمی دو سے قتال کرے چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ان یکن الخ یعنی اگر بیس ۲۰ آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں، (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی)

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ

خونریزی نہ کر لیں، تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں، اور

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ

اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو

اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا

امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔

بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے پر تنبیہ

نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان کے کافر قیدی باقی رہیں، تا وقتیکہ ان کی خوں ریزی نہ کر لی جائے، بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر دنیا وی تاع چاہتے ہو، حق تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غالب اور اپنے اولیاء کی مدد فرمانے میں حکیم ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے غنیمتوں کے حلال ہونے کے بارے میں خدا کا حکم نہ صادر ہو چکا ہوتا، یا اہل بدر کی سعادت کے بارے میں تو اس فدیہ سے تم کو بڑی سزا ہوتی۔ بس اب بدر کے دن جو غنیمت حاصل ہوئی ہے اس کو کھاؤ اور خیانت کرنے میں خدا تعالیٰ سے ڈرو، بدر کے دن فدیہ کی رائے جو تم نے دی ہے حق تعالیٰ اس کو معاف فرمانے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ الخ امام احمدؒ وغیرہ نے حضرت انس رضی نقل کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے تو حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں، آپ نے ان کی رائے سے اعراض کیا، اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ قبول کر لیں، چنانچہ حضورؐ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ الخ۔

نیز امام احمد، ترمذی اور حاکم نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کو لایا گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں الخ اس روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ الخ۔

نیز ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ غنیمتیں حلال نہیں تھیں اور تم سے پہلے کسی بھی جماعت کے لئے یہ حلال نہیں تھی، آسمان سے آگ آتی تھی اور وہ اسے کھا جاتی تھی، بدر کے دن تم لوگ اس کی حلت کے اعلان سے قبل ہی اس میں گھس پڑے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ یعنی اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا الخ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ

اے پیغمبرؐ آپؐ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپؐ ان سے فرما دیجئے اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان

اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور (آخرت میں) تم کو بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا

مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں - اور اگر (بالفرض) یہ لوگ آپؐ کے ساتھ خیانت (نقض عہد) کرنے کا ارادہ رکھتے

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱

ہوں تو (کچھ فکر نہ کیجئے) تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو گرفتار کرادیا اور اللہ تعالیٰ خوب

بہتر صلہ کی بشارت

یعنی حضرت عباسؓ وغیرہ سے فرما دیجئے کہ اگر تمہارے قلوب میں ایمان اور تصدیق معلوم ہوگی تو تم سے جو فدیہ لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور زمانہ جاہلیت کے گناہوں کو معاف فرمادیگا کیوں کہ جو ایمان لائے تو وہ معاف فرمانے والا ہے : اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ ایمان کا اظہار کرکے خیانت کرنا چاہیں تو اس سے پہلے بھی انہوں نے ایمان نہ لاکر اور گناہوں کا ارتکاب کرکے حق تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی ہے، پھر حق تعالیٰ نے بدر کے دن آپؐ کو ان پر غلبہ دے دیا ان کے دلوں میں جو کچھ خیانت وغیرہ ہے حق تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہیں اور جو ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکمت والے ہیں -

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ الخ طبرانی اوسط میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا خدا کی قسم میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، جس وقت کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اسلام کی اطلاع ہوئی اور میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ بیس اوقیہ چاندی جو میرے پاس تھی وہ آپؐ نے لے لی، تو آپؐ نے اس کے بدلے میں مجھے بیس غلام مرحمت فرمائے جن میں سے ہر ایک غلام میرے مال سے تجارت کررہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے وعدہ مغفرت کا مجھے انتظار ہے -

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد بھی

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ

کیا۔ اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث

بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن

ہوں گے۔ اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں

شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ

جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمہ مدد کرنا

النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا

مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾

کاموں کو دیکھتے ہیں۔

باہم وارث

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور جنہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے دن ان کی مدد کی یہ دونوں قسم کے لوگ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اور جو ایمان تو لائے مگر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت نہیں کی تو تمہارا ان کے ساتھ اور ان کا تمہارے ساتھ میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کریں۔
البتہ اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں اپنے دشمن کے خلاف مدد چاہیں تو تم پر ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں تم پر مدد کرنا لازم نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم صلح کا عہد ہو، مگر ایسی صورت میں تم کو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس حکم مذکور پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور

فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

بڑا فساد پھیلے گا۔ اور جو لوگ (اول) مسلمان ہوئے اور انہوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرتے والے ہیں، ان کے لئے

حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن

(آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرت نبویہ کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے

بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو

اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں) تمہارے برابر نہیں لیکن تاہم) تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق دار ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

کو خوب جانتے ہیں۔

مومنین کا مقام

اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں، رشتہ داروں میں اگر اس طریقہ مذکورہ کے ساتھ میراث نہیں تقسیم کروگے تو دنیا میں شرک، ارتداد، قتل وخون ریزی اور نافرمانی پھیلے گی۔

اور جو حضرات اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور ہجرت نبویہ کے زمانہ میں مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور اول ہی سے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا، اور جن حضرات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مہاجرین کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور بدر کے دن ان کی مدد کی یہ لوگ تو صدق اور یقین کے اعتبار سے ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔

دنیا میں ان کے گناہوں کی مغفرت اور جنت میں ان کے لئے بہت ہی بہترین ثواب ہے۔

اور جو لوگ مہاجرین اولین کے بعد ایمان لائے اور ہجرت بھی کی اور تمہارے ساتھ دشمن سے جہاد بھی کیا تو یہ لوگ ظاہر و باطن کے اعتبار سے تمہارے ہی شمار میں ہیں۔ اور جو لوگ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں تو وہ حسب ترتیب لوح محفوظ میں ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں، اس آیت سے پہلی آیت منسوخ ہوگئی۔

اور حق تعالیٰ میراثوں کی تقسیم اور تمہاری درستگی وغیرہ کی باتوں اور مشرکین کی عہد شکنی سے بخوبی واقف ہیں

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَالَّذِينَ كَفَرُوا الخ ابن جریر اور ابو الشیخ نے بواسطہ سدی ابو مالک سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ ہم اپنے مشرک رشتہ داروں کے وارث ہو سکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ الخ

فرمان الٰہی وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ الخ ابن جریر نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آدمی کسی کے ساتھ یہ معاہدہ

کر لیتا تھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہونگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی جو لوگ رشتہ دار ہیں الخ۔

اور ابن سعدؒ نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے عروہ رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوامؓ اور کعب بن مالکؓ کے درمیان مواخات کرادی، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالکؓ کو دیکھا کہ احد کے دن ان کے زخم آگیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ انتقال کر جائیں تو یہ دنیا سے جدا ہو جائیں اور ان کے گھر والے ان کے وارثوں کے لئے ہو جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ الخ چنانچہ اس حکم کے بعد میراث رشتہ داروں کے لئے ہوگئی اور یہ مواخات کی میراث کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

آیاتہا ۱۲۹　　(۹) سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ　　رکوعاتہا ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ①

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ان مشرکین (کے عہد) سے دست برداری ہے جن سے تم نے (بلاتعیین مدت) عہد

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ

کر رکھا تھا۔ سو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اور یہ (بھی) جان رکھو کہ تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ

اور یہ (بھی جان رکھو) کہ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو (آخرت میں) رسوا کریں گے۔ اور اللہ اور رسولؐ کی طرف سے بڑے حج کی

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ

تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ دونوں دست بردار ہوتے

بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے۔

(سورہ برارت (توبہ) یہ پوری سورت مدنی ہے اور کہا گیا ہے کہ اخیر کی دو آیتیں مکی ہیں، اور اس سورت میں دو ہزار چار سو سرسٹھ کلمات اور دس ہزار حروف ہیں۔

یہ ان لوگوں سے دست برداری ہے جنہوں نے عہد شکنی کی، برارت کے معنی عہد کو ختم کر دینا ہے۔

جن کفار کا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد صلح تھا ان میں سے بعض نے عہد شکنی کر دی، چنانچہ ان میں سے بعض قبائل کے ساتھ تو چار ماہ کا معاہدہ تھا، اور بعض کے ساتھ چار سے زیادہ کا اور بعض سے چار ماہ سے کم کا اور بعض سے نو ماہ کا معاہدہ تھا اور بعض قبائل ایسے تھے کہ ان کے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہیں تھا، سو بنی کنانہ کے علاوہ

جن سے نو ماہ کا معاہدہ تھا اور سب قبائل نے عہد شکنی کر دی۔
لہٰذا اس عہد شکنی کے بعد جن قبائل کا معاہدہ چار ماہ سے زیادہ یا اس سے کم تھا، آپؐ نے یوم النحر سے چار ماہ تک ان کا معاہدہ کر دیا، اسی طرح ان قبائل کا جن کا معاہدہ صرف چار ماہ کا تھا ان کو بھی عہد شکنی کے بعد یوم النحر سے چار ماہ کی مہلت دے دی اور جن کا نو ماہ کا معاہدہ تھا ان کو اسی حالت پر رہنے دیا اور جن کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہیں تھا ان کو یوم النحر سے اشہر حرم کے ختم ہونے تک صرف پچاس دن کی مہلت دے دی، چنانچہ اعلان فرما دیا کہ اس معاہدہ کی وجہ سے امن کے ساتھ چار ماہ تک زمین میں چل پھر لو۔ اور اگر وہ کفار چار ماہ کے بعد عذاب الٰہی سے جو قتل کی صورت میں ہوگا کہیں بچ کر نہیں جا سکتے، اور چار ماہ کے بعد حق تعالیٰ کفار کو قتل کی سزا دینے والا ہے اور یہ یوم النحر کا حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشرکین کے دین اور ان کے معاہدہ سے جس کی انہوں نے عہد شکنی کی ہے دست بردار ہوتے ہیں۔

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ

پھر اگر تم (کفر سے) توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے (اسلام سے) اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو عاجز

مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۳ اِلَّا

نہیں کر سکو گے۔ اور ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ ہاں مگر مشرکین

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا

مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی

وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى

مدد کی سو ان کے معاہدہ کو ان کی مدت (مقررہ) تک پورا کر دو۔ واقعی اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے)

مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۴ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ

احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ سو جب اشہر حرم

الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ

گذر جائیں تو (اس وقت) ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو۔ پکڑ لو۔ باندھو

وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ

اور داؤ گھات کے موقعوں پر ان کی تاک میں بیٹھو۔

مشرکین کے قتل کا حکم

پھر اگر تم کفر سے توبہ کر لو اور حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آؤ، تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر ایمان اور توبہ سے روگردانی کرتے ہو تو گروہ کفار جان لو کہ عذاب الٰہی کو تم ٹال نہیں سکتے اور چند ماہ کے بعد قتل کی سزا بھگتو گے۔

البتہ بنی کنانہ اس سے مستثنیٰ ہیں، جن سے سال حدیبیہ کے بعد نو ماہ کا معاہدہ ہوا تھا اگر انہوں نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کی مدد کی، سو ان کی نو ماہ کی مدت معاہدہ کو پورا کر دو اور جب اشہر حرم پورے ہو جائیں تو اس جماعت کو جس کو صرف پچاس دن کی مہلت دی تھی، حل و حرم میں جہاں ملیں قتل کر دو، یا ان کو قید کر لو اور مکانوں میں باندھو اور جن رستوں پر سے یہ تجارت کے لئے آتے جاتے ہیں ان موقعوں کی تاک میں بیٹھو۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ

پھر اگر (کفر سے) توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو۔ واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب

اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

ہو تو آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے، پھر اُس کو اُس کے امن کی جگہ پہونچا دیجئے

مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ ع

یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے۔

توبہ پر رہائی کا حکم

پھر اگر یہ کفر سے توبہ کر لیں، اور ایمان باللہ کے قائل ہو جائیں اور پانچوں نمازیں پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اقرار کر لیں تو ان کو مکانوں سے رہا کر دو، کیوں کہ جو ان میں سے توبہ کرے، حق تعالیٰ اس کی مغفرت کرنے والا ہے، اور جو توبہ پر مر جائے تو حق تعالیٰ بڑا مہربان ہے، اور جو اس زمانہ میں بغرض تلاش حق آپ سے امن طلب کرے تو اسے امن دیجئے، تاکہ وہ آپ کی زبان مبارک سے کلام الٰہی سن لے۔ پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو اس کو اس کے وطن جانے..... دیجئے، یہ حکم اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ اوامر خداوندی اور توحید الٰہی کی خبر نہیں رکھتے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا

ان مشرکین (قریش) کا عہد اللہ کے نزدیک اور اس کے رسولؐ کے نزدیک کیسے (قابل رعایت) رہے گا مگر جن

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ

لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے - سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں، تم بھی

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ وَاِنْ

ان سے سیدھی طرح رہو - بلاشبہ اللہ تعالیٰ (بدعہدی) سے احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں - کیسے (ان کا عہد قابل رعایت

يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ

رہیگا) حالاں کہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر تم پر کہیں غلبہ پا جائیں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول و

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا

قرار کا - یہ لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں اور ان کے دل (ان باتوں کو) نہیں مانتے - اور ان میں زیادہ آدمی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ

شریر ہیں - انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض (دنیا کی) متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے - سو یہ لوگ اللہ کے رستے سے ہٹے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹

ہوئے ہیں - (اور) یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی برا ہے -

معاہدہ کے ناقابل لوگ

حق تعالیٰ اظہار تعجب فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں سے کیسے معاہدہ رہ سکتا ہے البتہ بنی کنانہ جنہوں نے حدیبیہ کے سال کے بعد معاہدہ کیا ہے - تو جب تک یہ عہد پورا کریں تم بھی اس کو پورا کر دو، حق تعالیٰ بدعہدی سے احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں -

اور ان لوگوں کا عہد کیسے قابل رعایت رہے گا حالاں کہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو پھر وہ تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ کسی قول و قرار کا، صرف اپنی زبانی باتوں سے تم کو یہ لوگ راضی رکھتے ہیں اور ان میں سب ہی عہد شکنی کرنے والے ہیں، ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے مقابلہ میں معمولی سے عوض کو اختیار کر رکھا ہے -

سو یہ حق تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے ہٹے ہوئے ہیں، یہ جو حق کو چھپا رہے ہیں، یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی برا ہے - اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے -

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩

یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں قرابت کا پاس کریں اور نہ قول و قرار کا اور یہ لوگ بہت سی زیادتی کر رہے ہیں

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

سو اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں۔ اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی

الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا

ہو جاویں گے۔ اور ہم سمجھدار لوگوں کے لئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اور اگر وہ لوگ عہد کرنے

اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا

کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین (اسلام) پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاویں

اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫

ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو کیونکہ اس صورت میں ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔

حرام امور کے مرتکب

یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ کسی قرابت کا پاس کرتے ہیں اور نہ قول و قرار کا اور نہ خدا سے ڈرتے ہیں، یہی لوگ عہد شکنی وغیرہ کے ذریعہ سے حرام کاموں کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

اگر یہ لوگ کفر سے توبہ کرکے ایمان باللہ کے قائل ہو جائیں اور پانچوں نمازوں اور ادائیگی زکوٰۃ پر کاربند ہو جائیں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم سمجھدار اور یقین کرنے والوں کے لیے قرآن کریم میں اوامر و نواہی تفصیل سے بیان کرتے ہیں، اور اگر یہ مکہ والے عہد شکنی کر جائیں اور دین اسلام پر طعن و تشنیع کریں، تو پیشوایان کفر ابو سفیان وغیرہ سے خوب لڑو، کیوں کہ ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔ ممکن ہے کہ یہ عہد شکنی سے باز آجائیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ

تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کے جلا وطن کر دینے کی تجویز کی۔ اور

هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ

انہوں نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی۔ کیا ان سے (لڑتے ہیں) ڈرتے ہو۔ سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ⑬ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ

کرتم ان سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ ان سے لڑو (اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ) ان کو تمہارے ہاتھوں سزا

وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ⑭

دے گا اور ان کو (ذلیل و خوار) کرے گا وہ تم کو ان پر غالب کرے گا۔ اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا۔

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ

اور ان کے قلوب کے غیظ (و غضب) کو دور کرے گا۔ اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرمادیگا اور اللہ تعالیٰ بڑے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ⑮

علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

قتال کا حکم

تم مکہ والوں سے کیوں نہیں لڑتے، جنہوں نے اپنے ان عہدوں کو جو کہ تمہارے اور ان کے درمیان تھے۔ توڑ ڈالا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کی تجویز کی، چنانچہ وہ دارالندوہ میں مشورہ کیلئے جمع ہوئے، انہوں نے خود اولاً عہد شکنی کی ہے کہ اپنے حلفا بنی بکر کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلفاء بنی خزاعہ کے خلاف مدد کی، اے گروہ مومنین کیا ان سے لڑنے میں ڈرتے ہو، حق تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی میں ان سے ڈرا جائے، ان سے تلواروں کے ساتھ لڑو حق تعالیٰ ان کو شکست دیکر ذلیل کریگا اور تم کو غلبہ دے گا اور ان کے خلاف بنی خزاعہ کے دلوں کو خوشی عطا فرمائے گا، کہ فتح مکہ کے دن تھوڑی سی دیر کیلئے حرم میں ان کے لئے قتال حلال ہو جائے گا، اور ان کے دلوں کی جلن دور کریگا، اور ان میں سے جو توبہ کرے گا اس پر توجہ فرمائیں گے اور جو توبہ کرتا ہے اور جس نے توبہ نہیں کی سب سے حق تعالیٰ با خبر ہیں، اور جو ان کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکیم ہیں یا یہ کہ ان کے قتل اور ان کی شکست کا فیصلہ فرمایا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ الخ ابو الشیخ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت وہ بنی بکر کو مکہ مکرمہ میں قتل کر رہے تھے اور عکرمہ سے نقل کر رہے ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور سدی سے وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بنی خزاعہ ہیں، بنی بکر سے جو ان کے دلوں میں غیظ و غضب تھا اسکو دور کر رہے تھے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ (نے ظاہری طور پر) ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ

تم میں سے (ایسے موقع پر) جہاد کیا - اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست

وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن

نہ بنایا ہو - اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی - مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ

يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ

اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر (کفر کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں - ان لوگوں کے

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ

سب اعمال اکارت ہیں - اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے - ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان

اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ

لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں - اور زکوٰۃ دیں - اور بجز اللہ

وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾

کے کسی سے نہ ڈریں - سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہونچ جاویں گے -

ضرور پرکھا جائے گا

اے گروہ مومنین کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو یوں ہی چھوڑ دیا جائیگا اور جہاد کا تم کو حکم نہیں دیا جائے گا، حالاں کہ ہنوز ظاہری طور پر تو حق تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کو دیکھا ہی نہیں، اور جنہوں نے کفار کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو اور حق تعالیٰ جہاد وغیرہ میں نیکی اور برائی ہر ایک چیز کو دیکھنے والا ہے - مشرکین کی یہ لیاقت نہیں کیوں کہ وہ خود اپنے تلبیہ میں بھی کفر کا اقرار کرتے ہیں ان کے زمانہ کفر کی تمام نیکیاں اکارت ہو گئیں ان لوگوں کو دوزخ میں نہ موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے - مسجد حرام کو آباد کرنا تو ان ہی حضرات کا کام ہے جو بعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرتے - اور فرض زکوٰۃ کو ادا کرتے اور بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہ کرتے ہوں، تو ایسے حضرات یقیناً حق تعالیٰ کے دین اور اس کی حجت کو پالیں گے -

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ

کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو۔ یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور جو لوگ بے

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑲

انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا۔

دین کی سمجھ سے محروم

اس کے بعد اگلی آیت مشرکین میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کو بدر کے دن قید کر لیا گیا تھا اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا بدریین میں سے کسی پر فخر یہ یہ اظہار کیا کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں اور ایسا ایسا کرتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے حجاج کو پانی پلانے کو اس شخص یعنی بدری کے عمل کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ اعمال ثواب اور (وہ حضرات) اطاعت خداوندی میں باہم برابر نہیں ہو سکتے اور حق تعالیٰ مشرکین کو جو کہ بذات خود اس کے اہل نہیں ہوتے اپنے دین کی سمجھ نہیں دیتا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ ابن ابی حاتم نے علی بن طلحہ کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے روز جب قید کر لیے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم حضرات ہم سے اسلام، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کی بنا پر سبقت لے گئے ہو تو ہم بھی مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں اور حجاج کو پانی پلاتے اور غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ۔

اور امام مسلم ابن حبان اور ابوداؤد نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کچھ جماعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس تھا تو ان میں سے ایک شخص بولا کہ اسلام کے بعد اگر صرف میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں اور کوئی بڑی نیکی نہ ہو تو میرے لیے یہی کافی ہے، دوسرا بولا نہیں بلکہ مسجد حرام کی خدمت بڑی نیکی ہے، اور تیسرے صاحب بولے کہ جن نیکیوں کا تم نے ذکر کیا ہے ان سب سے بڑھ کر نیکی جہاد فی سبیل اللہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے قریب آوازیں مت بلند کرو اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

لیکن جب میں جمعہ کی نماز پڑھ چکا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جن باتوں میں ہمارے درمیان اختلاف ہو رہا تھا ان کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو اس پر حق تعالیٰ نے اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ سے لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور فریابی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے چچا آپ ہجرت کیوں نہیں کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں نہیں آجاتے اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا آپ مسجد آباد کرتے ہیں اور بیت اللہ کی نگرانی کرتے ہیں چنانچہ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ اور ایک قوم سے کہا کہ تم لوگ ہجرت کیوں نہیں کر لیتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں نہیں آجاتے وہ کہنے لگے ہم اپنے بھائیوں قبیلوں اور گھروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے اخیر تک آیتیں

نازل فرمائیں۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ الخ۔ اور عبدالرزاق نے شعبہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ طلحہ بن شیبہ اور حضرت عباسؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آپس میں فخر کیا، طلحہ بولا میں بیت اللہ والا ہوں میرے پاس بیت اللہ کی چابی ہے حضرت عباسؓ بولے میں صاحب سقایہ اور اسکا نگران ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے لوگوں سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی ہے اور میں صاحب جہاد ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ تمام آیتیں نازل فرمائیں اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ الخ۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترکِ وطن کیا۔ اور اللہ کی راہ میں اپنی جان

وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور مال سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں۔ اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان

مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

(باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی (اور) ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

اجر عظیم پانیوالے

بے شک جو حضرات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ آئے اور اطاعت خداوندی میں اپنے مالوں کو خرچ کرکے اور اپنی جانوں کو قربان کرکے جہاد کیا وہ بمقابل اہل سقایہ اور اہل عمارت وغیرہ کے حق تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے ہیں۔ اور ان ہی حضرات نے جنت کے ذریعہ کامیابی حاصل کی اور دوزخ سے کلی نجات پائی ہے ان کا پروردگار ان کو عذاب سے چھٹکارے اور بڑی رضامندی اور خوشنودی کی، اور جنت کے باغوں اور اس کی دائمی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، اور ان حضرات کو نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے، اللہ کے پاس ایسے شخص کے لیے جو اس پر ایمان لائے بڑا اجر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ

إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ

لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھیں (کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے) اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ

هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ

رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے۔ اور تمہارے بھائی

وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

اور تمہاری بی بیاں اور تمہارا کنبہ - اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو

كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اندیشہ ہو اور وہ گھر جس کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ

وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ

میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیج دیں اور

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾

اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہونچاتا۔

دینی رفیق مت بناؤ

اور جو کفار رشتہ دار مکہ مکرمہ میں ہیں اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز سمجھیں تو ان کو دینی رفیق مت بناؤ، اور جو ان کے ساتھ دینی رفاقت رکھے گا وہ ان ہی جیسے کافر ہیں۔

یا یہ کہ اے مومنو؟ اپنے ان مسلمان باپوں اور بھائیوں کو جو مکہ مکرمہ میں ہیں اور تم کو ہجرت سے روکتے ہیں ان کو مدد اور نصرت میں اپنا رفیق مت بناؤ۔ اگر وہ دار الکفر یعنی مکہ مکرمہ کو دار الایمان یعنی مدینہ منورہ سے عزیز سمجھیں اور جو ان کے ساتھ تم میں سے رفاقت رکھے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تمہارے یہ رشتہ دار اور تمہاری وہ قوم جو مکہ مکرمہ میں ہے، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس میں مدینہ منورہ میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ مکانات جن میں رہائش کو تم پسند کرتے ہو، اگر یہ چیزیں تم کو اطاعت خداوندی اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو عذاب الٰہی یعنی فتح مکہ کے دن قتل ہونے کا انتظار کرو اور پھر اس کے بعد ہجرت کرتے پھرو اور حق تعالیٰ ان کافروں کو جن میں اس کے دین کی اہلیت نہیں ہوتی اپنے دین تک نہیں پہونچاتا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ

تم کو خدائے تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں میں (کفار پر) غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی۔ جب کہ تم کو

اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا۔ پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کار آمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ

فراخی کے تنگی کرنے لگی۔ پھر (آخر) تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ

رسول (کے قلب) پر اور دوسرے مومنین (کے قلوب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور (مدد کے لیے)

تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ

ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی۔ اور یہ کافروں کی (دنیا میں) سزا ہے۔ پھر اس کے بعد

اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾

خدا تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ نصیب کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں

غفار الذنوب

قتال کے وقت بہت سے غزوات میں غلبہ دیا اور خاص طور پر حنین کے دن بھی جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان وادی ہے جب کہ تمہیں اپنی جماعت جو کہ دس ہزار تھی کی زیادتی پر غرہ ہو گیا تھا مگر یہ زیادتی شکست سے نہ روک سکی اور خوف سے زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو گئی اور پھر تم دشمن سے جس کی تعداد چار ہزار تھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے، اس کے بعد حق تعالیٰ نے تسلی نازل فرمائی اور آسمان سے تمہارے مدد کے لیے فرشتے نازل فرمائے، اور مالک بن عوف وہمانی کی قوم اور کنانہ بن عبد یالیل ثقفی کی قوم کو قتل و شکست کا عذاب دیا، دنیا میں ان لوگوں کی سزا یہی ہے، پھر اس قتال اور ہزیمت کے بعد جس نے ان میں سے توبہ کر لی، تو حق تعالیٰ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والے ہیں۔

لبابُ النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَيَوْمَ حُنَيْنٍ الخ۔ امام بیہقی نے دلائل میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حنین کے دن ایک شخص نے کہا کہ ہم قلت سے مغلوب نہیں ہوں گے اور صحابہ کرام رضی تعداد میں بارہ ہزار تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات گراں گذری تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ الخ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

اے ایمان والو مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ) نرے ناپاک ہیں سو لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے

عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ

پاویں۔ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو (تم خدا پر توکل رکھو) خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (ان کا) محتاج نہ

فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا

رکھے گا بے شک، اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔ اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

ہیں۔ اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اور اس کے

وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

رسولؐ نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۵ / ۱۰

ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

مشرکین نجس ہیں

عام برارت یعنی یوم النحر کے بعد حج اور طواف کے لئے نہ آئیں اور اگر تم کو اس حکم کے اجراء میں فقر و مفلسی کا ڈر ہے، تو حق تعالیٰ دوسرے طریقہ سے اپنا رزق خاص عطا فرمائے گا اور بکر بن وائل کی تجارت سے تم کو مالدار کر دے گا، وہ تمہاری روزیوں کو جاننے والا اور جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکیم ہے اور جو جنت کی نعمتوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے اور توریت میں جن چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے ان کو حرام سمجھتے اور نہ حق تعالیٰ کے سامنے اس کی توحید کے قائل ہو کر جھکتے ہیں، اب حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔

وہ یہود و نصاریٰ ہیں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کرو تاوقتیکہ وہ ماتحت اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کر لیں، یعنی مدینہ منورہ کے یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نجران کے عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ ان کی زبانی باتیں ہیں، جو ان سے پہلے لوگوں یعنی کفار مکہ کے مشابہ ہیں۔ کیوں کہ نعوذ باللہ وہ بھی اس بات کے مدعی تھے کہ لات، عزیٰ اور منات خدا کی بیٹیاں ہیں، اسی طرح یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور نصاریٰ میں سے بعض مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک اور بعض بعینہٖ خدا اور بعض تین میں کا ایک کہتے ہیں، خدا ان لوگوں پر اپنی لعنت نازل فرمائے یہ کہاں کی افترا پردازیاں کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ آیا کرتے تھے اور اپنے ساتھ کھانے کی چیزیں لایا کرتے تھے اور وہاں تجارت کرتے جب ان کو بیت اللہ آنے کی ممانعت کر دی گئی تو مسلمان کہنے لگے کہ اب کھانے پینے کی چیزیں کہاں سے آئیں گی اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو الخ۔

اور ابن جریر نے اور ابوالشیخ نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ جب آیت نازل ہوئی اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ الخ تو مسلمانوں پر یہ حکم طبعی طور پر شاق گذرا اور کہنے لگے کہ کھانے کی چیزیں اور دوسرے سامان ہمارے پاس کون لے کر آئے گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً الخ

نیز اسی طرح عکرمہ، عطیہ، عوفی، ضحاک اور قتادہ وغیرہ سے روایتیں نقل کی ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ٱبْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ

اور یہود (میں سے بعض) نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ (میں سے اکثر) نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں . یہ ان

اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا۔ یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں

قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ

خدا ان کو غارت کرے یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

مشائخ کو (باعتبار طاعت کے) رب بنا رکھا ہے اور مسیح بن مریمؑ کو بھی۔ حالاں کہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک

اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ

معبود (برحق) کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ

اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

اللہ کے نور (یعنی دین اسلام کو) اپنے منہ سے بجھا دیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

نہیں اگرچہ کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔ (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے۔ گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ

اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال ناشرعی

اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں۔

یہودیوں کی جسارت

ان یہودیوں نے اپنے علماء کو اور عیسائیوں نے اپنے مشائخ کو رب بنا رکھا ہے معصیت خداوندی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں، اور مسیح علیہ السلام کو بھی ایک اعتبار سے خدا بنا رکھا ہے، حالانکہ ان کو تمام کتب سماویہ میں صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی توحید بیان کریں، یہ چاہتے ہیں کہ دین الٰہی کو اپنی افترا پردازیوں اور اپنی زبان درازیوں سے مٹا دیں حالانکہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو ہرگز مہلت نہیں دے گا تاوقتیکہ وہ اپنے دین اسلام کو غالب کردے گو کفار کو یہ چیز ناگوار گزرے۔

اس ذات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن و ایمان اور دین اسلام یعنی شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دے کر بھیجا تاکہ قیام قیامت تک دین اسلام کو تمام ادیان سابقہ پر غالب کردے اگرچہ مشرکین اس سے کیسے ہی ناخوش ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! اکثر علماء یہود اور مشائخ نصاریٰ رشوت اور حرام کا مال کھاتے ہیں اور دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان بن اوفی، اور محمد بن دحیہ، اور شاس بن قیس اور مالک بن صیف یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کس طرح آپ کی اتباع کریں، درآنحالیکہ آپ نے ہمارے قبلہ کو چھوڑ دیا اور حضرت عزیرؑ کو آپ خدا کا بیٹا بھی نہیں سمجھتے تو حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہودیوں نے کہا، کہ عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ

اور (علاوہ حرص کے) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ

سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں اول

فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ۭ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ

تپایا جاوے گا۔ پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا۔ یہ وہ ہے جس کو تم

لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

نے اپنے واسطے جمع کرکے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

دردناک سزا کے حق دار

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں، اور ان خزانوں کو اطاعت خداوندی میں خرچ نہیں کرتے اور ان اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے، جو کہ اس دن واقع ہوگی، جب ان کو ان خزانوں یا آگ پر ڈال کر تپایا جائے گا اور پھر ان خزانوں سے ان کی پیشانیوں وغیرہ کو داغ دیا جائے گا اور ان کو یہ جتلا دیا جائے گا کہ یہ اسی کی سزا ہے جو دنیا میں تم نے اپنے لئے اموال جمع کر کر رکھے تھے۔ سو اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ

یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۥ

آسمان اور زمین پیدا کئے تھے (اسی روز سے اور) ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں یہی (امر مذکور) دین مستقیم

فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ

ہے۔ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کرکے) اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے سب لڑنا جیسا کہ وہ تم سب

کَآفَّۃً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ

لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے۔ جس سے

فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا

(اور عام) کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور

لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ

کسی سال رجب کو ہی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں (صرف) ان کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال

اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ ع ١١

کر لیتے ہیں۔ ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔

مہینوں کا شمار

یعنی حق تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں سال کا شمار مہینوں کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے ابتداء آفرینش ہی سے ان مہینوں میں سے چار مہینے یعنی رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم ادب کے ہیں، یہ حساب اس طریقہ پر مستقیم ہے جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں ہوتی، لہٰذا تم ان مہینوں یا ان خاص ادب کے مہینوں میں نافرمانی کر کے اپنے کو نقصان مت پہونچانا۔ اور ان تمام مشرکین سے حل و حرم میں ہر جگہ لڑو، جیسا کہ وہ تم سے لڑے، اور اے گروہ مسلمین حق تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو کفر و شرک اور فواحش اور عہد شکنی اور اشہر حرام میں قتال کرنے سے بچتے ہیں، نیز ماہ محرم کو صفر تک موخر کر دینا یہ نافرمانی اور کفر میں زیادتی ہے جس سے عام کفار غلطی میں پڑ جاتے ہیں چنانچہ وہ محرم کو کسی سال حلال سمجھ کر اس میں قتال کر لیتے ہیں اور کسی سال سے احترام سمجھ کر اس میں قتال نہیں کرتے چنانچہ جب وہ ماہ محرم کو حلال کرتے ہیں تو اس کے عوض صفر کو حرام کر لیتے ہیں تاکہ چار محترم مہینوں کی گنتی پوری کر لیں، پھر تو حق تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں، ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو توفیق نہیں دیتا جو اس کا اہل نہیں ہوتا، اور یہ کارگزاریاں نعیم بن ثعلبہ نامی ایک شخص کیا کرتا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ الخ ابن جریر نے ابو مالک رضی سے نقل کیا ہے کہ کفار سال کے تیرہ مہینے کر دیتے تھے، چنانچہ محرم کو صفر بنا کر اس میں حرام چیزوں کو حلال کر لیتے تھے اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ الخ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

تم زمین کو لگے جاتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی، سو دنیاوی زندگی

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا

کا تمتع تو؟ کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ

سخت سزا دے گا (یعنی تم کو ہلاک کر دے گا) اور تمہارے بدلہ دوسری قوم پیدا کر دے گا (اور ان سے اپنا کام لے گا) اور تم اللہ کے دین

شَيْئًا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀

کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکو گے - اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے -

تفسیر ابن عباس

یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اپنے نبی کریم کے ساتھ اطاعت خداوندی یعنی غزوۂ تبوک میں نکلو تو تم زمین پر بیٹھے جاتے ہو، کیا آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کرلی، حقیقت میں دنیاوی زندگی کچھ نہیں، یعنی اگر تم اپنے نبی کریم ؐ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے نہ نکلو گے تو حق تعالیٰ تم کو دنیا وآخرت میں سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے تم سے بہترین اور زیادہ اطاعت گذار قوم پیدا کرے گا - اور تمہارا ٹھہرا رہنا دین الٰہی کو کچھ نقصان نہیں پہونچائے گا وہ عذاب دینے اور تبدیل کرنے پر قادر ہے -

لباب النقول فی اسباب النزول

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ الخ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا ہے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب فتح مکہ اور حنین کے بعد غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا تھا، گرمیوں کے زمانہ میں جب پھل پکے ہوئے تھے اور سایوں کی حاجت تھی اس وقت کوچ کا حکم ہوا تو ان پر بڑا شاق ہوا، تو یہ آیت کریمہ حق تعالیٰ نے نازل فرمائی، کہ تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے نکل کھڑے ہو۔

فرمان الٰہی اِلَّا تَنْفِرُوْا الخ ابن ابی حاتم نے نجدہ بن نفیع سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا تو ان پر گراں گذرا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا، چنانچہ بارش بند ہو گئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

اگر تم لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم رنجیدہ (غم) نہ

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے

كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ

قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

کا بول بالا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے ہو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان

وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو (تو دیر مت کرو)

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ

اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ (منافق) لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ

لیکن ان کو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا مددگار ہے

اگر تم غزوۂ تبوک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر آپ کی مدد نہ کرو گے تو حق تعالیٰ تو آپ کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے جب کہ کفار مکہ نے آپ کو جلا وطن کیا تھا، جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رض دونوں غار میں موجود تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رض سے فرما رہے تھے، اے ابوبکر کچھ غم نہ کرو حق تعالیٰ ہمارا مددگار ہے، چنانچہ حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر تسلی نازل فرمائی اور بدر، احزاب اور حنین کے روز ملائکہ کے لشکر سے آپ کو قوت دی اور کافروں کے دین کو مغلوب اور ذلیل کر دیا، اور اللہ ہی کا بول بالا رہا، اور حق تعالیٰ اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے اولیاء کی مدد فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

یعنی اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے بوڑھے اور جوان یا یہ کہ خوشی اور غیر خوشی یا یہ کہ تھوڑے مال کے ساتھ اور زیادہ مال کے ساتھ نکل کھڑے ہو اور اطاعت خداوندی میں جہاد کرو، یہ جہاد بیٹھے رہنے سے زیادہ بہتر ہے اگر تم اس کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہو، اگر غنیمت ملنے کی توقع ہوتی اور سفر بھی آسان ہوتا تو یہ منافق خوشی خوشی غزوۂ تبوک کے لئے آپ کے ساتھ ہو لیتے، مگر ان کو تو شام تک سفر کرنا پڑتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ ابن جریر نے حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ان سے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ بیمار تھے اور کچھ بوڑھے، تو ان میں کہنے لگے کہ ہم گنہگار نہیں ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ۔

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ

اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ضرور ہم تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ (جھوٹ بول کر) اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى

اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِينَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ

کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے ۔ جو لوگ اللہ پر اور قیامت

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ

کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے (بلکہ وہ حکم کے

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۴۴﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

ساتھ دوڑ پڑیں گے) اور اللہ تعالیٰ متقیوں کو خوب جانتا ہے ۔ البتہ وہ لوگ (جہاد میں نہ جانے کی) آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۴۵﴾

قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑتے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں ۔

حیران و پریشان لوگ

اور ابھی جب تم غزوۂ تبوک سے واپس آ گئے تو یہ منافقین عبد اللہ بن ابی اور جد بن قیس اور معتب بن قشیر جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمارے پاس سامان اور سواری ہوتی تو ہم ضرور غزوہ تبوک کے لیے نکلتے، یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر خود اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جانے کی طاقت رکھتے تھے ۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا، لیکن آپ نے ان منافقین کو عدم شرکت کی اتنی جلدی کیوں اجازت دیدی، جب تک آپ کے ساتھ نکل کر ایمان والوں کی سچائی ظاہر نہ ہو جاتی اور آپ جھوٹے لوگوں کے ایمان کو معلوم کر لیتے کہ وہ بغیر آپ کی اجازت کے جہاد سے پیچھے رہ گئے ۔

غزوۂ تبوک کے بعد جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے کامل مومن ہیں، وہ جہاد نہ کرنے کی آپ سے کبھی رخصت نہ مانگیں گے اور حق تعالیٰ کفر و شرک سے بچنے والوں کو خوب جانتا ہے، البتہ وہ لوگ جہاد میں نہ جانے کی رخصت مانگتے ہیں جو مومن نہیں اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں حیران ہیں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

نزول آیت الٰہی عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ الخ ابن جریر نے عمرو بن میمون الازدی سے نقل کیا ہے کہ دو باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کیں جن میں منجانب اللہ اس وقت تک کوئی صاف حکم نہیں دیا گیا تھا ایک تو منافقین کو عدم شرکت کی اجازت دیدی دوسرے بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف تو کر دیا لیکن آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی۔

وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰـكِنۡ كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ فَثَبَّطَهُمۡ وَقِيۡلَ

اور اگر وہ لوگ (غزوہ میں) چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن (خیر ہوئی) اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہیں کیا ان کو

اقۡعُدُوۡا مَعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۴۶﴾ لَوۡ خَرَجُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا زَادُوۡكُمۡ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوۡضَعُوۡا

توفیق نہیں دی اور (بحکم تکوینی) یوں کہہ دیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو۔ اگر یہ لوگ تمہارے شامل ہو جاتے تو سوائے اس کے اور

خِلٰلَكُمۡ يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ۚ وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۷﴾

دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور (اب بھی) تم میں ان کے کچھ جاسوس موجود ہیں اور ان ظالموں

لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَـقُّ وَظَهَرَ

کو اللہ خوب سمجھے گا انہوں نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپ کے لئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ

اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ ؕ اَلَا

سچا وعدہ آ گیا اور (اس کا آنا یہ کہ) اللہ کا حکم غالب رہا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔ اور ان (منافقین متخلفین) میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے

فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۹﴾ ع

کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالیے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ (آخرت میں) ان کافروں

عذاب دوزخ بھگتنے والے

اور اگر یہ منافقین غزوۂ تبوک میں آپ کے ساتھ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کیلئے سازو سامان اور کچھ ہتھیار تو تیار کر لیتے لیکن حق تعالیٰ نے ایسے مفسدوں کا غزوۂ تبوک میں آپ کے ساتھ جانا پسند ہی نہیں کیا، لہٰذا ان کو جانے کی توفیق ہی نہیں دی اور بحکم تکوینی یوں کہدیا کہ جو بغیر عذر کے شرکت نہیں کرتے تم بھی ان ہی کے ساتھ رہو یہ چیز ان کے دلوں میں خود تھی اور اگر یہ آپ کے ساتھ شرکت بھی کرتے تو اور دونا شر و فساد کرتے اور تمہارے درمیان دوستوں پر شر و فساد اور ذلت و عیب جوئی کرنے کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور اب بھی تمہارے ساتھ ان کفار کے جاسوس موجود ہیں، اور

ان منافقوں یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو حق تعالیٰ خوب سمجھے گا، ان لوگوں نے غزوۂ تبوک سے پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی، اور آپ کی ضرر رسانی کے لیے کافی الٹ پھیر کرتے رہے تا آنکہ مومنین کی کثرت ہو گئی اور دین اسلام کو غلبہ ہو گیا وہ ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔ اور ان منافقین میں جد بن قیس ایسا ہے جو گھر رہنے کی اجازت مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ روم کی لڑکیوں کی خرابی میں مجھے نہ ڈالیے حالاں کہ خود یہ لوگ شرک و نفاق کی خرابیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن دوزخ ان کو گھیرے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي الخ طبرانی ابو نعیم اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا، تو آپ نے جد بن قیس سے فرمایا، وہ بولا یا رسول اللہؐ میں عورتوں والا آدمی ہوں، جس وقت بنی اصفر کی عورتوں کو دیکھوں گا فتنہ میں پڑ جاؤں گا لہٰذا مجھے جہاد میں نہ جانے کی اجازت دیجئے، اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ ان میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے۔ الخ

نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور طبرانی نے دوسرے طریق سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاد کرو، بنی اصفر کی لڑکیاں مال غنیمت میں ہاتھ آئیں گی تو منافقین میں سے کچھ لوگ بولے کہ معاذ اللہ یہ تم کو عورتوں کے ذریعہ فتنہ میں ڈالنا چاہتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي۔ ک۔

إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ

اور اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ ان کے لیے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو (خوش ہو کر)

أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا

کہتے ہیں کہ ہم نے تو (اسی لیے) پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا اور یہ کہ وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے

إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾

(۱) ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے تو سب

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ

مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (۲) فرما دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے

بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ

ہوا ور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دنیا یا آخرت میں)

فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

یا ہمارے ہاتھوں سے۔ سو تم (اپنے طور پر) انتظار کرو (اور) ہم تمہارے ساتھ (اپنے طور پر) انتظار میں ہیں۔

فتح غم کا باعث

اگر آپ کو غزوۂ بدر کی طرح فتح و غنیمت پیش آتی ہے تو وہ ان منافقین کے لیے موجب غم ہوتی ہے۔ اور اگر آپ پر احد کی طرح قتل و ہزیمت کا کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو یہ منافقین یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس حادثہ کے پیش آنے سے قبل ہم نے ساتھ نہ دیکر اپنی حفاظت کر لی تھی اور یہ کہہ کر احد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض کو جو حادثہ پیش آیا تھا، خوشی خوشی جہاد سے واپس چلے آتے ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ ہم کو جو اللہ نے ہمارے لیے مقدر فرما دیا ہے وہی حادثہ پیش ہوا ہے، وہی ہمارا مالک ہے اور مومنوں کو تو اپنے سب کام حق تعالیٰ ہی کے سپرد رکھنے چاہئیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے تم ہمارے لئے فتح و غنیمت یا قتل و شہادت میں سے کسی ایک کے منتظر رہتے ہو اور ہم اس کے منتظر ہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری ہلاکت کا اپنی طرف سے یا ہماری تلواروں سے تمہارے قتل کا انتظام کرے۔ سو تم اپنے طور پر انتظار کرو، ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ الخ ابن ابی حاتم نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ جو منافقین مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور جہاد میں شرکت نہیں کی تھی وہ لوگوں کو نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بُری بُری خبریں بیان کرتے تھے اور اس بات کی اشاعت کرتے تھے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض سفر میں بہت ہی مشقت میں پڑ گئے اور ہلاک ہو گئے جب ان لوگوں کی تکذیب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کی عافیت ظاہر ہوئی تو ان لوگوں کو بہت ناگوار گذرا اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ الخ۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح (خدا کے نزدیک) مقبول نہیں (کیونکہ) بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

والے ہو۔ اور ان کی خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ

وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

کفر کیا۔ اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے۔ اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی

بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ

میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے۔ اور یہ (منافق) لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ

ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالاں کہ (واقع میں) وہ تم میں کے نہیں لیکن (بات یہ ہے کہ) وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی

مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

جگہ مل جاتی یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے۔

ناقابل قبول انفاق

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ تم اپنے اموال کو خواہ طیب نفس کے طور پر خرچ کرو یا قتل کے ڈر سے خرچ کرو یہ چیز ہرگز قبول نہیں، تم منافق ہو اور یہ لوگ نماز کیلئے بھی ہارے دل سے اٹھتے ہیں اور راہِ خدا میں یہ لوگ کچھ خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اموال اور اولاد کی زیادتی آپ کو تعجب میں نہ ڈالے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ ان کو آخرت میں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جان نکل جائے۔ جو اس نے کہا تھا کہ اپنے مال سے آپ کی مدد کروں گا۔

یعنی عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم ظاہر و باطن سے تمہارے ساتھ ہیں، حالاں کہ واقع میں وہ کسی طریقہ پر بھی تمہارے ساتھ نہیں، وہ تمہاری تلواروں سے ڈرتے ہیں، ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ یا پہاڑوں میں کوئی غار زمین میں کوئی سرنگ مل جاتی تو یہ ضرور اکڑ کر منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی قُلْ اَنْفِقُوْا الخ ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جد بن قیس کہنے لگا کہ میں عورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کرسکوں گا اور فتنہ میں پڑ جاؤں گا۔ لیکن میں اپنے مال سے آپ کی مدد کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اَنْفِقُوْا الخ یعنی آپ فرما دیجئے خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مقبول نہیں یہ اس کے قول کا جواب ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا

اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو (صدقات) تقسیم کرنے کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں سو اگر ان صدقات میں سے (ان کی

وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

خواہش کے مطابق ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو (ان کی خواہش کے موافق) نہیں ملتا تو وہ ناراض

منافقین کا طعنہ

اور یہ منافقین ابوالاحوص اور اسکے ساتھی ایسے ہیں کہ صدقات تقسیم کرنے میں آپ پر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان برابری کے ساتھ کیوں نہیں تقسیم کرتے، اگر ان صدقات میں سے ان کو ان کی خواہش کے مطابق بہت زیادہ حصہ مل جاتا ہے تو تقسیم پر راضی ہو جاتے ہیں اور اگر بہت زیادہ حصہ ان کو نہیں ملتا تو پھر تقسیم پر ناراض ہوتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی ومِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ الخ امام بخاریؒ نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اموال تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا انصاف کرو، آپؐ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”ومِنْهُمْ“ الخ یعنی ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں آپؐ پر طعن کرتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے جابرؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا

اور ان کے لیے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے کہ جو کچھ ان کو اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ ع ۱۴

ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دیگا اور اس کے رسولؐ دیں گے۔ ہم (دل سے) اللہ ہی کی طرف راغب

لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

ہیں۔ صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دل جوئی کرنا

وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ

منظور ہے۔ اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی

اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۰﴾

کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

بہتر راہ

اور ان منافقین کیلئے بہتر ہوتا اگر یہ اسی پر راضی ہو جاتے جو کچھ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دلوا دیا اور یہ کہتے کہ ہمیں حق تعالیٰ کا دیا ہوا کافی ہے۔ آئندہ حق تعالیٰ اپنے فضل اور روزی خاص سے ہمیں غنی کر دے گا اور اس کے رسول عطا یا دیں گے ہم حق تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہیں اگر یہ منافق یہ کہتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا۔

صدقات کن لوگوں کا حق ہے، حق تعالیٰ اس کو بیان فرماتا ہے کہ وہ اصحاب صفہ اور ان محتاجوں کا جو کہ سوال کرتے ہیں اور جو کارکن ان صدقات کی وصولیابی پر متعین ہیں اور عطیہ سے جن کی دل جوئی کرنا ضروری ہے، جیسا کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً پندرہ حضرات ہیں اور مکاتب غلاموں کی گردن چھڑانا اور اطاعت خداوندی میں قرضداروں کے جو قرضے ہیں ان کے چھڑانے میں اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں میں اور مسافروں کی امداد میں جو کہ راہ گزر ہوں یا کسی کے پاس مہمان ہو کر اتر گئے ہوں خرچ کیا جائیگا، ان لوگوں کے لئے یہ تقسیم حق تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے۔ حق تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جاننے والے اور ان کیلئے جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں بڑی حکمت والے ہیں۔

وَمِنۡہُمُ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ النَّبِیَّ وَیَقُوۡلُوۡنَ ہُوَ اُذُنٌ ؕ قُلۡ اُذُنُ خَیۡرٍ

ان (منافقین) میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذا پہونچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ

لَّکُمۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَیُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَرَحۡمَۃٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ؕ

نبی کان دے کر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہی (خیر) ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۱﴾

ان لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور جو لوگ رسول کو ایذائیں پہونچاتے ہیں ان لوگوں کیلئے دردناک

نبی کو ایذاء پہونچانیوالے

اور ان منافقین میں سے جذام بن خالد، ایاس بن قیس، سماک بن یزید، عبید بن مالک طعن و تشنیع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہونچاتے ہیں اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق ہر ایک بات سن لیتے ہیں اور جو بات ہم آپ سے کہتے ہیں اسکی آپ تصدیق کر لیتے ہیں، ہم نے تو آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ جو بات تمہارے حق میں خیر ہو اسی کو سنتا ہوں اور اسی کی تصدیق کرتا ہوں، جھوٹ بات کی تصدیق نہیں کرتا، یا یہ کہ خوش خلقی کی بنا پر میرا تمہاری باتوں کو سن لینا بھی تمہارے لئے بہتر ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ارشادِ خداوندی کی تصدیق کرتے ہیں اور مؤمنین مخلصین کی باتوں کا یقین کرتے ہیں اور ان لوگوں کے حق میں جو تم میں سے ظاہر و باطن کے اعتبار سے مؤمن ہیں، عذاب کے باعث رحمت ہیں اور جو منافق غزوہ تبوک میں نہیں گئے جیسا

جلاک بن سوید، سحاک بن عمرو، نخشی بن حمیر اور ان کے ساتھی ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ الخ - ابن ابی حاتم رح نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ نبتل بن حارث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آکر بیٹھتا اور آپ کے ارشادات سنکر پھر ان فرمانوں کو منافقین تک پہونچاتا تھا اسکے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان میں بعض ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہونچاتے ہیں - الخ۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ

یہ لوگ تمہارے سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں (جس میں مال و جان محفوظ رہے) حالانکہ اللہ اور اس کا رسول

يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اس کو راضی کریں۔ کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت

فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ

کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہو گی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ

(اور) یہ بڑی رسوائی ہے۔ منافق لوگ (طبعًا) اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت (مثلاً یا آیت) نازل نہ ہو جائے جو ان کو

قُلِ اسْتَهْزِئُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾

ان منافقین کے مافی الضمیر پر اطلاع دیدے۔ آپ فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کرکے رہے گا جس (کے اظہار) سے تم (ڈرتے تھے)

جھوٹی قسمیں کھانیوالے

یہ لوگ جہاد میں عدمِ شرکت پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں، اگر یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں تو حق تعالیٰ اور اس کے رسول کو راضی کریں، کیا جلاس اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا اس کے لئے بہت سخت قسم کا عذاب ہے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی صورت نازل ہو جائے جس میں ان کے نفاق پر اطلاع دے دے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ودیعہ بن جذام، جدی بن قیس اور جہیر بن حمیر سے فرما دیجئے کہ اچھا تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کے ساتھ استہزاء کرتے رہو، حق تعالیٰ اس چیز کو ظاہر فرما دے گا جو تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض کے بارے میں چھپاتے ہو۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ

اور اگر آپ ان سے پوچھیے تو کہدیں گے ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ

كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ

اور اس کی آیتوں کیساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے۔ تم اب (یہ بے ہودہ) عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔

عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو (ضرور ہی) سزا دیں گے اس سبب سے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے۔

منافقین کا فریب

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر استہزاء کے بارے میں آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو ویسے ہی سواروں کی باتیں کر رہے تھے اور آپس میں ہنس رہے تھے۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اس استہزاء پر عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے اگر ہم جہیمہ بن حمیر کو معاف کر دیں کیوں کہ اس نے خود ان کے ساتھ استہزاء نہیں کیا بلکہ ہنسا ہے، تو ودیعہ بن جذام اور جدی بن قیس کو ضرور سزا دیں گے کیوں کہ وہ تو پکے مشرک ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عمر رض سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ تبوک میں ایک شخص نے ایک دن ایک مجلس میں کہا کہ میں نے ان مہمانوں جیسا، اور نہ ان سے زیادہ خواہش والا، اور نہ ان سے زیادہ جھوٹا، اور نہ ان سے زیادہ دشمن کے مقابلہ کے وقت بزدل کسی کو دیکھا ہے۔ ایک شخص یہ سنکر بولا تو جھوٹا ہے۔ اور یقیناً تو منافق ہے، میں تیرے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کروں گا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہو گئی اور اسکے بارے میں قرآن کریم نازل ہو گیا۔

حضرت ابن عمر رض بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اور پتھر اس کو لگ رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا یا رسول اللہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے۔

اسکے بعد دوسرے طریقہ پر ابن عمر سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس روایت میں اس منافق کا نام عبداللہ بن ابی بیان کیا ہے۔ نیز کعب بن مالک رض سے روایت نقل کی ہے کہ مخشی بن حمیر نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے لگانے کا فیصلہ کیا جائے تاآں کہ ہمیں اس بات سے نجات مل جائے کہ ہمارے بارے میں کوئی حکم قرآن نازل ہو، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہو گئی، تو یہ منافقین عذر پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے، حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لاتعتذروا الخ کہ تم اب عذر مت کرو تو ان لوگوں میں سے مخشی بن حمیر کو حق تعالیٰ نے معاف فرما دیا، چنانچہ اس کا نام عبدالرحمن رکھا گیا اور اس نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میری شہادت کی جگہ کا کسی کو علم نہ ہو، چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ مارے گئے، انکی قتل کی جگہ کا علم ہو سکا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کس نے ان کو قتل کیا ہے، نیز ابن جریر نے قتادہ

سے نقل کیا ہے کہ کچھ منافقین نے غزوۂ تبوک میں کہا کہ یہ شخص (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ شام کے قلعے اور محلات فتح ہو جائیں، کیسی نازیبا بات ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات پر مطلع کر دیا، چنانچہ یہ منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا، تم نے ایسی ایسی بات کی ہے وہ کہنے لگے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، چنانچہ ان کے بارے میں قرآنی حکم نازل ہو گیا۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات (یعنی کفر و مخالفت اسلام) کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات (یعنی ایمان و اتباع

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ

نبوی) سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا، بلاشبہ یہ

الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۶۷ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

منافق بڑے ہی سرکش ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور (علانیہ) کفر کرنے والوں سے دوزخ کی

وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ

آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے (سزا) کافی ہے اور اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیگا اور ان کو

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۶۸ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ

عذاب دائمی ہوگا (اے منافقو) تمہاری عادت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال و

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا

اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے اپنے (دنیوی) حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصہ سے خوب

اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بری باتوں میں ایسے گھسے جیسے وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۹

گھسے تھے اور ان لوگوں کے اعمال (حسنہ) دنیا اور آخرت میں ضائع گئے اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں۔

گھاٹے میں رہنے والے

سب ایک دوسرے کے طریقہ پر ہیں، کفر اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی تعلیم دیتے ہیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکتے ہیں، انہوں نے پوشیدگی کے ساتھ اطاعتِ خداوندی کو چھوڑ دیا، خدا نے بھی ان کو دنیا میں ذلیل کر دیا اور آخرت میں آگ میں ڈال دیا، یقیناً یہ منافق پکے کافر ہیں، منافق مردوں اور عورتوں سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، وہی ان کا حقیقی ٹھکانا ہے، حق تعالیٰ ان کو عذاب دائمی دے گا،

ان لوگوں کے عذاب کے طریقہ پر جو ان منافقین سے پہلے ہو چکے ہیں، تو انہوں نے آخرت کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا تم نے بھی آخرت چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا تھا، اور تم بھی باطل اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں ایسے ہی گھسے، جیسا کہ وہ باطل اور انبیاء کرام کی تکذیب میں گھسے تھے، ان کی سب نیکیاں اکارت ہو گئیں اور یہ بڑے ہی گھاٹے میں ہیں۔

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۥ وَقَوْمِ إِبْرَٰهِيمَ

کیا ان لوگوں کو (ان کے عذاب و ہلاک کی) خبر نہیں پہونچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

وَأَصْحَٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَٰتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ ۖ فَمَا

اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر صاف نشانیاں (حق کی) لے کر آئے (لیکن نہ ماننے سے برباد ہوئے) سو اس

كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ

بربادی میں) اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک

وَالْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

وقف لازم

دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ

اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے

وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾

ہیں، ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (قادرِ مطلق) ہے حکمت والا ہے۔

سابق برباد ہونیوالے

کیا ان لوگوں کو ان کی ہلاکت کی خبر نہیں پہونچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں کہ کس طرح ہم نے ان کو ہلاک کیا کہ حضرت نوح ؑ کی قوم کو غرق کے ذریعہ اور قوم ہود کو تیز آندھی کے ذریعہ اور قوم صالح علیہ السلام کو چیخ سے اور قوم شعیب ؑ کو ہم نے زلزلہ سے ہلاک کیا، اور وہ تکذیب کرنے والی الٹی بستیاں یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کو ہم نے ان بستیوں کو الٹا کر دیا اور ان پر پتھر برسائے، ان کے پاس ان کے پیغمبر ؑ اوامر و نواہی اور صاف صاف نشانیاں لے کر آئے تھے مگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا، حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا، مگر یہ لوگ خود ہی کفر اور انبیاء کرام ؑ کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

اور تصدیق کرنے والے مسلمان مرد اور تصدیق کرنے والی مسلمان عورتیں ظاہر و باطن کے اعتبار سے ایک دوسرے کے دینی رفیق ہیں، توحید اور اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دیتے اور کفر و شرک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکتے ہیں اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ایسے حضرات کو حق تعالیٰ عذاب نہیں دیگا، بلاشبہ حق تعالیٰ اپنی بادشاہت اور سلطنت میں قادر مطلق ہے اور اپنے احکامات اور فیصلوں میں حکمت والا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ

ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب

اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ ع ۹ ۱۵

(نعمتوں) سے بڑی چیز ہے یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے۔ اے نبی ؐ کفار (سے بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجئے اور

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

ان پر سختی کیجئے (دنیا میں تو یہ اس کے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

جنت کی نعمتوں کے مستحق

تصدیق کرنے والے مردوں اور تصدیق کرنیوالی عورتوں سے حق تعالیٰ نے ایسے باغات کا وعدہ فرما رکھا ہے، جن کے درختوں اور محلات کے نیچے شراب طہور پانی شہد، اور دودھ کی نہریں چلتی ہوں گی، جنت میں یہ حضرات ہمیشہ رہیں گے اور ان سے نفیس مکانوں یا یہ کہ خوبصورت یا پاک یا یہ کہ بلند مکانوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو مشک اور ریحان کی خوشبوؤں سے معطر ہوں گے جو جنت کے درجات عالیہ میں ہوں گے اور ان کے پروردگار کی رضامندی ان سب سے بڑی چیز ہے یہ جزائے مذکور بہت بڑی کامیابی ہے، کفار سے تلوار کے ساتھ اور منافقین سے زبان کے ساتھ جہاد کیجئے، اور ان دونوں

حما عتوں پر قول وفعل کے ساتھ سختی کیجئے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جہاں یہ جگہ جائیں گے وہ بُری جگہ ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی۔ حالاں کہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور (وہ بات کہہ کر)

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اپنے اسلام (ظاہری) کے بعد (ظاہر میں بھی) کافر ہو گئے، اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی اور یہ انہوں

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ

نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے رزقِ خداوندی سے مال دار کر دیا۔ سو اگر (اس کے بعد بھی) توبہ

اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى

کر لیں تو ان کے لئے (دونوں جہان میں) بہتر ہوگا اور اگر روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دیگا۔

الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

اور ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار۔

نہ ٹلنے والی سزا

جلاس بن سوید نے خدا کی قسم کھائی کہ میرے متعلق عامر بن قیس نے جو بات پہنچائی ہے وہ میں نے نہیں کہی حالاں کہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی، کیوں کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک کیا گیا تو منافقین نے عیب جوئی کی اور کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہمارے بھائیوں میں بیان کرتے ہیں اگر آپ ان میں سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں، جلاس بن سوید کی اس بات کی عامر بن قیس نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی تو اس نے خدا کی قسم کھالی کہ میں نے کچھ نہیں کہا، چنانچہ حق تعالیٰ نے اس قسم کی تکذیب کردی کہ یقیناً اس نے کفر کی بات کہی ہے اور (نعوذ باللہ) انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے اور آپ کو جلاوطن کر دینے کا ارادہ کیا ہے مگر ان کا اس پر قابو نہ چل سکا اور انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کو صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اموالِ غنیمت سے مال دار کر دیا۔ اگر اب بھی یہ کفر و نفاق سے توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہو۔ اور اگر توبہ سے روگردانی کی تو حق تعالیٰ ان کو دردناک سزا دے گا اور نہ ان کا کوئی محافظ ہے اور نہ ان کی سزا کوئی ٹال سکتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت نے غزوہ تبوک میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نہیں کی تھی اور اس نے کہا تھا، کہ اگر یہ شخص یعنی نبی کریم سچا ہو تو ہم گدھوں سے

بدتر ہیں، عمیر بن سعید نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی، جلاس نے خدا کی قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی الخ۔

جلاس بن سعید نے توبہ کر لی تھی اور ان کی توبہ بھی اچھی ہوئی (یعنی توبہ قبول ہو گئی)۔

ک۔ نیز کعب بن مالکؓ سے اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے، اور ابن سعد نے طبقات میں اسی طرح عروہ سے روایت نقل کی ہے۔ ک۔ اور ابن ابی حاتم رح نے انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اس اثنار میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافقوں میں سے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا، کہ اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو گئی تو آپ کے پوچھنے پر اس کہنے والے نے انکار کر دیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ" الخ۔

نیز ابن جریر رح نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایسا شخص آئیگا جو شیطان کی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے، چنانچہ اتنے میں ایک نیلی آنکھوں والا آدمی آیا، آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی مجھے کیوں برا کہتے ہیں۔

یہ سنکر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر آیا سب نے آکر قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم نے ایسا نہیں کہا، چنانچہ آپ نے ان کو معاف کر دیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز قتادہؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑے ایک ان میں قبیلہ جہینہ کا تھا اور دوسرا غفار کا اور جہینہ والے انصار کے حلیف تھے، غفاری جہنی پر غالب آگیا، اس پر عبداللہ بن ابی نے قبیلہ اوس سے کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو، خدا کی قسم! ہماری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس قائل کے قول کی طرح ہے کہ تیرے کتے کی قیمت تجھ کو کھا گئی، اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ آئے تو ہم میں سے عزیز ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔

یہ موشگافی سنکر مسلمانوں میں سے ایک شخص دوڑ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے یہ سن کر عبداللہ بن ابی کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے دریافت کیا وہ خدا کی قسمیں کھانے لگا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور طبرانی نے ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ اسود نامی ایک شخص نے نعوذ باللہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا" الخ یعنی انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی، اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ مولی بن عدی بن کعب نے ایک انصاری شخص کو قتل کر ڈالا اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت ادا کرنے کے لئے بارہ ہزار درہم دینے کا فیصلہ فرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی "وَمَا نَقَمُوْا" الخ اور یہ انہوں نے صدقہ اس بات کا بدلہ دیا ہے الخ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

اور ان (منافقین) میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے بہت سا مال عطا فرمائے

وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۷۵﴾

تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم اس کے ذریعہ سے) خوب نیک نیک کام کیا کریں۔

ثعلبہ کا حلف

منافقین میں سے ثعلبہ بن حاطب بن ابی بلتعہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر حق تعالیٰ نے شام کا مال ہمیں دے دیا تو اس مال سے حقوق اللہ کی بجا آوری کریں گے اور صلہ رحمی کریں گے اور خوب نیک کام کریں گے

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ الخ طبرانی، ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں سند ضعیف کے ساتھ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ ہم کو مال دے۔ آپ نے فرمایا ثعلبہ دور ہو تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جائے وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے کہ جس کے شکر کی طاقت نہ رکھے، وہ بولا خدا کی قسم اگر حق تعالیٰ نے مجھے مال دیدیا تو پھر ہر ایک حق دار کا حق ادا کروں گا، آپ نے اس کیلئے دعا فرما دی۔

چنانچہ اس نے بکریاں لیں وہ اتنی بڑھیں کہ اس پر مدینہ کی گلیاں تنگ ہوگئیں تو وہ علیحدہ چلا گیا، باقی نمازوں میں آتا تھا پھر بکریوں کی طرف چلا جاتا تھا، پھر وہ بکریاں اور بڑھیں تا آنکہ مدینہ کی چراگاہیں تنگ ہوگئیں تو وہ اور دور چلا گیا بس اب جمعہ کی نماز کو آتا تھا اور پھر اپنی بکریوں میں چلا جاتا تھا، اس کے بعد وہ بکریاں اور بڑھیں اور وہ دور چلا گیا اور اس نے جمعہ و جماعت سب چھوڑ دی، اس کے بعد حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ الخ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کی وصولیابی کے لئے دو آدمیوں کو عامل بنایا اور ان کو خط لکھ کر دیا، چنانچہ وہ دونوں حضرات ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا، اس نے کہا کہ پہلے اور لوگوں کے پاس جاؤ جب وہاں سے فارغ ہو جاؤ تب میرے پاس آنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، جب اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگا، یہ تو محض جزیہ کی ایک شاخ ہے، چنانچہ وہ دونوں حضرات چلے گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں الخ۔

نیز ابن جریر اور ابن مردویہ نے بھی عوفی کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے (بہت سا) دیدیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے (کہ زکوٰۃ نہ دی) اور (اطاعت سے) روگردانی

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ

کرنے لگے۔ اور وہ تو روگردانی کے (پہلے ہی سے) عادی ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق قائم کردیا جو خدا

مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

کے پاس جانے کے دن تک ہے گا اس سبب کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا اور اس سبب کہ وہ (اس وعدہ میں شروع ہی سے)

يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ ج

جھوٹ بولتے تھے کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا راز اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو جانتے ہیں۔

بخل کرنے اور روگردانی کرنیوالے

جب حق تعالیٰ نے ان کو شام والا مال دیدیا تو جو کچھ انہوں نے حقوق اللہ کی بجا آوری کا عہد کر رکھا تھا اس میں بخل کرنے لگے تو اس وعدہ خلافی اور اس جھوٹ بولنے کی بنا پر حق تعالیٰ نے قیامت تک ان کے دلوں میں نفاق کو قائم کر دیا۔

کیا ان منافقین کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دلوں کے راز اور ان کی سرگوشیاں سب معلوم ہیں اور جو باتیں بندوں سے پوشیدہ ہیں ان سب باتوں کو حق تعالیٰ جانتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ

یہ (منافقین) ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور (خصوص) ان لوگوں پر (اور زیادہ)

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ

جن کو بجز مزدوری (کی آمدنی) کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا۔ یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا (تو خاص)

اللّٰهُ مِنْهُمْ ز وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

بدلہ دے گا۔ اور (مطلق طعن کا یہ بدلہ ملے ہی گا کہ) ان کے لئے دردناک (آخرت میں) سزا ہوگی۔ آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ

کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا۔ یہ اس

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع ۱۰ ۱۶

نہیں کیا کرتا۔

تمسخر کی پاداش

منافقین حضرت عبدالرحمن رضہ اور ان کے ساتھیوں پر نفلی صدقات کے بارے میں طعن کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ صدقات صرف دکھاوے اور ریاء کے لئے دیتے ہیں اور ان لوگوں پر طعن و تشنیع کرتے تھے جن کو بجز محنت و مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا تھا اور یہ حضرت ابوعقیل اور عبدالرحمن بن تیمان تھے، ان کو کھجور کا صرف ایک ہی صاع میسر آیا تھا، اور اس کم صدقہ پر تمسخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صرف دکھاوے کے لئے لے کر آئے ہیں، ورنہ صدقہ تو اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔

حق تعالیٰ قیامت کے دن ان کے تمسخر کا بدلہ دے گا، ان کی جلن کے لئے دوزخ میں ایک دروازہ جنت کی طرف کھولے گا اور آخرت میں ان کو دردناک سزا ملے گی۔

آپ خواہ عبداللہ بن ابی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان منافقین کے لئے جو تقریباً ستر ہیں استغفار کریں یا نہ کریں، حق تعالیٰ ان منافقین یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ الخ۔ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ابومسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشتوں پر بوجھ لاد کر آتے تھے، تو ہم میں سے کوئی شخص زیادہ صدقہ کرتا، تو یہ منافق کہتے کہ یہ ریاکار ہے اور کوئی صرف ایک ہی صاع لے کر آتا اور وہ صدقہ کرتا تو یہ منافق کہتے کہ حق تعالیٰ اس کے صدقے سے غنی ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ الخ۔ اور اسی طریقہ پر حضرت ابوہریرہ رضہ، ابوعقیل رضہ، ابوسعید خدری رضہ، ابن عباسؓ، عمیرہ بنت سہیل بن رافع رضہ سے روایتیں مروی ہیں، سب کی سب ابن مردویہؒ نے نقل کی ہیں۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ

یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے رجانے کے) بعد اپنے بیٹھے رہنے پر اور ان کو

يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا اور (دوسروں کو بھی) کہنے لگے کہ تم

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا

گرمی میں مت نکلو۔ آپ کہہ دیجیے کہ جہنم کی آگ (اس سے بھی) زیادہ گرم ہے - کیا خوب ہوتا اگر وہ

يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا

سمجھتے - سو تھوڑے دنوں (دنیا میں) ہنس لیں اور بہت دنوں (آخرت میں) روتے رہیں۔ ان کاموں کے بدلہ میں جو

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ

کچھ (کفر ونفاق وخلاف) کیا کرتے تھے۔ تو اگر خدا تعالیٰ آپ کو (اس سفر سے مدینہ کو صحیح سالم) ان کے کسی گروہ کی طرف

فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ

واپس لائے۔ پھر یہ لوگ (کسی جہاد میں) چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یوں کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے اور نہ

تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن (دین) سے لڑو گے تم نے پہلے ہی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾

(واقعی) پیچھے رہ جانے کے لائق بھی ہیں۔

منافقین کی مسرت

منافقین غزوۂ تبوک میں نہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خوش ہو گئے ان کو اطاعت خداوندی میں جہاد کرنا ناگوار ہوا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایسی گرمی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے مت نکلو، آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ تیز اور گرم ہے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے اور اس کی تصدیق کرتے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑے دنوں ہنس اور آخرت میں بہت دنوں تک روتے رہیں، جو ان معاصی اور گناہوں کا بدلہ ہے۔

اگر حق تعالیٰ آپ کو غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ ان منافقین کے کسی گروہ کے پاس واپس لائے اور وہ براہ خوشامد دوسرے جہاد پر آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یہ فرما دیجئے کہ غزوۂ تبوک کے بعد تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے۔ تم نے غزوۂ تبوک سے قبل ہی بیٹھنے کو پسند کیا، لہٰذا جہاد سے عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ الخ ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور یہ گرمی کا زمانہ تھا، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ گرمی بہت سخت ہے اور ہم میں ایسی گرمی میں چلنے کی طاقت نہیں، لہٰذا اس سخت گرمی میں نہ نکلئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ الخ۔ یعنی آپ فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔

نیز محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ایسی سخت گرمی میں مت نکلو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا الخ۔

اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطۂ اسحاق، عاصم بن عمرو بن قتادہ اور ابو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے روایت نقل کی ہے کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ایسی سخت گرمی میں مت چلئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

اور ان میں کوئی مرجاوے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیئے اور نہ (دفن کے لئے) اسکی قبر پر کھڑے ہوجیئے۔ کیوں

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ

کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں۔ اور انکے اموال اور اولاد

اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ

آپؐ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیا میں بھی) انکو گرفتارِ عذاب رکھے اور

بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ

ان کا دم حالت کفر ہی میں نکل جاوے۔ اور جب کبھی کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم

سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ

(خلوص دل سے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ہمراہ ہوکر جہاد کرو تو ان میں کے مقدور والے آپؐ سے رخصت

اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔

نمازِ منافقین کی ممانعت

ان منافقین میں سے عبداللہ بن ابی کے بعد کسی جنازہ پر یا عبداللہ بن ابی کے جنازہ پر نماز نہ پڑھیئے اور نہ اسکی قبر پر کھڑے ہوئیے، یقیناً یہ نفاق و کفر ہی کی حالت میں مرے ہیں۔ اور آپؐ کو ان کے اموال کی کثرت اور ان کی اولاد کی زیادتی کسی قسم کے تعجب میں نہ ڈالے کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیا میں بھی گرفتارِ عذاب رکھنا اور آخرت میں عذاب دینا چاہتا ہے اور یہ کہ ان کا دم حالتِ کفر ہی میں نکل جاوے۔ اور جب بھی کوئی ٹکڑا قرآنِ کریم کا اس مضمون کے بارے میں نازل کیا جاتا ہے اور اس میں حکم دیا جاتا ہے کہ خلوص دل کے ساتھ حق تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ہوکر جہاد کرو۔

تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین یعنی عبداللہ بن ابی جدی بن قیس اور معتب بن قشیر میں سے مقدور والے آپؐ سے

رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت دیجئے، ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ۔ امام بخاری ؒ وسلم ؒ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا تو اسکے بیٹے صحابی تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اپنی قمیص دید یجئے کہ میں اس میں اپنے باپ کو کفنا دوں، آپ نے دیدی، پھر درخواست کی کہ اسکے جنازہ کی نماز بھی پڑھ دیجئے، آپ پڑھنے کھڑے ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس کی نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، چنانچہ یوں فرمایا ہے۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً الخ۔ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا غرضکہ آپ نے اس کی نماز پڑھا دی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ نے منافقین کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی۔ اور یہ حدیث حضرت عمر رض، انس رض، اور جابر رض وغیرہم سے بھی مروی ہے۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس سے وہ (حمیت بے

يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا

حمیتی کو) سمجھتے ہی نہیں۔ ہاں لیکن رسول اور آپ کے ہمراہی جو مسلمان ہیں انہوں نے (اس حکم کو مانا اور) اپنے مالوں اور

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

جانوں سے جہاد کیا۔ اور انہیں کے لئے ساری خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ ع ۱۱/۹/۱۴

رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیوں میں سے آئے تاکہ ان کو (گھر رہنے کی)

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اجازت مل جائے اور (ان دیہاتیوں میں سے) جنہوں نے خدا سے اور اس کے رسول سے (دعوی ایمان میں) بالکل ہی جھوٹ

سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾

بولا تھا اور وہ بالکل ہی بیٹھ رہے ان میں جو (آخر تک) کافر رہیں گے ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

بزدلانہ طریقہ

یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس کی وجہ سے حکم خداوندی کی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خالص مسلمان ہمراہی انہوں نے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا، ان ہی حضرات کے لیے دنیا میں مقبول نیکیاں ہیں، یا یہ کہ آخرت میں بہترین حوریں ہیں اور یہی حضرات حق تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔ ان کے لیے حق تعالیٰ نے ایسے باغات مہیا کر رکھے ہیں جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کیں اور دوزخ سے نجات پائی۔

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خدمت میں قبیلہ غفار کے کچھ آدمی آئے، معذرون اگر تخفیف کے ساتھ ہو تو مطلب کہ معذور لوگ آئے اور اس کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کچھ بہانہ باز لوگ آئے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی اجازت مرحمت فرما دیں۔

اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے خفیہ طریقہ پر جہاد کے بارے میں بغیر اجازت کے مخالفت کی تھی وہ بالکل ہی بیٹھ رہے۔ ان منافقین میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر۔ اور نہ ان لوگوں پر جن کو خرچ کرنے

مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

کو میسر نہیں۔ جب کہ یہ لوگ اللہ و رسول کے ساتھ (اور احکام میں) خلوص رکھیں۔ ان نکوکاروں پر کسی قسم کا

مِنْ سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩١﴾ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا

الزام (عائد) نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ (والزام ہے) کہ

مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا

جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دیدیں اور آپ (ان سے) کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا

جس پر ہیں تم کو سوار کر دوں تو وہ (ناکام) اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ اُنکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔

يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٥﴾

اس غم میں کہ (افسوس) ان کو خرچ کرنے کو کچھ بھی میسر نہیں۔

گناہ سے بری لوگ

بوڑھوں محتاجوں اور نوجوان لوگوں میں سے بیماروں پر اور ان لوگوں پر جنکو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو میسر نہیں عدم شرکت جہاد پر کوئی گناہ نہیں جب کہ یہ لوگ دین الٰہی اور سنت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں خلوص رکھیں، ان حضرات پر جو قول و فعل میں نیکوکار ہیں کوئی الزام نہیں جو شخص توبہ کرے حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ پر مرے حق تعالیٰ اسپر بڑی رحمت فرمانیوالے ہیں اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جس وقت وہ آپ کے پاس جہاد کے لئے خرچ و سواری کے لئے آتے ہیں، جیساکہ حضرت عبداللہ بن معقل بن یسار رضؓ اور سالم بن عمیر انصاری رضؓ اور ان کے ساتھی اور آپ ان سے فرما دیتے ہیں کہ میرے پاس تو جہاد پر جانے کے لئے کوئی چیز نہیں تو آپ کے ہاں سے ناکام اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں، اس غم میں کہ ان کو سامانِ جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ الخ ابن ابی حاتم نے زید بن ثابت رضؓ سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا کرتا تھا چنانچہ میں برأت کی آیتیں لکھا کرتا تھا اور میں نے اپنے کان پر قلم رکھ رکھا تھا کہ ہمیں قتال کا حکم دیدیا گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ پر نازل ہوا تھا اُسے دیکھنے لگے اتنے میں ایک نابینا حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نابینا ہوں میرا کیا ہو گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں۔

نیز عوفی کے طریق سے ابن عباس رضؓ سے اس طرح روایت منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضؓ کو حکم دیا کہ آپ کے ساتھ جہاد پر جانے کے لئے تیار ہو جائیں صحابہ کرام رضؓ میں سے ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں عبداللہ بن معقل مزنی رضؓ بھی تھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمیں سواری دیجئے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر تم کو سوار کراؤں یہ سُنکر وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ عدم شرکت جہاد کی بناء پر رو رہے تھے، کیوں کہ نہ ان کے پاس نفقہ تھا اور نہ سواری، اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ الخ ...... یعنی ان لوگوں پر کہ جب وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں الخ ان حضرات کے اسماء مبہمات میں بیان کئے گئے ہیں (فلیراجع)

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ج رَضُوْا

بس الزام (اور مواخذہ) تو صرف ان لوگوں پر ہے جو باوجود اہلِ سامان (وقوت) ہونیکے گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ وہ لوگ

بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

(غایتہ بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

جس سے وہ (گناہ و ثواب کو) جانتے بھی نہیں۔

حقیقی گنہگار

بس گناہ تو ان لوگوں پر ہے جو باوجود مال دار ہونے کے گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں، جیسا کہ عبد اللہ بن ابی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو تقریباً ستر ہیں۔ یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے جس سے وہ احکام خداوندی کو جانتے ہی نہیں، اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباسؓ جلد دوم ختم ہوئی

ادارہ نشر قرآن دیوبند
(یوپی)

دعوتِ فکر

۱ — کیا آپ کے سامنے قرآن کریم کو سمجھنے کا عظیم مقصد ہے ؟
۲ — کیا آپ مسلمان گھرانوں کے لئے اس تفسیرِ قرآن کو مفید سمجھتے ہیں ؟
۳ — اب تک قرآن کریم کی جانب سے جو بے توجہی برتی گئی کیا اسکی تلافی کا جذبہ آپ میں بیدار ہوا ہے ؟
۴ — قرآن کریم کی دولت کو عام کرنے اور اسکے معانی و مطالب کو سمجھنے کیلئے آپ اپنے وقت اور مال سے کچھ صرف کرنے پر تیار ہیں ؟
۵ — کیا آپ نے اپنے گھر کی فضاء کو قرآن سے روشناس کرنے کے لئے جدّوجہد کا ارادہ کر لیا ہے ؟
۶ — کیا قرآنِ کریم کی عظمت و تقدیس نے آپ کے دل میں کوئی تحریکِ عمل پیدا کی ہے ؟

اگر ایسا ہے

تفسیر ابنِ عباسؓ کی اشاعت کے کام میں ادارہ کی ساتھ گراں قدر تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم
اِدارۂ درسِ قرآن دیوبند۔ یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَاب (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم (کی) تفسیر کا علم عطا فرما!

تفسیر ابنِ عباس رضؓ

اُردو کامل

جلد ۳ — یعتذرون — پارہ ۱۱

(افادات)

ابن عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(م ۶۸ھ)

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانویؒ

ترجمہ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ——— جامع ——— مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ——— از ——— علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات

مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تفسیر ابن عباسؓ کا

دو ماہی پروگرام

جنوری — مارچ — مئی — جولائی — ستمبر — نومبر

اشاعت بابت ماہ جولائی ۱۹۷۶ء

جلد ۳ ——— پارہ ۱۱

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے -/4

دس پارے رعایتی ہدیہ ——— تیس روپے -/30

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ناشر

ادارۂ درس قرآن دیوبند ——— یوپی

فہرست مضامین

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ——— پارہ یعتذرون ۱۱

ناشر: قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم
ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو۔پی)

از دفتر ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

مکرمی سلام مسنون!

- آپ کے ہاتھ میں جس مقدس تفسیر کا یہ پارہ ہے سب سے پہلے اسکی اہمیت اور عظمت کو محسوس کیجئے
- وہ عظیم الشان تفسیر ہے جو عم زادہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلّم، ترجمان القرآن حضرت ابنِ عباسؓ کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو چودہ سو سال کے بعد اُردو زبان میں پہلی بار اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے۔
- اسی مقدس تفسیر کو آپ محض مطالعہ کی ایک کتاب تصور نہ کیجئے۔
- یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقتاً ایک مقدس تفسیر کی اشاعت کا مسئلہ ہے جسمیں آپ تعاون فرما رہے ہیں۔
- آپ ہر پارے کی وی، پی وصول کر کے محض ایک کتاب نہیں خریدتے بلکہ حقیقتاً ایک جلیل القدر صحابی رسولؐ کی تفسیر کی اشاعت میں ادارہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں جسکا اجر انشاء اللہ آپ کو ضرور ملے گا۔
- اس عظیم تفسیر کی موجودگی بھی آپ کے لئے باعثِ خیر و برکت ہوگی۔
- یاد رکھئے کہ آپ کے مسلسل تعاون ہی سے اس تفسیر کے اگلے اجزاء تیار ہوتے ہیں۔
- بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر میں آپ کو تفسیر کا مغز ملے گا۔ جسکی شرح میں خود طویل طویل تفسیریں مکمل ہیں۔
- ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپکی مسلسل توجہ اور تعاون سے ہم اس اہم اور مقدس تفسیر کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

وباللہ التوفیق

احقر۔ (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند۔یوپی

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

یہ لوگ تمہارے (سب کے) سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے (سوائے محمدؐ) آپ (سب کی طرف صاف)

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ

کہہ دیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو کہ ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری (واقعی حالت کی) خبر دے چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ تمہاری کارگذاری دیکھ لیں گے۔ پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

پھر وہ تم کو بتلا دے گا جو جو کچھ تم کرتے تھے۔ ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے)

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ وہ لوگ بالکل گندے

رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾

ہیں اور (اخیر میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ (نفاق و خلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ

یہ اسلئے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو (ان کو کیا نفع)

اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

غزوۂ تبوک اور منافقین کی روش

غزوۂ تبوک سے جب آپؐ مدینہ منورہ واپس جائیں گے تو یہ آپؐ کے سامنے عذر پیش کریں گے کہ ہم آپؐ کے ساتھ نہیں چل سکتے تھے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ان سے صاف فرما دیں کہ بس عدم شرکت کا عذر مت پیش کرو جو تم باتیں بناتے ہو ہم کبھی تم کو سچا نہیں سمجھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری واقعی حالت اور تمہارے نفاق کے بارے میں مطلع کر چکے ہیں۔ اور خیر اس کے بعد بھی اگر تم

توبہ کرلو گے تو تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے اور پھر آخرت میں ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور پھر وہ تم کو تمہاری نیکی اور بدی سب بتا دے گا۔

غیب جو بندوں سے پوشیدہ ہو یا یہ کہ جس کو بندے نہ جان سکیں یا یہ کہ جو ہوگا اور شہادہ جس کو بندے جانتے ہوں یا یہ کہ جو ہو چکا ہو، جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ واپس جائیں گے تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اگر خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم معذور رہتے تاکہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان پر کوئی دار و گیر نہ کریں، سو تم بھی ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ وہ بالکل گندے ہیں اور اخیر میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کہ وہ کہتے اور کرتے تھے۔

اور نیز یہ اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں سو اگر ان کی جھوٹی قسموں سے بالفرض آپ ان سے راضی بھی ہو جائیں تو حق تعالیٰ تو ان منافقین سے راضی نہیں ہوتا۔

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ

دیہاتی لوگ (یہی وہ) کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہیئے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ

مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾

نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

متشدد منافق و کافر

اور ان منافقین بنو اسد و غطفان کے دیہاتی بوجہ سخت مزاجی کے کفر و نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا بھی چاہیئے کہ انہیں ان احکامات اور فرائض کا علم جو حق تعالیٰ نے کتاب اللہ میں اپنے رسولؐ پر نازل فرمائے ہیں اور حق تعالیٰ ان منافقین کے بارے میں بڑے علم والے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں ان سزاؤں پر جو ان کے لئے تجویز کی ہیں۔ یا یہ کہ اس شخص کی جہالت کا علم رکھنے والے ہیں جو علم دین کے حصول کو چھوڑے اور اس فیصلہ فرمانے میں کہ جو علم کو چھوڑے، وہ جاہل ہے، حکمت والے ہیں۔

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ

اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کو جرمانہ سمجھتا ہے۔ اور تم مسلمانوں کے واسطے (زمانہ کی)

الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۹۸﴾

گردشوں کا منتظر رہتا ہے۔ بُرا وقت انہیں (منافقین) پر پڑنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ

اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسکو

مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ

عند اللہ قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لئے موجب قربت

لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

ہے ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

مومن و کافر دیہاتی

اور ان اسد و غطفان میں سے بعض ایسا ہے کہ مسلمانوں کی شرماشرمی جو کچھ جہاد وغیرہ کے موقع پر خرچ کرتا ہے اُسے جرمانہ سمجھتا ہے اور تم مسلمانوں کے واسطے موت دہلاکت کا منتظر رہتا ہے، برا وقت انہیں منافقین پر پڑنے والا ہے اور انہیں کا انجام بُرا ہونے والا ہے۔ حق تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتوں کو سننے والے اور ان کی سزا و انجام کو جاننے والے ہیں۔

اور قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم میں سے بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ جہاد وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں اسے عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لئے عند اللہ موجب قربت ہے، حق تعالیٰ ان کو اپنی جنت میں داخل فرمائیں گے اور وہ بڑی مغفرت والے اور بڑی رحمت والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ الخ ابن جریرؒ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی جن کے بارے میں یہ آیت وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ نازل ہوئی تھی۔ نیز عبدالرحمٰن بن مغفل مزنیؓ سے نقل کیا ہے کہ بنی مقرن کے ہم دس حضرات تھے، ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس (اللہ) سے راضی ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ

جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ع ۱۲ / ۱

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾

(اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

السابقون الاولون حضرات

یعنی جو ایمان لانے میں سب سے مقدم ہیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور بدر میں شرکت کی ہے، اور قیامت تک فرائض کی ادائگی اور معاصی سے اجتناب کرنے میں جتنے حضرات ان کے پیرو ہیں، حق تعالیٰ ان سب کے ایمان سے راضی ہوئے اور وہ سب اس اللہ تعالیٰ سے ثواب اور جزا کے ملنے سے راضی ہوئے اور حق تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، اور یہ حق تعالیٰ کی خوشنودی اور باغات بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۛ

اور کچھ تمہارے گردو پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال

مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُم

پر پہونچے ہوئے ہیں (کہ) آپ (بھی) ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں بس) ان کو ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو (اور منافقین کو آخرت سے پہلے)

مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿١٠١﴾

دوہری سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی)، پھر (آخرت میں) وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق اصحاب

اور کچھ قبیلہ اسد و غطفان میں سے اور مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایسے منافق ہیں کہ جو نفاق کی حد کمال پر پہونچے ہوئے اور اس پر جمے ہوئے ہیں کہ آپ بھی ان کے نفاق کو نہیں جانتے، ان کے نفاق کو بس ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو ایک مرتبہ ان کی ارواح کے قبض کرنے کے وقت اور دوسری مرتبہ ان کو قبروں میں سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی)، پھر یہ جہنم کے عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے۔

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا

اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہوگئے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ

اللہ سے امید ہے کہ اُن (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمائیں (یعنی توبہ قبول کرلیں) بلاشبہ اللہ تو بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ

آپ انکے مالوں میں سے صدقہ (جسکو یہ لائے ہیں) لے لیجیے جسکے (لینے کے) ذریعے سے آپ انکو (گناہ کے آثار سے) پاک وصاف کردیں گے اور انکے لئے دعا کیجیے

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔

مخلصین کی کیفیت خلوص

اور مدینہ والوں میں سے کچھ اور لوگ ہیں یعنی ودیعہ بن جذام انصاری، ابو لبابہ بن عبد المنذر انصاری، ابو ثعلبہ یہ اپنی خطا کے مقر ہو گئے جو ان سے غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بنا پر سرزد ہوئی ہے۔ اس سے قبل جو غزوات ہو چکے ہیں، اس میں تو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی تھی، اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں کی، سو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ ان کی غلطی معاف فرمائے بلاشبہ جو ان میں سے توبہ کرے۔ حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت والے ہیں (جب ان حضرات کی توبہ قبول ہو گئی اور وہ ستونوں سے کھل چکے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا مال لے کر آئے اور درخواست کی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیا جائے کیوں کہ ہم مالوں ہی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں نہیں گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال نہیں لیا تاوقتیکہ حق تعالیٰ نے اس چیز کا حکم نہیں دیدیا اور بیان نہیں فرما دیا کہ کیا مال لینا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے مالوں میں سے تہائی مال صدقہ جس کو یہ لائے ہیں لے لیجیے جس کے لینے کے ذریعے سے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لئے استغفار بھی کیجیے اور دعا بھی فرمایئے، کیوں کہ آپ کا استغفار اور آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان قلب ہے کہ ان کی توبہ قبول ہو گی، حق تعالیٰ ان کے اعتراف اور ان کی درخواست کو کہ ہمارا مال راہ خدا میں خرچ کر دیجیے۔ خوب سننے اور ان کی توبہ اور نیت کو خوب جانتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ ابن مردویہ اور ابن حاتم نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو ابو لبابہ اور ان کے ساتھ پانچ اور آدمیوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی، اس کے بعد حضرت ابو لبابہ اور ان کے ساتھ دو اور حضرات کو اپنی اس حرکت سے فکر اور ندامت ہوئی اور ان حضرات کو اپنی ہلاکت کا یقین کلی ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم سایہ اور سکون و اطمینان کے ساتھ عورتوں سے لذت اٹھا رہے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہیں، خدا کی قسم اب ہم اپنے کو ستونوں سے باندھ دیں گے اور ان کو نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود نہ کھولیں، چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا اور تین حضرات اپنی حالت پر باقی رہ گئے، انہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ یہ ستونوں کے ساتھ کون حضرات بندھے ہوئے

ہیں تو ایک شخص نے کہا یہ ابو لبابہؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو جہاد میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے حق تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اپنے آپ ستونوں سے نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ آپ ہی خود ستونوں سے نہ کھولیں، آپ نے یہ سنکر فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھولوں گا تاوقتیکہ ان کے کھولنے کا مجھے حکم نہیں دیا جائے گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ یعنی اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ نے ان کو کھول دیا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

اور وہ تین حضرات باقی رہ گئے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا، انہوں نے کسی عذر کو نہیں بیان کیا، یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ الخ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے الخ چنانچہ ان تینوں حضرات کے بارے میں ایک جماعت کہنے لگی کہ یہ لوگ جب ان کے بارے میں کوئی حکم الٰہی نازل نہیں ہوا تو یہ لوگ ہلاک ہو گئے، اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ ان حضرات کی توبہ قبول فرمائے تاآں کہ یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ الخ

اور ابن جریر نے علی بن طلحہ رضہ کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں اتنی زیادتی ہے کہ جب ابو لبابہؓ اور ان کے ساتھی کھول دیئے گئے تو وہ اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے اموال ہیں، ہم سے ان کا صدقہ قبول فرمائیے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمایئے، آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الخ۔

نیز یہ اتنی مقدار سعید بن جبیر، ضحاک، زید بن اسلم وغیرہ سے بھی نقل کی ہے۔

اور عبد نے قتادہ رہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت سات آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے چار حضرات یعنی ابو لبابہؓ، مرداسؓ، اوس بن حذام رضہ اور ثعلبہ بن ودیعہ رضہ نے اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔

اور ابو الشیخ اور ابن مندہ نے صحابہ کے بیان میں، ثوری، اعمش، ابو سفیان کے واسطہ سے جابر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ تبوک میں جن حضرات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نہیں کی وہ چھ حضرات تھے، ابو لبابہ، اوس بن حذامؓ، ثعلبۃ بن ودیعہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ (رضی اللہ عنہم) چنانچہ ابو لبابہ رضہ، اوسؓ اور ثعلبہؓ نے آکر اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا اور اپنا مال لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جہاد میں عدم شرکت کے عوض ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا تاوقتیکہ قتال نہ ہو میں ان کو نہیں کھولوں گا اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ الخ اس روایت کی اسناد قوی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں واقدی ہے ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ ابو لبابہ رضہ کی توبہ میرے حجرہ میں نازل ہوئی، میں نے سحر کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کی آواز سنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کافر لوگ آپ کو ہنسا رہے ہیں، آپ نے فرمایا ابو لبابہؓ کی توبہ قبول ہو گئی۔ میں نے عرض کیا تو ان کو اطلاع کر دوں، آپ نے فرمایا تمہاری مرضی تو میں حجرہ کے دروازے پر کھڑی ہوئی اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، میں نے کہا ابو لبابہ رضہ خوشخبری حاصل کرو، حق تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی، یہ سنکر صحابہ کرام رضہ ان کو کھولنے کے لئے دوڑے تو انہوں نے فرمایا تاوقتیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھ کو آکر نہ کھولیں اور کوئی نہ کھولے

چنانچہ جب آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے ان کو کھول دیا اور

یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ

کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات قبول فرماتا ہے اور (کیا ان کو) یہ (خبر نہیں) کہ اللہ

الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى

ہی توبہ قبول کرنے (کی صفت) اور رحمت کرنے کی (صفت) میں کامل ہے۔ اور آپ کہہ دیجئے کہ (جو چاہو) عمل کئے

اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ

جاؤ (سو) ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اہل ایمان۔ اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾

چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا کیا ہوا سب بتلا دے گا۔

توّاب و کریم ذاتِ باری

کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور وہی صدقات قبول فرماتا ہے اور کیا ان کو خبر نہیں کہ حق تعالیٰ توبہ قبول کرنے کی صفت میں اور تائب پر رحمت فرمانے کی صفت میں کامل ہیں، نبی کریم ﷺ آپ ان سے فرما دیجئے کہ توبہ کے بعد جو چاہے جو نیک کام کئے جاؤ اول تو دنیا ہی میں حق تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد ضرور تم کو عالم الغیب و الشہادۃ کے پاس جانا ہے وہ تم کو تمہاری سب نیکیوں اور برائیوں سے آگاہ کر دے گا۔

غیب جو بندوں سے پوشیدہ ہو اور جو آئندہ ہوگا اور شہادۃ جن امور سے بندے واقف ہوں اور جو امور ہو چکے ہوں۔

وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ

اور کچھ اور لوگ ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا

والا ہے۔ اور حکمت والا ہے۔ اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ (اسلام کو) ضرر پہنچائیں اور

وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ

(اس میں بیٹھ بیٹھ کر) کفر کی باتیں کریں اور ایمان داروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل

وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ

سے خدا اور رسولؐ کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی کے ہماری کوئی نیت نہیں

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔

مسجد ضرار بنانے والے

اور مدینہ والوں میں سے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم، یہ اور لوگ ہیں کہ جن کا معاملہ حکم الٰہی کے آنے تک ملتوی ہے، خواہ عدم شرکت غزوۂ تبوک پر ان کو سزا دے اور خواہ ان کی عدم شرکت کو معاف فرما دے اور حق تعالیٰ ان کی توبہ اور تخلیف کو خوب جاننے والا ہے اور اس فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً ستر ہ ہیں انہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی کہ اسلام اور مومنین کو ضرر پہنچائیں اور کفر و نفاق پر ثابت رہیں۔ اور اس وجہ سے کہ ایمان داروں میں تفریق ڈالیں کہ ایک جماعت ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھے اور اس شخص کے قیام کا انتظام کریں جو ان سے پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے، مراد اس سے ابو عامر راہب ہے، جس نے عیاذاً باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاسق کہا تھا، اور پوچھو تو قسمیں کھا جائیں گے کہ اس مسجد بنانے سے بجز مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں، تاکہ جس کی مسجد قبا میں نماز فوت ہو جائے اور اسے وہاں جماعت نہ ملے وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھ لے۔

اور حق تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ ابن مردویہ نے ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا ہے کہ ابن شہاب زہری نے بواسطہ اکیمہ لیثی، ابو رہم غفاری سے نقل کیا ہے اور ابو رہم غفاری ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ تبوک کی طرف روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہؐ ہم نے یہ مسجد ضرورت مند اور حاجتمند وں اور سردراتوں اور بارش والی راتوں کے لئے بنائی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپؐ ہمارے لئے اس مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھ دیجئے۔

آپؐ نے فرمایا اس وقت تو ہم سفر کی تیاری میں ہیں، سفر سے جس وقت واپس آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری مسجد میں آکر نماز پڑھ دیں گے۔

جب آپؐ تبوک سے واپس ہوئے تو ذی اوان مقام پر پڑاؤ فرمایا جہاں سے مدینہ منورہ کا ایک گھنٹہ کا راستہ تھا اس وقت حق تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا الخ تک

نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا اور فرمایا کہ اس مسجد کی طرف چلو جس کے بنانیوالے ظالم ہیں اور اس کو منہدم کردو اور جلادو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبا بنائی تو انصار میں سے کچھ آدمی گئے، ان میں سے بعض اختلاف کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے جاکر مسجد نفاق بنائی، اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افتراق پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا ہے، ہلاکت ہو ان کے لئے کیا ارادہ کیا، اس پر وہ بولے یا رسول اللہ ہمارا تو صرف نیکی ہی کا ارادہ ہے تب حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ

آپ اس میں کبھی (نماز کے لئے) کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی (مراد مسجد قبا) وہ (واقعی) اس

يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ

لائق ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾

اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والے کو پسند کرتا ہے۔

مسجد ضرار میں نماز کی ممانعت

جب اس مسجد کی یہ حالت ہے تو آپ اس مسجد شقاق میں کبھی نماز نہ پڑھیے۔ البتہ مسجد قبا، جس کی بنیاد جب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، حق تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری پر رکھی گئی ہے وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اور کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو بنائی گئی، اور مسجد قبا میں ایسے اچھے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے یعنی پتھروں کے بعد پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی حضرات کو جو پانی کے ساتھ استنجاء کرتے ہیں پسند کرتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

نیز ابن مردویہ نے علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے مسجد بنائی تو ابو عامر نے ان سے کہا کہ اپنی مسجد کو آباد رکھو اور جو تم کو ہتھیاروں وغیرہ کی قوت حاصل ہو اس سے مضبوط رہو، میں قیصر روم کے بادشاہ کے پاس جاؤں گا اور روم سے لشکر لاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو نکال دوں گا، چنانچہ جب لوگ اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم اپنی مسجد سے فارغ ہو گئے ہیں اور یہ خواہش ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھ لیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا۔

اور واحدی نے سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا ہے کہ ابو عامر راہب جس وقت آیا تو منافقین نے اس کے سامنے مسجد قباء کے مقابلہ

کے لیے ایک مسجد بنانے کی پیش کش کی تاکہ وہ ان کا امام بنے، چنانچہ جب وہ اس مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اس میں چل کر نماز پڑھ لیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔

ک۔ اور ترمذی نے ابوہریرہ رض سے نقل کیا ہے کہ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی وہ حضرات پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے، تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ک اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ منورہ میں بواسطہ ولید بن ابی سندر اسلمی یحییٰ بن سہل، سہل انصاری رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ حضرات قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے، فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ الخ۔

ک اور ابن جریر نے عطاء سے نقل کیا ہے کہ اہل قباء میں سے کچھ لوگوں نے پانی کے ساتھ استنجاء کرنا شروع کر دیا ان کی فضیلت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اس میں ایسے آدمی ہیں الخ۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ

پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت

مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ

کی بنیاد کسی گھاٹی (یعنی غار) کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی ہو پھر وہ (عمارت) اس (بانی) کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے۔

جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ

اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو دین کی سمجھ ہی نہیں دیتا۔ ان کی یہ عمارت جو انہوں نے

بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ

بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں (کانٹا سا) کھٹکتی رہے گی ہاں مگر ان کے (وہ) دل ہی اگر فنا ہو جائیں تو خیر اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ ع ۱۳ ۲

بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

کھلا اور نمایاں فرق

ت: بھلا سمجھو تو ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد قباء کی بنیاد حق تعالیٰ کی اطاعت فرمانبرداری اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا وہ شخص بہتر ہوگا جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد شقاق کی بنیاد کسی گھاٹی یا غار کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی، پھر وہ عمارت اس بانی کو لیکر آتش دوزخ میں گر پڑے، حق تعالیٰ ان منافقین کی

مغفرت فرماتا ہے اور نہ ان کو نجات دیتا ہے۔ ان کی یہ عمارت گرنے کے بعد اس کی حسرت و ندامت ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی، ہاں اگر اُن کے دل ہی فنا ہو جائیں تو خیر، اور حق تعالیٰ ان کی مسجد ضرار بنانے اور ان کی نیتوں سے بخوبی واقف ہیں اور اس مسجد کے منہدم کرا دینے اور اس کے جلا دینے کے فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

غزوۂ تبوک سے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے عامر بن قیس اور مولی مطعم بن عدی رضی کو روانہ کیا، انہوں نے اس مسجد ضرار کو جا کر منہدم کر کے اُسے جلا دیا۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اُن کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ

الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا

لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ

عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ

کیا گیا ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) کہ اللہ سے

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ

زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ

وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ

اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ وہ ایسے ہیں جو (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں (اور اللہ کی) عبادت

السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

کرنے والے (اور) حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے (اور) سجدہ کرنے والے۔ نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے

النَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾

باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا (یعنی احکام کا) خیال رکھنے والے (ہیں) اور ایسے مومنین کو (جن میں یہ صفات ہوں) آپ

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ

خوشخبری سنا دیجئے۔ پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ

كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

رشتہ دار ہی (کیوں نہ ہوں) اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

منافع بخش معاملۂ بیع

خالص مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے یعنی وہ لوگ اطاعت خداوندی میں لڑتے ہیں، جس میں کبھی دشمن کو قتل کرتے ہیں اور کبھی دشمن ان کو قتل کرتا ہے، اس قتال پر ان سے ایسا سچا وعدہ کیا گیا ہے جس کو حق تعالیٰ ضرور پورا فرمائے گا، اور یہ بات مسلم ہے کہ حق تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو اور کون پورا کرنے والا ہے تو اب تم اپنی اس مذکورہ بیع پر جس کا تم نے حق تعالیٰ سے معاملہ ٹھہرایا ہے جنت کی خوشخبری مناؤ اور یہ جنت ملنا بہت ہی بڑی کامیابی ہے، اب حق تعالیٰ ان مجاہدین کی صفات کو بیان فرماتا ہے کہ وہ ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اور حق تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی حمد و ثنا کرنے والے اور روزہ رکھنے والے اور پانچوں نمازوں میں رکوع و سجدہ کرنے والے اور توحید و احسان کا حکم کرنے والے اور کفر اور ان باتوں سے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ذکر نہیں باز رکھنے والے اور فرائض خداوندی کو قائم کرنے والے اور اس کا خیال رکھنے والے ہیں آپ ایسے مومنین کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اس وجہ سے کہ کافر ہو کر مرے ہیں

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو آپ چاہیں شرط قرار دیدیں، آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے لئے تو یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جن سے اپنی حفاظت کرتے ہو ان سے میری حفاظت کرو، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر ہم ان شرائط پر کاربند ہو جائیں تو پھر ہمیں کیا بدلہ ملے گا، آپ نے فرمایا جنت ملے گی، صحابہ یہ سن کر بولے یہ بیع بہت ہی کامیاب ہے نہ ہم اسکو واپس دیں گے اور نہ واپس لینگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے الخ۔

ارشاد خداوندی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ امام بخاری و مسلم نے سعید بن مسیب بواسطہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ جب ابوطالب کا وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، ابوطالب کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھا ہوا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے چچا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لو، تاکہ حق تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کر سکوں، یہ سنکر ابوجہل اور عبداللہ بولا اے ابوطالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کرتے ہو، یہ دونوں برابر ابوطالب سے گفتگو کرتے رہے، بالآخر ان کا آخری کلام یہی تھا کہ ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لئے برابر استغفار کرتا رہوں گا، تاوقتیکہ مجھے اس سے روکا نہ جائے تب آیت نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا الخ۔

اور ابو طالب ہی کے واقعہ میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ اس حدیث کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ک۔ امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے حضرت علی رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس سے کہا کہ کیا اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرتا ہے وہ بولا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کیلئے استغفار کیا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس بات کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ۔

یعنی پیغمبرؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے الخ۔

امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قبرستان تشریف لے گئے اور ایک قبر کے پاس بیٹھ کر بہت لمبی مناجات فرمائی اس کے بعد روئے اور آپ کے رونے کے ساتھ میں بھی رویا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا وہ میری ماں کی قبر تھی میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملی پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور امام احمد اور ابن مردویہ نے بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے مقام عسفان پر قیام فرمایا پھر اپنی ماں کی قبر دیکھی تو وضو فرما کر نماز پڑھی اور روئے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے ان کیلئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت طلب کی تھی مگر اس کی مجھے اجازت نہیں دی گئی چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ الفاظ حدیث ابن مردویہ کے ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ

اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا وہ (بھی) ایک وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے

اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ

وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے (یعنی کافر ہو کر مرا) تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے۔ واقعی

اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

ابراہیم بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا سبب

اور رہا حضرت ابراہیمؑ کا دعا کرنا تو وہ اسلام لانے کے وعدہ کے سبب سے تھا پھر جب ان کے والد کافر ہو کر مرے تو وہ اپنے والد اور ان کے دین سے محض بے تعلق ہو گئے۔ واقعی حضرت ابراہیم بہت دعا فرمانیوالے حلیم الطبع تھے یا یہ کہ رحیم المزاج یا یہ کہ سردار یا یہ کہ آہ و زاری فرمانیوالے یا یہ کہ آگ میں داخل ہونے سے پہلے آگ سے پناہ چاہی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کردے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلادے

مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

جن سے وہ بچتے رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ (اور) بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آسمانوں اور زمین میں، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

نہ مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں

كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ

کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے اس گروہ کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾

بہت ہی شفیق مہربان ہے۔

دستور خداوندی اٹل ہے

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت ایمان کے بعد گمراہی میں ڈال دے یا یہ کہ کسی قوم کے عمل کو باطل قرار دیدے تاوقتیکہ ناسخ و منسوخ کو صاف صاف نہ تبلادے، بے شک حق تعالیٰ ناسخ و منسوخ کو خوب جانتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کے تمام خزانوں یعنی چاند سورج ستاروں وغیرہ پر اور زمین کے تمام خزانوں یعنی درخت جانور، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ پر، وہی قبروں سے اٹھائیگا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور عذاب الٰہی سے نہ کوئی قریبی رشتہ دار تمہاری حفاظت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی مددگار۔

حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر توجہ فرمائی اور ان مہاجرین و انصار کے حال پر بھی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بدر میں حاضر رہے۔

اب حق تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان فرماتا ہے، کہ جنہوں نے تنگی اور سختی کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا جس وقت

کے زادِ راہ اور سواریوں کی کمی اور تنگی تھی، گرمی کی اور دشمن کی سختی تھی، اور راستہ کی درازی کی سختی تھی، بعد اس کے کہ مومنین مخلصین میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے کے بارے میں تزلزل ہو چلا تھا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تزلزل کو دور فرما دیا اور ان کے دلوں کو پختگی عطا فرمائی۔ آخر کار وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو ہی گئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام طبرانی اور ابنِ مردویہ نے ابنِ عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ آپ مکہ مکرمہ عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لے جا رہے تھے تو آپؐ نے عسفان کی گھاٹی پر نزول فرمایا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ممکن ہے کہ نزولِ آیت کے چند اسباب ہوں جن میں سے مقدم سبب ابوطالب کا واقعہ اور آخری سبب حضرت آمنہ کا واقعہ اور حضرت علی رضؓ کا قصہ ہے اور دیگر حضرات نے ان متعدد اسباب نزول کو جمع فرمایا ہے۔

بشارتِ خداوندی لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الخ۔ امام بخاری وغیرہ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے نقل کیا ہے بجز اس کے علاوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نسا بھی غزوہ کیا ہے میں آپؐ سے پیچھے نہیں رہا جب غزوۂ تبوک کا وقت آیا اور یہ آخری جہاد ہے جو آپؐ نے فرمایا اور لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان فرمایا الخ۔ اسکے بعد پوری روایت نقل کی اور اس میں ہے، پھر حق تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی نیز اسی میں ہے کہ ہمارے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی اِتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

وَّعَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ

اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہونچی کہ)

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ

زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ (خدا کی گرفت) سے کہیں پناہ

اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر بھی (خاص) توجہ فرمائی، تاکہ

الرَّحِیْمُ ۝۱۱۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ ع ۴ ۳

وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں)

الصّٰدِقِیْنَ ۝۱۱۹ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ

سچوں کے ساتھ رہو۔ مدینہ میں رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش (رہتے) ہیں ان کو

مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں - اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے عزیز

عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ

سمجھیں (اور) یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہونچی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَــُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ

اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو - اور دشمنوں کی جو کچھ

عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا - یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ضائع نہیں کرتے -

تین مخلص اصحاب رسول

اور ان تین حضرات یعنی حضرت کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی حالت پر بھی توجہ فرمائی جن کی توبہ کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا۔

اس توبہ کی تاخیر سے زمین باوجود اتنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے عاجز آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا اور اس بات کا کلی یقین کر لیا کہ خدا کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے سامنے غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی توبہ کرنے کے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی اور ان کو معاف فرمایا، تاکہ آئندہ بھی جن سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جائے وہ اسی کی طرف رجوع کیا کریں، بیشک حق تعالیٰ بہت توجہ فرمانیوالے اور جو توبہ کرے اس پر بہت رحم فرمانیوالے ہیں۔

یعنی عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں اور دیگر مومنو جن باتوں کا حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو، اور اٹھنے بیٹھنے اور جہاد میں جانے میں حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ رہو۔

مدینہ کے رہنے والوں کو قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم والوں کو یہ زیبا نہیں تھا کہ جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ یہ اپنی جانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔

یا یہ کہ نہ یہ زیبا تھا کہ جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے اور آپ کا ساتھ دینے سے اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور یہ ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس بنا پر ہے کہ ان کو جہاد میں آنے جانے میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہونچی اور جو بھوک لگی اور جس مقام پر چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کو قتل کر کے اور ان کو شکست دے کر جو کچھ ان کی خبر لی تو

جہاد میں سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام کا ثواب لکھا گیا، کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ جہاد میں مومنین مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا

اور (نیز) جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا

گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے (اُن سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی)

كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

نہ چاہیے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک

طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا

چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے تاکہ (یہ) باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں تاکہ یہ لوگ اپنی (اُس) قوم کو جبکہ وہ

اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اُن کے پاس آویں ڈراویں، تاکہ وہ (اُن سے دین کی باتیں سن کر بُرے کاموں سے) احتیاط رکھیں۔

الربع

جہاد کا عظیم اجر

نیز جو کچھ آنے جانے میں کم یا زیادہ جو کچھ انہوں نے خرچ کیا اور دشمن کی تلاش میں جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام نیکیوں کے ثواب میں لکھا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جہاد میں سب کاموں کا اچھا بدلہ دے۔ اور ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہیئے کہ جہاد کیلئے سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں اور (آپ کے زمانہ میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا مدینہ منورہ میں رہنے دیں (کیونکہ اس میں بھی بعض اوقات مسلمانوں کا ضرر ہے)۔

سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جہاد میں جایا کرے اور کچھ جماعت مدینہ منورہ (اپنے وطن میں رہ جایا کرے)، تاکہ یہ باقیماندہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے وقت میں (اور آپ کے بعد علمائے شہر سے) دینی معلومات حاصل کرتے رہیں، اور تاکہ یہ لوگ اس قوم کو جو جہاد میں گئے، جب کہ وہ جہاد سے ان کے پاس آئیں، ان کو دین کی باتیں سنا کر خدا کی نافرمانی سے ڈراویں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کن کن چیزوں سے روکا گیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی وہ قحط سالی میں گرفتار ہوئے تو مدینہ منورہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر مدینہ منورہ میں چیزوں کا بھاؤ گراں کر دیا اور فسادات سے مدینہ منورہ کے رستوں کو خراب کر دیا، تو حق تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرما دی، نیز عبداللہ بن عبید بن عمیر سے نقل کیا ہے کہ مومنین جہاد کے جذبہ و شوق میں جب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں چند گزندہ آدمیوں کے ساتھ چھوڑ جاتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا الخ۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا نازل ہوئی اور دیہات میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے اور اپنی قوم کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے اس پر منافقین بولے کہ دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے یہ دیہاتی ہلاک ہو گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا كَانَ الخ۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا

اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس (رہتے) ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے۔ اور

فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۲۳ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ

یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے (پس ان سے قدرو دوست) اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی

سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا

جاتی ہے تو بعض منافقین (غریبا مسلمین سے بطور تمسخر) کہتے ہیں کہ کہو اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی سو (سنو) جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۱۲۴ وَاَمَّا

لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے (تو) ایمان میں ترقی دی ہے، اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہو رہے ہیں اور

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ

جن کے دلوں میں (نفاق کا) آزار ہے اس سورت نے ان میں ان کی (پہلی) گندگی کے ساتھ اور (نئی) گندگی بڑھا دی

وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۲۵

اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے۔

کفار سے جہاد کا حکم اور تاکید

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو بنی قریظہ، نضیر، فدک خیبر سے لڑو اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے، اور گروہ مومنین یہ یقین رکھو کہ حق تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا ان کے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت مددگار ہے، اور جب کوئی سورت جدیدہ نازل کی جاتی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو بعض منافقین بعض مسلمانوں سے (بطور تمسخر)

کہتے ہیں کہ کہو اس نئی سورت یا آیت نے کس کے خوف، ایمان، رجاء و یقین میں ترقی دی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے (اگر جواب چاہتے ہو تو سنو) کہ جو ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے تو ایمان و یقین کو خوف و رجاء میں ترقی دی اور وہ قرآن کریم کی اس سورت کے نزول سے (جس سے اور اک میں ترقی ہوئی ہے) خوش ہو رہے ہیں۔

اور جن کے دلوں میں شک و نفاق کا آزار ہے تو اس نازل ہونے والی سورت نے ان کے شک کے ساتھ اتنا ہی شک اور بڑھا دیا ہے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا کفر کرنے ہی کی حالت میں مر گئے۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا

اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں (مگر) پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے)

يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ

باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں (جس سے باز آنے کی آئندہ امید ہو) اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ

دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں (یہ لوگ مجلس نبوی سے کیا پھرے)

اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

خدا تعالیٰ نے ان کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہیں)۔ (اے لوگو) تمہارے پاس

مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ

ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے

رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں پھر اگر یہ روگردانی کریں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) کہ میرے لئے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ و ناصر) کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی

ع ۱۶ / ۵

آنکھوں پر پٹی باندھنے والے	اور کیا ان منافقین کو نہیں دکھائی دیتا کہ یہ اپنے مکر و خیانت اور عہد شکنی کی بنا پر ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں مگر

پھر بھی ان خیانتوں اور بدعہدیوں سے باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں۔
اور جس وقت بذریعہ جبریل امین کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے، اور اس میں منافقین کی حرکات شنیعہ کا ذکر ہوتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورت ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں تو منافقین ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں۔ اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں، کہ کہیں تم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تو کوئی نہیں دیکھ رہا، اور پھر نماز اور خطبہ حق و ہدایت سے اٹھ کر چل دیتے ہیں، حق تعالیٰ نے بھی ان کا دل حق و ہدایت سے پھیر دیا ہے، یا یہ کہ حق و ہدایت سے انہوں نے روگردانی کی ہے تو اس روگردانی کی بنا پر حق تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حق و ہدایت سے پھیر دیا، اس بنا پر کہ نہ وہ احکام خداوندی کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔
اے لوگو! خصوصیت سے مکہ والو تمہارے پاس عربی ہاشمی پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس بشر سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے، تمہاری منفعت اور ایمان کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں۔ پھر بالخصوص تمام ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔
پھر اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ ایمان لانے، توبہ کرنے اور آپ کی اتباع کرنے سے روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے میرا کیا نقصان ہے میرے لئے تو حق تعالیٰ حافظ و ناصر کافی ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

آیاتھا ۱۰۹	(۱۰) سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ (۵۱)	رُکُوْعَاتُھَا (۱۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ

یہ پُر حکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں۔ کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان

اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجی کہ سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرائیے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ

اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

خوش خبری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس (پہونچکر) ان کو پورا مرتبہ ملے گا۔ کافر کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلا شبہ

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

صریح جادوگر ہے۔

الٓمٓرٰ الف لام را - وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

کافروں کی بہتان تراشی	سورۂ یونس - یہ پوری سورت مکی ہے بجز اس آیت وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ الخ کے، کیونکہ

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ مدنی آیت ہے اور اس سورت میں چالیس آیتوں کے بعد یہ آیت ہے۔ نیز اس سورت میں ایک سو نو آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو دو (۱۸۰۲) کلمات اور چھ ہزار پانچسو ستر سٹھ (۶۵۶۷) حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) یعنی میں حق تعالیٰ ہوں جو سب کو دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ یہ قسم ہے، یہ سورت قرآن کریم کی محکم آیات ہیں جو حلال وحرام کو بیان کررہی ہیں۔

کیا مکہ والوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی کے مثل ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی تاکہ مکہ والوں کو بھی قرآن کریم کے ذریعہ ڈرایئے۔ اور مومنین کو بہترین ثواب کی خوشخبری سنایئے، یا یہ کہ ان کو دنیا میں ایمان لانے کے صلہ میں آخرت میں اپنے پروردگار کے پاس پہونچکر پورا مرتبہ ملے گا، یا یہ کہ ان کے لئے شرافت و بزرگی والے نبی ہیں، یا یہ کہ بلند مرتبہ والے شفیع ہیں۔

مگر کفار مکہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ قرآن کریم تو جھوٹا جادو ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ یونس) بسم اللہ الخ قولہ تعالیٰ اکان للناس عجبا الخ ابن جریر نے ضحاک کے واسطے سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بناکر مبعوث فرمایا تو تمام عرب نے یا عرب میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور بولے کہ حق تعالیٰ کی شان سے یہ بعید ہے کہ کوئی انسان اس کا رسول ہو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اکان للناس الخ" یعنی ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی، اور یہ آیت نازل فرمائی، "وما ارسلنا من قبلک الا رجالا الخ" چنانچہ جب حق تعالیٰ نے ان کے سامنے کئی دلیلیں پیش کیں تو بولے کہ اگر انسان ہی کو رسول بناکر بھیجنا تھا تو معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا اس کا زیادہ مستحق تھا "لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اشرف ہوتا، مقصود ان کا یہ تھا کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور طائف والوں میں سے مسعود بن عمرو ثقفی ہوتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "اھم یقسمون رحمۃ ربک الخ"۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ

بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کردیا پھر عرش (یعنی تخت شاہی)

أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا

پر قائم ہوا وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (اس کے سامنے) کوئی سفارش کرنے والا (سفارش) نہیں کرسکتا، بدون اس کی اجازت کے

مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ③

(ایسا اللہ تمہارا رب (حقیقی) ہے سو تم اس کی عبادت کرو (اور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل کو سننے کے بعد) پھر بھی نہیں سمجھتے اللہ ہی

تخلیق ارض وسماوات

بلاشبہ تمہارے رب حقیقی نے دنیا کے پہلے چھ دنوں میں جس کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ اتوار کا ہے، جن میں سے ہر ایک دن کی درازی ایک...

برابر ہے، آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، یا یہ کہ پھر عرش پر غالب اور مسلط ہوا۔
اور وہ بندوں کے ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے، یا یہ کہ بندوں کے ہر کام میں غور فرماتا ہے، یا یہ کہ وہ فرشتوں کو وحی تنزیل اور مصیبت کے ساتھ بھیجتا ہے۔
اس کے سامنے کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل کسی کی سفارش نہیں کر سکتا، مگر حق تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ، جو ان تمام امور کو کرتا ہے وہ تمہارا پروردگار ہے سو تم اسی کی توحید بجا لاؤ، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

. . . . اللہ نے (اس کا سچا) وعدہ کر رکھا ہے بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت کو)

ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ

پیدا کرے گا۔ تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ انصاف کے ساتھ (پوری پوری) جزا دے اور

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے (آخرت میں) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے

كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ

کفر کی وجہ سے۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس

نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ

(چال) کے لئے منزلیں مقرر کریں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں

مرنے کے بعد تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ یہ سچا وعدہ کر رکھا ہے جو یقیناً ہونے والا ہے، بیشک وہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا، تاکہ ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کی، انصاف کے ساتھ جنت بدلہ میں عطا کرے، اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا، ان کو انتہا درجہ کا کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے۔
وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمام جہانوں کو دن میں روشنی کے لئے آفتاب اور رات کو روشنی کے لئے چاند بنایا اور ان کی چال کے لئے منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں، مہینوں اور دنوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

مَا خَلَقَ اللّٰہُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں یہ دلائل ان چیزوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں۔

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ

بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے

وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝۶ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

واسطے (توحید کے) دلائل ہیں جو (خدا کا) ڈر مانتے ہیں۔ جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی

وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ

پر راضی ہو گئے ہیں (آخرت کی طلب اصلا نہیں کرتے) اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آئندہ کی کچھ خبر نہیں) اور جو لوگ ہماری

اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷

آیتوں سے بالکل غافل ہیں۔

منکرین اور روگرداں لوگ

یہ چیزیں حق تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیان کرنے کے لئے پیدا کی ہیں اور یہ دلائل قرآنیہ ان لوگوں کو جو کہ تصدیق کرتے ہیں صاف صاف علامات توحید بیان کر رہے ہیں، بلاشبہ دن اور رات کی تبدیلی اور ان کی کمی زیادتی اور ان کے آنے جانے میں اور جو کچھ حق تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند سورج اور ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں درخت، جانور، پہاڑ اور دریا پیدا کئے ان سب میں وحدانیت خداوندی کے دلائل ہیں ان لوگوں کے واسطے جو خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

جن لوگوں کو بعث بعد الموت کا کھٹکا نہیں اور بعث بعد الموت کا وہ اقرار نہیں کرتے اور آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو انہوں نے اختیار کر لیا ہے اور اس پر وہ خوش ہو گئے، اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں اور اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِیْنَ

ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔ (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ

انہوں نے نیک کام کیے ان کا رب ان کو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کے مقصد (یعنی جنت) تک

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ

پہونچا دے گا - ان کے مسکن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی چین کے باغوں میں - ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ

اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم - اور ان کی (اس وقت کی ان باتوں میں) اخیر بات یہ ہوگی -

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾

الحمد للہ رب العالمین -

دوزخ میں قیام کرنیوالے

ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اقوال اور اعمال شرکیہ کی وجہ سے دوزخ ہے اور یقیناً جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اطاعت خداوندی کی، تو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کا پروردگار ان کو جنت میں داخل کر دے گا جس کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی اور جنت میں جب وہ کسی چیز کی خواہش ظاہر کریں گے تو ان کے منہ سے سبحان اللہ نکلے گا جس کو سن کر خدام جو وہ چاہیں گے لے کر حاضر ہو جائیں گے اور ان کا ملاقات کے وقت باہمی سلام السلام علیکم ہوگا اور کھانے اور پینے کے بعد ان کی اخیر بات یہ ہوگی - الحمد للہ رب العالمین -

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر (ان کے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لیے جلدی مچاتے

اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ

ہیں تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا سو (اس لیے) ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے ان کے حال پر

يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ

(بلا عذاب چند روز) چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہیں اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارنے

اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ

لگتا ہے لیٹے بھی اور بیٹھے بھی۔ کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا

اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

جو تکلیف اس کو پہونچی تھی اس کو ہٹانے کے لیے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا اسی حد سے نکلنے والوں کے اعمال (بد) ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔

مشرکین کی رسّی دراز ہے

اور اگر لوگوں کی برائی کے لیے جلدی مچانے کے مطابق جیسا کہ وہ فائدے کے لیے جلدی مچاتے ہیں، حق تعالیٰ نقصان واقع کر دیا کرتا تو سب کے سب ہلاک ہو چکے ہوتے سو ہم ان لوگوں کو جن کو بعث بعد الموت کا کھٹکا ہی نہیں ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ یہ اپنے کفر اور گمراہیوں میں اندھوں کی طرح جن کو کچھ نظر ہی نہیں آتا بھٹکتے رہیں۔

اور جب کافر کو یعنی ہشام بن مغیرہ مخزومی کو کوئی سختی یا بیماری پہونچتی ہے تو لیٹے بھی ہم کو پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس سے اس کی وہ تکلیف اور سختی ہٹا دیتے ہیں تو پھر دعا کو چھوڑ کر اپنی سابقہ حالت پر آجاتا ہے، گویا جو تکلیف اس کو پہونچتی تھی اس کے ہٹانے کے لیے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا، ان مشرکین کو ان کے اعمال شرکیہ اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں کہ سختی اور تکلیف میں ہم کو پکارتے ہیں اور فراخی و خوشحالی میں بھول جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو (انواع عذاب سے) ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے ظلم کیا (یعنی کفر و شرک) حالاں کہ ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ

پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

(جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر) ہم دیکھ لیں کہ تم

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ

کس طرح کام کرتے ہو۔ اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ

تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے (آپ سے) یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے یا (کم سے کم)

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا

اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہونچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

گذشتہ اقوام عالم کی ہلاکت کا سبب

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے کفر و شرک کیا، حالاں کہ ان کے پیغمبر بھی ان کے پاس اوامر و نواہی اور دلائل لے کر آئے تھے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے، جب کہ میثاق میں اس چیز کی تکذیب کر چکے تھے ہم مشرکین کو اسی طرح ہلاک کر دیا کرتے ہیں، پھر اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی ہلاکت کے بعد ان کے بجائے دنیا میں ہم نے تم کو آباد کیا تا کہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح اعمال صالحہ کرتے ہو۔

اور جب ان استہزاء کرنے والوں یعنی ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہیں۔ تو یہ لوگ جن کو بعث بعد الموت کا کھٹکا ہی نہیں اور وہ اس کا استہزاء کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا تو اس کے سوا کوئی پورا دوسرا قرآن ہی لائیے یا کم سے کم اسی میں کچھ ترمیم کر دیجئے یعنی آیت رحمت کو آیت عذاب اور آیت عذاب کو آیت رحمت کر دیجئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں فرما دیجئے کہ مجھ سے یوں نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں کچھ ترمیم کر دوں میں تو وہی کہوں گا اور اسی پر عمل کروں گا جو قرآن کریم بذریعہ وحی میرے پاس پہونچتا ہے اگر میں اس میں تبدیلی کر دوں تو ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ

آپ یوں کہہ دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو یہ (کلام) پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

کیوں کہ اس سے پہلے بھی تو میں ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔ سو اس شخص سے زیادہ

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی (بلکہ معذب

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

ابدی ہوں گے) اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہونچا سکیں اور نہ ان کو

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

نفع پہونچا سکیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

دربار خداوندی کے سفارشی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں فرما دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ میں اس کا رسول نہ ہوں، سو تو نہ تو میں تم کو یہ قرآن کریم پڑھ کر سنا سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس قرآن کریم کی اطلاع دیتا، کیوں کہ آخر اس کلام پاک کے ظاہر کرنے سے پہلے چالیس سال تک تم میں رہ چکا ہوں اور اس وقت اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں نکلا تو پھر کیا تم انسانوں جیسی اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کریم میری اپنی طرف سے نہیں ہے۔

اس شخص سے زیادہ ظالم اور دلیر کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرے یقیناً مشرکین عذاب الٰہی سے اصلاً فلاح اور نجات پانے والے نہیں ہوں گے۔

یہ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ عبادت نہ کرنے کی صورت میں نہ ان کو دنیا و آخرت میں ضرر پہونچا سکیں اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں دنیا و آخرت میں ان کو نفع پہونچا سکیں اور اپنی طرف سے بلا دلیل کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں۔

قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ

آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ پاک اور

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً

برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ اور تمام آدمی ایک ہی طریقے کے تھے پھر (اپنی گمراہی سے)

وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ

انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا۔

لغو و بے بنیاد خبر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کہ کوئی معبود اور بھی ہے جو نفع و نقصان کا مالک بھی ہو، اس کی ذات اولاد اور شریک اور ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

حضرت ابراہیم یا حضرت نوح کے زمانہ میں ایک ہی ملت پر تھے (یعنی سب موحد تھے) یا یہ کہ ملت کفر پر تھے اس کے بعد حق تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جو کہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے تو اپنی گمراہی سے بعض مومن ہو گئے اور بعض مشرک اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب نہ ہوتا جو کہ پہلے سے ٹھہر چکا ہے تو جس چیز میں یہ اختلاف کر رہے ہیں، یہ ہلاک ہو چکے ہوتے

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا۔ سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو

ع ۲

لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ

ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ میں بھی۔ اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی

رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۗ قُلِ اللّٰهُ

مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارے میں شرارت کرنے لگتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ

اَسْرَعُ مَكْرًا ۗ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ

اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دے گا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں۔ اور وہ (اللہ) ایسا ہے

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ

کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب (بعض اوقات) تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں

بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ

کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ (ان کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں اس حالت میں (دفعۃً) ان پر ایک

الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ

جھونکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (بُرے) آگھرے (اس وقت) سب

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے بچا لیں تو ہم ضرور حق شناس

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

(موحد) بن جاویں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو (اس مہلکہ سے) بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف و اقطار) زمین میں ناحق کی سرکشی

طغیان و سرکشی کی انتہا

اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا جیسا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے نزول معجزہ کا علم صرف خدا کو ہے، تم بھی میرے ہلاک ہونے کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں اور جب ہم ان کفار کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں، آپ فرما دیجیے حق تعالیٰ اس شرارت کی سزا سخت ترین دے گا، چنانچہ حق تعالیٰ نے بدر میں ان کو ہلاک کر دیا۔

ہمارے فرشتے جو کچھ تم افترا پردازیاں کر رہے ہو اور جو خداوند کی نافرمانیاں کر رہے ہو سب لکھ رہے ہیں، یعنی جس وقت تم خشکی میں سواری پر سفر کرتے ہو اور دریا میں کشتیوں میں سفر کرتے ہو وہ تمہاری حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں، اور کشتی چلانے والے موافق ہوا سے خوش ہوتے ہیں، اس حالت میں دفعۃً ایک جھونکا ان کشتیوں پر سخت ترین مخالف ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان لوگوں پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں، اس وقت انھیں اس بات کا قطعی یقین اور علم ہو جاتا ہے کہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ تب سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر آپ ہم کو اس مصیبت اور اس سخت ہوا سے بچا لیں تو ہم ضرور فرماں بردار مومن بن جاویں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اس ہوا اور غرق سے بچا لیتا ہے تو وہ فوراً ہی ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال (جان) ہونے والی ہے (بس) دنیوی زندگی میں (چندے) اس سے) حظ اٹھا رہے

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ

ہو، پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے، پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے (اور اس کی سزا دیں گے) بس دنیوی زندگی کی حالت تو

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا ۔ پھر اس پانی سے زمین کی نباتات جن کو آدمی اور چوپائے

الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَآ اَخَذَتِ

کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے ۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ

پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہو گئی اور اس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل

عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ

قابض ہو چکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا (جیسے پالہ یا خشکی یا اور کچھ)

لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ

سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی۔

قبل از وقت تنبیہ

اے مکہ والو یہ تمہاری سرکشی اور ایک دوسرے پر ظلم و ستم تمہارے لیے وبال جان ہونے والی ہے اور دنیاوی منافع فانی ہیں ان کو بقا نہیں اور مرنے کے بعد ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے تھے ہم سب تم کو جتلا دیں گے۔ دنیاوی زندگی کی بقاء اور فنا کی حالت تو ایسی ہے، جیسا کہ ہم نے بارش برسائی جس سے زمین پر پھل اور دانے اور گھاس پھونس خوب گنجان ہو کر نکلے، یہاں تک جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور وہ نباتات، سبز و سرخ اور پیلے ہو گئے اور کاشتکاروں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس کے نباتات پر پورے قابض ہو گئے تو ایسی حالت میں ہماری طرف سے عذاب آگیا. جیسا کہ بکریاں اپنے پیروں سے روند کر کاشتکاروں کی کھیتیوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں تو ہم نے ایسا صاف کر دیا کہ کل یہاں موجود ہی نہ تھی جیسا کہ گرمیوں میں کھیتی کٹ جاتی ہے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى

ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دار البقاء کی طرف

دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ

تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ جن لوگوں نے نیکی کی ہے

أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۚ

ان کے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید برآں (خدا کا دیدار) بھی اور ان کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھائے گی اور نہ

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا

ذلت۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے بدکام

السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کئے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی اور ان کو ذلت چھائے گی ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ

(ان کے چہروں کی کدورت کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۲۷﴾

ہیں۔ یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

قائلین توحید کا اچھا انجام

ہم اسی طرح قرآن میں دنیا کے فانی ہونے کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے جو امور دنیا و آخرت میں سوچتے ہیں اور حق تعالیٰ مخلوق کو توحید کے ذریعہ دار البقا کی طرف بلاتا ہے، سلام حق تعالیٰ کا نام اور جنت اس کا گھر ہے اور جسے چاہتا ہے دین مستقیم یعنی دین اسلام پر چلنے کی توفیق دیتا ہے (جس سے دار البقا تک رسائی ہو سکتی ہے)

جو حضرات توحید کے قائل ہوئے ان کے لئے جنت ہے اور مزید برآں خدا تعالیٰ کا دیدار بھی، یا یہ ثواب میں زیادتی ہے اور ان کے چہروں پر نہ کدورت اور سیاہی چھائے گی اور نہ غم و ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں۔

اور جن لوگوں نے حق تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کیا تو اس کی سزا میں ان کو دوزخ ملے گی اور ان کو ذلت و غم چھائے گی اور انہیں عذاب الٰہی سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا کہ غم سے ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے یہ لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب (خلائق) کو (میدان قیامت میں) جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم

وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا

اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو ۔ پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے آپس میں پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء (ان سے خطاب

تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا

کرکے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ۔ سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت

عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

کی خبر بھی نہ تھی ۔

قیامت کے دن کیا ہوگا؟

اور جس روز ہم ان سب کفار اور ان کے تمام معبودوں کو جمع کریں گے اور ان لوگوں سے جنہوں نے بتوں کو حق تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر ہم ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے، تب کافر بولیں گے کہ انہوں نے ہم کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی ہم عبادت کریں، اور ان کے معبود ان کی تردید کر کے کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، کفار ان کے جواب میں کہیں گے، بے شک تم نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا تب ان کے معبود بولیں گے سو ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اور ہم اس سے بے خبر تھے ۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ

اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کرے گا اور یہ لوگ اللہ (کے عذاب) کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے

الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ

جاویں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب ان سے غائب (اور گم) ہو جاویں گے (کوئی بھی تو کام نہ آوے گا) آپ (ان مشرکین سے)

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ

کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا (یہ بتلاؤ) وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ

پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے اور بے جان (چیز) کو جاندار سے

نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (ان سے یہ سوالات کیجئے) سو ضرور وہ (جواب میں)

النصف

فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ

یہی کہیں گے کہ (ان سب افعال کا فاعل اللہ ہے) تو ان سے کہیے کہ پھر شرک سے کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

حقیقی ہے (اور جب امر حق ثابت ہوا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں (باطل کی طرف)

اطاعتِ خداوندی کی ترغیب

اس مقام پر ہر ایک شخص اپنے کئے ہوئے کاموں کو جان لے گا کہ کیا اس نے نیکیاں کی ہیں اور کیا کیا برائیاں اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا معبود حقیقی ہے لوٹا دیئے جائیں گے اور جو انہوں نے جھوٹے معبود تراش رکھے تھے وہ سب باطل اور ان سے علیحدہ اور غائب ہو جائیں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے نباتات اور پھل اگاتا ہے یا یہ بتلاؤ کہ وہ کون ہے جسے کان اور آنکھیں پیدا کرنے پر پوری قدرت اور اختیار حاصل ہے اور وہ کون ہے جسے جاندار کو بے جان چیز سے نکالنے پر قدرت حاصل ہے، یعنی بچوں اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے، یا یہ کہ پرندوں کو انڈوں سے نکالتا ہے یا یہ کہ گیہوں کی بالوں کو دانوں سے اگاتا ہے۔ اور وہ کون ہے جسے بندوں کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا اور ان کے معاملات میں نظر فرماتا ہے اور فرشتوں کے ذریعہ وحی تنزیل اور مصیبت بھیجتا ہے۔

سو جواب میں وہ ضرور یہی کہیں گے کہ سب افعال کا فاعل اللہ ہے، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجیے، پھر حق تعالیٰ کی کیوں اطاعت نہیں کرتے سو جو یہ تمام امور کرتا ہے وہ ہی تمہارا رب حقیقی ہے اور اسی کی عبادت حق اور ضروری ہے۔

پھر حق تعالیٰ کی عبادت کے بعد اور کس کی عبادت رہ گئی، بجز شیطان کی پوجا کے، پھر حق تعالیٰ کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کو کہاں لاتے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا

اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے اب (ان سے) یوں (بھی) کہیے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی مخلوق کو پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کرے

يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ

آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو

إِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ؕ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ

(اور) آپ (ان سے یوں بھی) کہئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ (بھی)

أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى ۚ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾

بتلاتا ہے۔ تو پھر آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو (اے مشرکین)

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ؕ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ؕ

تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو۔ اور ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں (اور) یقیناً بے اصل خیالات امر حق

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

(کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (خیر) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے (وقت پر سزا دیدے گا)

مشرکین سے ایک سوال

اسی طرح آپ کے رب کا عذاب ان کفار کیلئے کیونکہ یہ ایمان نہیں لائیں گے علم ازلی میں ثابت ہو چکا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں بھی کہئے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہلی بار مخلوق کو نطفہ سے پیدا کر کے اس میں روح ڈالے، پھر مرنے کے بعد قیامت کے دوبارہ بھی پیدا کرے اگر وہ اس کا جواب دے سکیں تو خیر ورنہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی قیامت کے دن پیدا کرے گا، پھر تم کہاں کی افتراء پردازی کرتے ہو۔

یا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھیے تو یہ کہاں کی جھوٹ باتیں ملاتے ہیں۔

اور آپ ان سے یوں بھی فرمائیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو امر حق اور ہدایت کا رستہ بتلائے، اگر وہ اس کا کچھ جواب دے سکیں تو خیر ورنہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ ہی امر حق اور ہدایت کا بھی رستہ بتلاتا ہے۔

تو پھر جو شخص امر حق اور ہدایت کا رستہ بتلاتا ہو تو وہ زیادہ اتباع اور اطاعت کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو امر حق اور ہدایت کا بے بتلائے ہوئے اور اس پر چلائے بغیر رستہ نہ سوجھے، تم کو کیا ہوا کہ اپنے لئے بدترین تجویزیں کرتے ہو۔

بلکہ ان میں سے اکثر اپنے معبودوں کی صرف بے اصل خیالات پر پرستش کر رہے ہیں یقیناً ان کی محض اپنے خیالات کے مطابق پرستش عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذرا بھی مفید نہیں۔

یہ جو کچھ شرک اور بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یقیناً حق تعالیٰ کو سب خبر ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ أَنْ يُفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ

اور یہ قرآن افتراء کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہے۔ بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل

الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ

(نازل) ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک (و شبہ) کی نہیں

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۷﴾ قف اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ

(اور وہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل) ہوا ہے۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپؐ نے اس کو افترار کرلیا ہے آپؐ کہدیجئے تو پھر تم اس کے

وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾

مثل ایک ہی سورۃ (بنا) لاؤ اور (اکیلے نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلاسکو ان کو (مدد کے لیے) بلالو۔ اگر تم سچے ہو۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ

بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے صحیح و سقیم ہونے) کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس (قرآن کی تکذیب)

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ مِنْهُمْ

کا اخیر نتیجہ نہیں ملا جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی (امور حقہ کو) جھٹلایا تھا۔ سو دیکھ لیجئے ان ظالموں

مَّنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴۰﴾

کا انجام (کیسا) ہوا (اسی طرح ان کا ہوگا)، اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو (اس) (قرآن) پر ایمان لے آویں گے اور بعضے ایسے ہیں کہ اس پر ایمان نہ لاویں گے اور آپؐ کا رب (ان) مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور (ان دلائل کے بعد بھی)

ع ۹/۱۰

قرآن شریف من گھڑت نہیں ہے

اور یہ قرآن کریم جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تلاوت کرتے ہیں افترار کیا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ توریت، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ کی توحید اور صفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تصدیق کرنے والا ہے اور نیز قرآن کریم حلال و حرام اوامر و نواہی کی تفصیل کرنے والا ہے اس میں کوئی بات شک و شبہ کی نہیں ہے اور وہ تمام جہانوں کے آقا و مالک کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ باوجود اس کے کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف سے افترار کرلیا ہے، آپؐ ان سے کہدیجئے اچھا تو پھر تم بھی قرآن کریم جیسی سورت تو بنا لاؤ اور اپنے معبودان باطل میں سے جن جن کو اپنی مدد کے لئے بلا سکو ان کو بلالو، اگر تم اپنے اس دعوی میں سچے ہو (عیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اپنی طرف سے افترار کرلیا ہے)

بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس قرآن کریم کا تکذیب کا جس سے ان کو قرآن کریم میں ڈرایا گیا ہے اخیر نتیجہ نہیں ملا، جو کافر ان سے پہلے ہوئے انہوں نے بھی اسی طرح کتب سماویہ اور رسول کو جھٹلایا تھا، جیسا کہ آپؐ کی قوم آپؐ کی اور قرآن کریم کی تکذیب کرتی ہے، سو دیکھیے ان مشرکین کا جنہوں نے حق تعالیٰ کی کتابوں اور اس

کے رسولوں کو جھٹلایا، کیسا بُرا انجام ہوا، یا یہ کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے تاکہ کفار کی ایذا رسانی پر آپ صبر کریں اور اس کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آویں گے۔ اور ان یہودیوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور کفر ہی کی حالت میں مر جائیں گے اور حق تعالیٰ ان یہودیوں کو خوب جانتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ

اگر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (بس، خیر بات) یہ کہہ دیجئے کہ (اچھا صاحب) میرا کیا ہوا مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا، تم میرے کیے

وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ

ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو اور میں تمہارے کیے ہوئے کا جواب دہ نہیں ہوں۔ اور (آپ ان کے ایمان کی توقع چھوڑ دیجئے کیونکہ)

أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن

ان میں (لوگو، بعض ایسے (بھی) ہیں جو (ظاہر میں) آپ کی طرف کان لگا لگا کر بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سنا کر ان سے ماننے کا انتظار کرتے

يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾

ہیں اگر ان کو سمجھ بھی نہ ہو اور (اسی طرح) ان میں بعض ایسے ہیں کہ (ظاہراً) آپ کو (مع معجزات و کمالات) دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾

اندھوں کو رستہ دکھانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، لیکن لوگ خود ہی اپنے کو

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ

تباہ کرتے ہیں۔ اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ

بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾

میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی) واقعی (اس وقت سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے۔

منکرین آخرت اہل خسارہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کی قوم آپ کے فرمانات میں آپ کو جھٹلاتی رہے تو یہ فرما دیجیے کہ میرا کیا ہوا اور میرا دین مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تمہارا دین تم کو ملے گا۔ تم میرے کیے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کیے ہوئے کا جواب دہ نہیں، اور ان یہود میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں، یا یہ کہ ان مشرکین عرب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں جو سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے، اور ان یہود اور مشرکین عرب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو ہدایت کا رستہ دکھلا رہے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہیں اور حق و ہدایت کو دیکھنے کا وہ ارادہ بھی نہ کریں۔

حق تعالیٰ لوگوں کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں فرماتا اور نہ ان کے گناہوں میں زیادتی فرماتا ہے، لیکن لوگ کفر و شرک اور معاصی کی بنا پر خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں۔

اور جس دن حق تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اس کیفیت سے جمع کرے گا گویا کہ وہ قبروں میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور بعض مقامات میں آپس میں ایک دوسرے کو پہچان بھی سکیں گے۔ خسارے میں وہ لوگ پڑے جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا کہ دنیا و آخرت سب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور یہ کفر و ضلالت سے ہدایت پانے والے نہ تھے۔

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اور جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اس کے نزول کے

ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا

قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدیں سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا

جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَ

ہے۔ اور ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہونچانے والا (ہوا) ہے سو جب ان کا وہ رسول (ان کے پاس) آچکتا ہے (اور احکام پہونچا دیتا ہے

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾

اس کے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو)

ازلی دستور

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یا اس عذاب کے دکھلانے سے قبل ہی جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم آپ کو وفات دیدیں تو ہر صورت میں ان کو مرنے کے بعد ہمارے پاس تو آنا ہی ہے، پھر یہ کہ حق تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کی اطلاع رکھتا ہے۔ اور ہر ایک دین والوں کے لئے ایک رسول ہوا ہے، جو ان کو حق تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا، سو جب ان کا

ان کا وہ رسول اُن کے پاس آچکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا، یا یہ کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسول کو بچا لیا جاتا ہے اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی اور نہ اُن کی بُرائیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے (اور یہ لوگ وعیدیں سنکر بقصد تکذیب) اور ہر ایک قوم اپنے اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ یہ وعدۂ عذاب کب واقع ہوگا اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ

آپ فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کیلئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور (کسی ضرر کے دفع کرنے کا) اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا

اَجَلٌ ؕ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

(اختیار) خدا کو منظور ہو ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (سو) جب ان کا وہ معین وقت آپہونچتا ہے تو

بشر نفع و نقصان نہیں پہونچا سکتا

سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور نہ کسی ضرر کے دفع کرنے کا اختیار رکھتا ہی نہیں، مگر جتنا اختیار نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دفع کرنے کا خدا کو منظور ہے، ہر ایک دین والوں کیلئے ایک معین وقت اور مہلت ہے سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آپہونچتا ہے تو اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ

آپ (اس کے متعلق ان سے) فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو (تو یہ بتلاؤ کہ) عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم

مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں۔ کیا پھر جب وہ (اصل موعود) آہی پڑے گا (اس وقت) اس کی تصدیق کروگے ہاں اب مانا حالانکہ

كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ

(پہلے سے) تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر ظالموں (یعنی مشرکوں) سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو، تم کو تو

الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ

تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے۔ اور وہ (غایت تعجب۔ وانکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے

هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕۚ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۳﴾

آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجئے یہ تو بتلاؤ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو آپڑے تو پھر تم کیا کرو گے اور پھر عذاب الٰہی میں کون چیز ایسی ہے جسے یہ مشرک لوگ جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہنے لگیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ اب تو تکذیب کر رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آپڑے گا تب تصدیق کرو گے اس پر بھی وہ ہاں کہیں تو آپ فرما دیجئے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے ڈر سے ایمان لاتے ہو، حالاں کہ پہلے سے تم بطور استہزاء اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے آخرت میں اب اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(غایت تعجب میں) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے اور تم کسی طریقہ سے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتے۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا

اور اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا

عذاب دیکھیں تو (مزید فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا

یُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ

اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا۔ یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں۔ یاد رکھو کہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ یُحْیٖ

اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آئے گی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے۔ وہی جان ڈالتا ہے وہی

وَیُمِیْتُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اور حساب کتاب ہوگا)

عذاب الٰہی سے مفر نہیں

اور اگر ہر ہر مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ ساری زمین میں بھر جائے تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الٰہی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے اور جب رؤسا عذاب خداوندی دیکھیں گے تو غرباء سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان کے رؤسا اور غرباء کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہو گا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کچھ کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ اضافہ کیا جائے گا۔

یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب خدا ہی کی ملک ہیں اور یاد رکھو حق تعالیٰ کا وعدہ کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے سچا ہے اور یقیناً ہونے والا ہے لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے وہی دوبارہ زندہ کرنے کے لیے جان ڈالتا ہے اور وہی دنیا میں جان نکالتا ہے اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (برے کاموں سے روکنے کے لیے) نصیحت ہے اور دلوں میں جو (برے

فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۞ ٥٧ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ

کاموں سے) روگ (ہو جاتا) ہیں ان کے لیے شفا ہے اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت (اور ذریعۂ ثواب) ہے (اور یہ سب برکات)

وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۞ ٥٨

ایمان والوں کے لیے ہیں۔ آپ (ان سے) کہہ دیجیے (کہ جب قرآن ایسی چیز ہے) تو بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا

ہونا چاہیے وہ اس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں۔ آپ (ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے

وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۞ ٥٩ وَمَا

(انتفاع کے) لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ (ان سے)

ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ

پوچھیے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر (اپنی طرف سے) افترا ہی کرتے ہو۔ اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا

اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۞ ٦٠

باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی بے قدر ہیں (ورنہ توبہ کر لیتے)

تاخیرِ عذاب - فضلِ باری

مکہ والو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو ان بُرے کاموں سے روکنے کے لئے نصیحت ہے جن پر تم قائم ہو، اور دلوں میں جو ان کاموں سے روگ ہو گئے ہیں ان کے لئے شفا ہے اور گمراہیوں سے نیک کاموں کی طرف راہ نمائی کرنیوالی ہے اور عذاب کے لئے باعث رحمت ہے اور یہ سب برکات ایمان والوں کے لئے ہیں۔ سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے اصحاب سے فرما دیجئے کہ لوگو خدا کے انعام سے جو کہ قرآن کریم عطا کر کے کیا ہے اور اس کی رحمت پر جس کی بذریعہ اسلام تم کو توفیق دی ہے خوش ہونا چاہیئے اور یہ قرآن کریم اور دینِ اسلام اس دنیاوی اموال سے بدرجہا بہتر ہے جس کو یہ یہود اور مشرک جمع کر رہے ہیں۔ آپ ان مکہ والوں سے کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ حق تعالیٰ نے جو تمہارے لئے کھیتیاں اور جانور پیدا کئے تھے پھر تم نے اس کے کچھ حصہ سے انتفاع حاصل کرنا عورتوں پر حرام کر دیا، یعنی بحیرہ، سائبہ اور حام اور مردوں کے لئے حلال قرار دے لیا تو آپ ان سے پوچھیئے، کیا اس چیز کی تم کو تمہارے پروردگار نے اجازت دی تھی، یا محض حق تعالیٰ پر اپنی ہی طرف سے افتراء کرتے ہو، اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں ان کا قیامت کے متعلق کیا گمان ہے کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔ واقعی حق تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل ہے، کہ اس نے ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے، لیکن اکثر اس احسان کی بے قدری کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ

اور آپ (خواہ) کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور (اسی طرح) اور لوگ بھی جتنے

عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ

ہوں) تم جو کام بھی کرتے ہو۔ ہم کو سب کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب (کے علم) سے

رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ

کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (بلکہ سب اس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز

مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ

اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے کہ یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی

اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا

لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے۔ یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا ہے) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں وہ (اللہ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں

يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ

اُن کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف و حزن سے بچنے کی) خوش خبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ۭ

(یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خواہ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآنِ کریم کی سورت یا آیت پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جو نیکیاں اور برائیاں کرتے ہیں، ہم کو تمہاری سب حالتوں اور تمہاری تلاوت اور تمہارے سب کاموں کی خبر رہتی ہے، جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور قرآنِ کریم کی تکذیب میں لگتے ہو، اور اعمالِ عباد میں سے آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز بھی ذرہ برابر غائب نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی اور بھاری ہے مگر یہ سب بوجہ احاطۂ علم الٰہی کے لوحِ محفوظ میں مرقوم ہے، یاد رکھو مومنین کو نہ کسی عذاب کے آنے کا اندیشہ ہے، اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر مغموم ہوتے ہیں اور وہ کون حضرات ہیں اب حق تعالیٰ ان کا بیان فرماتا ہے کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کفر و شرک اور فواحش سے پرہیز رکھتے ہیں ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی کہ وہ رویائے صالحہ دیکھتے ہیں یا دکھلائے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ ان کو جنت ملے گی خوش خبری ہے۔

اور جنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بشارت بہت بڑی کامیابی ہے، جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے نجات ملے گی۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾

اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں تمام تر غلبہ اور قدرت بھی) خدا ہی کے لئے (ثابت) ہے وہ (ان کی باتیں) سنتا ہے (اور ان کی حالت)

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ

جانتا ہے (وہ آپ کا بدلہ ان سے خود لے لے گا)۔ یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (یعنی جن و انس اور فرشتے) یہ سب

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

اللہ ہی کے مملوک ہیں، جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں (خدا جانے) کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے

الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَالَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾

بھی اس طور پر بنایا کہ (بوجہ روشن ہونے کے) دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس (بنانے) میں دلائل (توحید) ہیں ان لوگوں کے لئے جو (تدبر کے ساتھ) ان

خدا تعالیٰ کی کرم فرمائیاں

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب غم میں نہ ڈالے ان کو ہلاک کرنے کی تمام تر قدرت اور غلبہ خدا ہی کو حاصل ہے وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی حالت اور ان کے انجام کو جانتا ہے، یاد رکھو کہ تمام مخلوقات حق تعالیٰ کی مملوک ہے جس طرح وہ چاہے اس کو ان پر تسلط کا حق حاصل ہے اور جو لوگ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی پرستش کر رہے ہیں یہ محض بے سند خیال کا بغیر یقین کے اتباع کر رہے ہیں، اور یہ رؤسا صرف فقراء کو دھوکہ دینے کے لئے قیاسی باتیں اور افتراء پرداز کر رہے ہیں،

اور تمہارا خدا ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پیدا کیا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو بھی اسی طرح بنایا کہ وہ آنے جانے کے لئے روشنی کا ذریعہ ہے، اس بنانے میں ایسے لوگوں کے لئے عبرت کی چیزیں ہیں جو نصائح قرآنی کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

وہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیسی سخت بات کہی) وہ تو کسی کا محتاج نہیں (اور سب اسی کے محتاج ہیں)

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

اسی کی ملک ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس (بجز بے ہودہ دعویٰ کے) اس (دعویٰ) پر کوئی دلیل

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

(بھی) نہیں (تو) کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم (کسی دلیل سے) علم نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا

افتراء کرتے ہیں (جیسے مشرکین) وہ (کبھی) کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ دنیا میں (چند روزہ) یہ تھوڑا سا عیش ہے (جو بہت جلد ختم

الثلثة ۱۲ ع

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۷۰﴾

ہو جاتا ہے) پھر (مرکر) ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر (آخرت میں) ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے سزائے سخت (کا مزہ) چکھا دیں گے۔

کفار کی لن ترانیاں

کفار مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے (نعوذ باللہ) حق تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں، سبحان اللہ اس کی ذات بابرکت تو ولد اور شریک سے منزہ اور پاک ہے اور وہ ولد و شریک کسی کا محتاج نہیں تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت اسی کی ملک ہیں، تمہارے پاس تمہارے اس دعویٰ پر جو کہ تم حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو کوئی دلیل اور حجت نہیں بلکہ تم حق تعالیٰ پر جھوٹ افترا پردازی کرتے ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں وہ کبھی عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائیں گے اور نہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

یہ دنیا میں چند روزہ زندگی گذار رہے ہیں، پھر مرنے کے بعد ان کو ہمارے ہی پاس آنا ہے، پھر ہم ان کو ان کے قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور حق تعالیٰ پر جھوٹ افترا پردازی کے بدلے سزائے سخت کا مزہ چکھا دیں گے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ

اور آپ ان کو نوح (علیہ السلام) کا قصہ پڑھ کر سنایئے (جو کہ اس وقت واقع ہوا تھا) جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر

عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ

تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ گوئی کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری (اور ناگوار) معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی

وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

پر بھروسہ ہے سو تم (میرے ضرر پہونچانے کے متعلق) اپنی تدبیر (جو کچھ کر سکو) مع اپنے شرکاء (یعنی بتوں) کے پختہ کر لو۔ پھر تمہاری

اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونَ ﴿۷۱﴾

وقف غفران

وہ تدبیر تمہاری گھٹن (اور دل کی تنگی) کا باعث نہ ہونا چاہیئے۔ پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کر گذرو اور مجھ کو (ذرا) مہلت نہ دو۔

قصہ نوح علیہ السلام

اور آپ ان کو بذریعہ قرآن کریم نوح علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر سنایئے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تم کو میرا رہنا اور میرا زیادہ قیام اور عذاب الٰہی سے میرا تم کو ڈرانا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پہ بھروسہ ہے اور اسی میں نے اپنے تمام کام سپرد کر دیئے ہیں۔ سو تم اپنی تدبیر اور اپنا معاملہ مع اپنے شرکاء کی مدد کے پختہ کر لو، پھر تمہارے اس معاملہ میں التباس نہ ہو اور تمہاری وہ تدبیر تمہارے نقصان کا باعث نہ ہو اور میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے کر گذرو اور مجھے ذرا بھی مہلت مت دو۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ

پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو (یہ سمجھ کر) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا (اور میں تم سے کیوں مانگتا کیوں کہ)

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۷۲ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ

میرا معاوضہ تو صرف (بحسب وعدہ کرم) اللہ ہی کے ذمہ ہے ۔ اور چونکہ مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں طاعت کرنے والوں میں رہوں ۔ سو

وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

(باوجود اس موعظت بلیغہ کے بھی) وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے پس (ان پر عذاب طوفان کا مسلط ہوا اور) ہم نے اس عذاب سے ان کو اور

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۷۳

جو ان کے ساتھ کشتی میں سے ان کو نجات دی اور ان کو (زمین پر) آباد کیا اور (باقی جو لوگ رہ گئے تھے) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْھُمْ

تھا ان کو (اس طوفان میں) غرق کر دیا سو دیکھنا چاہیے کیسا (بُرا) انجام ہوا ان لوگوں کا جو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے جا چکے تھے ۔

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ

پھر نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا ۔ سو وہ ان کے پاس معجزات لے کر آئے (مگر) پھر بھی ان کی ضد

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۷۴

اور ہٹ کی یہ کیفیت تھی) کہ جس چیز کو انہوں نے اول (دہلہ) میں (ایک بار) جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ

حد سے نکلنے والوں کے دلوں پر ہم اسی طرح مہر لگا دیتے ہیں

قلوب پر مہر ۔ سرکشی کا انجام

پھر بھی اگر تم اس بات پر جس کو میں تمہارے پاس لیکر آیا ہوں ایمان لانے سے اعراض کئے جاؤ تو میں نے تم سے اس تبلیغ ایمان پر کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا کیوں کہ میں تم کو جو ایمان کی دعوت دے رہا ہوں اس پر ثواب و معاوضہ تو صرف حق تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے اور چوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ان کے دین پر رہوں ، سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی کی تکذیب کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں مؤمن حضرات تھے ، غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو زمین پر آباد کیا اور اس کا خلیفہ بنایا اور جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ان کو غرق کر دیا سو دیکھنا چاہیے کیسا بُرا انجام ہوا ان لوگوں کا جن کو ان کے رسولوں نے عذاب الٰہی سے ڈرایا تھا مگر اسکے باوجود بھی وہ ایمان لائے

پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد اور رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، سو وہ ان کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے، پھر بھی جس چیز کی عہد و میثاق سے قبل انہوں نے تکذیب کر دی تھی، یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیں، اسی طرح ہم ایسے لوگوں کے دلوں پر جو کہ حلال و حرام سے تجاوز کرتے ہیں بند لگا دیتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر ان (مذکورین) پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات

بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

(عصا اور ید) دے کر بھیجا سو انہوں نے (دعویٰ کے ساتھ ہی ان کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے (اسی لئے طاعت نہ کی)

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾

پھر جب (بعد دعویٰ کے) ان کو ہمارے پاس سے (ثبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہونچی تو وہ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے۔

معجزات کی تکذیب

پھر ہم نے ان مذکورہ رسولوں کے بعد موسیٰ ؑ و ہارون ؑ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی کتاب یا یہ کہ اپنے نو معجزات، ید، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم سنین، نقص من الثمرات یا یہ کہ ہالوں کو نیست و نابود کرنے کی دعا کا حق دے کر بھیجا، سو انہوں نے کتاب خداوندی رسول اور معجزات پر ایمان لانے سے تکبر کیا اور وہ لوگ مشرک تھے، جب ان کے پاس کتاب، رسول اور معجزات آئے، تو وہ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے ہیں (معاذ اللہ) وہ صریح جھوٹ جادو ہے اور اگر ساحر پڑھا جائے تو پھر مقصود یہ کہ معاذ باللہ موسیٰ علیہ السلام صریح جھوٹے جادوگر ہیں۔

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جب کہ وہ تمہارے پاس پہونچی ایسی بات کہتے ہو (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے۔

يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ

حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے

اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ

اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جاوے اور (ہم خوب سمجھ لو کہ)

لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾

ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے۔ اور فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو (جو ہماری قلمرو میں ہیں)

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾

حاضر کرو (چنانچہ جمع کئے گئے) سو جب وہ آئے (اور موسیٰ سے مقابلہ ہوا) موسیٰ ؑ نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ

ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

(جادو) کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ دلیل (صحیح) (یعنی معجزہ)

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

کو اپنے وعدے کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

تسلیم حق سے انکار اور باطل پر اصرار

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تم کتاب اور رسول اور ان معجزات کے بارے میں جب کہ وہ تمہارے پاس پہونچے ایسی بات کہتے ہو، حالانکہ جادوگر عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہا کرتے، ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا، کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ان بتوں کی پرستش سے ہٹا دو اور تم دونوں کو سرزمین مصر میں ریاست اور بادشاہت مل جائے، ہم تو تم دونوں کی کبھی تصدیق نہ کریں گے اور فرعون بولا میرے سامنے تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

جب وہ آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لکڑیاں اور رسیاں جو کچھ سامان جادو تم کو ڈالنا ہے سو ڈالو، جب انہوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں ڈالیں تب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جادو یہ ہے جو کچھ تم نے ڈالا ہے۔

حق اس کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے، کیونکہ حق تعالیٰ جادوگروں کا کام بننے نہیں دیتا اور حق تعالیٰ دین صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے۔ گو مشرکین کو یہ چیز کیسی ہی ناگوار گذرے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ

پس (جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ (علیہ السلام) پر (شروع شروع میں) ان کی قوم میں سے صرف تھوڑے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی

وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ

فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے تھے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) ان کو تکلیف (نہ) پہنچائے اور واقعہ میں (ڈرنا ان کا بے جا نہ تھا کیوں کہ)

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ

فرعون اس ملک میں زور (سلطنت) رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد انصاف سے باہر ہو جاتا تھا۔ اور موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ اے

اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا

میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو (تو سوچ بچار مت کرو بلکہ) اسی پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو۔

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾

انہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے۔

کٹر مخالف

موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے تھے اس پر فرعون کی قوم میں قلیل آدمی جن کے آباء قبطی اور ان کی مائیں بنی اسرائیل سے تھیں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے تھے کہ کہیں ان کو قتل نہ کر دے۔ اور واقعی فرعون دین موسوی کا سخت مخالف اور مشرکوں میں سے تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ اسی پر توکل کرو جب کہ تم مومن ہو۔

انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر توکل کیا، کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ان مشرکین کو مت مسلط فرما، کہ پھر وہ ہمیں باطل پر اور اپنے کو حق پر سمجھیں، اور ہمیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی (ہارون ؑ) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لیے (بدستور) مصر میں گھر برقرار رکھو

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور نماز کے اوقات میں تم سب اپنے انہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور یہ ضروری سمجھے) نماز کے پابند رہو اور (اے موسیٰ) آپ

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا

مسلمانوں کو بشارت دے دیں - اور موسیٰؑ نے (دعا میں) عرض کیا اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اس کے

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ

سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے (لوگوں کو)

عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ

گمراہ کریں، اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے، ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے

يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۸۸﴾

مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں گے یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں۔

حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کو حکم

اور ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنے گھروں کو مسجدیں بنالو اور اپنی مسجدوں کو قبلہ کی طرف کرو، اور پانچوں نمازوں کے پابند رہو، اور آپ مسلمانوں کو مدد اور مصیبت سے نجات اور جنت کی بشارت دیدیں، موسیٰ علیہ السلام نے (دعا میں عرض کیا) اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال اے ہمارے پروردگار اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ اس مال سے آپ کے بندوں کو آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کر دیں، سو ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجئے، سو یہ ایمان نہ لانے پاویں۔ تاوقتیکہ یہ غرق ہونے کے عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو اور ان لوگوں کی

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ

راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں - اور ہم نے بنی اسرائیل کو (اس) دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّىٰ إِذَا

پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادے سے (دریا میں) چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ

أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ

عذاب کے نظر آنے لگے) تو (سراسیمہ ہوکر) کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے

بِهٖ بَنُوْٓا إِسْرَآءِيْلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْئٰنَ وَقَدْ

ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں۔ جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے اور (معائنہ

عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ

آخرت کے) پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (اب نجات چاہتا ہے) سو (بجائے نجات مطلوبہ کے) آج ہم تیری لاش

بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

(دریائی میں تہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ

النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۹

(پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی) عبرتوں سے غافل ہیں (اور مخالفت احکام الٰہیہ سے نہیں ڈرتے۔

انبیاء کی دعاؤں کی قبولیت

حق تعالیٰ نے موسیٰ وہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی، سو تم ایمان اطاعت خداوندی اور تبلیغ رسالت پر مستقیم رہو اور ان لوگوں کے طریقہ کو مت اختیار کرنا جو توحید خداوندی کو نہیں مانتے، اور نہ اس کی تصدیق کرتے یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کردیا تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور ان کے قتل کے ارادہ سے چلا، لیکن وہ دریا سے پار نہ ہوسکا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے کہ جس پر موسیٰؑ اور ان کی قوم ایمان لائی، کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں کے دین میں داخل ہوتا ہوں۔

تب جبریل امینؑ نے اس سے فرمایا اب غرق ہونے کے وقت ایمان لاتا ہے (جب کہ مقبول نہیں) اور غرق ہونے سے قبل تو حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور ارض مصر میں قتل وشرک اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیکر مفسدوں میں داخل رہا۔

سو آج ہم تیری لاش کو تیری مرصع زرہ کے ساتھ زمین پر پھینک کر نجات دیں گے تاکہ تو ان کفار کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں، کہ پھر وہ تیری باتوں پر عمل نہ کریں اور قطعی طور پر یہ جان لیں کہ تو خدا نہیں ہے۔

اور بہت سے کفار ہماری کتاب اور ہمارے رسولوں کے منکر ہیں۔

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ج

اور ہم نے (غرق فرعون کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں (جنات وغیرہ سے) کھانے کو دیں۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ط إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ

سو انہوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس (احکام کا) علم پہونچ گیا، یقینی بات ہے کہ آپ کا رب ان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَإِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ

(اختلاف کرنے والوں) کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ (عملی) کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر اگر بالفرض آپ

مِّمَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ج

اس (کتاب) کی طرف سے شک (و شبہ) میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلی

لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾

کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت وانجیل ہیں) تو وہ قرآن کو سچ بتلائیں گے بے شک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

آپ ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہوں اور نہ شک کرنیوالوں سے بڑھ کر) ان لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، کہیں آپ

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا

(نعوذ باللہ) تباہ نہ ہو جاویں۔ یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ ایمان نہ لاویں گے) ثابت ہو چکی ہے وہ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

(کبھی) ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے) پہونچ جاویں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں۔

بنی اسرائیل پر انعامات ربانی

اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ہلاکت کے بعد عمدہ سرزمین یعنی اردن اور فلسطین میں اتارا اور ہم نے من وسلوی اور غنیمتیں ان کو کھانے کو دیں۔

اور یہود و نصاریٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں اختلاف نہیں کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کے بارے میں علم پہونچ گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا پروردگار

قیامت کے دن یہود و نصاریٰ میں اس دین کے بارے میں فیصلہ فرمادے گا، جس میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر بالفرض والتقدیر آپ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے بارے میں شک میں ہوں جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امینؑ آپ پر نازل کی ہے تو آپ توریت کے پڑھنے والوں یعنی حضرت عبداللہؓ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ دیکھیے، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قرآن کریم کے کتاب خداوندی ہونے میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شائبہ نہیں تھا اس لئے آپ نے کسی سے نہیں پوچھا، بلکہ حق تعالیٰ کا مقصود اس کتاب خصوصی سے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، بلکہ مراد آپ کی قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن کی حقانیت میں اگر شبہ کرتے ہیں تو اہل کتاب سے اس کے بارے میں تحقیق کرکے دیکھ لیں وہ دیکھ لیں گے کہ توریت و انجیل میں قرآن کریم کی پیش گوئی موجود ہے (عابد)
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کے رب کی طرف سے جبریل امین قرآن کریم آپ پر لے کر آئے ہیں، جس میں گذشتہ لوگوں کی بھی خبریں ہیں، سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (خطاب خاص ہے مراد عام لوگ ہیں) اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں، جنہوں نے حق تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی تکذیب کی، کہیں نعوذ باللہ آپ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچا بیٹھیں۔
یقیناً جن لوگوں کے بارے میں علم ازلی میں عذاب ثابت ہو چکا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔
گو ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جائیں جن کا وہ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ بدر، احد اور احزاب کے واقعات نہ دیکھ لیں۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ

چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا۔ ہاں مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے

لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ

وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

عیش دیا اور (ان اقوام و قریٰ کی کیا تخصیص ہے) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے سو

كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

(جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں۔ حالانکہ کسی شخص کا ایمان

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

بدون خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر (کفر کی) گندگی

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ

واقع کر دیتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو (اور دیکھو) کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اور جو لوگ (عناداً) ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہونچاتیں (یہ بیان ہوا ان کے عناد کا) سو

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

وہ لوگ (بدلالت حال) صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔

حضرت یونس کی قوم کا ایمان

چنانچہ جن بستیوں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے، نزول عذاب کے وقت ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا مگر نزول عذاب کے وقت کسی نے بھی بذریعہ ایمان نفع حاصل نہیں کیا (کیوں کہ ان کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق نہ ہوئی تھی) ہاں مگر یونس علیہ السلام کی قوم کہ ان کا ایمان لانا ان کو سود مند ہوا، جب وہ ایمان لائے تو اس سخت ترین عذاب کو ہم نے دنیاوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور مرنے تک بغیر عذاب کے ان کو رہنے دیا۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے پروردگار کی مشیت ہوتی تو تمام کفار ایمان لے آتے، سو جب یہ بات ہے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان ہی لے آویں۔ حالاں کہ کسی کافر کا ایمان لانا بغیر مشیت خداوندی اور اس کی توفیق کے ممکن نہیں اور حق تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے کفر اور تکذیب کی گندگی کو واقع کر دیتا ہے۔

یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان لانے کے خواہاں اور کوشاں تھے مگر مشیت خداوندی ان کے ایمان لانے کے بارے میں نہ ہوئی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم چاند سورج اور ستاروں کو دیکھو اور غور کرو کہ کیا کیا چیزیں زمین میں ہیں درخت، جانور، پہاڑ، دریا ان میں غور کرنے سے تمہارے لئے توحید پر دلیل عقلی قائم ہوگی اور علم ازلی میں جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ان کو رسولوں کی دھمکیاں اور دلائل کچھ فائدہ نہیں پہونچاتے۔

تو کیا ان کے لئے اور کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے، جس کی بنا پر یہ ان کفار جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں، جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔

قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّیْ

آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم (تو اس کے) انتظار میں ہو میں بھی تمہارے ساتھ (اس کے) انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ پھر ہم (اس عذاب سے) اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے۔ (جس طرح ہم نے ان مومنین کو نجات دی تھی) ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ

(حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک (اور تردد) میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت

الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ

نہیں کرتا جن کو تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور مجھ کو (منجانب اللہ)

یَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ

یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین (کوروتوحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور

وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا

سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور (مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بننا۔ اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر

تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ

ایسی عبادت مت کرنا کہ جو تجھ کو نہ (عبادت کرنے کی حالت میں) کوئی نفع پہونچا سکے اور نہ (ترک عبادت کی حالت میں) کوئی ضرر پہونچا سکے

فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا (یعنی غیر خدا کی عبادت کی) تو تم اس حالت میں (اللہ کا) حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ

گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی رنج پہونچاوے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہونچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں۔

دونوں انتظار کریں گے	سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم بھی نزول عذاب اور میری ہلاکت کے منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ نزول عذاب اور تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں، پھر ہم ان قوموں کو ہلاک کرنے کے

بعد اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے بچا لیتے ہیں، ہم اسی طرح رسولوں کے ساتھ سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ذمہ ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفارِ مکہ سے فرما دیجیے کہ اگر تم کو دین اسلام کے بارے میں شک و تردد ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن بتوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو، لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری ارواح کو قبض کرتا ہے اور پھر مرنے کے بعد وہ تم کو زندہ کرے گا اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ مومنین کے ساتھ ان کے دین پر ہوں۔

اور نیز اس چیز کا حکم ہوا ہے کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں اپنے دین اور ملت کو خالص حق تعالیٰ کے لیے کروں اور یہ حکم ہوا ہے کہ کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے دین کو مت اختیار کرنا۔

اور یہ حکم ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا، کہ جو تجھ کو نہ عبادت کی حالت میں کوئی نفع دنیوی و اخروی پہونچا سکے اور نہ ترک عبادت کی حالت میں کوئی دنیا و آخرت میں کوئی نقصان پہونچا سکے، پھر اگر بالفرض والتقدیر ایسا کیا تو تم اپنے کو نقصان پہونچانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور اگر حق تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف یا خلاف مرضی کوئی چیز پہونچا دے تو بجز اس کے اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی نعمت اور راحت پہونچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

(بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرمائیں اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ

آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اے لوگو تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (بدلیل) پہونچ چکا ہے۔ سو (اس کے پہونچ

اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

جانے کے بعد) جو شخص راہِ راست پر آ جاوے گا سو وہ اپنے (نفع کے) واسطے راہِ راست پر آوے گا۔ اور جو شخص اب بھی بے راہ رہے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى

گا تو اس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال بھی) اسی پر پڑے گا اور میں تم پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیا گیا۔ اور آپ اس کا اتباع

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع

کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور (ان کی کفر و ایذا پر) صبر کیجیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کر دیں گے اور

مشیتِ خداوندی

وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں جو اس فضل کا اہل ہو جس کو چاہیں نوازیں، اور جو توبہ کرے اس کی مغفرت فرمانیوالے ہیں اور جو توبہ کی حالت میں مرجائے اس پر بڑے رحیم ہیں، آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ مکہ والو، کتاب الٰہی اور رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہونچ چکا ہے، سو جو کتاب اور رسولؐ کے ذریعہ راہِ راست پر آجائے گا اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو شخص کتاب اور رسولؐ کا انکار کرے گا تو اس کی سزا اسی منکر کو ملے گی اور میں تمہارا ذمہ دار مقرر نہیں کیا گیا، یہ آیت آیت قتال سے منسوخ ہو گئی۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآنِ کریم میں تبلیغ رسالت کے بارے میں جو احکامات آپؐ کو دیئے جاتے ہیں، آپؐ اسی کا اتباع کیجئے اور اسی پر صبر کیجئے، تاوقتیکہ حق تعالیٰ بدر کے دن ان کی ہلاکت اور خاتمہ کا تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں اور وہ ان کی ہلاکت اور تمہاری مدد فرماتے ہیں تمام فیصلہ کرنیوالوں میں سب سے زیادہ مستحکم فیصلہ فرمانیوالے ہیں۔

آیاتھا ۱۲۳ — (۱۱) سُوْرَۃُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ (۵۲) — رُکُوعاتھا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑی رحمت والے ہیں۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

الرٰ کے معنی اللہ کو معلوم) یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل) سے محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی)

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ

بیان کی گئی ہیں وہ کتاب ایسی ہے کہ) ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے یہ (ہے) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف

نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

سے (ایمان نہ لانے پر) عذاب سے ڈرانے والا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہوں اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک

اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ

وکفر و جرم) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں)

كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

خوشی عیش دیگا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی)

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى

کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے تم (سب کو) اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ

پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو (اور اوپر سے کپڑا لپیٹ لیتے ہیں) تاکہ اپنی

لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ أَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ

باتیں خدا سے چھپا سکیں۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت (دوہرے ہو کر) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ وہ باتیں ظاہر کرتے ہیں (کیونکہ) بالیقین وہ (تو) دلوں کی اندر کی باتیں جانتا ہے۔

سورۂ ہود - یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو چبیس کلمات اور نو ہزار نو سو پانچ حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الرٰ۔ یعنی میں وہ خدا ہوں جو تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ یہ قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔

دلوں کے بھید سے واقف ذات

یہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں حلال و حرام اوامر و نواہی سے محکم کی گئی ہیں کہ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور ان کو صاف صاف بھی بیان کیا گیا اور وہ کتاب ایک حاکم باخبر کی طرف سے آئی ہے جس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے اور جو اس کی عبادت کرتا ہے اور جو عبادت نہیں کرتا اس کو ان سب کی پوری خبر ہے اور اس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ توحید خداوندی کے قائل ہو اور میں تم کو حق تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے ڈرانیوالا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں،

اور تم حق تعالیٰ کی توحید پر قائم ہو جاؤ، پھر اسی کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، وہ تم کو وقت مقررہ یعنی موت تک بغیر کسی عذاب کے خوشی عیش دے گا، اور اسلام میں اگر زیادہ عمل کرنے والے کو آخرت میں زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم ایمان لانے اور توبہ کرنے سے اعراض ہی کرتے ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم پر ایک بڑے دن کا عذاب واقع ہوگا تم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ثواب عقاب پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

یاد رکھو کہ اخنس بن شریق اور اس کے ساتھی اپنے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور آپ سے بغض چھپائے رکھتے ہیں، تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور آپ سے بغض اور دشمنی کو پوشیدہ رکھیں، یاد رکھو جس وقت

وہ اپنے سروں کو اپنے کپڑوں میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور جو کچھ وہ قتال اور سختی وغیرہ کے ساتھ، یا یہ کہ آپ ﷺ سے اظہارِ محبت اور اٹھنے بیٹھنے میں ظاہر کرتے ہیں، وہ بھی جانتا ہے، جو کچھ دلوں میں نیکی اور برائی پوشیدہ ہے وہ سب جانتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ک ۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے فرمانِ الٰہی اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ برہنہ ہو کر قضائے حاجت کرتے ہیں، آسمان کی طرف ستر کھولتے ہیں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولتے ہیں (پروردگار سے شرماتے تھے) ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریر وغیرہ نے عبداللہ بن شداد سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے جب کسی کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوتا تھا تو وہ اپنا سینہ دوہرا کر لیتا تھا، تاکہ اس کو آپ ﷺ نہ دیکھ سکیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

بحمداللہ تفسیر ابنِ عباسؓ اردو کا پارہ یعتذرون ۱۱

ختم ہوا۔

ناشر

ادارہ درسِ قرآن دیوبند

یو، پی

دعوتِ فکر

۱۔ کیا آپ کے سامنے قرآن کریم کو سمجھنے کا عظیم مقصد ہے ؟

۲۔ کیا آپ مسلمان گھرانوں کے لئے اس تفسیر قرآن کو مفید سمجھتے ہیں ؟

۳۔ اب تک قرآن کریم کی جانب سے جو بے توجہی برتی گئی کیا اس کی تلافی کا جذبہ آپ میں بیدار ہوا ہے ؟

۴۔ قرآن کریم کی دولت کو عام کرنے اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنے کے لئے آپ اپنے وقت اور مال سے کچھ صَرف کرنے پر تیار ہیں ؟

۵۔ کیا آپ نے اپنے گھر کی فضا کو قرآن سے روشناس کرانے کے لئے جدوجہد کا ارادہ کرلیا ہے ؟

۶۔ کیا قرآن کریم کی عظمت و تقدیس نے آپ کے دل میں کوئی تحریکِ عمل پیدا کیا ہے؟

اگر ایسا ہے تو

تفسیر ابن عباسؓ کی اشاعت کے کام میں ادارہ کے ساتھ گراں قدر تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ:- درسِ قرآن دیوبند - یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی و انا من حسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں (ترمذی)

حیات حسین رض

جگر گوشۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کی حیات طیبہ اور واقعہ شہادتِ عظمیٰ وغیرہ کا جامع تذکرہ
ناممکن ہے کہ یہ کتاب پڑھ کر آنکھیں نم نہ ہوں

تالیف

مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

(مکتبہ فاروقی) سنہ ۱۹۷۶ء

فہرست مضامین حیاتِ حسینؓ

ناشر

ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاتِ حُسینؓ

ولادت

نوجوانانِ جنت کے سردار جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی و خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شعبان المعظم ۴ھ میں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحنیک (کھجور وغیرہ چبا کر بچہ کے تالو پر لگانا) فرمائی، لعاب مبارک منہ میں ڈالا (برکت کی) دعا کی حسین نام رکھا اور ساتویں دن عقیقہ کیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۰ جلد ۸)

مشابہتِ رسولؐ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ سینہ سے سر تک آنحضور صلعم کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضؓ کا سینہ سے نچلا حصہ سردار دو عالمؐ کے مشابہ تھا۔

زبیر ابن بکار کہتے ہیں مجھ سے محمد ابن ضحاک الحزامیؒ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ کا چہرہ آنحضورؐ کے روئے مبارک سے (بے حد) مشابہت رکھتا تھا۔ اور حضرت حسینؓ کے بدن میں آنحضرتؐ کے جسمِ اطہر کی (بہت زیادہ) مشابہت تھی۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۰ جلد ۸)

محبّتِ رسولؐ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں نواسوں حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ سے غایت درجہ قلبی لگاؤ تھا۔ اور اسی بناء پر انھیں آغوشِ مبارک میں لیتے، چومتے، ناز برداری کرتے اور انتہائی شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے۔ ترمذی شریف میں حضرت اسامہ ابن زید رضؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں رات کے وقت خدمتِ نبویؐ میں کسی ضرورت سے حاضر ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز کو ڈھانکے ہوئے تشریف لائے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھی۔ پھر ضرورت کی تکمیل کے بعد مَیں نے عرض کیا کہ حضرت نے کس چیز کو ڈھانک رکھا ہے (یہ سُنکر) آپؐ نے اسے کھول دیا۔ تو (میں نے دیکھا کہ) آپؐ کے کولھوں پر حسنؓ و حسینؓ تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے اور بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ پس تو بھی انھیں محبوب رکھ۔ اور اسے بھی اپنا محبوب بنالے جو ان دونوں سے محبت کرے۔" روایت کے الفاظ یہ ہیں:—

"عن عبد اللہ بن ابی بکر بن زید بن المھاجر قال اخبرنی مسلم بن ابی سھل النھال قال اخبرنی الحسن بن اسامۃ بن زید قال اخبرنی ابی اسامۃ بن زید قال طرقت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی بعض الحاجۃ فخرج النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو مشتمل علیٰ شئ لا ادری ما ھو فلما فرغت من حاجتی قلت ما ھٰذا الذی انت مشتمل علیہ فکشفہٗ فاذا حسن وحسین علیٰ ورکیہ فقال ھٰذان ابنای وابنا ابنتی اللّٰھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما۔"

(ترمذی۔ ابواب المناقب)

اسی تعلقِ خاطر کا نتیجہ تھا کہ آپؐ ان کی ادنیٰ سی تکلیف بھی برداشت نہ کرسکتے۔ اور جبتک ان کی معمولی سی اذیت کا بھی ازالہ نہ فرمالیتے طبیعت پریشان رہتی۔ کوئی ضروری سے ضروری کام بھی اس طرزِ عمل میں رکاوٹ نہ بنتا، ترمذی شریف میں حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) ہمارے سامنے خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حضرت حسنؓ و حسینؓ آگئے ان کی سرخ دھاریوں والی قمیصیں ان کی کم عمری کی بناء پر) چلتے ہوئے

زمین پر گھسٹ رہی تھیں۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ کا فرمان :۔ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" (تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے) سچ ہے میں ان بچوں کو اسطرح چلتے دیکھ کر ان کی قمیصیں گھسٹ رہی تھیں صبر نہ کرسکا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی گفتگو بند کی۔ اور انھیں اُٹھالیا۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں :۔

حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذ جاء الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما" (ترمذی ابواب المناقب)

محبّت کی کسوٹی

کوئی شخص اگر اللہ کے رسول سے محبت و تعلق کا دعویدار ہو تو اس کے سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کی بہترین کسوٹی یہ ہے کہ وہ اہلِ بیت رسولؐ سے صحیح معنی میں محبت کرتا ہے یا نہیں۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مختلف ارشادات میں اس بات کو واضح فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے ابن ماجہ شریف میں روایت ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حسنؓ وحسین رضؓ سے محبت کی تو اس نے (گویا) مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے ان دونوں سے بغض و عناد رکھا تو (گویا) اس نے مجھ سے بغض وعناد رکھا۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :۔

"عن ابی ھریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی" (ابن ماجہ فضائل الحسن والحسین)

ترمذی میں ایک دوسری حدیث حضرت یعلی ابن مرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسینؓ میرا ہے اور میں حسینؓ کا ہوں اللہ اس شخص سے محبت کرے جس نے حسین رضؓ سے محبت کی۔ (بے شک) حسینؓ میری اولاد کی اولاد ہے۔

الفاظِ روایت یہ ہیں :-

عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسیناً۔ حسین سبط من الاسباط ؎ (ترمذی ابواب المناقب)

ایک پیش گوئی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئے جانے والے ناروا سلوک کی (شاید) اطلاع ہو چکی تھی اسلئے آپؐ نے حضرت یعلیؓ کی حدیث میں قوم کو حضرت حسین رضؓ کے ساتھ جنگ و جدال سے بچنے اور خدا و اس کے رسولؐ کی ناراضگی نہ مول لینے کی تاکید فرمائی۔ اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طیبیؒ نے مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے

قولہ حسین منی وانا من حسین کانہ صلے اللہ علیہ وسلم علم بنور الوحی ما یحدث بینہ و بین القوم بالذکرین ا تھما کالشئ الواحد فی وجوب المحبۃ وحرمۃ التعرض والمحاربۃ واکد ذالک بقولہ احب اللہ من احب حسیناً فان محبتہ محبۃ الرسول و محبۃ الرسول محبۃ اللہ ؎

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نورِ وحی کے ذریعہ حضرت حسین رضؓ اور قوم کے درمیان پیش آنے والے واقعہ کا علم ہو چکا تھا۔ اس ذکر کا منشا یہ ہے کہ آنحضرتؐ اور حضرت حسین رضؓ دونوں سے ہی محبت واجب اور جنگ و جدال حرام ہے۔ اور آپؐ نے اس کی تاکید اس ارشاد کے ساتھ فرمائی۔ "اللہ اس سے محبت کرے جس نے حسین سے محبت کی کیونکہ حضرت حسین رضؓ سے محبت محبتِ رسولؐ کی علامت اور رسولؐ سے محبت اللہ سے محبت کی نشانی ہے۔

.. .. ..

حسین رضؓ صحابہ رضؓ کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی صحابہ رضؓ نے اپنے کانوں سے سنے تھے اور حضرت حسین رضؓ سے آپ کا تعلقِ خاطر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے جانثار صحابہ رضؓ حضرت

حضرتؓ سے والہانہ تعلق نہ رکھتے۔ ایک مرتبہ کوئی عراقی شخص حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور محرم (جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہو) سے متعلق سوال کیا۔ راوی حدیث شعبہ کا بیان ہے میرا خیال ہے کہ مکھی کے قتل کے بارے میں پوچھا حضرت عبداللہؓ نے فرمایا۔ اہل عراق مکھی کے قتل کے بارے میں پوچھتے ہیں اور (حالانکہ) انہوں نے رسول اللہؐ کی صاحبزادی کے بیٹے کو شہید کر دیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں (حسنؓ و حسینؓ) میرے دنیا کے پھولوں میں سے دو پھول ہیں۔ پوری حدیث اس طرح ہے :-

حدثنی شعبة عن محمد بن ابی یعقوب سمعت ابن ابی نعم سمعت عبد الله ابن عمر وسألة رجل عن المحرم قال شعبة احسبه بقتل الذباب فقال اهل العراق یسألون عن قتل الذباب وقد قتلوا ابن بنتِ رسول الله صلے الله علیه وسلم وقال النبی صلے الله علیه وسلم هما ریحانتای من الدنیا ؛

(بخاری جلد ۱ کتاب المناقب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلق و قرابت کا حد سے زیادہ پاس کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے یہ ارادہ فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کے روزینے مقرر کر دیئے جائیں تو حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ، وغیرہ (بعض اکابر صحابہ) کی رائے حضرت عمرؓ کو سب سے مقدم رکھنے کی تھی مگر حضرت عمرؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارج کی ترتیب کے اندر سب سے مقدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلقات (قرابت) کے قریب و بعید ہونے کا لحاظ (ضروری) ہے۔ چنانچہ اوّل قبیلہ بنی ہاشم سے اس کی ابتداء کی اور پھر بنی ہاشم میں (بھی) حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے ناموں سے آغاز کیا۔ بنو ہاشم کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے باعتبارِ نسب بنو امیہ قریب تھے۔ اس کے بعد بنو عبدِ شمس اور بنو نوفل، اس کے بعد بنو عبد العزیٰ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کا قبیلہ بنو عدی پانچویں درجہ میں آتا تھا۔ پس اسی ترتیب کے ساتھ تمام کے نام لکھے گئے۔ تنخواہوں کی مقداریں (مقرر کرتے ہوئے) بھی اسی قرابت کا خیال رکھا گیا۔ بدری صحابہؓ کی تنخواہیں سب لوگوں سے زیادہ تھیں، حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا شمار اگرچہ اس گروہ میں نہ تھا مگر ان کی تنخواہیں بدری صحابہؓ کے برابر مقرر کی گئیں۔

(کتاب الخراج صفحہ ۲۴)

حضرت معاویہ رضؓ کا طرزِ عمل

دیگر صحابہؓ کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے مرتبہ کو خوب پہچانتے تھے۔ تا زندگی

آپ کا ادب واحترام اور آپ کی دلجوئی فرماتے رہے۔ صاحبِ ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ:۔
"مقررہ وظیفہ کے علاوہ دس لاکھ درہم سالانہ شام کے دربار سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا کرتے تھے۔ اسی پر اکتفا نہیں تھا۔ بلکہ حضرت معاویہؓ بڑی بڑی رقمیں بطور ہدیہ و عطیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش فرماتے رہتے تھے۔"
(ناسخ التواریخ ص۲۸۷ جلد ۶)

وصیّتِ معاویہؓ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ تھا کہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے خلاف کھڑا کریں گے اور نوبت جنگ و جدال تک آئے گی۔ اسی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے آپ نے وہ بیش بہا نصیحت فرمائی کہ اگر یزید اس پر عمل پیرا ہوتا تو شاید کربلا کا دردناک حادثہ پیش نہ آتا۔ اور یزید کا دامن خلافت خونِ اہل بیت سے داغدار نہ ہوتا۔ "وفات کے وقت یزید شام میں نہیں تھا۔ بلکہ شکار کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس لئے حضرت معاویہ رضہ نے ضحاک ابن قیس اور مسلم ابن عقبہ سے فرمایا کہ یزید کو سلام پہنچا دینا اور کہدینا کہ اہل حجاز کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اہل عراق اگر ہر روز نئے عامل کے خواستگار ہوں تو ایسا ہی کرنا اسلئے کہ میرے نزدیک ایک شخص کا معزول کردینا اس سے بہتر ہے کہ تمہارے خلاف سیکڑوں تلواریں بلند ہوجائیں اور کہدینا کہ اہل شام سے حسن سلوک کا برتاؤ کرے اور انھیں معین و مددگار بنائے اور ان کے حقوق پہچانے۔ قریش میں مجھے تین اشخاص کے علاوہ اور کسی سے اندیشہ نہیں ہے۔ حضرت حسین رضہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضہ، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضہ (مدعی خلافت و امارت ہوسکتے ہیں) حسین رضہ کا ہم پر بڑا حق ہے اور انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل ہے۔ میرا گمان ہے کہ اہلِ عراق انھیں تمہارے خلاف ابھار کر رہیں گے۔ پس اگر تم ان پر قابو پالو تو درگذر سے کام لینا۔"
(البدایہ والنہایہ ص۱۱۵ جلد)

کچھ یزید کے بارے میں

قبل اس کے کہ ہم واقعہ شہادت اور اس کی تفصیل میں جائیں بہتر یہ ہے کہ یزید کے قبل از خلافت کے بعض حالات کو اختصار کے ساتھ بیان کردیا جائے تاکہ وہ اہم (اور قبیح) واقعات جو یزید کے دورِ حکومت میں پیش آئے ان پر چنداں تعجب نہ ہو۔
یزید ۲۶ھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پیدا ہوا تھا۔

یہ وہ وقت تھا کہ یزید کے والد حضرت معاویہؓ پورے ملکِ شام کے امیر تھے۔ حضرت یزید ابن ابی سفیانؓ اس فوج کے سپہ سالاروں میں تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں شام کی فتح کے لئے بھیجی تھی۔ ۱۸ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے ان کے بھائی حضرت معاویہؓ کو انکی جگہ مقرر کیا۔ حضرت معاویہؓ اسی وقت سے شام کے امیر تھے۔ حضرت عمرؓ نے تو ان کو شام کے بعض حصّوں کا ہی والی بنایا تھا۔ اور دوسرے حصوں پر دیگر امراء کا تقرر کیا تھا مگر حضرت عثمانؓ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پورے ملک شام کا امیر الامراء بنا دیا۔ (البدایہ والنہایہ ص۱۱۹ جلد ۸)۔

یزید نے دولت کے گہوارہ میں آنکھ کھولی تھی اور آغوشِ ناز و نعمت میں پلا بڑھا تھا اسلئے بیشتر اولادِ امراء کی طرح یہ بھی علم سے بے بہرہ اور عیش و عشرت کی طرف راغب تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی اس بے راہ روی کو اندیشہ کی نظر سے دیکھا اور راہِ راست پر لانیکی ہر ممکن کوشش کی مگر تربیت طبیعت پر غالب نہ آسکی۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے بلادِ روم پر حملہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔ اور بیٹے کو بھی شرکت کی تاکید کی مگر یزید بیماری کا بہانہ کر کے اسے ٹال گیا اتفاقاً جب یہ لشکر مقام فرقدونہ میں پہونچا تو چیچک اور بخار میں مبتلا ہو گیا۔ یزید کو معلوم ہوا تو اس نے بجائے افسوس اور قلق کے یہ اشعار پڑھے:-

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم بالفرقدونة من حمى ومن موم
اذا اتكأت على الانماط مرتفقا بدير مروان عندى ام كلثوم

"مجھے کیا پروا اگر فرقدونہ میں لڑنے والوں کے جتھوں کو بخار اور چیچک کی مصیبت سے واسطہ پڑا ہے جبکہ میں دیرمروان میں ام کلثوم (بیوی) کے ساتھ دادِ عیش دے رہا ہوں" اس مختصر تذکرہ کے بعد واقعہ شہادت کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:-

روانگیٔ مکہ مکرمہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے انکار کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے تھے۔ یہاں پر آپؓ کا قیام شعب ابی طالب میں تھا۔ (شعب ابی طالب وہی گھاٹی ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ بیت کے ساتھ ۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک یعنی تین سال نظر بند رہے تھے)۔ اہلِ کوفہ کو جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ تشریف لانے اور شعب ابی طالب میں قیام کے متعلق معلوم ہوا تو جتھہ کے جتھہ آپکے پاس آئے، اور ہر طرح اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ (البدایہ والنہایہ)۔ اہلِ کوفہ ہمیشہ اہلِ بیت سے محبت و عقیدت کے دعویدار رہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ محبت اور عقیدت کی کسوٹی پر کبھی پورے نہ اترے۔

اہلِ کوفہ کو حضرت معاویہؓ کی وفات کی اطلاع ملی تو پھر اہلِ بیت کی محبت کا جذبہ ۔۔۔ ابھرا اور سلیمان ابن صرد خزاعی (سردار) کے یہاں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو

کوفہ بلا کر ان کی بیعت کی جائے۔ اور بنو امیہ سے خلافت چھین کر اہل بیت کو (جو واقعی اس کے حقدار ہیں) دینے کی کوشش کریں۔ اس فیصلہ کے بعد ڈیڑھ سو کے قریب خطوط معززین اور اکابرینِ کوفہ کی جانب سے حضرت حسین رضؓ کے پاس بھیجے گئے (البدایہ والنہایہ)۔ ان تمام خطوط کا مشترک مضمون بقول ابن کثیر یہ تھا:۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ کا حریف موت کی نیند سو گیا۔ اب ہمارا کوئی امام نہیں، آپ تشریف لائیں تا کہ آپ کی مدد سے ہم حق پر جمع ہو جائیں ہم نعمان ابن بشیر رضؓ (والیٔ کوفہ) کے پیچھے نہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اور نہ عید کی۔ اور اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو ہم اسے شام کی طرف دھکیل دیں گے۔"

ان خطوط کے علاوہ متعدد معززین کوفہ آئے۔ اور آپ سے تشریف لے چلنے کی درخواست کی (البدایہ والنہایہ)۔ حضرت حسین رضؓ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بہت مصر ہیں تو آپ نے پہلے احتیاطاً حالات کی تحقیق کی غرض سے اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیلؓ کو کوفہ روانہ کر دیا۔ اور اہلِ کوفہ کے خطوط کے جواب میں یہ تحریر فرمایا:۔

"مجھے تم لوگوں کی خواہشات کا علم ہوا۔ تم لوگوں کے پاس میرے بھائی اور قابلِ اعتماد شخص مسلم رضؓ آ رہے ہیں۔ یہ تمام حالات کا جائزہ لیکر مجھے اطلاع دیں گے۔ مجھے اگر معلوم ہوا کہ تمام اہلِ کوفہ (خواص اور عوام) میری خلافت کے خواہشمند ہیں تو خدا نے چاہا آنے میں توقف نہیں کروں گا۔ واقعی بات یہ ہے کہ امامت کے لائق وہی شخص ہے جو حامل کتاب اللہ، انصاف پسند اور دینِ حق کا فرمانبردار ہو۔" (البدایہ والنہایہ)

مسلم بن عقیل رضؓ جب کوفہ پہونچے تو حامیانِ حسین رضؓ (اہلِ کوفہ) نے ان کا پُرجوش استقبال کیا اور رو رو کر اپنی حمایت اور جاں نثاری کا یقین دلایا۔ نعمان ابن بشیرؓ (والیٔ کوفہ) نے جوان تمام حالات سے باخبر تھے کوئی سخت رویہ اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اپنی ایک تقریر کے اندر لوگوں کو فتنہ و فساد سے بچنے کی تلقین کی۔ بنی امیہ کے طرفداروں میں سے ایک شخص کو نعمانؓ کی یہ کمزوری بہت گراں گذری۔ اور اس نے یزید کو کل حالات سے باخبر کیا۔ یزید نے سرجون رومی سے (جو حضرت معاویہ رضؓ کا پرائیویٹ سکریٹری تھا) مشورہ کے بعد اس کی رائے کے مطابق عبید اللہ ابن زیاد کو جو اسوقت بصرہ کا امیر تھا۔ کوفہ کی ولایت سپرد کر کے حکم دیا کہ وہ مسلمؓ کو کوفہ سے نکال دے یا انھیں قتل کر دیا جائے (البدایہ والنہایہ ج ۸) ÷

ابن زیاد کوفہ میں

یزید کی ہدایت کے مطابق عبید اللہ ابن زیاد کوفہ پہونچا۔ کوفہ میں داخل ہوتے وقت اس نے منہ پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا جس کی وجہ سے اسکا چہرہ نظر نہ آتا تھا۔

اہلِ کوفہ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آمد کے منتظر تھے۔ ابنِ زیاد کو حسین رضؓ سمجھ کر کہنے لگے :۔ مرحبا ابن رسول اللہ، مرحبا ابن رسول اللہ، عبید اللہ نے یہ سب کچھ خاموشی کے ساتھ دیکھا اور پھر قصرِ کوفہ کی جانب چلا گیا۔

اگلے روز عبید اللہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں حسب ذیل تقریر کی :۔

"مجھے امیر المؤمنین یزید کی جانب سے کوفہ کی ولایت سپرد کی گئی ہے۔ اور اس بات کی ہدایت کیگئی ہے کہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کروں۔ اور جو لوگ مطیع ہیں ان کے ساتھ احسان اور حکم عدولی کرنے والوں سے سخت معاملہ کروں۔ میں امیر المؤمنین کے امر کے مطابق ضرور عمل کروں گا۔ دوستوں کے ساتھ میرا برتاؤ بھائیوں جیسا ہوگا۔ اور جو میرے مخالف ہیں ان کی گردنیں اُڑا دوں گا اس واسطے مناسب یہی ہے کہ ہر شخص اپنی جان پر رحم کرے اور میری مخالفت پر کمر نہ باندھے" ؛

(البدایہ والنہایہ ص ۱۵۴ ج ۸)

دھمکی

اس تقریر کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہر محلہ کا سردار اپنے محلہ کے مشتبہ پردیسی اور خارجی عقیدہ رکھنے والوں کی فہرست بنا کر میرے پاس روانہ کرے۔ اگر کسی محلہ کے سردار نے میرے حکم کی بجا آوری میں کوتاہی سے کام لیا اور اس کے محلہ میں کسی شخص نے حکومت کے خلاف آواز بلند کی تو تمام اہلِ محلہ کے وظائف بند کر کے انھیں جیل میں ٹھونس دیا جائے گا۔ اور میر محلہ کو سولی دی جائے گی۔ ؛

(البدایہ والنہایہ ج ۸)

حضرت مسلم ابن عقیل رضؓ کو ابن زیاد کے انتظامات اور ان احکامات کی خبر ہوئی تو مختار ابن ابی عبید (جس کے یہاں پہلے سے قیام تھا) کے گھر سے نکل کر ہانی ابن عروہ کے پاس پہونچے اور ان سے ان کے مکان میں قیام کی اجازت مانگی۔ ہانی نے کچھ پس و پیش کے بعد قیام کی اجازت دیدی۔ اب مسلم رضؓ ہانی کے مکان میں تھے۔ حامیانِ حسین رضؓ کو معلوم ہوا تو ہانی کے مکان پر آنے جانے لگے۔ ابن زیاد کے جاسوس شہر کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اور اسے ایک ایک بات کی اطلاع مِل رہی تھی۔ اسے جب مسلم رضؓ کے ہانی کے مکان میں قیام کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے ہانی کو بلا کر مجبور کیا کہ وہ مسلم رضؓ کو اس کے حوالہ کر دیں۔ ہانی رضؓ نے اپنے مہمان کو حوالہ کرنے سے انکار کیا تو ابن زیاد نے انھیں قید کر دیا۔ ؛ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

یَا منصورات

مسلم رضؓ کو جب ابن زیاد کی گفتگو اور ہانی کے قید کئے جانے کا علم ہوا تو اپنے میزبان کی حمایت میں باہر نکل آئے۔ اور "یا منصورات" کا نعرہ لگایا۔ اس آواز کے ساتھ اٹھارہ ہزار

حامیانِ حسین رضؓ میں سے (جو مسلم رضؓ کے ہاتھ پر حضرت حسین رضؓ کے لئے بیعت کر چکے تھے) چار ہزار نکل آئے اور قصرِ امارت کا محاصرہ کرلیا۔ ابن زیادہ کے پاس اسوقت صرف تیس سپاہی اور کچھ معززین کوفہ تھے ابن زیاد نے معززین کوفہ میں سے چند ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جن کا قبائل پر گہرا اثر تھا۔ اور انھیں ہدایت کی کہ وہ اپنے اپنے اثر سے کام لیکر لوگوں کو منتشر کر دیں۔ اور مسلم رضؓ کا ساتھ دینے سے روکیں ادھر سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ وہ لالچ دے کر مسلم رضؓ کے آدمیوں کو توڑ لیں۔ چنانچہ اس تدبیر کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور سپاہیوں کے لالچ دینے و معززین کوفہ کے سمجھانے بجھانے سے سب کے سب مسلم رضؓ سے علیحدہ ہو گئے۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ مسجد ابن عقیل تک پہونچتے پہونچتے مسلم رضؓ کے ساتھ چار ہزار میں سے صرف تیس ۳۰ آدمی باقی رہ گئے۔ مسلم یہ دیکھ کر محلہ کندہ کی طرف بڑھے محلہ کندہ تک پہونچے تو وہ تیس ۳۰ آدمی بھی ایک ایک کر کے جُدا ہو گئے۔ مسلم رضؓ اکیلے کوفہ کی گلیوں میں چکراتے پھرتے تھے۔ اور فرار کا راستہ نظر نہ آتا تھا۔ آخر کار کندہ کی ایک عورت کے پاس پہونچے اور پینے کے لئے پانی مانگا۔ پانی پی کر وہیں بیٹھ گئے۔ عورت نے تین مرتبہ جانے کے لئے کہا اور بولی کہ میں آپ کو یہاں بیٹھنے کی اجازت ہرگز نہ دوں گی۔ مسلم رضؓ نے مجبوراً اسوقت اپنے ساتھیوں کی غداری اور اپنی بے کسی کی داستان سُنائی اور کہا کہ میں مسلم ابن عقیل رضؓ ہوں۔ عورت نے ترس کھا کر ان کو اپنے گھر میں قیام کی اجازت دیدی۔ (البدایہ والنہایہ صـ۱۵۵ ج ۸)

ادھر تو یہ واقعہ ہوا اُدھر ابن زیاد نے جب قصر کے اردگرد دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب لوگ جا چکے ہیں۔ اتر کر مسجد میں آیا اور اپنے چاروں طرف مخصوص لوگوں کو بیٹھا کر عوام سے یہ کہا کہ :-

"جو شخص مسلم ابن عقیل رضؓ کو پناہ دے گا یاد رکھو کہ اس کی سزا قتل سے کم نہیں اور جو شخص مسلم کے قید کرانے میں اعانت کرے گا اسکے لئے انعام ہے"

اس کے بعد اس نے پولیس کو کوفہ کے تمام مکانات کی تلاشی کا حکم دیا۔ اس عورت کے لڑکے کو جب یقین ہو گیا کہ مسلم رضؓ گرفتار ضرور ہوں گے تو اس نے خود جا کر محمد ابن اشعث (افسر پولیس) سے مسلم رضؓ کے قیام کے متعلق کہہ دیا۔ محمد ابن اشعث سپاہیوں کے ایک دستہ کے ساتھ آیا اور مسلم رضؓ کی پناہ گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں اور گرفتاری سے بچنا محال ہے۔ تو تیار ہو کر مقابلہ کے لئے نکل آئے اور بہت دیر تک شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن آخر کار اکیلے تھے کہاں تک لڑتے۔ محمد ابن اشعث نے زخموں سے چور مسلم رضؓ کو گرفتار کر لیا (البدایہ والنہایہ صـ۱۵۶ ج ۸)

بے سُود اَمان

محمد ابن اشعث نے کہا ہم آپ کو امان دیتے ہیں۔ مسلم رضؓ کو معلوم تھا کہ ابن اشعث مجھے قتل سے نہیں بچا سکتا۔ ابن زیاد مجھے ضرور قتل کرے گا۔ اسلئے ابن اشعث سے کہا کہ آپ میرا پیغام حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہونچا دیں کہ وہ اہلِ کوفہ کی باتوں میں نہ آئیں اور اہلِ بیت کو لے کر

راستہ سے ہی لوٹ جائیں۔ یہ اہلِ کوفہ وہی بے وفا ہیں جن کی بے وفائی اور غداری سے تنگ آکر حضرت علی رضی اللہ عنہ، موت کی آرزو کیا کرتے تھے۔ (ابن اثیر)

محمد ابن اشعث نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک مسلم رضؓ کا یہ پیغام پہونچا دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، اسوقت مقامِ ثعلبہ میں تھے۔ آپ نے مسلم رضؓ کا یہ پیغام سُنکر فرمایا:۔

کل ما قدر نازل عند اللہ نحتسب انفسنا وفساد امتنا

جو کچھ مقدر ہوچکا ہے وہ ہوکر رہے گا۔ ہم اپنی جانوں کے خدا سے ہی ثواب کے طالب اور فساد امت کی فریاد کرتے ہیں۔

(کامل ابن اثیر صفحہ ۱۴ ج ۴)

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام کے بعد بھی حضرت حسین رضؓ نے عزمِ سفر ترک نہیں فرمایا اور سفر جاری رہا اس طرف محمد ابن اشعث مسلم رضؓ کو لیکر ابن زیاد کے پاس پہونچا اور اپنی امان کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے اس امان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور مسلم رضؓ کو بُرا بھلا کہا مسلم رضؓ نے بھی سختی سے جواب دیا۔ اس پر ابن زیاد نے مسلم رضؓ کو شہید کرا دیا۔ مسلم رضؓ کے بعد ہانیؒ ابن عروہ کو بھی قتل کیا گیا اور دونوں شہیدوں کے سر یزید کے پاس بھیجد یئے۔ یزید نے ابن زیاد کی اس حرکت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور شکریہ کے ساتھ خط میں یہ بھی لکھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسین رضؓ مکہ سے عراق کے لئے روانہ ہوچکے ہیں اسلئے چاروں طرف جاسوس پھیلادو اور جس پر بھی حمایتِ حسین رضؓ کا شبہ ہو اس کو نظر بند کر دو۔ لیکن تلوار اسی کے لئے میان سے نکالنا جو تمھارے مقابلہ پر آئے۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۶۵ ج ۸)

حضرت حسین رضؓ کی روانگیٔ کوفہ اور ہمدردوں کی نصیحتیں

پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ مسلم رضؓ کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت حسین رضؓ کی بیعت کرلی تھی۔ مسلم رضؓ نے اہلِ کوفہ کے اس جوش و خروش کو دیکھ کر حضرت حسین رضؓ کو لکھا تھا کہ آپ بلا تردد یہاں تشریف لے آئیں۔ اہلِ کوفہ آپ کے مددگار اور بنو امیہ سے بیزار ہیں۔ آپؓ کا پہلے ہی سے عزم تھا، مسلم رضؓ کے خط کے بعد روانگی کا پختہ ارادہ کر لیا۔ آپ کے مخلصین اور ہمدردوں میں جبکہ آپ کی روانگیٔ کوفہ کی خبر مشہور ہوئی تو ایک ایک کرکے آپ کے پاس آئے اور آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا۔

"یہ بات مشہور ہورہی ہے کہ آپ کا عراق جانے کا ارادہ ہے۔ خدا کے لئے ایسا ہرگز نہ کرنا کیا اہلِ کوفہ بنو امیہ کے نامزد حاکموں کو قتل کرچکے ہیں یا انھیں نکال دیا ہے۔ اگر وہ واقعی ان دو باتوں میں سے کوئی ایک کرچکے ہیں تو میں وہاں جانے سے نہیں روکتا۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو آپ

وہاں کا ارادہ نہ کریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دھوکا دے کر مقابلہ پر نہ آجائیں "
(البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ ج ۸)

اگلے روز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، پھر تشریف لائے اور فرمایا :۔

" بہتر تو یہی تھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں قیام فرما کر لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دیتے، اہل حجاز آپکی بات کو رد نہ کریں گے۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ مکہ سے روانگی کا ہے تو آپ یمن تشریف لیجائیں یمن میں حفاظت کے بھی تمام سامان موجود ہیں اور وہاں کی اکثریت آپکے والد (حضرت علیؓ) کے ہمدردوں اور متبعین کی ہے۔ اسطرح آپ لوگوں کے ہنگاموں سے الگ رہ کر وفود اور خطوط کے ذریعہ اپنی خلافت کا پیغام بھیجیے۔ مجھے آپ کی کامیابی کی پوری اُمید ہے "

حضرت حسین رضؓ نے فرمایا "مجھے آپ کے ناصح مشفق ہونے میں کوئی شک نہیں مگر میں تو عراق کا عزم کر چکا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

" اگر آپ پختہ ارادہ کر ہی چکے ہیں تو کم از کم عورتوں اور بچوں کو اپنے ہمراہ نہ لیجایئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کی طرح آپ بھی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل نہ کیئے جائیں " (البدایہ صفحہ ۱۶۴ ج ۸) :

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے کیونکہ ایک دینی حاجت تھی اور آپ اس دینی حاجت کے پیشِ نظر سفر کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس لیئے آپ نے اپنے ہمدردوں کی نصیحتوں اور مشوروں کو قبول نہیں کیا اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ آٹھ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کو اہل وعیال، عزیزوں اور ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے کوفہ کے حالات پوچھے اس نے کہا اہلِ عراق کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا تم نے بالکل سچ کہا اور فرمایا :۔

للہ الامر یفعل مایشاء وکل یوم ربنا فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد اللہ وھو المستعان علی اداء الشکر وان حال القضا دون الرجاء فلم یعتد من کان الحق نیتہ والتقوی سریرتہ ۔
(کامل ابن اثیر)

سارے کاموں کی باگ ڈور اللہ کے قبضہ میں ہے، وہ اپنے ارادہ کے مطابق کرتا ہے اور ہمارے رب کی ہر دن نئی شان ہوتی ہے، اگر تقدیر الٰہی ہماری خواہش، پسند کے مطابق ہوئی تو ہم خدا تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے اور ہم ادائگی شکر میں بھی اسی کی مدد کے طلبگار ہیں۔ (کہ اس نے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی)، اور اگر تقدیر الٰہی ہماری خواہش ومراد کے آڑے آگئی تو وہ آدمی غلطی پر نہیں جس کی نیت طرفداریٔ حق ہو اور جو اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتا ہو :

مقام زبالہ پہونچکر آپ کو عبد اللہ ابن یقطر رضؓ (رضاعی بھائی) کی شہادت کے متعلق معلوم ہوا آپ نے عبد اللہ ابن یقطر رضؓ کو مسلم رضؓ کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا تھا۔ عبد اللہ رضؓ جس وقت کوفہ پہونچے تو مسلم رضؓ شہید ہوچکے تھے۔ ابن زیاد نے ان کو بھی قصر کی چھت سے گراکر شہید کردیا۔ مسلم رضؓ اور عبد اللہ رضؓ کی شہادت سے آپ کو کوفہ کی حالت کا کافی اندازہ ہوچکا تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا:-

"اہل کوفہ نے ہمیں دھوکا دیا اب ان سے کسی مدد کی نہیں اس لئے جس کا جی چاہے وہ واپس ہوجائے۔ ہماری طرف سے اجازت ہے"

آپکی اس تقریر کو سنکر وہ بدوی جو راستہ میں آپ کے ساتھ ہوگئے تھے سب چل دیئے اور حضرت حسین رضؓ کے ہمراہ وہی لوگ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے:۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۶۹ ج ۸)

مزاحمت

ابن زیاد کو معلوم ہوچکا تھا کہ حضرت حسین رضؓ کوفہ کے لئے روانہ ہوچکے ہیں۔ اسلئے اس کے حکم کے مطابق مدینہ سے جتنے راستے عراق آنے والے تھے سب پر چوکی پہرے کا انتظام کردیا تھا اور حر ابن یزید تمیمی کو ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ حضرت حسین رضؓ کی جستجو اور ان کے محاصرہ کے لئے بھیجدیا تھا۔ چنانچہ مقام "ذی حسم" میں حر ابن یزید حضرت حسین رضؓ سے جا ملا۔ اور آپکے لشکر کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔ حضرت حسین رضؓ نے ساتھیوں سے فرمایا انھیں اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ اسلئے کہ یہ گرمی اور دھوپ میں چل کر آئے ہیں۔ ظہر کی نماز کا وقت آیا۔ تو آپ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا۔ حر اور اس کے لشکر نے آپ کے ہی پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ نے حر کے لشکر کے سامنے ذیل کی تقریر فرمائی:-

" لوگو! مجھے تم نے بلایا اور میں آگیا۔ میں نے اسوقت تک یہاں آنے کا قصد نہیں کیا جبتک کہ تمہارے خطوط اور وفود میرے پاس نہیں پہونچے۔ اب اگر تم اپنے قول و قرار پر قائم ہو تو میں تم لوگوں کے ساتھ کوفہ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر میرا آنا تم پر گراں ہے تو میں اپنے وطن واپس ہوجاؤں"

حر نے کہا "یہ خطوط اور قاصدوں کا ذکر کیسا ہے۔ ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

حضرت حسین رضؓ نے دو تھیلے کوفیوں کے خطوط سے بھرے ہوئے منگائے اور ان لوگوں کے سامنے ان کا ڈھیر لگوادیا۔

حر بولا۔ بہرحال یہ خطوط ہمارے لکھے ہوئے نہیں ہیں ہمیں تو اس بات کا امر کیا گیا ہے کہ

آپ کو ابن زیاد کے پاس پہونچائے بغیر نہ چھوڑیں۔

حضرت حسین رضؓ نے فرمایا یہ تو ممکن نہیں اور رفقاء کو واپسی کا حکم دیا۔ حر نے مزاحمت کی اور آپ کو اس ارادہ سے روکا اور کہنے لگا:۔

مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہوا ہے اسلئے جنگ تو نہیں کروں گا مگر آپ کو لوٹنے بھی نہیں دوں گا۔ مناسب یہ ہے کہ آپ ایسی راہ اختیار فرمائیں جو مدینہ اور کوفہ کے درمیان ہو میں ابن زیاد کو خط لکھتا ہوں شاید آپ کے مقابلہ سے بچنے کی کوئی راہ نکل آئے:۔

(البدایہ والنہایہ صـــ۱۷۳ جـ۸)

قابل قبول مشورہ

حضرت حسین رضؓ حر کی اس تجویز کو قبول فرما کر شمال کی جانب منہ کر کے عذیب اور قادسیہ کے راستہ سے نینوی کی طرف چلے گئے۔ حر مع لشکر کے آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ راستہ میں آپ کی طرماح ابن عدی سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا اور کہا کہ وہاں پر آپکے ساتھ جنگ کی زبردست تیاریاں ہورہی ہیں۔ آپؓ میرے ساتھ بنی طے تشریف لے چلیں۔ بنی طے کے دس ہزار فداکاروں کا میں ذمہ دار ہوں۔ آپؓ نے طرماح ابن عدی کے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا حر سے میرا عہد معاہدہ ہو چکا ہے۔ (البدایہ والنہایہ صـــ۱۷۳ جـ۸)

مقام نینوی تک پہونچے تھے کہ حر کو ابن زیاد کا خط ملا جس کا مضمون یہ تھا:۔

"جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم حسین رضؓ پر میدان تنگ کر دو اور انہیں کسی ایسی جگہ اترنے پر مجبور کرو جہاں پانی اور اوٹ نہ ہو"۔

کربلا میں قیام

خط پڑھ کر حر نے حضرت حسین رضؓ کو اس کے مضمون سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد جب آپ کچھ دور چل کر مقام کربلا تک پہونچے تو حر نے آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور بولا کہ آپ یہیں اتر پڑیئے یہاں سے دریائے فرات بھی نزدیک ہے۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۲ محرم ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں اتر گئے۔ ابھی ان حضرات کی گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ عمر ابن سعد مزید چار ہزار کے لشکر کے ساتھ آگیا۔

ابنِ سعد کی معذرت

عمر ابن سعد حضرت حسین رضؓ سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اسی لئے جب ابن زیادہ اس سے جانے کے لئے کہا تو معذرت پیش کی

اور کسی دوسرے شخص کو حسین رضہ کے مقابلہ کے لئے بھیجنے کی درخواست کی۔ ابن زیاد نے اس کی ایک نہ سنی اور بولا۔

"اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو سرحد دیلم کی ولایت سے دستبردار ہوجاؤ"

ابن سعد لالچ کی بنا پر چار و ناچار ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوگیا۔ ابن سعد نے بھی آکر حضرت حسین رضہ سے آنے کی وجہ دریافت کی، آپ نے ابن سعد کو کوفیوں کے ان خطوط کا مضمون بتایا جس میں انہوں نے حضرت حسین رضہ کو بلایا تھا اور لکھا تھا کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے آپ تشریف لائیں تاکہ ہم آپکے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے واپس ہونا چاہا مگر مجھے حر نے روک دیا۔ تم میرے عزیز ہو تم ہی مجھے مدینہ واپس ہونے کی اجازت دو۔

ابن سعد یہ سنکر بولا واللہ میں تو خود یہ نہیں چاہتا کہ آپ کے خون سے میرے ہاتھ آلودہ ہوں، اس کے بعد ابن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا جس کے اندر کل گفتگو کی تفصیل تھی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزم سے اس کو مطلع کیا تھا۔ ابن زیاد نے جواب میں یہ تحریر بھیجی:-

"یزید کی بیعت سے پہلے کسی معاملہ پر غور نہیں کیا جا سکتا اس لئے پہلے ان سے یزید کی بیعت لی جائے" (البدایہ والنہایہ ص ۱۷۵ ج ۸)

ابن سعد نے اس تحریر سے حضرت حسین رضہ کو آگاہ کیا۔ آپؓ نے اسے منظور نہیں فرمایا۔

پانی کی بندش

ابن سعد نے سات محرم کو حکم دیا کہ دریائے فرات کا پانی حسین رضہ اور ان کے ساتھیوں پر بند کر دیا جائے۔ چنانچہ ابن سعد کے حکم کے مطابق اہلِ بیتِ رسولؐ فرات کے پانی سے محروم کر دیئے گئے۔ اور پانچ سو سواروں کا دستہ حفاظت کے لئے بٹھا دیا گیا۔ جب یہ سب حضرات پیاس کی شدت سے پریشان ہوئے تو حضرت حسین رضہ نے اپنے دلیر و شجاع بھائی حضرت عباس ابن علی رضہ کو تیس ۳۰ سواروں اور بیس ۲۰ مشکیزوں کے ساتھ پانی لانے کا حکم دیا۔ حضرت عباس رضہ تیس ۳۰ سواروں کو ساتھ لے کر گئے اور لڑ بھڑ کر زبردستی سب مشکیزے پانی سے بھر کر لے آئے۔ (البدایہ والنہایہ)

تاکیدِ جنگ

عمر ابن سعد کا ارادہ ابتدا سے ہی جنگ کا نہیں تھا اس لئے وہ بار بار یہ چاہتا تھا کہ صلح کی کوئی صورت نکل آئے اور اس کی تلوار اہلِ بیت کے مقدس خون سے رنگین نہ ہو

اسی مقصد کے لئے اس نے متعدد مرتبہ حضرت حسین رضؓ سے ملاقات کی۔ ایک ملاقات کے دوران حضرت حسین رضؓ نے ابن سعد سے فرمایا کہ آپ ہماری ان پیش کردہ تینوں صورتوں میں سے جسے چاہیں اختیار کرلیں :۔

(۱)۔ ہمیں اپنے وطن واپس لوٹ جانے دو یا کسی دوسری جگہ نکل جانے دو :

(۲)۔ یزید کے پاس جانے دو کہ اس سے مل کر خود اپنا معاملہ طے کرلیا جائے :

(۳)۔ آؤ ہم دونوں مل کر یزید کے پاس چلیں اور اس سے زبانی معاملہ پر بات چیت کرلی جائے :

یقینی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت حسین رضؓ نے یہی تجاویز پیش فرمائی تھیں کیونکہ دونوں کی یہ گفتگو رازدارانہ اور تنہائی میں ہوئی تھی۔ تاہم اس قدر یقینی ہے کہ ابن سعد نے حضرت حسین رضؓ سے گفتگو کے بعد اس قضیہ کے تصفیہ کی درمیانی صورت پالی تھی۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ ابن زیاد گفت و شنید کی اس طوالت سے گھبرایا۔ اور وہ ڈرا کہ اگر کہیں ابن سعد حسین رضؓ سے مل گیا تو بنا بنایا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ اس لئے اس نے شمر ابن ذی الجوشن کو ابن سعد کے نام یہ خط دے کر روانہ کیا۔ میں نے تمھیں اسواسطے نہیں بھیجا تھا کہ حسین رضؓ کے مقابلہ سے گریز کرو۔ اور ان کی سفارش کرو، انھیں غلط اُمیدیں دلاؤ۔ حسین رضؓ اگر بلا کسی شرط کے قبول؛ اطاعت پر تیار ہوں تو انھیں میرے پاس بھیجدو۔ اور اگر اسپر آمادہ نہیں تو ان سے لڑکر انھیں قتل کردو۔ کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ (معاذاللہ) تمہیں میرے اس حکم کی تعمیل میں تردد ہو تو شمر ابن ذی الجوشن کے ہاتھ میں فوج کی کمان دیدو اور خود کو معزول سمجھو۔

حکمِ جنگ

ابنِ زیاد کی اس دھمکی کے بعد مجبوراً ابن سعد اٹھا اور لشکر کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ ابن سعد نے تیاری کا حکم نو محرم کی شام کو دیا تھا۔ حضرت حسین رضؓ نے کہلوا بھیجا کہ آج کی رات ہمیں مہلت دو اور قتال ملتوی کردو۔ ابن سعد نے اس مشورہ کو قبول کیا اور ایک رات کی مہلت دیدی :

(البدایہ والنہایہ ص۱۷۵ و ص۱۷۶ ج ۸)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب اس بات کا کامل یقین ہوچکا تھا کہ مجھے حق کی راہ میں گردن کٹانی پڑے گی اور دشمن میرے خون سے اپنی پیاس بجھائیں گے اسلئے آپ نے اپنے تمام رفقاء اور اہلِ بیت کے سامنے تقریر کی جس میں آپ نے سب کو واپس چلے جانے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ دشمن صرف میرے خون کے پیاسے ہیں۔ انہیں کسی

دوسرے سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن آپ کے رفقاء میں سے کوئی اس بات کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اور سب متفقہ طور پر بولے کہ ہماری زندگی آپ کے بغیر بے کار ہے اور ہم آپ کو موت کے منہ میں چھوڑ کر ہرگز نہیں جا سکتے۔ اس جواب پر آپؓ نے سکوت فرمایا اور دیر تک نقشۂ جنگ سے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ اور آپ کے رفقاء نے اپنے سروں کو بارگاہِ خداوندی میں جھکا دیا۔ اور پوری رات اسی طرح گزار دی ؎

(البدایہ والنہایہ صـ۱۷۶ و صـ۱۷۷ ج ۸)

حرؓ بن یزید آپؓ کی خدمت میں

۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کی صبح کو نماز سے فارغ ہو کر آپؓ اپنے بہتر ۷۲ رفقاء کے ساتھ میدانِ جنگ میں تشریف لے آئے۔ اگرچہ آپ کو اس کا پورا یقین تھا کہ اہلِ کوفہ پر کوئی بھی کوشش کارگر نہ ہوگی مگر پھر ایک مرتبہ اتمامِ حجت کے لئے آپؓ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور اہلِ کوفہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ اپنے فضائل و مناقب بیان کئے۔ وہ اہلِ کوفہ جنہوں نے آپ کو خطوط بھیجکر بلایا تھا ان کو نام لے کر پکارا مگر اہلِ کوفہ جیسے ایمان کی روشنی بالکل ماند پڑ چکی تھی ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ البتہ حر ابن یزید تمیمیؒ آپکی تقریر سے متاثر ہو کر آپؓ کی طرف بڑھا اور آپ کے قریب آکر بولا۔ میں ہی وہ بدقسمت ہوں جس نے سب سے پہلے آپ کا راستہ روکا لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ قوم جنگ کے علاوہ کسی موزوں تجویز پر کان نہ دھرے گی۔ آپ میرے لئے دعا فرمایئے اور بتایئے کہ میرا یہ عمل ان گناہوں کا جو پہلے سرزد ہو چکے ہیں کفارہ ہو سکے گا یا نہیں؟

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسرور ہو کر فرمایا دنیا میں بھی تو حر ہے اور انشاءاللہ عذابِ آخرت سے بھی حر (آزاد) رہے گا۔ اس کے بعد حر نے اپنی قوم کو سمجھایا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ حر مجبوراً گھوڑے کو ایڑ لگا کر حسینی لشکر کے ساتھ مل گئے

(البدایہ والنہایہ صـ۱۸۰ ج ۸)

آغازِ جنگ !

اہلِ کوفہ کی طرف سے تیر پھینکا گیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ پہلے پہلے مبارزت ہوئی۔ یعنی دونوں طرف سے ایک ایک شخص نکل کر لڑتا مگر مبارزت میں اہلِ کوفہ بری طرح مارے گئے اور حسینی لشکر کا پلہ نمایاں طور پر بھاری رہا۔ عبداللہ ابن عمیر اور حر ابن یزید وغیرہ نے اپنے حریفوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا، جب عمرو ابن حجاج نے لڑائی کا یہ نقشہ دیکھا تو چلّایا کہ اہلِ کوفہ یہ کیا کر رہے ہو ان میں کا ایک ایک شخص اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلا ہے۔ ان سے مبارزت مناسب نہیں بلکہ مجموعی طور پر حملہ کرو۔ یہ تو گنتی کے چند آدمی ہیں اگر پتھر بھی برسائے جائیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد عام حملہ شروع ہو گیا۔ آپ کے رفقاء بڑی بے جگری اور بہادری سے لڑ رہے تھے۔ جدھر کو یہ بہادر نکل جاتے صفیں کی صفیں اُلٹ دیتے۔ لیکن تعداد ہی کتنی تھی۔ سب ایک ایک کر کے شہید ہوگئے۔ اہلِ بیت میں سے آپکے چاروں بھائی۔ حضرت عباسؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عثمانؓ آپ کے صاحبزادہ علی اکبرؓ، عدی ابن عبداللہ ابن جعفرؓ، عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل عبدالرحمٰن ابن عقیل، محمد ابن عقیل رحمہم اللہ سب کے سب اپنی شجاعت اور ثابت قدمی کے حیرت انگیز مناظر دکھا کر نوجوانانِ جنت کے سردار پر پروانہ وار نثار ہوگئے۔

شہادتِ حسینؓ

اب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا تھا۔ بدن مبارک زخموں سے چھلنی تھا۔ پیاس کی شدت سے بے قرار تھے۔ مگر دلیری اور شجاعت میں کوئی کمی نہ تھی۔ جس طرف بھی آپ کا رُخ ہوجاتا دشمنوں کی صفیں اُلٹ جاتیں۔ آخر کار تھکن اور زخموں کی زیادتی سے نڈھال ہوکر زمین پر بیٹھ گئے۔

شمر نے دیکھا کہ کوئی شخص آپ کے قتل کی جرارت نہیں کرتا اور ہر ایک اپنی پیشانی پر شقاوت کا یہ آخری داغ لگانے سے بچنا چاہتا ہے۔ تو چلّا کر بولا لوگو! انھیں قتل کیوں نہیں کر دیتے۔ یہ سنکر بہت سے ازلی بدبخت آگے بڑھے اور آپ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ حضرت حسین رضؓ اسی طرح بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اس کے بعد سردارِ اشقیاء سنان ابن انس نخعی آگے بڑھا اور آپ کے سرِ اقدس کو تلوار سے جُدا کر دیا۔ جسمِ مبارک پر شہادت کے وقت تینتیس ۳۳ زخم نیزوں کے اور تینتس ۳۴ زخم تلواروں کے تھے۔ تیروں کے زخم انکے علاوہ تھے۔ آپ کو شہید کرکے یہ لوگ اہل بیت کے خیموں کی طرف بڑھے اور جو کچھ سازوسامان تھا لوٹ لیا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں تک کھینچ لیں،

شمر کا ارادہ تھا کہ علی ابن حسینؓ (جو بیمار تھے) کو بھی شہید کردے مگر اتنے میں عمر ابن سعد پہونچ گیا اور اس نے لوگوں کو لوٹ کھسوٹ اور عورتوں و بچوں پر ہاتھ اُٹھانے سے روکا۔

یہ حادثۂ شہادت ۱۰ر محرم ۶۱ھ بروز جمعہ پیش آیا۔ اگلے روز اہلِ غاضرۃ نے آکران مقدس شہیدوں کی نمازِ جنازہ پڑھی اوران کی لاشوں کو سروں کے بغیر دفن کردیا۔ کیونکہ شہدار کے سر دشمن اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

فقط
(مولانا) کفیل الرحمٰن نشاط

ناشر

ادارہ درسِ قرآن دیوبند

(یوپی)

(کتبہ فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھم علمہ الکتاب (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما

تفسیر ابنِ عباس رضؓ

کامل اُردو

پارہ ۱۲ — وما من دابۃ

افادات

ابنِ عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسّرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م ۶۸ھ

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانوی رحؒ

ترجمۂ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

محمدی پریس دیوبند

۷۸۶

از دفتر ادارۂ درسِ قرآن دیوبند یوپی

مکرمی سلام مسنون

- آپ کے ہاتھ میں جس مقدس تفسیر کا یہ پارہ ہے سب سے پہلے اسکی اہمیت اور عظمت کو محسوس کیجئے۔
- وہ عظیم الشان تفسیر ہے جو عم زادہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو چودہ سو سال کے بعد اُردو زبان میں پہلی بار اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے،
- اسی مقدس تفسیر کو آپ محض مطالعہ کی ایک کتاب تصور نہ کیجئے۔
- یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقتاً اک مقدس تفسیر کی اشاعت کا مسئلہ ہے جس میں آپ تعاون فرما رہے ہیں۔
- آپ ہر پارے کی وی، پی وصول کر کے محض اک کتاب نہیں خریدتے بلکہ حقیقتاً اک جلیل القدر صحابی رسولؐ کی تفسیر کی اشاعت میں ادارہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں جسکا اجر انشاء اللہ آپ کو ضرور ملے گا۔
- اس عظیم تفسیر کی موجودگی بھی آپ کے لئے باعثِ خیر و برکت ہوگی۔
- یاد رکھئے: آپ کے مسلسل تعاون ہی سے اس تفسیر کے اگلے اجزاء تیار ہوتے ہیں۔
- بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر میں آپکو تفسیر کا مغز ملے گا جسکی شرح میں خود طویل طویل تفسیریں مکمل ہیں۔
- ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپکی مسلسل توجہ اور تعاون سے ہم اس اہم اور مقدس تفسیر کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

وباللہ التوفیق

احقر۔ (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ——— جامع ——— مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ——— از ——— علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات ——— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

اشاعت ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء ——— جلد ۳ ——— پارہ ۱۲

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے ۴/-

دس پارے رعایتی ہدیہ ——— تیس روپے ۳۰/-

محصول ڈاک ——— بذمہ خریدار

ناشر:- ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(پارہ ۱۲)

ناشر

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمے نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝۶

رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھی منضبط اور مندرج) ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا اور (اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ

وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ

تم کو آزماوے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔ اور اگر آپ (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یقیناً تم مرنے کے بعد

قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

(قیامت کے دن دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے تو (انہیں) جو لوگ کافر ہیں وہ (قرآن کی نسبت جس میں بعث کی خبر ہے) کہتے ہیں کہ یہ تو

إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۷ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

نرا صاف جادو ہے۔ اور اگر تھوڑے دنوں تک (مراد دنیوی زندگی ہے) ہم ان سے عذاب (موعود) کو ملتوی رکھتے ہیں (کہ

إِلٰى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ

اس میں حکمتیں ہیں) تو (بطور انکار و استہزاء) کہنے لگتے ہیں کہ اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے۔ یاد رکھو جس وقت (وقت موعود

لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝۸ ع ۱

پر) وہ (عذاب) ان پر آ پڑے گا تو پھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس (عذاب) کے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

سب کی روزیوں کا کفیل

سب کی روزیوں کا ذمہ دار اور کفیل حق تعالیٰ ہے وہ ہر ایک کی رات کو آرام کرنے کی جگہ اور مر کر کس جگہ مدفون ہوگا سب جانتا ہے، ہر ایک جاندار کی روزی اور اسکی موت و زندگی سب لوح محفوظ میں مقدار معینہ اور معلومہ کے ساتھ محفوظ و منضبط ہے، اور تمہارا معبود برحق وہی ہے، جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دنیا کے ابتدائی دنوں میں سے چھ دن کے اندر پیدا کیا۔ ان میں سے ہر ایک دن

کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی، ان چھ دنوں کی ابتدا اتوار کے دن سے تھی اور ان ایام میں آخری دن جمعہ کا تھا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور حق تعالیٰ عرش اور پانی کے پیدا کرنے سے بھی پہلے موجود تھا اور پیدا کرنا اسلیئے ہے تاکہ تم کو آزمائے کہ موت و حیات کے درمیان تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے، اور اگر آپ ان کفارِ مکہ سے کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤگے تو کفارِ مکہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ تو نرا صاف جادو ہے ایسا نہیں ہوگا۔

اور اگر ہم ان سے وقت مقررہ یعنی غزوہ بدر تک عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں تو یہ اہل مکہ بطور استہزاء اور انکار کے کہتے ہیں کہ اس عذاب سے ہم کو کون چیز روک رہی ہے، یاد رکھو جس وقت وہ عذاب وقت موعود پر ان پر آپڑے گا تو وہ عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعے جس عذاب کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو اچانک آگھیرے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم رحمہ نے قتادہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ قیامت قریب آرہی ہے لہٰذا رک جاؤ تو لوگوں میں سے کچھ حضرات رک گئے، اس کے بعد پھر اپنے مکر و فریب اور برائیوں میں مبتلا ہو گئے ان کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ الخ یعنی اور اگر تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں،

اور ابن جریر نے ابن جریج رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید اور ناشکرا ہو جاتا

لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

ہے۔ اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں (تو ایسا اتراتا ہے کہ) کہنے لگتا ہے

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩ اِلَّا

کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا اب کبھی نہ ہوگا۔ بس وہ اترانے لگتا ہے۔ شیخی بگھارنے لگتا ہے۔ مگر جو

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ اچھے ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا

وَاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ

اجر ہے۔ شاید آپ (تنگ ہوکر) ان احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ

(کہ وہ تبلیغ ہے) چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں (کہ اگر یہ نبی ہیں تو)

مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

تو ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ (جو ہم سے بھی بولتا جاتا) کیوں نہیں آیا۔ آپ تو یہ

شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾

(ان کفار کے اعتبار سے) صرف ڈرانے والے ہیں۔ اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شئے پر (تو) اللہ ہے۔

آنحضورؐ کی لطیف انداز سے تسلی

اور اگر ہم کافر کو اپنی نعمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ حق تعالیٰ کی رحمت سے بہت ہی مایوس اور ناامید اور نعمت خداوندی کا منکر اور ناشکر ہو جاتا ہے، اور اگر کافر کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کافر کہنے لگتا ہے کہ میری سب تکلیف دور ہوئی اور اترانے لگتا ہے اور نعمت خداوندی کی ناشکری کر شیخی بگھارنے لگتا ہے، مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب جو کہ ایمان پر مستقل مزاج ہیں اور انہوں نے اطاعت خداوندی پورے کمال کے ساتھ کی ہے، اور وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ تکلیف پر صبر اور نعمت پر شکر خداوندی کرتے ہیں ان کے لئے دنیا میں مغفرت اور جنت میں عظیم الشان ثواب ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں جو تبلیغ رسالت اور ان کفار کے معبودوں کی تردید اور برائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے سو شاید ان کے استہزاء سے تنگ ہو کر آپؐ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور ان امور کی بجا آوری میں آپؐ کا دل کفار مکہ کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا تاکہ آپؐ عیش و عشرت کی زندگی گذارتے، یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت کی گواہی دیتا، آپؐ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ڈرانے والے پیغمبر ہیں،

اور ان کی باتوں اور ان کے عذاب دینے پر پورا اختیار رکھنے والا اور اس کا جاننے والا اللہ ہی ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ

کیا اس کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپؐ نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنا لیا ہے آپؐ (جواب میں) فرما دیجئے کہ

وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِ

(اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں (جو تمہاری) بنائی ہوئی (ہوں) لے آؤ اور (اپنی مدد کے لیے) جن جن

لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ

غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا (کہ اس کی مثل بنا لاؤ) نہ کر سکیں تو تم (ان سے کہدو کہ اب تو)

اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ

یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم (اور قدرت) سے اترا ہے اور یہ (بھی یقین کر لو) کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں تو پھر اب

الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ فِيْهَا لَا

بھی مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں) جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا

يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ

ہے تو ہم ان لوگوں کے (ان) اعمال (کی جزا) ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ

یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب

كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ

(کا سب) ناکارہ (ثابت) ہو گا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ (اب بھی) بے اثر ہے کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

پر قائم ہو جو کہ اسکے رب کی طرف سے آیا ہے اور اُس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے اور (ایک) اس سے پہلے (یعنی) موسیٰؑ کی کتاب ہے

مقتدی و امام اور مجموعۂ رحمت

بلکہ کفارِ مکہ نعوذ باللہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے اور پھر ہمارے پاس لیکر آئے ہیں، تو آپؐ ان سے جواب میں فرما دیجیے، کہ تم بھی قرآن کریم جیسی دس سورتیں خود بنا کر لے آؤ، جیسا کہ سورہ بقرہ، آل عمران، سورہ نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونس اور ہود ہیں۔ اور اپنے تمام معبودوں سے بھی اس بات میں مدد طلب کر لو

اگر تم سچے ہو، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن کریم اپنی طرف سے بنایا، چنانچہ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے تو حق تعالی فرماتا ہے کہ پھر اگر یہ ظالم تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو کفار مکہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بحکم الہی اترا ہے۔ تو پھر اب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

جو شخص اپنے اعمال سے جو کہ حق تعالی نے اس پر فرض کئے ہیں محض حیات دنیوی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان کے ان اعمال کا ثواب دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور ان کے اعمال کے ثواب میں دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی، یہ لوگ جو دنیا میں غیر اللہ کیلئے نیکیاں کرتے ہیں وہ سب نیکیاں آخرت میں ان کے منہ پر مار دی جائیں گی اور آخرت میں ان کے اعمال خیر کا کچھ ثواب نہیں ملے گا جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے کیوں کہ انہوں نے یہ نیکیاں غیر اللہ کے لئے کی تھیں۔

کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ایک گواہ منجانب اللہ یعنی جبریل امین تو اسی میں موجود ہے اور ایک قرآن کریم سے قبل موسی علیہ السلام کی کتاب توریت ہے جو ان پر بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے جو اقتدا کرنے والوں کے لئے امام اور جو اس پر ایمان لائے اس کے لئے رحمت ہے۔

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ

ایسے لوگ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور (کافر کا حال یہ ہے) کہ جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کرے گا تو دوزخ

مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ

اسکے وعدہ کی جگہ ہے۔ سو اے مخاطب، تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلا شک و شبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

پاس سے (آئی ہے) لیکن (با وجود ان دلائل کے عقتضیٰ کے) بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے۔ اور ایسے شخص سے زیادہ کون

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ

ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ (قیامت کے روز) اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاویں گے اور (اعمال کے) گواہ

هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

(فرشتے علی الاعلان) یوں کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں، سب سن لو کہ ایسے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

ظالموں پر خدا کی (زیادہ) لعنت ہے۔ جو کہ (اپنے کفر و ظلم کے ساتھ) دوسروں کو بھی خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اور اُس

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا

(راہ) میں بھی (دور شبہات) نکالنے کی تلاش (اور فکر) میں رہا کرتے تھے تاکہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں اور وہ آخرت کے بھی

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

منکر تھے۔ یہ لوگ (تمام) زمین (کے تختہ) پر (بھی) خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ان کا خدا کے سوا کوئی مددگار ہوا

اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

(کہ بعد گرفتاری کے چھڑا لیتا) ایسوں کو (اوروں سے) دونی سزا ہوگی۔

دوہری سزا کے حق دار

جو حضرات یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ جو کتاب موسیٰ ؑ پر ایمان رکھتے ہیں وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور جو کفار میں سے ہے اور اس قرآن کریم اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کا ٹھکانا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے، اس کی وجہ سے قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا، کیوں کہ قرآن کریم کے منکر کا ٹھکانا دوزخ ہے، یا یہ مطلب ہے کہ تم قرآن کریم کی طرف سے شک میں مت پڑنا۔ بلاشک و شبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے مگر اہل مکہ ایمان نہیں لاتے۔

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور فرشتے اور انبیاء کرام علی الاعلان یوں کہیں گے کہ یہ وہ کافر ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں ایسے مشرکوں پر حق تعالیٰ کا عذاب ہے جو کہ دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے تھے اور اس میں کجی اور شبہات نکالنے کی فکر میں رہا کرتے تھے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے منکر تھے۔

یہ لوگ کسی مقام پر عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے، اور عذاب الٰہی سے خدا کے علاوہ کوئی ان کو نہیں بچا سکتا ایسے سرداروں (لیڈروں) کو دوہری سزا ہوگی۔

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

یہ لوگ سن نہ سکتے تھے۔ اور نہ (نہایت عناد سے راہ حق کو) دیکھتے تھے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے تراش رکھے تھے (آج) ان سے سب غائب (اور گم) ہو گئے

يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾

(کوئی بھی تو کام نہ آیا بس) لازمی بات ہے آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے

خسارہ میں رہنے والے

یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے آپ کے کلام کو سن نہ سکتے تھے یا یہ کہ آپ کے کلام کی طرف کانوں کو متوجہ نہیں کرتے تھے، اور نہ غایت عناد سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے، یا یہ کہ غایت بغض سے آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے، یہ روسیاہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے، نہ ان کو جنت میں اہل و عیال ملیں گے اور نہ محلات اور نہ خدم و حشم، بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مومنین ان نعمتوں کے وارث ہوں گے، اور جو جھوٹے معبود انہوں نے حق تعالیٰ کے علاوہ تراش رکھے تھے وہ ان سے غائب ہو گئے اور اپنے اندر مصروف ہو گئے اور لازمی بات ہے کہ آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں نہ ملنے سے سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور (دل سے) اپنے رب کی طرف جھکے۔ ایسے

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

لوگ اہل جنت ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ دونوں فریق (مذکورین یعنی مومن و کافر)

كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ

کی حالت ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی، اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو (اس کو سمجھنا

مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾

بہت آسان ہے) کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں کیا تم (اس تفاوت کو) سمجھتے نہیں۔

اطاعت کا انجام

یقیناً جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور پورے خلوص دل سے پر اطاعت خداوندی کی اور اپنے رب کی طرف جھکے اور دل سے انقیاد اور خشوع کو ظاہر کیا، ایسے حضرات اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، کافر اور مومن کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا

بھی، یعنی کافر اللہ سے کی طرح نہ حق و ہدایت کی طرف دیکھتا ہے اور بہرے کی طرح حق و ہدایت کی کوئی بات نہیں سنتا۔ اور مومن کی حالت دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کہ حق و ہدایت کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، سو کیا کافر اطاعت خداوندی اور ثواب میں مومن کی برابری کر سکتا ہے، کیا تم قرآن کریم کی ان نصیحتوں کو نہیں سمجھتے کہ پھر ایمان لے آؤ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾

اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو، میں تم کو

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾

(در صورت عبادت غیر اللہ کے) صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا

نوح علیہ السلام کی دعوت

نوح علیہ السلام جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس منجانب اللہ رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو اور میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر کیا دردناک عذاب یعنی غرق ہونے کا عذاب نازل ہوگا۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ (جواب میں) کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاْىِ ۚ

انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں (جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے) وہ (اتباع) بھی محض سرسری رائے سے اور ہم

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

تم لوگوں میں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تم کو (بالکل) جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قوم کا جواب

یہ سنکر قوم نوح کے سردار بولے کہ اے نوح ہم تم کو اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہیں سے ہی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں بالکل رذیل اور کمزور اور وہ بھی سرسری رائے سے اور ان کی رائے بھی ٹھیک نہیں جو انہوں نے ایسا کیا ہے، اور ہم تم لوگوں کے دعوے میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے

تم بھی کھاتے پیتے ہو، جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں، بلکہ ہم تو تمہارے دعوے میں تم کو بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں جس سے میری نبوت ثابت

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

ہوتی ہے اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو، پھر وہ (نبوت یا اس کی حجت) تم کو نہ سوجھتی ہو تو میں کیا

كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

کروں مجبور ہوں (کیا ہم اس (دعوی) یا دلیل کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ اور (اتنی بات اور زائد فرمائی کہ)

اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ

اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ مال نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے اور میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

نہیں کیوں کہ یہ لوگ اپنے رب کے پاس (عزت و مقبولیت کے ساتھ) جانے والے ہیں، لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ (خواہ مخواہ کی) جہالت

طَرَدْتُّهُمْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

کر رہے ہو (اور بے ڈھنگی باتیں کر رہے ہو) اور (بالفرض والتقدیر) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ تو بتلاؤ) مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچائے گا

خَزَاۤىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ

کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے، اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں (یہ کہتا ہوں کہ میں) تمام غیب کی

اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اَللّٰهُ

باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں، اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہوں میں ان کی نسبت (تمہاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز

ربع اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾

ان کو ثواب دے گا، ان کے دل میں جو کچھ ہوا اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے تو (اگر ایسی بات کہہ دوں تو) اس صورت میں ستم ہی

بلامعاوضہ تبلیغ

نوح علیہ السلام نے فرمایا، اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں ایسی دلیل پر قائم ہوں جو کہ میرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور اس نے مجھے اپنے پاس سے نبوت اور دولتِ اسلام عطا فرمائی ہو اور پھر میرے دین اور میری نبوت میں تم کو شبہ ہو یا میں نے تم کو شبہ میں ڈال دیا ہو تو کیا ہم اس دعوی کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور کسی طرح تمہارے حلق میں اس کو اتار دیں اور تم اس کا انکار کئے جاؤ، اور اے قوم میں تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے، اور تمہارے کہنے سے میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا نہیں یہ لوگ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، اس چیز پر وہاں جا کر یہ مجھ سے مخاصمہ کریں گے۔

لیکن تم ہی لوگ حکمِ الٰہی سے جہالت کر رہے ہو اور اگر تمہارے کہنے کے مطابق میں ان کو نکال بھی دوں تو عذابِ الٰہی سے مجھے کون بچائے گا، کیا میری ان باتوں سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

اور میں اس بات کا بھی مدعی نہیں کہ حق تعالیٰ کے رزق کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے پاس ہیں اور نہ غیب کی باتیں جاننے میں دعویدار ہوں کہ کب عذاب نازل ہوگا اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں اور تم کو وہ جچتے نہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہتا کہ حق تعالیٰ تصدیق ایمان کے صلہ میں ان کو عزت و اکرام نہ دے گا، ان کے دلوں میں جو تصدیق ہے اس کو حق تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے، میں تو اگر ان کو اپنے پاس سے دور کر دوں تو اپنے کو بہت ہی نقصان پہنچاؤں۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے، پھر بحث بھی بہت کر چکے سو اب ہم بحث و حث نہیں کرتے) جس چیز سے تم ہم کو دھمکایا

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

کرتے ہو (کہ عذاب آجاوے گا) وہ ہمارے سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے

اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ

لاویگا اور (اس وقت پھر) تم اس کو عاجز نہ کر سکو گے اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آسکتی گو میں تمہاری کیسی ہی

اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾

خیر خواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو جانا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلعم) نے (نعوذ باللہ) یہ قرآن تراش لیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اگر (بالفرض) میں نے تراشا ہو گا تو میرا یہ جرم مجھ پر (عاید) ہو گا (اور تمہارے جرم سے میں بری الذمہ ہوں گا)

قوم کا گمراہانہ جواب

وہ لوگ بولے کہ نوح ؑ تم ہم سے بحث کر چکے، اور دین آبائی کے علاوہ دوسرے دین کی طرف دعوت دے چکے اور بحث اور دعوت بھی بہت کر چکے، بس اب تو وہ عذاب لے آؤ جس سے تم ہم کو دھمکاتے تھے کہ وہ ہمارے اوپر نازل ہوگا، نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عذاب کو تو حق تعالیٰ ہی تم پر لائے گا اگر اس کو منظور ہوگا اور اس کے ذریعے وہی تم کو عذاب دے گا اور اس وقت تم عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکو گے، اور میری دعوت اور میرا عذاب خداوندی سے تم کو ڈرانا تمہارے کام نہیں آسکتا، گو میں تم کو کیسا ہی عذاب الٰہی سے ڈراؤں اور توحید کی دعوت دوں جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو، وہی مجھ سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ اور تمہارا مالک ہے اور مرنے کے بعد تم کو اسی کے پاس جانا ہے وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

بلکہ قوم نوح ؑ تو یہ کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام جو پیغام لے کر ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ انھوں نے خود تراش لیا ہے تو آپ فرما دیجیے کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا اور تمہارے گناہوں سے میں بری الذمہ ہوں گا، اور کہا گیا کہ یہ آخری آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

اور نوح ؑ کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو اس وقت تک ایمان لا چکے ہیں اور کوئی (دنیا) شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ

فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا

لاوے گا۔ سو جو کچھ یہ لوگ (کفر و ایذار و استہزار) کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو، اور تم (اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری نگرانی

وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور یہ سن لو کہ (مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا کیوں کہ وہ سب

وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا

غرق کیے جاویں گے۔ اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور (اثنائے تیاری میں) جب کبھی ان کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا ان پر گذر ہوتا تو ان

مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

سے ہنسی کرتے۔ آپؑ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو۔ سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ

کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتّٰىٓ إِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا

ہے۔ یہاں تک کہ (جب ہمارا) حکم (عذاب کا قریب) آپہونچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا ہم نے (نوح ؑ سے) فرمایا

احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ

کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد (اس کشتی) میں چڑھا لو اور اپنے گھروں کو بھی (چڑھاؤ)

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾

باستثناء اس کے جس پر (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہو چکا ہے اور (گھروالوں کے علاوہ) دوسرے ایمان والوں کو بھی اور بجز قلیل

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ إِنَّ

آدمیوں کے ان کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا اور نوح (علیہ السلام) نے فرمایا (آؤ) اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کچھ اندیشہ مت

رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾

کرو کیونکہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا (سب) اللہ ہی کے نام سے ہے۔ بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔

طوفان میں غرق ہونے والے

اور نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی گئی کہ اب تک جو ایمان لا چکے ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا، لہٰذا ان کے اعمال کفریہ اور ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجئے، تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو، اور مجھ سے ان کافروں کی نجات کے بارے میں کچھ گفتگو نہ کرنا، کیونکہ یہ سب بذریعہ طوفان غرق کئے جائیں گے،

چنانچہ نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے، اس دوران میں جب کسی رئیس گروہ کا ان پر سے گذر ہوتا تو حضرت نوح ؑ کو کشتی بناتا ہوا دیکھ کر ان سے ہنسی کرتے تو آپ فرماتے کہ اگر آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو آج کے بعد ہم تم پر ہنسیں گے جیسا کہ آج کے دن تم ہم پر ہنستے تھے۔

سو تم کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر ہلاکت اور ذلیل کرنے والا عذاب آرہا ہے اور آخرت میں اس پر دائمی عذاب نازل ہونا ہے، غرضکہ جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آپہونچا اور تنور میں سے پانی ابلنا شروع ہوا یا یہ کہ صبح پھیل گئی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم کے جانوروں میں سے کشتی میں ایک ایک جوڑا یعنی نر و مادہ چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی باستثناء ان لوگوں کے جن پر حکم عذاب نافذ ہو چکا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے ایمان داروں کو بھی کشتی میں چڑھا لو اور صرف اسی ہی آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

نوح علیہ السلام نے اپنے متبعین سے فرمایا، اس کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے

ہے ، یا یہ کہ حق تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا اس کو چلائے گا اور جس مقام پر چاہے گا اس کو روکے گا ، میرا رب بہت ہی مغفرت فرمانے والا اور تائب پر بہت ہی رحمتیں فرمانے والا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ

اور وہ (کشتی) ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی، اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو پکارا اور وہ

وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿۴۲﴾

(کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت ہو۔

قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ط قَالَ لَا عَاصِمَ

وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی (میں غرق ہونے) سے بچالے گا۔ نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آج اللہ کے

الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ج وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ

قہر سے کوئی بچانے والا نہیں (نہ پہاڑ نہ کوئی اور چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں (باپ بیٹوں) کے بیچ میں ایک موج

فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿۴۳﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ

حائل ہوگئی۔ پس وہ (بھی شل دوسرے کافروں کے) غرق ہوگیا۔ اور (جب کفار سب غرق ہو چکے تو) حکم ہوگیا اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری

وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ

سطح پر موجود ہے) نگل جا، اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا۔ (چنانچہ دونوں امر واقع ہوگئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا

عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۴﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ

اور کشتی (کوہ) جودی پر آ ٹھہری۔ اور کہدیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور۔ اور (جب) نوح نے اپنے رب کو پکارا

رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي ج وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا (یہ) وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

احکم الحاکمین (اور بڑی قدرت والے) ہیں

کشتی نوح ؑ

اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی عظیم الشان موجوں میں چلنے لگی اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا وہ کشتی سے علیحدہ مقام پر تھا یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر تھا کہ اے بیٹے لا الٰہ الا اللہ کہکر ہمارے ساتھ سوار ہو جا، اور عقیدہ میں کافروں کے ساتھ مت ہو، کہ کہیں تو بھی طوفان میں غرق ہو جائے، وہ بولا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے غرق ہونے سے بچالے گا، نوح علیہ السلام نے فرمایا، آج حق تعالیٰ کے اس عذاب قہر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر حق تعالیٰ رحم کرے۔ یعنی مومنین پر،

اور کنعان اور نوح ؑ یا یہ کہ کنعان اور پہاڑ، یا یہ کہ کنعان اور کشتی کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ بھی طوفان میں غرق ہو گیا۔ اور جب کفار غرق ہو چکے تو حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا سب پانی نگل اور اے آسمان تھم جا، اور پانی گھٹ گیا اور قوم کی ہلاکت سے فراغت ہوئی، جس کے مقدر میں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اور جسے بچنا تھا وہ بچ گیا اور کشتی کوہ جودی پر آ ٹھہری اور یہ موصل کے قریب نصیبین میں ایک پہاڑ ہے اور کہہ دیا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے مشرکین رحمت خداوندی سے دور۔

اور نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا، اے میرے رب میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں سے ہے جن کو نجات دینے کا آپ نے وعدہ فرمایا، اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں، (کیونکہ یہ سردست ایمان دار نہیں آپ ایمان کی توفیق عطا فرما سکتے ہیں) آپ نے مجھے اور میرے گھر والوں میں سے جو مومنین ہوں ان کو بچانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح ؑ یہ شخص (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں نہیں۔ (جو ایمان لاکر نجات پاویں گے

تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ

بلکہ) یہ (خاتمہ تک) تباہ کار (یعنی کافر رہنے والا) ہے سو مجھ سے ایسی (شخص) چیز کی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں، میں تم کو نصیحت

الْجٰهِلِيْنَ ۝۴۶ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ

کرتا ہوں کہ تم (آئندہ) نادان (نہ بن جاؤ۔ (یعنی ایسی دعا نادانی کی بات ہے) انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپ کی پناہ

بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۴۷

مانگتا ہوں کہ (آئندہ) آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھ کو خبر نہ ہو اور گذشتہ معاف کر دیجئے (کیونکہ) اگر آپ میری مغفرت نہ فرماویں گے اور مجھ پر رحم نہ فرماویں گے تو بس تو بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ

کہا گیا کہ اے نوح ؑ (اب جودی پر سے زمین پر) اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور ان جماعتوں پر

مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴۸

کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ ہم ان کو (دنیا میں) چندروز عیش دیں گے پھر (آخرت میں) ان پر ہماری طرف سے

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ

سزائے سخت واقع ہوگی۔ یہ قصہ (آپ کے اعتبار سے) منجملہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ ؐ کو پہونچاتے ہیں

قصۂ نوح ؑ منجملۂ اخبارِ غیب

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح ؑ یہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے جن کے بچانے کا ہم نے وعدہ فرمایا ہے یہ غیر پسندیدہ کام یعنی شرک میں گرفتار ہے، یا اسکی نجات کے بارے میں آپ ؐ کی دعا مرضی کے مخالف ہے، سو مجھ سے ایسے لوگوں کی نجات کی درخواست مت کرو جن کی آپ ؐ کو خبر نہیں کہ یہ اہلِ نجات سے ہیں، میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کی درخواست کر کے جن کی تم کو خبر نہیں کہ کہیں تم نادان نہ بن جاؤ۔

نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آئندہ ایسے شخص کی نجات کی درخواست کروں جس کے ناجی ہونے کی مجھے اطلاع نہ ہو۔ اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے، اور مجھ سے دارو گیر فرمائیں گے تو میں بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔

جب پانی بالکل اتر گیا تب نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح ؑ اب کشتی پر سے اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور اس اہلِ سعادت کے گروہ پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں موجود ہے، اور مردوں کی پشتوں میں بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ آباؤ اجداد کی پشتوں سے نکلنے کے بعد ہم انہیں چندروزہ عیش دیں گے اور ان کے کفر کی وجہ سے ہماری طرف سے ان پر سزائے سخت ہوگی اور وہ اہلِ شقاوت سے ہوں گے۔

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی چار سو اسی (۴۸۰) سال کی عمر میں بھیجی، اس کے بعد وہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے، اور جس وقت وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر چھ سو (۶۰۰) سال کی تھی، اور کشتی کی لمبائی تین سو (۳۰۰) ہاتھ اور چوڑائی پچاس (۵۰) ہاتھ کی تھی، اور تیس ہاتھ کے بقدر اونچی تھی، اور کشتی کے اوپر نیچے تین طبقے تھے، پہلے طبقہ میں درندوں اور موذی جانوروں کو سوار کیا، اور دوسرے طبقے میں جنگلی جانوروں کو سوار کیا اور سب سے اوپر والے حصہ میں انسانوں کو سوار کیا جو اسی (۸۰) آدمی تھے، جن میں چالیس (۴۰) مرد اور چالیس (۴۰) عورتیں تھیں، اور مرد عورتوں کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تھا اور کشتی میں حضرت نوح ؑ کے تین لڑکے بھی تھے، سام، حام، یافث۔ انتہیٰ۔ یہ قصہ آپ ؐ کے اعتبار سے منجملہ اخبار غیب کے ہے، جن کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ؐ کے پاس بواسطہ جبریل امین ؑ امم ماضیہ کے واقعات کے سلسلے میں پہونچاتے ہیں۔

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ

اس (قصہ) کو اس (ہمارے بتلانے) کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ سو صبر کیجئے۔ یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے

الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

لئے ہے۔ اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے برادری یا وطن کے بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾

قوم سے) فرمایا اے میری قوم (تم صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا (معبود ہونے کے قابل) نہیں۔ نہیں تم محض مفتری

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ

ہو۔ اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ) کے ذمے ہے جس نے مجھ کو (عدم

فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

محض سے) پیدا کیا۔ پھر کیا تم (اس کو) نہیں سمجھتے۔ اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ

(یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لا کر) اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو

قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا

اور قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی کر دے گا (جب ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو۔

بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ

ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہودؑ آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش کی نہیں، اور ہم آپؑ کے (مجرد) کہنے سے تو اپنے

لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾

معبودوں (کی عبادت) کو چھوڑنے والے ہیں نہیں اور ہم کسی طرح آپؑ کا یقین کرنے والے نہیں۔

توبہ و اخلاص کے ساتھ اطاعت کی تلقین

اور قرآن کریم سے قبل ان گذشتہ قوموں کے واقعات

کو نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، سو آپ اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب پر صبر کیجیے، یقیناً نیک انجامی بذریعہ نصرت اور جنت ان ہی حضرات کے لیے ہے جو کفر و شرک اور جملہ فواحش سے بچنے والے ہیں۔

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے نبی ہود علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے فرمایا، حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس کا تم کو ایمان لانے کا حکم دیا جائے، تم بتوں کی عبادت کر کے حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو کیوں کہ تم کو ان کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا اور میں تم سے اس دعوت توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو اس اللہ کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا، پھر کیوں تم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے کیا تمہارے اندر انسانوں والا دماغ نہیں اے میری قوم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کو معاف کراؤ تم توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسکے سامنے جھک جاؤ، وہ تم پر جب بھی تم کو ضرورت پیش آئے گی ہمیشہ خوب بارشیں برسائے گا اور تم کو بادشاہت اور اولاد کے ذریعے اور قوت دیکر تمہاری قوت میں ترقی کر دے گا، حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے توبہ اور ایمان سے اعراض مت کرو۔

قوم بولی، آپ نے اپنے دعوے پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی اور ہم آپ کے مجرد کہنے سے تو اپنے بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں، اور ہم کسی طرح آپ کی رسالت کا یقین کرنے والے نہیں۔

إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ قَالَ إِنِّي

(اور) ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثل جنون وغیرہ کے) مبتلا کر دیا ہے۔ ہود (علیہ السلام)

أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾

نے فرمایا کہ میں (علی الاعلان) اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی (سن لو اور) گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے (بالکل) بیزار ہوں جن کو تم

مِن دُونِهِ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿۵۵﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ

خدا کے سوا شریک (عبادت) قرار دیتے ہو سو تم (اور وہ) سب مل کر میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کر لو (اور) پھر ذرا مجھ کو مہلت

عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا

نہ دو میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے

إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۵۶﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم

پکڑ رکھی ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر (چلنے سے) ملتا ہے۔ پھر اگر (اس بیان بلیغ کے بعد بھی) تم (راہ حق) سے پھرے ہو گے تو

مَآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا

ہیں تو زمعذور سمجھا جاؤں گا کیوں کہ) جو پیغام دے کر مجھ کو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہونچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو

تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْــــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (٥٧) وَلَمَّا

زمین میں آباد کردے گا اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے۔ بالیقین میرا رب ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور رسامانِ عذاب شروع

جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ

ہوا سو) جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا ہم نے ہود (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہلِ ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس

وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ (٥٨) وَتِلْكَ عَادٌ ڐ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ

عذاب سے) بچا لیا۔ ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا۔ اور یہ (جن کا ذکر ہوا) قوم عاد تھی جنہوں نے اپنی رب کی آیات کا انکار

رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (٥٩)

کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو (ظالم) اور ضدی تھے۔

استہزار کی انتہا

اور آپؐ جن باتوں سے روکتے ہیں، ہمارا تو یہ خیال ہے کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے دماغ پر کچھ اثر ڈال دیا ہے، اسی وجہ سے ان بتوں کو آپ برا کہتے ہیں۔

حضرت ہودؑ نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے بتوں سے اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں، لہٰذا تم اور تمہارے معبود سب مل کر میری ہلاکت کی تدابیر کرلو اور پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو اور میرے معاملہ میں کسی کا انتظار مت کرو، میں نے اپنے تمام معاملات کو حق تعالیٰ کے سپرد کردیا ہے جو میرا بھی خالق اور تمہارا بھی خالق، اور میرا بھی رازق اور تمہارا بھی رازق ہے۔ جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے، وہی موت وحیات دیتا ہے، یا یہ کہ تمام چیزیں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے، یقیناً میرا رب صراطِ مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے یا یہ کہ وہ مخلوق کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے جو اس کے نزدیک پسندیدہ راستہ ہے اور وہ دین اسلام ہے، پھر بھی اگر تم ایمان اور توبہ سے اعراض کیے جاتے ہو تو رسالت اور تمہاری ہلاکت کا پیغام جو مجھے دیکر بھیجا گیا تھا وہ میں تم کو پہونچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب تم سے بہتر اور اطاعت گزار لوگوں کو آباد کرے گا اور اپنی ہلاکت سے حق تعالیٰ کا تم کچھ نقصان نہیں کررہے ہو، میرا پروردگار تمہارے تمام اعمال کی نگہداشت کرتا ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔

اور جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اپنی عنایت سے حضرت ہودؑ اور ان کے ہمراہ جو اہلِ ایمان تھے ان کو بہت ہی

سخت عذاب سے بچالیا اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا جو ہود علیہ السلام ان کے پاس لے کر آئے تھے اور توحید میں رسولوں کی نافرمانی کی اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم اور عندی اور حق سے اعراض کرنے والے تھے

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ

اور (ان اعمال کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اس دنیا میں لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی، خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ

عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ وَإِلَىٰ

کفر کیا۔ خوب سن لو رحمت سے دوری ہوئی (دونوں جہان میں) عاد کو جو کہ ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی۔ اور ہم نے (قوم) ثمود کے

ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ

پاس ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا

اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اس (زمین) سے آباد کیا تو تم اپنے

فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾

گناہ (کفر شرک وغیرہ) اس سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو۔ بیشک میرا رب (اس شخص سے)

دین و دنیا میں ملعون

اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی کہ آندھی کے ذریعہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اور دوسری بھی لعنت ہے وہ دوزخ ہے، خوب سن لو، قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور اس کو رحمت الٰہی سے دوری ہوئی، اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے نبی کو بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم توحید خداوندی کے قائل ہو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر ایمان لانے کے لیے تم کو کہا جائے اس نے تم کو آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تم کو زمین میں آباد کیا اور تمہارے لیے، اس نے سکونت کی جگہ بنائی، اسی کی توحید کے قائل ہو اور توحید اور توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسی کے سامنے جھک جاؤ، بے شک میرا رب قبولیت کے قریب ہے اور موحد کی توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

قالوا یصلح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا اتنھنا ان

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالح ؑ تم تو اس کے قبل ہم میں ہونہار (معلوم ہوتے) تھے - کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن

نعبد ما یعبد اٰباؤنا واننا لفی شک مما تدعونا الیہ

کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں (یعنی تم اس سے منع مت کرو) اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو اس کی

مریب ﴿۶۲﴾ قال یقوم ارءیتم ان کنت علی بینۃ من

طرف سے بڑے بھاری شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے - آپ نے جواب میں فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی

ربی واتٰنی منہ رحمۃ فمن ینصرنی من اللہ ان

جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو سو اس حالت میں، اگر میں خدا کا کہنا نہ

عصیتہ فما تزیدوننی غیر تخسیر ﴿۶۳﴾ ویقوم ھذہ

مانوں تو (یہ بتلاؤ کہ) پھر مجھ کو خدا (کے عذاب) سے کون بچالے گا تو تم (سراسر) میرا نقصان ہی کر رہے ہو - اور اے میری قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو

ناقۃ اللہ لکم اٰیۃ فذروھا تاکل فی ارض اللہ ولا

تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت

تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب قریب ﴿۶۴﴾ فعقروھا

لگانا - کبھی تم کو فوری عذاب آپکڑے - سو انہوں نے اس (اونٹنی) کو مار ڈالا.

فقال تمتعوا فی دارکم ثلٰثۃ ایام ذٰلک وعد غیر مکذوب ﴿۶۵﴾

تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا (خیر) تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں -

قوم صالح ؑ کا انجام

قوم بولی اے صالح ؑ تم تو ہمارے آباء کے دین کے علاوہ دوسرے دین کی دعوت دینے کے قبل ہمارے اندر ہونہار اور لیاقت والے تھے، کیا تم ہم کو ان بتوں کی پرستش سے روکتے ہو، ہم تو تمہارے دین سے بڑے بھاری شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے، حضرت صالح ؑ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو نبوت و اسلام کی دولت سے نوازا ہو اگر میں حکم الٰہی کی نافرمانی

کروں تو پھر مجھے عذاب الٰہی سے کون بچائے گا، تم تو سراسر انقصان کر رہے ہو کہ تم تو اپنے خسارہ میں میری بصیرت کو اور بڑھا رہے ہو، اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو دلیل بنا کر ظاہر کی گئی، اس کو حجر کی سرزمین میں چھوڑ دو، تمہارے ذمہ اس کی کسی قسم کی کوئی رکھوالی نہیں، اور اس کو تکلیف کی نیت سے ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو فوراً یعنی تین دن کے بعد عذاب آگھیرے، سو انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا، قدار بن سالف اور مصدع بن زہر نے اس کو قتل کیا اور پندرہ سو مکانات میں اس کے گوشت کو تقسیم کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا، خیر تم اپنے شہروں میں تین دن اور رہ لو اور پھر چوتھے دن تم پر عذاب آئے گا، قوم بولی اے صالح (علیہ السلام) عذاب کی علامت کیا ہے، حضرت صالح ع نے فرمایا، پہلے دن تمہاری صورتیں زرد، اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گی اور پھر چوتھے دن عذاب نازل ہو جائے گا، اور یہ عذاب واپس ہونے والا نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا، ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے، ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے)

وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ

بچا لیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے بچا لیا۔ بےشک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہے - اور ان ظالموں کو ایک

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾

نعرہ نے آدبایا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا

خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری

٦ ع ٨ ٦ لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

ہوئی۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر آئے اور (آنے کے وقت)

سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾

انہوں نے سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا - پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے۔

حضرت ابراہیم ع کی مہمان نوازی

چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان

کو اپنے عذاب سے بچا لیا اور اس دن کے عذاب سے نجات دی۔
حق تعالیٰ اپنے اولیاء کے بچانے میں قوی اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غلبہ والا ہے۔
اور ان مشرکین کو عذاب نے آدبایا جس سے وہ مردہ بغیر حرکت کے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے، اور ایسے نیست و نابود ہوئے جیسا کہ وہ زمین پر کبھی بسے ہی نہ تھے، قوم صالح ع نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم صالح ع کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی،
جبریل امین ع اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور ان کے فرزند اسحاق علیہ السلام کی بشارت لے کر آئے اور آنے کے وقت انہوں نے حضرت ابراہیم ع کو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے ان کو سلام کیا (اور اگر بغیر الف کے سلم پڑھا جائے تو مقصود سلامتی اور عافیت ہوگی) پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً ایک تلا ہوا فربہ بچھڑا لائے اور ان کے سامنے کھانے کے لئے رکھا

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ

سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے، تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے وہ

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ۝۷۰ وَ امْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ

فرشتے کہنے لگے ڈرو مت، ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارہ کہیں) کھڑی (سن) رہی

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۝۷۱

تھیں پس ہنسیں سو ہم نے ان کو (مکرر) بشارت دی اسحاق ع کے پیدا ہونے کی اور اسحاق ع سے پیچھے یعقوب ع کی۔

قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا

کہنے لگیں ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں (بیٹھے) ہیں بالکل بوڑھے ہیں واقعی یہ بھی عجیب بات

لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝۷۲ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ

ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو (اور خصوصاً) اس خاندان کے لوگوں پر اللہ کی (خاص) رحمت اور اس کی

وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ

(انواع واقسام کی) برکتیں (نازل ہوتی رہتی) ہیں۔ بے شک وہ (اللہ تو) تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے۔ پھر جب ابراہیم ع کا خوف

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

زائل ہو گیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہوگی) تو ہم سے لوطؑ کی قوم کے بارے میں جدال (بحث) کرنا شروع کیا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کا خوف

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے، کیوں کہ ان کو تو کھانے کی احتیاج نہیں تھی تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے، انہوں نے سمجھے کہ کوئی مخالفت نہ ہوں، کیوں کہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کے خوفزدہ ہونے کا احساس کیا تو بولے ابراہیمؑ ڈرو مت ہم قوم لوطؑ کی ہلاکت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

اور حضرت ابراہیمؑ کی بی بی حضرت سارہؑ پس پردہ مہمانوں کی خدمت کے لئے کھڑی ہوئی تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ مہمانوں سے خوفزدہ ہو رہے ہیں متعجب ہوئیں۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق فرزند اور یعقوب پوتے کی بشارت دی، یہ سنکر حضرت سارہ ہنسیں (اور ان کو حیض کی شکایت ہوئی) اور بولیں کہ اب میں (۹۸) سال کی بڑھیا ہو کر بچہ کیسے جنوں گی، اور میاں ابراہیمؑ ۹۹ سال کے بوڑھے بیٹھے ہیں، واقعی یہ بھی عجیب بات ہے، فرشتوں نے ان سے کہا کہ اب بھی (خاندان نبوت میں رہ کر) خدا کی قدرت میں تعجب کرتی ہو اور خصوصاً ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم پر تو حق تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں میں تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے کہ تم کو نیک لڑکے کی وجہ سے اعزاز عطا کیا۔

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ خوف زائل ہوا اور ان کو لڑکے کی بشارت ملی تو اُدھر سے بے فکر ہو کر ہم سے قوم لوطؑ کی ہلاکت کے بارے میں تاکیدا سفارش کرنا شروع کی، واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج اور بہت ہی حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والے تھے۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ

اے ابراہیمؑ اس بات کو جانے دو تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اس کے سبب سے) ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا

اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِىْٓءَ

ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں۔ اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوطؑ ان کے آنے کی وجہ سے (اس لئے)

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ

مغموم ہوئے اور (اس وجہ سے) ان کے (آنے کے) سبب تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے۔ اور ان کی قوم

قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ

اُن کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے۔ لوط فرمانے لگے کہ اے میری

يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ

قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) لئے (جائز) خاصی ہیں سو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں

ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا

مجھ کو فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں، وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ

فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ

کی ان (بہو) بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے (یہاں آنے سے) جو ہمارا مطلب ہے لوط فرماتے لگے کیا خوب

قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔

حضرت لوط اور ان کی قوم

ارشاد ہوا ابراہیم اس سفارش کے اصرار کو جانے دو قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم آچکا، ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے، جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں، اور جب جبریل امین اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو لوط ان کے آنے کی وجہ سے مغموم اور تنگ دل ہوئے (کیوں کہ وہ بہت حسین تھے اور لوط علیہ السلام نے ان کو آدمی سمجھا اور ان کی قوم کی نامعقول حرکات کے خوف سے) اور بہت غمگین ہوئے اور اپنی قوم کے برے افعال کی وجہ سے ڈرے اور دل میں کہنے لگے، آج کا دن بہت ہی بھاری ہے اور لوط علیہ السلام کی قوم یہ خبر سنکر (کہ نوجوان مہمان آئے ہیں) لوط علیہ السلام کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور جبریل امین وغیرہ کی تشریف آوری کے قبل ہی سے وہ نامعقول حرکتیں کیا کرتے تھے۔

لوط علیہ السلام براہ تملق ان سے فرمانے لگے اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یا میری قوم کی لڑکیاں ہیں، میں تم سے ان کی شادی کئے دیتا ہوں، فعل حرام کے ارتکاب سے حق تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں کہ صحیح راستہ پر تم کو چلائے، بھلائیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ وہ بولے اے لوط آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی

ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے کہ جو ہمارا مطلب اور ارادہ ہے،
لوط علیہ السلام دل میں فرمانے لگے کہ کیا خوب ہوتا بدن اور اولاد کی قوت کے ذریعہ میرا تم پر کچھ زور چلتا، یا کسی بڑے خاندان سے میرا تعلق ہوتا کہ وہاں میں پناہ لے کر تم سے اپنی حفاظت کر لیتا اور ایسی گستاخی پر وہ میری مدد کرتے۔)

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

فرشتے کہنے لگے اے لوطؑ ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہ ہوگی سو آپ رات کے کسی

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ

حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے باہر) چلے جایئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے)

مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ

نہ جاوے گی اس پر بھی یہی آفت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آوے گی ان کے (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب

بِقَرِيْبٍ ۝۸۱ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

نہیں۔ سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا تو ہم نے اس زمین (کو الٹ کر اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کھنگر

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝۸۲ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ

کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے۔ جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی

ع ١٥/٧ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝۸۳

تھا اور بستیاں (قوم لوطؑ کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں

پتھروں کی بارش ہوگی

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی زیادتی پر حضرت جبریل امین اور دیگر فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ السلام کا اس قدر اضطراب دیکھا تو کہنے لگے اے لوطؑ ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں، (ہمارا تو کیا کر سکتے ہیں) آپ تک بھی ان کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ آپ کو کچھ تکلیف پہونچائیں، ہم ہی ان کو ہلاک کرنے آئے ہیں، تو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جایئے اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے مگر ہاں آپ کی بیوی واعلہ بوجہ مسلمان نہ ہونے کے نہ جاوے گی اس پر بھی وہ عذاب نازل ہوگا جو اوروں پر ہوگا، ان کی ہلاکت کا وقت، صبح کا وقت ہے، تب لوط علیہ السلام نے فرمایا جبریلؑ ابھی ہو جایئے۔ جبریل امینؑ نے فرمایا کیا صبح کا

وقت قریب نہیں، کیونکہ جبریل امینؑ اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور لوط علیہ السلام کے سامنے یہ منظر ابھی تک نہیں آیا تھا۔
سو جب ہمارا عذاب ان کے ہلاک کرنے کے لئے آپہونچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ تو نیچے اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور ان کے مسافرین اور بکھرے ہوئے لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے، یعنی جھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے ہوجاتا ہے اور یہ کہ آسمان دنیا سے برسانے شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے، جن پر سیاہی سفیدی اور سرخی کی لکیریں تھیں، یا یہ کہ ہر ایک پتھر پر ہلاک ہونیوالے کا نام لکھا ہوا تھا۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ پتھر ان لوگوں پر آپؐ کے پروردگار کی طرف سے برس رہے تھے، اور یہ پتھر ان ظالموں سے چوک نہیں سکتے بلکہ ان پر برسیں گے، یا یہ کہ آپؐ کی اُمت کے ظالم ان لوگوں کے افعال کی اقتدار میں ان سے دور نہیں ہیں۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ

عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں اور تم ناپ تول میں کمی مت کیا کرو، کیونکہ میں تم کو فراغت

بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝۸۴ وَيٰقَوْمِ

کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا۔ اور میری قوم تم

اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور (شرک اور

اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۸۵ بَقِيَّتُ اللّٰهِ

نقص حقوق کر کے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے مت نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۸۶

(اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں

حضرت شعیبؑ کی قوم کی بد دیانتی

اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے نبی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے فرمایا، حق تعالیٰ کی توحید بیان کرو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جبتک

ایمان لانے کا میں تم کو حکم دوں، اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق میں کمی مت کیا کرو، میں تم کو مال کی وسعت و فراخی اور بھاؤ کی تیزی کی حالت میں دیکھتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہ لائے، اور ناپ و تول پورے طریقے پر نہ کیا تو مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو تم کو گھیرے گا اور پھر تم میں سے کوئی سختی اور قحط سالی وغیرہ سے نہیں بچ سکتا۔

اور میری قوم تم ناپ و تول پوری پوری کیا کرو، اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے اور بتوں کی پرستش کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس کی دعوت کرتے ہوئے اور ناپ تول کرتے ہوئے حد توحید و عدل سے مت نکلو، ناپ و تول کو پورے طریقہ پر ادا کرتے میں جو منجانب اللہ ثواب مل جائے وہ تمہارے لیے بہتر ہے، یا یہ کہ ناپ و تول کو پورا کرنے کے بعد جو حلال تمہارے لیے بچ جائے وہ اس مال سے بہتر ہے جو ناپ و تول کی کمی میں تم کو ملتا ہے اگر تم کو میری باتوں کا یقین آئے اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں تمہاری نگرانی کروں کیوں کہ حضرت شعیب علیہ السلام مامور بالقتال نہیں تھے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ

وہ لوگ (یہ تمام نصائح سنکر) کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا (مصنوعی اور ریائی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ

کہ ہم ان چیزوں (کی پرستش) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں

الرَّشِيْدُ ۝۸۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ

تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے۔ شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے

رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ

رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت دی ہو) تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں

تقلید آباء پر اصرار

ان کی قوم بولی اے شعیب (علیہ السلام) کیا تمہاری نمازوں کی کثرت تم کو اس بات کی تعلیم دے رہی ہے کہ ہم ان بتوں کی پرستش کو چھوڑ دیں یا ہم ناپ تول میں کمی کرنے کو چھوڑ دیں، اور بطور استہزاء بولے آپ واقعی ہیں بڑے عقلمند، دین پر چلنے والے، یعنی نعوذ باللہ بے وقوف بے راہ ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام بولے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی نازل کردہ دلیل پر قائم ہوں، اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نبوت اور اسلام کے ساتھ نوازا ہو اور پاکیزہ مال عطا کیا ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں۔

وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَآ أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا

اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں، میں تو اصلاح چاہتا ہوں، جہاں تک

الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِيٓ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی

وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ وَيَٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيٓ أَن يُصِيبَكُم

کی طرف (تمام امور میں) رجوع کرتا ہوں، اور اے میری قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی

مِّثْلُ مَآ أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ

مصیبتیں آپڑیں۔ جیسے قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ پر پڑی تھیں۔ اور قوم لوط تو (ابھی)

لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوٓا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ

تم سے (بہت) دور (زمانہ) میں نہیں ہوئی۔ اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ پھر (اطاعت و عبادت کے ساتھ) اس کی طرف

رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يَٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ

متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے اے شعیبؑ بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں

وَإِنَّا لَنَرَىٰكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَٰكَ ۖ وَمَآ

آتیں، اور ہم تم کو اپنے (مجمع میں) کمزور دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا

أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾

تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں۔

قوم کا حد سے بڑھ کر طغیان

اور میں نہیں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں یعنی ناپ تول میں کمی کرنا، میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے ناپ تول میں عدل و انصاف اور اصلاح چاہتا ہوں، اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے، صرف اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، اسی کے میں نے تمام امور کو سپرد کر دیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم میری ضد اور عداوت تمہارے لئے اس چیز کا باعث

نہ ہو جائے کہ تم نہ ایمان لاؤ اور نہ ناپ و تول کو پورا کرو کہ پھر تم پر بھی قوم نوحؑ جیسا غرق و طوفان والا عذاب یا قوم ہودؑ جیسی بذریعہ آندھی کے ہلاکت یا قوم صالحؑ جیسا عذاب آپڑے اور قوم لوطؑ کی تو خبر تم سے دور نہیں، تم کو معلوم ہی ہو چکا جو ان پر عذاب نازل ہوا، لہٰذا اپنے رب سے بذریعہ توحید اپنے گناہوں کو معاف کراؤ اور توبہ و اخلاص کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کرو اور میرا پروردگار اپنے مومن بندوں پر بڑا ہی رحیم اور بذریعہ مغفرت و ثواب کے ان پر بڑا ہی شفیق ہے یا یہ کہ بڑا ہی محبت والا ہے اور طاعت کو قبول کرتا ہے۔

وہ بولے بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، اور ہم تو آپ کی بینائی میں کمی دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ کی قوم کا پاس نہ ہوتا تو ہم آپ کو قتل کر ڈالتے اور ہماری نظر میں تمہاری کچھ توقیر نہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ

شعیب (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس

ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ کئے ہوئے ہے۔

حضرت شعیبؑ کا جواب

حضرت شعیب نے فرمایا کیا میرا خاندان نعوذ باللہ تمہارے نزدیک حق تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب سے بھی زیادہ باتوقیر ہے یا یہ کہ میرے خاندان کی سزا تمہارے نزدیک خدا کی سزا سے زیادہ سخت ہے، اور میں تمہارے پاس جو کتاب لے کر آیا ہوں اسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے، میرا پروردگار تمہارے اعمال کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں (سو) اب جلد ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ

شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا۔ اور تم بھی منتظر رہو میں بھی

مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ

تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اور جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) آپہونچا (تو) ہم نے (اس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

ان کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت (خاص) سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرہ جبرئیل امین تھا) آپکڑا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا بُعْدًا

سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مرگئے) - جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے - خوب سن لو (اور عبرت پکڑ لو) مدین کو رحمت

لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا

سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے - اور ہم نے موسیٰؑ کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دیکر

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا - سو وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے - - - - - -

وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

- - - - - اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے آوے گا پھر ان (سب)

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

کو دوزخ میں جا اتارے گا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جاویں گے -

حضرت شعیبؑ کا قوم سے خطاب

اے میری قوم تم اپنے گھروں میں اپنے دین کے مطابق میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں اب جلدی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آنیوالا ہے جو اس کو ذلیل اور ہلاک کر دے گا اور کون شخص ہے جو جھوٹا تھا، تم بھی میری ہلاکت کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں، چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت شعیبؑ کو اور جو ان کے ہمراہی میں اہل ایمان تھے، ان کو اپنی خصوصی نعمت سے نجات دی، اور ان مشرکوں یعنی قوم شعیبؑ کو ایک سخت آواز کے عذاب نے آپکڑا، سو وہ اپنے گھروں میں مردہ خاک بن کر رہ گئے، جیسے کبھی زمین پر ان کا وجود ہی نہ تھا، شعیب علیہ السلام کی قوم کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی، جیسا کہ قوم صالحؑ کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی، اور قوم صالحؑ اور قوم شعیبؑ کا عذاب دونوں کا برابر ہے، ایک سخت آواز نے (جو کہ نعرہ جبرئیل امینؑ تھا) ان دونوں قوموں کو آگھیرا، باقی قوم صالحؑ پر نیچے کی طرف سے عذاب آیا تھا، اور قوم شعیبؑ کو ان کے اوپر کی طرف سے -

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے اور دلیل روشن دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا اور معجزات خود

دلیل روشن ہیں، چنانچہ فرعون کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو چھوڑ کر فرعون ہی کی راہ اختیار کی اور فرعون کی رائے کچھ درست نہ تھی، وہ قیامت کے دن اپنی قوم کی قیادت کرتا ہوا اپنی قوم سے آگے ہوگا اور پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا، بہت ہی بُری جگہ ہے، یہ فرعون اور اس کی قوم کے اترنے کی، یا یہ کہ فرعون بہت ہی بُرا آتارنے والا ہے اور اس کی قوم کے لئے بہت ہی بُری جگہ ہے اُترنے کی، یا یہ کہ فرعون اور اُس کی قوم بہت ہی بُرے اترنے والے ہیں اور یہ دوزخ بہت ہی بُری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جائیں گے۔

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی بُرا انعام ہے جو ان کو دیا گیا۔ یہ ان (غارت شدہ)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾

بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں (سو) بعض بستیاں تو ان میں (اب بھی) قائم ہیں اور بعض کا بالکل

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

خاتمہ ہوگیا، اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا، سو ان کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر

الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا

پوجتے تھے ان کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا (کہ ان کو عذاب سے بچا لیتے) اور الٹا ان کو

زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی

نقصان پہونچایا اور آپ کے رب کی دار و گیر ایسی ہی (سخت) ہے۔ جب وہ کسی بستی والوں پر دار و گیر کرتا ہے جب کہ وہ ظلم (و کفر) کیا کرتے ہیں

وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً

بلاشبہ اس کی دار و گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے۔ ان واقعات میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو

لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ

آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو وہ (آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کئے جائیں گے اور وہ

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

سب کی حاضری کا دن ہے۔

حاضری دربار کا دن

اور اس دنیا میں بھی یہ غرق کے ذریعے ہلاک کیے گئے اور قیامت کے دن بھی دوسری لعنت دوزخ کی ان پر مسلط رہے گی اور یہ غرق اور دوزخ بہت ہی برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا، یا یہ کہ یہ بہت بری معیت ہے اور یہ بہت ہی بری معیت کی جگہ ہے، یہ اوپر جو کچھ قصص مذکور ہوئے یہ دنیاوی ان گذری ہوئی بستیوں کے چند واقعات تھے جن کی اطلاع بذریعہ جبریل امین ہم آپ کو کرتے ہیں، بعض بستیاں تو ان میں اب بھی قائم ہیں کہ ان کے رہنے والے نیست و نابود ہو چکے اور بعض کا مع ان کے رہنے والوں کے بالکل خاتمہ ہو چکا۔

اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا، مگر خود انہوں نے کفر و شرک اور بتوں کی پرستش کر کے اپنے اوپر ظلم کیا، چنانچہ جب ان لوگوں پر آپ کے رب کا عذاب آیا تو ان کے وہ معبود جن کی یہ خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے عذاب الٰہی سے کچھ حفاظت نہ کر سکے اور ان بتوں کی پرستش نے اور الٹا ان کو نقصان پہنچایا۔

اور آپ کے پروردگار کا عذاب ایسا ہی سخت ہے جب وہ کسی بستی والوں پر عذاب نازل کرتا ہے جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوں، بلاشبہ اس کی دار و گیر بڑی الم رساں ہے، ان مذکورہ واقعات میں ایسے شخص کے لئے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ ان نافرمانوں کی اقتدا نہ کرے یہ قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں تمام اولین و آخرین جمع کیے جائیں گے اور اس روز سب آسمان و زمین والے حاضر کیے جائیں گے۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ

اور ہم اس کو تھوڑی مدت کے لئے (بعض مصلحتوں سے) ملتوی کیے ہوئے ہیں (پھر) جس وقت وہ دن آوے گا کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر (آگے) ان میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہوں گے سو جو لوگ

شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

تک آسمان و زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ

پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل

خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ

ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں۔ ہاں اگر خدا کو ہی (نکالنا منظور ہو تو دوسری

رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾

بات ہے) وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔

دائمی راحت کی جگہ

اور ہم اس دن کو وقت معلوم کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا تو کوئی نیکو کار بھی بدون خدا کی اجازت کے کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

اور پھر اس دن تو بعض لوگ تو شقی ہوں گے کہ ان کے لئے شقاوت لکھ دی ہوگی اور بعض سعید کہ ان کے لئے سعادت لکھی ہوئی ہوگی، سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑے گی، نعوذ باللہ جیسا کہ گدھا اول مرتبہ اپنے سینے سے آواز نکال کر چیختا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدائش کے وقت سے لے کر فنا تک موجود ہیں، اور آپ کے پروردگار کی مشیت ان کے خلود فی النار ہی کے بارے میں یا یہ کہ اہل شقاوت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، ہاں اگر خدا ہی کو نکالنا منظور ہو کہ وہ اہل شقاوت سے نکال کر اہل سعادت میں داخل فرما دے، یا یہ کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جیسا کہ دوزخ کا آسمان اور دوزخ کی زمین موجود ہے، الا یہ کہ آپ کا پروردگار ان لوگوں میں سے اس توحید والے کو نکال لے جس کی شقاوت کسی گناہ کی وجہ سے ہو کفر کے سبب سے نہ ہو، پھر اس کو اس کے ایمان خالص کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جیسا کہ آسمان و زمین پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک موجود ہیں،

ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو کہ وہ اہل سعادت کو نکال کر اہل شقاوت میں داخل کر دے کیونکہ اس کا فرمان ہے کہ وہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تو اسے اختیار کلی ہے کہ وہ سعادت کے زمرہ سے نکال کر شقاوت کے زمرہ میں داخل کر دے، آیت کریمہ کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جب تک جنت کے آسمان و زمین باقی رہیں گے، (یہ محاورہ ہے ابدیت کیلئے) البتہ اگر آپ کے رب ہی کو منظور ہو کہ وہ دخول جنت سے قبل گناہوں سے پاک کرنے کے لئے دوزخ میں داخل فرمائے، پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے تو اب دخول جنت کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا

سو (اے مخاطب) جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا یہ لوگ بھی اسی طرح (بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل)

يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

عبادت (غیر اللہ کی) کر رہے جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور ہم یقیناً (قیامت کو) ان کا حصہ (عذاب کا) ان کو پورا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

پورا بے کم و کاست پہونچا دیں گے۔ اور ہم نے (موسیٰ علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی سو اس میں (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو اُن کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب ان کو ان کے اعمال

خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ

(کی جزا) کا پورا حصہ دے گا وہ بالیقین ان کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ تو آپ جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہ دین پر) مستقیم رہیے

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہیں) جو کفر سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی ہیں اور دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ

خوب دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو) ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور (اس وقت) خدا کے سوا

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو، پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو۔

غیر منقطع ثواب

مگر یقیناً یہ ثواب غیر منقطع ہوگا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی (اور خدا دخول جنت کے بعد پھر خروج کبھی نہ چاہے گا) سو اہل مکہ جن چیزوں کی پرستش کر رہے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اس کے قبل ان کے باپ دادا کرتے

تھے، اور اسی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور ہم ان کی سزا ان کو پوری پوری بے کم و کاست پہونچا دیں گے۔
کہا گیا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو کتاب موسیٰ میں لوگوں نے اختلاف کیا، بعض اس کتاب پر ایمان لائے اور بعض نے اس کتاب کا انکار کیا،

اور اگر آپ کی اُمت کے بارے میں تاخیر عذاب کی بات پہلے سے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ابھی تک ان کی ہلاکت سے فراغت ہو چکی ہوتی، اور کبھی کا عذاب ان پر آچکا ہوتا اور یہ لوگ ابھی تک شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو آپ کا پروردگار ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا، نیکی کا نیکی کے ساتھ اور برائی کا عذاب کے ساتھ وہ خیر و شر، ثواب و عقاب سے پوری طرح واقف ہے، سو اطاعت خداوندی پر جیسا کہ آپ کو قرآن حکیم میں حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ حضرات بھی جو کفر و شرک سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی میں آچکے ہیں آپ کے ساتھ مستقیم رہیں، اور کفر و شرک مت کرو اور قرآن کریم میں جو حلال و حرام کے بارے میں احکامات ہیں ان کی نافرمانی مت کرو، وہ خیر و شر کو خوب دیکھتا ہے، اور اے مسلمانو! ان لوگوں کی طرف مت جھکو، جنھوں نے کفر و شرک اور معاصی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے جیسا کہ ان لوگوں کو لگی ہوئی ہے، اور خدا کے علاوہ تمہارے رشتہ داروں اور رفقاء میں کوئی نہیں جو تم کو عذاب الٰہی سے بچالے، اور پھر تمہارے حق میں جس چیز کا ارادہ ہو چکا ہے وہ ٹالا نہ جائے۔

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک

يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ

نیک کام (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں بُرے کاموں کو یہ بات ایک جامع نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ اور صبر کیا کیجیے

فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ

کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ تو جو امتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں ان میں ایسے سمجھ دار

الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے۔ بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو ان

فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ

میں سے ہم نے (عذاب سے) بچا لیا تھا اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے

ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِیْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

اور جرائم کے خوگر ہو گئے۔

جرائم کے خوگر وعادی

اور آپ نماز کی پابندی رکھیے، دن کے دونوں سروں میں یعنی نماز صبح اور ظہر یا یہ کہ صبح ظہر، عصر کی اور رات کے داخل ہونے پر یعنی مغرب اور عشا کی نماز کی، بے شک پانچوں نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں یا یہ کہ حسنات سے مراد یہ کلمات ہیں، سبحان اللہ الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر، اور یہ تائبین کے لئے توبہ کا طریقہ ہے، یا یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کے لئے یہ کفارات ہیں، یہ آیت کریمہ ابوالیسر بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اوامر خداوندی پر مستقیم رہیے اور ان کی تکالیف پر صبر کیجیے، حق تعالیٰ ایسے مومن برگزیدہ بندوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا جو قول وفعل ہر ایک طریقہ سے نیکو کار ہوں۔

اور گذشتہ قوموں میں ایسے مؤمن حضرات نہ ہوئے، جو لوگوں کو کفر وشرک بتوں کی پرستش اور دیگر تمام گناہوں سے روکتے، بجز ان چند مومنوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا اور مشرکین دنیاوی مال کے جس تنعم میں تھے اسی میں مشغول ہو رہے ہیں اور یہ شرک کے خوگر ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بخاری ومسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا، پھر اس کے بعد آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع دی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ یعنی نیک کام بُرے کاموں کو مٹا دیتے ہیں، انہوں نے عرض کیا یہ حکم خاص میرے لئے ہے، آپؐ نے فرمایا تمام امت کے لئے ہے، اور امام ترمذی وغیرہ نے ابوالیسرؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی، میں نے کہا اندر گھر میں اس سے اچھی ہیں جنانچہ وہ میرے ساتھ اندر گھر میں گئی، اور میں نے جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، اس کے بعد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو واقعہ سے مطلع کیا، آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا مجاہد فی سبیل اللہ کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے غرضکہ اس روایت میں ہے، تا آں کہ حق تعالیٰ نے آپؐ پر وحی بھیجی، کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الیٰ لِلذّٰکِرِیْنَ، اور اسی کے ہم معنی ابوامامہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابن عباسؓ، بریدہؓ وغیرہ سے روایات مروی ہیں جن کو مفصل میں نے ترجمان القرآن میں بیان کر دیا ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور ان کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ

اور اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا، اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہیں

مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ

گے۔ مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ

كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

بات پوری ہو گی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دوں گا۔ اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ

یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے

وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

پاس ایسا مضمون پہونچا ہے جو خود بھی راہِ راست اور واقعی ہے اور مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے اور یاد دہانی ہے۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا

اور جو لوگ (باوجود ان حجج قاطعہ کے بھی) ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجیے کہ (میں تم سے الجھتا نہیں) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے

عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ۙ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

طور پر) عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے) تم (بھی) منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں (عنقریب حق و باطل کھل جاوے گا)

منتظرین ہلاکت و عذاب

اور آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ ان بستیوں والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالے جب کہ ان میں ایسے حضرات بھی ہوں جو کہ دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے رہے ہوں اور برائیوں سے روک رہے ہوں، یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستی والوں کو کفر کی وجہ سے جب کہ وہاں والے اصلاح کی فکر میں ہوں اور اطاعتِ خداوندی پر مستقیم ہوں اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے ہوں،

اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی ملت یعنی ملتِ اسلامی پر بنا دیتا اور آئندہ بھی ہمیشہ دینِ حق اور باطل میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جس کی آپ کا پروردگار باطل اور مختلف طریقوں سے حفاظت فرمائے وہ مؤمن لوگ ہیں اور حق تعالیٰ نے اہلِ رحمت کو رحمت کرنے کے لیے اور اہلِ اختلاف کو اختلاف کرنے کے لیے پیدا فرمایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ

کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو کافر جنوں اور کافر انسانوں سے بھروں گا اور پیغمبروں کے قصوں میں سے جیسا کہ بیان کیے گئے یہ سارے قصے ہم آپؐ سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپؐ کے قلب کو تقویت حاصل ہو، جو کہ آپؐ کے ساتھ آپؐ کی قوم کر رہی ہے، آپؐ کے علاوہ اور انبیاءؑ کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا، اور آپؐ کے پاس اس صورت میں ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی برحق ہے اور گناہوں سے بچنے کے لیے نصیحت اور مومنین کے لیے یاددہانی ہے۔

اور جو لوگ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کرام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے آپؐ ان سے فرما دیجیے کہ تم اپنی حالت پر اپنے گھروں میں میری مخالفت کی تدابیر کرتے رہو، ہم بھی اپنے طور پر تمہاری ہلاکت کے لیے عمل کر رہے ہیں اور تم بھی اس کے نتیجہ کے منتظر رہو، ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ اسی

ع ۱۰ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ۱۰

کی عبادت کیجیے (جس میں تبلیغ بھی داخل ہے) اور اسی پر بھروسہ کیجیے، اور آپؐ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے

اور بندوں سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کا علم خدا ہی کو ہے اور بندوں کے سب امور آخرت میں اسی کی طرف رجوع ہوں گے، سو اسی کی اطاعت کیجیے اور اسی پر بھروسہ کیجیے، اور آپؐ کا رب ان کی نافرمانیوں سے بے خبر نہیں، یا یہ کہ ان کے اعمال کی سزا سے وہ فروگزاشت کرنے والا نہیں، جیسا کہ وہ ان سے غافل نہیں۔

آیاتہا ۱۱۱ (۱۲) سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ (۵۳) رکوعاتہا (۱۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا

الرٰ یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ

عربی زبان کا تاکہ تم (یوجہ اہل لسان ہونے کے اولاً) سمجھو۔ (اور تمہارے واسطے سے اور لوگ سمجھیں) ہم نے جو یہ قرآن آپؐ کے پاس

اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖۗ وَاِنۡ كُنۡتَ

بھیجا ۔ اس (کے بھیجنے) کے ذریعہ سے ہم آپؐ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس (ہمارے بیان کرنے)

مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ۝۳

کے قبل آپؐ (اس سے) محض بے خبر تھے ۔

سورہ یوسف ۔ یہ پوری سورت مکی ہے ۔ اس میں ایک سو گیارہ ۱۱۱ اور ایک ہزار سات سو چھہتر ۱۷۷۶ کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے (۷۱۹۶) حروف ہیں ۔

حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کا قصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الرا ۔ میں خدا ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب کو دیکھ رہا ہوں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں وہ میرا کلام ہے، یا یہ کہ قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے ۔

یہ سورت قرآن کریم کی آیتیں ہیں جو کہ حلال و حرام اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان فرما رہا ہے، ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امینؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ جن چیزوں کا بذریعہ قرآن کریم ہم نے تم کو حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تم کو روکا ہے تم ان کو سمجھو، ہم آپؐ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں سے اس قرآن کریم کے ذریعہ جو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں ۔

اور آپؐ اس قرآن کریم کے نزول سے پہلے جو بذریعہ جبریل امینؑ آپؐ پر نازل کیا گیا ہے، آپؐ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے بالکل بے خبر تھے ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ یوسف ۔ بسم اللہ الخ ۔ امام حاکم وغیرہ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپؐ اس کو لوگوں کو ایک زمانہ تک پڑھ کر سناتے رہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور واقعات ہم سے بیان کرتے، اس پر حق تعالیٰ نے اس بڑے عمدہ واقعہ کی اطلاع دی، اس روایت میں ابن ابی حاتم نے اتنی نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کچھ اور نصیحت کی باتیں بیان کرتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا الخ“

اور ابن جریر نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی واقعہ ہم سے بیان فرماتے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ واقعہ نازل فرمایا ۔ نَحۡنُ نَقُصُّ الخ کہ ہم نے جو یہ قرآن آپؐ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعہ سے ہم آپؐ سے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں، نیز ابن مردویہ نے ابن مسعودؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے ۔

اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جب کہ یوسفؑ نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا میں نے خواب میں گیارہ ستارے سورج اور چاند دیکھے

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۴ قَالَ يٰبُنَيَّ

ہیں۔ ان کو اپنے رو برو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ بیٹا اپنے اس

لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس (یہ سمجھ کر) وہ تمہارے (ایذا رسانی کے) لئے کوئی خاص تدبیر کریں گے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ

بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے۔ اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا اور (تم کو علوم

رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

دقیقہ بھی دے گا مثلاً) تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور (اور نعمتیں دے کر بھی) تم پر اور یعقوبؑ کے خاندان پر اپنا

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ

انعام کامل کرے گا۔ جیسا کہ اس کے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) پر

وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ع

اپنا انعام کامل کر چکا ہے، واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔

حکمتوں والی ذات

چنانچہ یوسف علیہ السلام جب دوپہر کو سوئے، تو خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اپنے مقامات سے اتر کر ان کو سجدۂ تحیت کیا ہے اور ان ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی ہیں۔ اور ایسے چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے آئے اور مجھ کو سجدۂ تحیت کیا، چاند و سورج سے ان کے والدین حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت راحیل مراد ہیں۔

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے راز میں فرمایا بیٹا اس خواب کے بعد اگر اور بھی خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کے روبرو مت بیان کرنا کہ کہیں وہ تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر کریں، بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے کہ لوگوں کو حسد پر ابھارتا ہے اسی طرح تمہارا پروردگار تم کو نبوت کے ساتھ منتخب کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیگا اور نبوت و اسلام دیکر تم پر اور تمہارے ذریعہ اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام کامل کرے گا کہ اسی نعمت پر تمہارا انتقال ہوگا، جیسا کہ اس کے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق کو نعمت نبوت و اسلام سے نوازا، واقعی تمہارا پروردگار ان نعمتوں کو جاننے والا اور اس کی تکمیل میں حکمتوں والا ہے یا یہ کہ وہ تمہارے خواب کو جاننے والا اور جو پریشانی تم کو لاحق ہوگی، اس میں حکمتوں والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۝٧ إِذْ قَالُوا

یوسف (علیہ السلام) اور ان کے (علاقی) بھائیوں کے قصہ میں دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو آپ سے ان کا قصہ پوچھتے ہیں۔ وہ وقت قابل ذکر ہے

لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا

جبکہ ان (علاقی) بھائیوں نے (باہم بطور مشورہ کے یہ گفتگو کی کہ) یہ کیا بات ہے یوسف ؑ اور ان کا بھائی (بن یامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ

لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝٨ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ

پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت کی جماعت ہیں۔ واقعی ہمارے باپ (اس مقدمہ میں) کھلی غلطی میں ہیں یا تو یوسف ؑ کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی (دور دراز)

لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝٩

سرزمین میں ڈال آؤ تو پھر تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاوے گا اور تمہارے سب کام بن جاویں گے۔

علاقی بھائیوں کا مشورہ

یوسف علیہ السلام اور ان کے واقعہ میں سائلین کے لئے دلائل موجود ہیں، یہ آیت علماء یہود کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی تھی انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا، وہ وقت قابل ذکر ہے ان علاقی بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسف ؑ اور ان کے حقیقی بھائی بن یامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں، اور ہم اس کی ایک جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے اور ان کو ہم پر ترجیح دینے میں ایک کھلی غلطی پر ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے بولے یا تو یوسف ؑ کو قتل کر دو یا کسی دور دراز زمین میں ڈال آؤ، اس صورت میں تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جائے گا اور تم یوسف ؑ کے قتل کے بعد ان کے قتل کے گناہ سے توبہ کر لینا، یا یہ کہ پھر تمہارے باپ کے ساتھ تمہارے سب کام بن جائیں گے۔

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ

انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف ؑ کو قتل مت کرو (اس کی صورت یہ ہے کہ) ان کو کسی (ایسے) اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝١٠ قَالُوا يَا أَبَانَا

تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لے جاوے اگر تم کو (یہ کام) کرنا ہے۔ سب نے (مل کر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے

مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝١١ أَرْسِلْهُ

کہ یوسف ؑ کے بارے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم ان کے (دل و جان سے) خیر خواہ ہیں۔ آپ ان کو کل کے روز

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ

ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیجئے۔ کہ وہ ذرا کھاویں کھیلیں اور ہم ان کی پوری محافظت رکھیں گے۔ یعقوب (علیہ السلام)

اِنِّیْ لَيَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ

نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم لے جاؤ (اور خوف یہ کہ) میں یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ اس کو کوئی بھیڑیا

الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

کھا جاوے اور تم (اپنے مشاغل میں) اس سے بے خبر رہو۔

یہودا کا مشورہ

یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں میں سے یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ یوسفؑ کو قتل مت کرو لیکن ان کو کسی عمیق یا اندھیرے کنویں میں ڈال دو، تاکہ ان کو کوئی مسافر راہ چلتا ہوا نکال لیجاوے اگر تم کو یہ کام کرنا ہے سو اس طرح کرو، چنانچہ سب نے اپنے باپ کے سامنے آکر گذارش کی اور کہا کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں آپؑ ان کو ہمارے ساتھ جنگل بھیجئے، تاکہ وہ جائیں آئیں، کھائیں اور کھیلیں، اور ہم ان کے پورے مشفق و مہربان ہیں،

ان کے باپ نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ بھیجنے میں دو امر مانع ہیں، ایک تم ان کو میری نظروں سے لے جاؤ اور میں ان کو نہ دیکھ سکوں اور دوسرے یہ کہ مجھے اس چیز کا اندیشہ ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اپنے کھیل و کود میں مشغول رہو۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

وہ بولے اگر ان کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت (موجود) ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

سو جب ان کو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی لاعلمی

کیوں کہ یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر حملہ آور ہوا ہے اسی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا، انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم دس کی جماعت ہیں تو ہم بالکل ہی گئے گذرے، یا یہ کہ ہم باپ اور بھائی کی حرمت

کو ترک کر کے بالکل ہی گھاٹے میں پڑ جائیں گے

چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے لے جانے کی اجازت لے کر وہ ان کو جنگل میں لے گئے، تو سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ارادہ پورا کیا، تو اس وقت ہم نے جبریل امین ؑ کو یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا، یا بذریعہ الہام ان کو تسلی دی کہ اے یوسف ؑ تم ان کو ان کی یہ بات جتلاؤ گے۔ اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں کہ تم یوسف ؑ ہو، تا آں کہ تم خود ہی ان سے اپنا تعارف کراؤ گے، یا کہ اس وقت ہم نے جو وحی بھیجی، ان کے بھائیوں کو اس چیز کی قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا

اور (ادھر) وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہونچے۔ کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے میں لگ

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ

گئے۔ اور یوسف ؑ کو ہم نے اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) ان کو کھا گیا۔ اور آپ

وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَاءُوا عَلَىٰ

تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے۔ گو ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں۔ اور یوسف ؑ کی قمیص پر جھوٹ موٹ

قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ

کا خون بھی لگا لائے تھے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنا لی ہے سو

أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

(خیر) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے ہو ان میں اللہ ہی مدد کرے۔

حضرت یعقوب ؑ کا ارشاد

ادھر وہ لوگ ظہر کے بعد یعنی شام کو اپنے باپ کے پاس یوسف علیہ السلام پر روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو کھیل کود اور شکار میں لگ گئے اور یوسف ؑ کو ہم نے اپنی اشیاء کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا، چنانچہ جس چیز کا آپ کو اندیشہ تھا وہی ہوا اور آپ کاہے کو ہماری تصدیق کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے کیوں نہ ہوں، اور آتے وقت کسی بکری کو ذبح کر کے یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اس کا خون بھی لگا لائے تھے۔

یعقوب علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا، یہ تو تم نے یوسف کی ہلاکت کے لئے اپنے دل سے بات بنائی اور اس کو کر گذرے، خیر

صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا کوئی نام نہ ہوگا اور تم جو کچھ یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں کہہ رہے ہو اس میں اللہ ہی سے مدد طلب کروں گا۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ ۚ قَالَ

اور ایک قافلہ آنکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور انہوں نے اپنا آدمی پانی کے واسطے (یہاں کنوئیں پر) بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا۔ کہنے

يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۚ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

لگا ارے بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا اور ان کو مال (تجارت) قرار دیکر (اس خیال سے) چھپا لیا اور اللہ کو ان سب

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ

کی کارگذاریاں معلوم تھیں۔ اور (یہ کہہ کر) ان کو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا۔ یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض۔

وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ

اور وہ لوگ کچھ ان کے قدردان تو تھے ہی نہیں۔ اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا

مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

تھا (یعنی عزیز مصر) اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ (بڑا ہوکر) ہمارے کام

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ

آدے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں۔

مدین کا قافلہ اور حضرت یوسف ؑ کا داخلہ مصر

اور یعقوب علیہ السلام نے ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی، کیوں کہ انہوں نے اول زبلہ میں کہا تھا کہ ان کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا، (اور کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا) اور ادھر مدین سے مسافروں کا ایک قافلہ آنکلا، جو مصر جانا چاہ رہا تھا چنانچہ وہ راستہ بھول کر غلط راستے پر پڑ گئے، بالآخر گشت کھاتے کھاتے مدین اور مصر کے درمیان دوشن کی زمینوں میں آ گئے، وہاں کنواں تھا چنانچہ اس سرزمین میں اتر گئے، اتر کر ہر ایک قوم نے اپنے اپنے آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا، اتفاق سے عربوں میں سے ایک شخص مالک بن وعر نامی جو حضرت شعیبؑ کے بھتیجے تھے اس کنوئیں پر آپہونچے جس میں یوسف علیہ السلام تھے اور اس نے اپنا ڈول ڈالا، یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا، تو وہ کنوئیں سے ڈول نہ کھینچ سکا

تو اس نے کنوئیں کے اندر جھانکا، اچانک ایک لڑکا نظر پڑا جس نے ڈول کو پکڑ رکھا ہے اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ میرے ساتھیو بڑی خوشی کی چیز ہے، وہ بولے مالک کیا ہے، اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا لڑکا ہے، چنانچہ اور ساتھی جمع ہوئے اور سب مل کر حضرت یوسفؑ کو کنوئیں سے نکال لیا، مگر یہ تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ مالک نے خود نکال لیا تھا اور نکال کر پھر قوم کو بلایا) اور نکال کر قوم سے چھپا لیا، یہ کہ قوم سے اس بات کا اظہار کیا، کہ یہ مالِ تجارت ہے ہم نے پانی والوں سے مصر میں بیچنے کے لیے اس کو لیا ہے۔

اور حق تعالیٰ کو ان کی سب کارگزاریاں معلوم تھیں کہ بھائی بے وطن اور قافلہ والے ذریعہ ثمن بنا رہے تھے۔

۲۰ غرضکہ وہاں یوسف علیہ السلام کے بھائی پہونچ گئے، اور انہوں نے ان کو مالک بن دعر سے بہت ہی کم قیمت یعنی بیس درہم یا بتیس ۳۲ درہم میں بیچ ڈالا یا یہ کہ قافلہ والوں نے ان کو بیچ ڈالا، اور یوسف علیہ السلام کے عوض جو انہوں نے قیمت لی وہ اس کے کچھ محتاج تو تھے نہیں، یا یہ کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے کچھ قدر دان تو تھے ہی نہیں، کیونکہ ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا، یا یہ کہ قافلے والے یوسف علیہ السلام کے قدر دان نہیں تھے۔

مصر میں پہونچ کر مالک بن دعر سے یوسف علیہ السلام کو عزیز نے جو کہ بادشاہ کا خازن اور اس کے لشکروں کا افسر تھا خرید لیا اور عزیز کا نام قطفیر تھا اور زلیخا سے کہا کہ ان کو قدر و منزلت کے ساتھ رکھنا، کیا عجب ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا لڑکا بنالیں اور عزیز نے مالک بن دعر سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیس درہم اور ایک کپڑوں کے اور ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض خریدا تھا۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَأْوِيلِ

اور ہم نے اسی طرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور تاکہ ہم اس کو خوابوں کی تعبیر

الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى أَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بتلا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے چاہے ہوئے کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کرے) لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) نہیں جانتے۔

لَا يَعْلَمُونَ ۞ ۲۱ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۚ وَكَذٰلِكَ

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے، ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۞ ۲۲ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ

اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتے تھے وہ (ان پر مفتون ہو گئی اور) ان سے اپنا مطلب حاصل

نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ

کرنے کو ان کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کر دیئے۔ اور (ان سے) کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے

اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

کہا اللہ بچائے (دوسرے) وہ (یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی۔ اور اس

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ

عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا، اگر اپنے رب کی دلیل کو

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ

انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہونا عجیب نہ تھا ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو دور

عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

رکھیں وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام برگزیدہ بندے تھے

اور اسی طریقے سے ہم نے یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر میں بادشاہت عطا کی، اور تاکہ ہم انہیں خوابوں کی تعبیر دنیا میں بتائیں، اور حق تعالیٰ اپنے ارادے کیے ہوئے پر خوب غالب و قادر ہے اور کسی کو اس کے ارادہ پر غلبہ و قدرت نہیں، لیکن مصر والے اس چیز کو نہیں جانتے، اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، یا یہ کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں کہ حق تعالیٰ اپنے ارادہ پر غالب ہے اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے (اشد اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر کو بولتے ہیں) تو ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اسی طرح ہم نیکو کاروں کو قول و فعل کے ذریعہ علم و حکمت کے ساتھ بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اور جس عورت کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے ان کو پھسلانے لگی اور اپنے اوپر اور یوسف علیہ السلام کے اوپر گھر کے تمام دروازے بند کر دیئے، اور یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی آجاؤ میں تمہارے ہی لیے ہوں، یا یہ کہ چلے آؤ اور میں تم ہی سے کہتی ہوں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا ایسے کام سے حق تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا محسن عزیز جو ہے اس نے کس قدر و منزلت کے ساتھ مجھ کو رکھا ہے، تو کیا میں اسی کے ناموس میں خیانت کروں، ایسے حق فراموشوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوا کرتی اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال تو جم ہی رہا تھا اور یوسف علیہ السلام کو بھی کچھ کچھ خیال (طبعی کے درجہ) ہو چلا تھا اگر ان کے سامنے اپنے پروردگار کے گناہ دینے کا مشاہدہ نہ ہوتا جو کہ اس فعل پر لازم ہے اور کہا گیا کہ اس وقت انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا مگر ہم نے اسی طرح علم دیا تھا تاکہ

ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (کہ ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیوں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ یعنی اس فعل سے معصوم و محفوظ رہنے والوں میں سے تھے (کیوں کہ عصمت لازمۂ نبوت ہے)۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا

اور دونوں آگے پیچھے دروازہ کی طرف دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے

سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ

شوہر کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا۔ عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی)

سُوٓءًا إِلَّآ أَنْ يُّسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ

ہے کہ وہ جیل خانہ میں بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا یہی مجھ سے

رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ

اپنا مطلب نکالنے کو مجھ کو پھسلاتی تھی، اور (اس موقع پر) اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت

كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾

دی کہ ان کا کرتا (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی

غرضکہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اس وقت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر نکلنے کے لئے بھاگے اور وہ دروازہ بند کرنے کے لئے دوڑی اور دوڑنے میں اس عورت نے جو حضرت یوسفؑ سے دروازہ بند کرنے کے لئے سبقت کرنا چاہی تو حضرت یوسفؑ کا کرتہ پیچھے کی طرف سے پھاڑ ڈالا، مگر یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے، تو دونوں نے اتفاقاً اس عورت کے شوہر کو جو کہ اس کا چچازاد بھائی تھا دروازہ پر کھڑا پایا تو وہ عورت فوراً بات بنا کر اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل خانہ بھیج دیا جائے یا اُسے اور کوئی دردناک جسمانی سزا دی جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بولے یہ بالکل جھوٹ کہہ رہی ہے، اسی نے مجھ کو دعوت دی اور یہی اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھ کو پھسلاتی تھی۔

چنانچہ اس عورت کے خاندان میں سے ایک (حاکم) نے فیصلہ کیا جو کہ اس کا حقیقی یا چچازاد بھائی تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اور اگر وہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ

الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ

سچے۔ سو جب (عزیز نے) ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ یہ

اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يُوْسُفُ

تم عورتوں کی چالاکی ہے۔ بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں۔ اے یوسف ۱۴ س

اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اسكته وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ

بات کو جانے دو اور (عورت سے کہا) اے عورت تو (یوسف ع سے) اپنے قصور کی معافی مانگ

كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـئِيْنَ ﴿٢٩﴾ ع

بے شک سرتاپا تو ہی قصوروار ہے۔

تقصیر کی معافی مانگو

اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ اپنے فرمان میں کہ اس عورت نے مجھے پھسلایا ہے سچے ہیں (اور یہ حاکم ایک شیرخوار بچہ تھا اور یوسف علیہ السلام کے معجزہ سے بول پڑا، آپ کی برارت و نزاہت پر ۱۲)

چنانچہ جب اس کے بھائی یعنی خاوند نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہنے لگا کہ تو نے اپنی برارت ظاہر کی تھی یہ تم عورتوں کی چالاکی اور باتیں ہیں، بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں کہ بری اور غیر بری سب کو لپیٹ لیتی ہیں، پھر اس کے بھائی نے کہا کہ اے یوسف ۱۲ اس بات کو جانے دو اور اس کا چرچا مت کرو،

پھر اس کے بھائی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے عورت تو اپنے قصور کی معافی چاہ اور اپنے خاوند سے اپنے بُرے ارادہ کی معذرت کر، واقعی تو اپنے خاوند کی خائن ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا

اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے ناجائز

عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۗ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے۔ اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ

سو جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی (کی خبر) سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا۔ (کہ تمہاری دعوت ہے) اور ان کے واسطے مسند

لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ

تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دے دیا اور کہا ذرا ان کے سامنے تو آ جاؤ سو

اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

عورتوں نے جوان کو دیکھا تو (ان کے جمال سے) حیران رہ گئیں اور (اس حیرت میں) اپنے ہاتھ

اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۗ اِنْ هٰذَاۤ

کاٹ لئے اور کہنے لگیں۔ حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۗ

فرشتہ ہے۔ وہ عورت بولی تو (دیکھ لو) وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۗ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ

(کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا

مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا (جیسا کہ اب تک نہیں کیا) تو بے شک جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزتی بھی ہو گی۔

زلیخا کی عورتوں کو دعوت اور اظہار خیال

غرضکہ زلیخا کی اس بات کی شہر میں اشاعت ہو گئی اور چار عورتوں نے یعنی بادشاہ کے ساقی کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی، اور صاحب مطبخ کی بیوی اور نگران کی بیوی نے کہا کہ زلیخا اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لئے اس کو پھسلاتی ہے، اس کے دل یا اس کے پیٹ میں یوسف علیہ السلام کا عشق جگہ کر گیا ہے، ہم تو اس کو

صریح غلطی میں دیکھتے ہیں، کہ اپنے غلام یوسف (علیہ السلام) سے عشق کرتی ہے۔
سو جب زلیخا نے ان عورتوں کی بات سنی تو ان کی دعوت کر کے ان کو بلایا، اور ان کے ٹیک لگانے کے لیے تکیے لگائے
جب وہ آئیں تو ان کے سامنے گوشت اور روٹی رکھی اور گوشت کاٹ کر کھانے کے لیے ان کو ایک ایک چاقو بھی دیا کیونکہ
بغیر چاقو سے کاٹ کر اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ان تمام کاروائیوں کے بعد زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا
کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ، چنانچہ جب ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور حیران ہو گئیں، اور
یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی بنا پر حیرانی اور دہشت میں چاقو سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں حاشا للہ
یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو اپنے پروردگار کا کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔
تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو لعن طعن کرتی ہو اور واقعی میں نے ان کو اپنی طرف دعوت
دی تھی، اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ عفت و پاکدامنی کے ساتھ علیحدہ رہے اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے
گا تو جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا،

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ج

یوسف ع نے دعا کی کہ اے میرے رب جس (ماہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ

پسند ہے اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی (صلاح کی) طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام

مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

کر بیٹھوں گا۔ سو ان کی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا۔ بے شک

كَیْدَهُنَّ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ

وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور ان کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے۔ پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو (یعنی

بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ ع ۶

عزیز کو اور اس کے متعلقین کو) یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں۔ اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ

مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ط قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ج

(یعنی اسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیل خانہ میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں (کہ) جیسے)

حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل کو پسند کرنا

وہ سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں، یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جس واہیات کام کی طرف یہ مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور آپ کی نعمت سے نادان ہو جاؤں گا یا یہ کہ نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور عورتوں کے مکر و فریب ان کو دور رکھا وہ دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کو جاننے والا ہے، یا کہ ان عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے داؤ پیچ کو جاننے والا ہے۔

پھر عزیز کو حضرت یوسفؑ کے قمیص کے پھٹنے اور لڑکے کے فیصلے سے یہی مناسب معلوم ہوا کہ چند سالوں تک ان کو قید میں رکھیں یا یہ کہ انتے وقت تک قید میں رکھیں جب تک لوگوں کی چہ میگوئیاں ختم ہو جائیں۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے زمانہ میں یعنی ان کے جانے کے پانچ سال بعد بادشاہ کے دو غلام بھی جیل خانہ میں داخل ہوئے، ایک ان میں سے بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا اخباز، بادشاہ ان دونوں پر ناراض ہوا اور قید میں روانہ کر دیا، ان میں سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں نے اپنے کو خواب میں انگور کا شیرہ نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو شراب پلا رہا ہوں اور تفصیل خواب کی یہ ہے گویا کہ میں انگوروں کے باغ میں داخل ہوا، اور وہاں ایک عمدہ انگوروں کی بیل نظر پڑی جس کی تین شاخیں ہیں اور ہر ایک شاخ پر انگوروں کے خوشے لٹکے ہوئے ہیں تو میں اس پر سے انگور توڑ کر نچوڑ رہا ہوں اور انہیں بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا

دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں (اور) اس میں سے پرندے (نوچ

تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

نوچ کر) کھاتے ہیں۔ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتلائیے۔ آپ ہم کو نیک آدمی معلوم

الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۶ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا

ہوتے ہیں۔ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے

نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا

(جیل خانہ میں) ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں، یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے

عَلَّمَنِیۡ رَبِّیۡ ؕ اِنِّیۡ تَرَکۡتُ مِلَّۃَ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ

جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے میں تو ان لوگوں کا مذہب (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان

وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾

نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

حضرت یوسفؑ کی دعوتِ توحید

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، انگور کا باغ تو تیرا سابقہ پیشہ ہے اور اس کی بیل پر پھر تیرے سپرد وہ کام ہوگا، اور اس بیل کی خوبصورتی سے تیری عزت مراد ہے، اور بیل کی تین شاخیں جو ہیں تو وہ یہ کہ تو تین دن تک جیل میں رہے گا اور پھر اپنے سابقہ کام پر لوٹا دیا جائے گا اور انگور نچوڑ کر جو بادشاہ کو پلا رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ پھر عزت کے ساتھ بادشاہ کا ساقی بنے گا۔

اور خباز بولا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں بادشاہ کے مطبخ سے نکلا ہوں اور میرے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں، اس پر سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے برا خواب دیکھا ہے تمہارا سابقہ پیشہ تم سے واپس لے لیا جائے گا اور تم تین دن تک جیل میں رہو گے، اس کے بعد بادشاہ تم کو جیل خانہ سے نکال کر سولی پر چڑھائے گا اور پرندے تمہارا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

چنانچہ ان دونوں نے یوسف علیہ السلام کے بتانے سے پہلے کہا کہ آپ ہم کو ان کی تعبیر بتائیے، آپ قیدیوں پر احسان کرنے والے معلوم ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم آپ کو سچا سمجھتے ہیں، یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا اور یوسف علیہ السلام کو جو علم تعبیر کا معجزہ حاصل تھا اس سے بھی ان لوگوں کو آشنا کرنا چاہا کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے کہ تمہیں کھانے کے لئے وہ ملتا ہے، اس کے آنے کے قبل ہی میں اس کی حقیقت اور رنگت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں تو پھر تمہارے خوابوں کی تعبیر سے کیوں کر واقف نہ ہوں گا، یہ بتلانا اس علم کی بدولت ہے جو میرے پروردگار نے مجھے عطا کیا ہے، میں نے تو ایسے لوگوں کے مذہب کی اتباع کی ہی نہیں جو حق تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور بعث بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔

وَ اتَّبَعۡتُ مِلَّۃَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ مَا

اور میں نے اپنے (ان بزرگوار) باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ ابراہیمؑ کا اور اسحاقؑ کا اور یعقوبؑ کا۔ ہم

کَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِکَ بِاللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ

کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک (عبادت) قرار دیں (اور) یہ (عقیدۂ توحید) ہم پر اور

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

(دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا)

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرو

میں نے تو اپنے ان بزرگوار باپ دادؤں کے مذہب کو اختیار کر رکھا ہے، یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) ہمارے لئے کسی طرح زیبا نہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک عبادت قرار دے دیں، اور یہ دین مستقیم اور نبوت و اسلام جس کی بدولت حق تعالیٰ نے ہم کو عزت دی یہ ہم پر حق تعالیٰ کا فضل ہے، اور دوسرے لوگوں پر بھی ان کی طرف اس نے ہم کو رسول بنا کر بھیجا، یا یہ کہ مومنین پر حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

اے قید خانہ کے رفیقو متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زیادہ زبردست ہے وہ اچھا

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً

(جواب اس کا ظاہر ہے) تم لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ

اور تمہارے باپ دادا نے (آپ ہی) ٹھیرالیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (نقلی یا عقلی)

سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ

کبھی نہیں (اور) حکم (دینے کا اختیار صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی

اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

کی عبادت مت کرو یہی (توحید کا) سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ

نہیں جانتے ۔ اے قید خانہ کے رفیقو تم میں سے ایک تو (جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو

رَبَّہٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ

(بدستور) شراب پلایا کرے گا۔ اور دوسرا (مجرم قرار پا کر) سولی دیا جائے گا اور اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ) کر کھا دیں

رَّاْسِہٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ

گے۔ جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا۔ اور جس شخص سے رہائی

لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْہُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ۫

کا گمان تھا اس سے (یوسف علیہ السلام) نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا۔

حضرت یوسفؑ کا نجات پانیوالے سے ارشاد

لیکن مصر والے اس ذات پر ایمان نہیں لاتے، اے قیدیو یا قید خانہ کے رکھوالیو ذرا سوچ کر بتلاؤ کہ مختلف معبودوں کی عبادت اچھی ہے یا ایک معبود برحق کی جو کہ وحدہٗ لاشریک اور سب سے زبردست اور تمام مخلوق پر غالب ہے اس کی عبادت بہتر ہے، تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر چند مردہ بتوں کی عبادت کرتے ہو، جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے معبود ٹھیرا لیا ہے، خدا تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کے بارے میں کوئی ا و ر حجت یعنی نقلی عقلی و نقلی نہیں بھیجی، اور امر و نواہی کا حکم دینے اور دنیا و آخرت میں فیصلہ فرمانے کا اختیار صرف خدا ہی کو ہے، اس نے تمام کتب سماوی میں اسی چیز کا حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو، یہ توحید خداوندی حق تعالیٰ کا پسندیدہ سیدھا راستہ ہے یعنی دین اسلام اور مصر والے اس طریقے کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اب حضرت یوسف علیہ السلام ان غلاموں کو خواب کی تعبیر بتلاتے ہیں کہ تم میں سے ساقی تو جرم سے بری ہو کر اپنی اصلی جگہ اور اصلی کام پر چلا جائے گا، اور اپنے آقا کو بدستور شراب پلایا کرے گا اور خباز جیل سے نکال کر سولی دیا جائے گا، خباز کے بارے میں یہ خواب کی تعبیر سنکر دونوں غلام گھبرائے اور بولے ہمیں تو ایسی چیز نظر نہیں آئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا، جس کے بارے میں تم پوچھتے ہو اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور جو میں نے اس کا جواب دیا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا خواہ تم کو یہ حقیقت نظر آئی ہو یا نہ۔

اور ساقی جس کے بارے میں قید اور قتل سے رہائی کا گمان تھا، اس سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا، کہ میں مظلوم ہوں مجھ پر میرے بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے بیچ ڈالا اور حقیقت میں میں آزاد ہوں اور بے قصور قید میں ہوں۔

فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِى السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾

پھر اس کو اپنے آقا سے (یوسف ؑ کا) تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو (اس وجہ سے) قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہوا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں۔

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ

اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اے دربار والو

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِىْ فِىْ رُءْيَاىَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب

تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

دو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور دوسرے ہم لوگ (کہ صرف امور سلطنت میں ماہر ہیں) خوابوں کی

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ

تعبیر کا علم بھی نہیں اور ان (مذکورہ) دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس میں حاضر تھا) اس نے کہا اور

بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

مدت کے بعد اس کو خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں۔ آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجئے۔

بادشاہ کا خواب

چنانچہ رہائی کے بعد شیطان نے اس ساقی کا آقا سے یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا یا یہ کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پروردگار سے اس چیز کی دعا کرنا بھلا دیا چنانچہ انہوں نے حق تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے سامنے اس کا ذکر کیا جس کی پاداش میں یوسف علیہ السلام سات سال تک اور قید خانہ میں رہے در اں حالیکہ اس سے قبل پانچ سال سے قید میں تھے۔

(اور بادشاہ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ان سے کہا) کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات فربہ گائیں نہر سے نکلیں اور ان کے بعد سات لاغر اور کمزور گائیں آئیں اور ان فربہ کو کھا گئیں اور ان پر کسی چیز کا ظہور نہیں ہوا، اور اسی طرح سات بالیں سبز ہیں اور دوسری سات خشک ہیں جو ان کو کھا گئیں اور اس کا کچھ ظہور نہ ہوا۔ جادوگر و

اور نجومیو اور کاہنو میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم اس کی تعبیر جانتے ہو۔
ان لوگوں کا گروہ بولا یہ تو ویسے ہی جھوٹے باطل پراگندہ خیالات ہیں اور پھر ہم خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے اور وہ ساقی جو قید اور قتل سے رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں حاضر تھا اور تقریباً سات سال کے بعد یا بھول جانے کے بعد اس کو یوسف علیہ السلام کی وصیت کا خیال آیا تب اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر لائے دیتا ہوں اور ارکانِ دولت سے بولا کہ مجھے قید خانہ جانے کی اجازت دو کیوں کہ وہاں ایسے شخص ہیں جو کہ علم اور حلم میں کامل اور قیدیوں کے حال پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر بہت ہی صحیح دیتے ہیں، چنانچہ ارکانِ دولت نے اس کو قید خانہ جانے کی اجازت دے دی۔

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ

اے یوسف ع، اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیں موٹی ہیں ان کو

سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ

سات دبلی گائیں کھا گئیں۔ اور سات بالیں ہری ہیں اور اس کے علاوہ (سات) خشک بھی ہیں۔

خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ

تاکہ میں ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں (اور بیان کروں) تاکہ انکو بھی معلوم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ

تم سات سال متواتر (خوب غلہ) بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں ہی میں رہنے دینا۔

دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا

(تاکہ گھن نہ لگ جاوے) ہاں اگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے

قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ

پھر اس (سات برس) کے بعد سات برس اور ایسے سخت (اور قحط کے) آویں گے جو کہ اس

سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا

(تمام تر) ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

(جو بیج کے واسطے) رکھ چھوڑو گے۔ پھر اس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں

فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے (اور شرابیں پیویں گے)

خواب کی تعبیر

چنانچہ وہ آیا اور کہا اے یوسف (علیہ السلام) تمام سابقہ خوابوں کی تعبیر میں اے صدق مجسم اس خواب کی تعبیر دیجیے کہ سات موٹی گائیں نہر سے نکلیں اور ان کو سات کمزور گائیں کھا گئیں، اور اس کے علاوہ سات ہری بالوں کو سات خشک بالیں کھا گئیں تاکہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں تعبیر بتائے دیتا ہوں سات فربہ گائیں وہ سات خوش حالی اور پیداوار کے سال ہیں اور ایسے ہی سات سبز بالیں وہ پیداوار اور بارش اور فراخی کے سال ہیں، اور سات کمزور دبلی گائیں وہ قحط سالی کے سال ہیں، اور سات خشک بالیں وہ اس قحط سالی کے سات سالوں میں گرانی اور قحط کی طرف مشیر ہیں، اس تعبیر کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کو قحط سالی کے زمانہ سے حفاظت کا طریقہ بھی بتلا دیا، لہٰذا تم ان شادابی کے سات سالوں میں ہر سال خوب غلہ بونا اور جو فصل کاٹو اُسے بالوں ہی میں رہنے دینا صاف مت کرنا تاکہ وہ غلہ گھن وغیرہ سے محفوظ رہے البتہ تھوڑا جو تمہارے کھانے میں آئے۔

پھر ان شادابی کے سات سالوں کے بعد قحط کے سخت ترین سات سال آئیں گے جو اس شادابی کے تمام جمع کردہ ذخیرہ کو کھا جائیں گے، جس کو تم نے ان قحط کے سالوں کے لئے جمع کر رکھا تھا البتہ تھوڑا سا جو (بیج کیواسطے) محفوظ کر لو گے۔

اور پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں مصر والوں کے لئے خوب بارش اور پیداوار ہوگی اور انگوروں کا شیرہ بھی نچوڑیں گے اور زیتون وغیرہ کا تیل بھی نکالیں گے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ (چنانچہ یہاں سے قاصد چلا) پھر جب وہ ان کے پاس (وہ) قاصد پہنچا

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

(اور پیغام دیا تو) تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ (کچھ تم کو خبر ہے) ان عورتوں

الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾

کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ

کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔ عورتوں نے جواب

نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ

دیا کہ حاشَ للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ عزیز کی بی بی (جو کہ حاضر

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ز اَنَا

تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہو گئی، میں نے ہی ان سے اپنے مطلب کی خواہش

رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾

کی تھی اور بے شک وہی سچے ہیں۔ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو میں نے کیا) محض اس

ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ

وجہ سے تا کہ عزیز کو (زائد) یقین کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں

لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

کی اور یہ (بھی معلوم ہو جاوے) کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

خیانت کرنے والوں کا فریب نہیں چلتا

غرضکہ وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہونچا اور بادشاہ کو مطلع کیا، بادشاہ نے حکم دیا، یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ وہ ساقی یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر مطلع کیا کہ بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے، یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے سردار کے پاس جا اور بادشاہ سے جا کر کہہ وہ ان عورتوں کو بلا کر جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے دریافت کرے (کیونکہ زلیخا نے ان عورتوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور برارت کا اقرار کیا تھا) میرا رب ان عورتوں کے مکر و فریب کو خوب جانتا ہے۔

چنانچہ اس قاصد نے آکر بادشاہ کو یہ پیغام پہونچایا، چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کیا اور یہ چار عورتیں تھیں،

ساقی کی بیوی، طباخ کی عورت ، دربان کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی عورت اور زلیخا تو تھی ہی، اور بادشاہ کے علاوہ مصر میں ان عورتوں سے اور کوئی زیادہ بڑھا ہوا نہیں تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔

عورتوں نے جواب دیا معاذ اللہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی۔

عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں حق بات یا یہ کہ سچی بات ظاہر ہو ہی گئی (اب اخفاء بیکار ہے) سچ یہی ہے کہ میں نے ہی خود ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بے شک یوسف علیہ السلام ہی اپنے اس قول میں کہ میں نے اس سے خواہش نہیں کی سچے ہیں۔

چنانچہ ان تصدیقات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اہتمام اس لئے کیا ہے تاکہ عزیز کو قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

الحمد للہ کہ تفسیر ابنِ عباس رض کا پارہ وما من دابۃ ختم ہوا

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند

یوپی

محمدی پریس دیوبند

(مکتبہ فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیاتِ حسین ؓ

حصہ دوم

سرِ مبارک اور ابنِ زیاد

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے مقدس سر جب کوفہ کے گورنر عبید اللہ ابنِ زیاد کے پاس پہونچے تو وہ اپنی کامیابی اور راہِ حق کے شہیدوں کے خون آلود سروں کو دیکھ کر مسرور ہوا۔ اس مسرت کے اظہار کے لئے اس نے دربار منعقد کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس بر سرِ مجلس ایک طشت میں رکھ کر پیش ہوا تو یہ بدبخت اس وقت بھی اپنی شقاوت کے مظاہرے سے باز نہ آیا اور چھڑی سے دندانِ مبارک کھٹکھٹانے لگا۔ مجمع میں صحابیٔ رسول حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، وہ ابن زیاد کی بے ادبی برداشت نہ کر سکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا نقشہ اُن کی آنکھوں میں پھر گیا آنحضور صلعم کی حضرت حسین ؓ سے بے پناہ محبت یاد آگئی اور بے اختیار ہو کر فرمایا۔

"اے ابن زیاد یہ چھڑی دندانِ مبارک سے ہٹا لے، بخدا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹوں کو ان دانتوں کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔ اتنا کہکر حضرت زید ؓ پر رقت طاری ہو گئی۔

ابن زیاد یہ سُنکر آپے سے باہر ہو گیا اور بگڑ کر بولا کہ بخدا اگر میں یہ نہ جانتا کہ بڑھاپے کی وجہ سے تیری عقل سٹھیا گئی ہے تو گردن اڑا دیتا۔ اس کے بعد حضرت زید ؓ مجلس سے اُٹھ گئے اور جاتے ہوئے فرمایا۔

"اے اہلِ عرب تم آج کے بعد غلام ہو، تم لوگوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر کو شہید کر ڈالا اور اپنے اوپر ابنِ مرجانہ (ابنِ زیاد) کی حاکمیت تسلیم کی جس کا شیوہ یہ ہے کہ وہ تمہارے نیک لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتا اور بروں کو تم پر حاکم بناتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ صفہ ۱۹۰ ج ۸)

حق گوئی کا صلہ

ابن کثیر کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ شہدائے کربلا کے سر ابنِ زیاد کے پاس لائے گئے تو اس نے لوگوں کو اکٹھا کر کے حسبِ ذیل گستاخانہ الفاظ کہے۔

"اللہ نے اُس حسین پر فتح و کامرانی عطا کی جو ملک گیری اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کا عزم کر چکا تھا"۔

عبد اللہ ابن عفیف ازدی یہ سُنکر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

"اے ابن زیاد تیرا برا ہو۔ تو انبیاء کی اولاد کو قتل کر و اکر صدیقین اور سچے لوگوں کی طرح گفتگو کرتا ہے"۔

ابن زیاد اس حق گوئی کو برداشت نہ کر سکا اور فوراً انھیں شہید کرنے کا حکم دیدیا۔ ابن عفیف شہید ہو کر حضرت حسین ؓ اور ان کے رفقاء سے جا ملے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

حضرت زینبؓ اور ابن زیاد

کربلاء کے روح فرسا واقعہ اور حادثۂ شہادت کے بعد یزید کی فوج کے سپہ سالار عمر ابن سعد نے عورتوں اور بچوں کو بحفاظت ابن زیاد کے پاس کوفہ پہونچوا دیا۔

یہ لٹا ہوا قافلۂ اہلِ بیت کرامؓ ابن زیاد کے پاس اس حال میں پہونچا کہ حضرت زینب بنت فاطمہ میلے کپڑوں میں آگے آگے اور ان کے ارد گرد باندیاں تھیں۔

عبیداللہ نے دریافت کیا یہ کون ہیں ؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی زینبؓ ہیں۔ ابن زیاد نے یہ سُنا تو ان سے مخاطب ہوکر بولا ''اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہارے جھوٹے کو ٹھکانے لگایا'' حضرت زینبؓ بولیں ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عزت بخشی اور ہمیں پاک کیا'' بات اس طرح نہیں جس طرح تو کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر اور جھوٹے کو رسوا کیا کرتا ہے۔

ابن زیاد اب بھی خاموش نہ ہوا بلکہ ایک دوسرا چرکا دل پر لگاتے ہوئے بولا'' اللہ نے جو معاملہ تمہارے اہلِ بیت کے ساتھ کیا اُس کے متعلق کیا خیال ہے ؟ حضرت زینبؓ بولیں۔ جہاں پر انکی شہادت مقدر ہو چکی تھی وہاں وہ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ لیکن یاد رکھ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں تجھے اور انھیں اکٹھا کرے گا اور وہ لوگ تجھ سے خونِ ناحق کا مطالبہ کریں گے۔ ابن زیاد اس جرأت مندانہ اور حق و صداقت سے لبریز جواب پر غصہ سے بے قابو ہوگیا اور یہ چاہا کہ سارا قافلہ اہلِ بیت کو بلا امتیاز شہید کردے لیکن عمرو ابن حریث نے یہ کہکر غصہ ٹھنڈا کردیا کہ یہ عورت کی گفتگو ہے جو ناقابلِ التفات ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

ناپاک عزم

اس تیز و تلخ گفتگو کے بعد ابنِ زیاد کی نظر علی ابن الحسینؒ (زین العابدین) پر پڑی تو سپاہی سے مخاطب ہوکر بولا کہ دیکھو یہ لڑکا بالغ ہوچکا۔ یا نہیں۔ اگر بالغ ہوچکا ہو تو اسے بھی قتل کر ڈالو۔ علی ابن حسین نے شقی ابنِ زیاد کا ناپاک عزم دیکھا تو فرمایا'' اے ابنِ زیاد اگر تجھے ان عورتوں کے ساتھ اپنی قرابت کا تھوڑا سا بھی پاس و لحاظ ہے تو ان کے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیجنا جو ان کی حفاظت پوری پوری کرسکے۔

حضرت زینبؓ اب ضبط نہ کرسکیں اور بے قرار ہوکر ابنِ زیاد سے فرمایا'' کہ اگر تیرا اللہ پر ایمان ہے اور تیرا ارادہ انھیں قتل کرنے ہی کا ہے تو خدا کے لئے مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کردے کیونکہ ان کے بعد میری زندگی بے سود ہے۔

ابن زیاد کچھ دیر حضرت زینب کے اضطراب کا منظر دیکھتا رہا، پھر حاضرین سے بولا۔ رحم بھی عجیب چیز ہے۔ واللہ میں خیال کرتا ہوں کہ اسے علی کے ساتھ قتل ہو جانا پسند ہے۔ اچھا اس لڑکے کو چھوڑ دو

اور عورتوں کے ہمراہ جانے دو۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

یزید کے دربار میں

ابن زیاد نے شہدائے کربلا کے سروں اور اہل بیت کرام کے قافلہ کو یزید کے پاس بھیجدیا۔ یزید نے سرداران شام کو جمع کر کے علی ابن حسین اور عورتوں و بچوں کو دربار میں بلایا اور علی سے مخاطب ہو کر کہا کہ "تمہارے والد نے مجھ سے قطع رحمی کی، میرا حق نہ پہچانا اور مجھ سے جھگڑا کیا۔ نتیجتاً اللہ تعالےٰ نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا وہ تمہارے سامنے ہے۔ علیؓ نے اس کے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی "ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا (کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں) یزید نے اپنے بیٹے خالد سے جواب دینے کے لئے کہا مگر جب اس سے کوئی جواب بن نہ پڑا تو خود یہ آیت پڑھی " وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر (اور جو پڑے تم پر کوئی سختی تو سو وہ بدلہ ہے اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ) عورتوں اور بچوں کی خستہ حالت دیکھ کر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے ابنِ زیاد کو برا بھلا کہا، اگر دوسرے واقعات جن سے اس کے اس اظہارِ افسوس کی قلعی کھل جاتی ہے، سامنے نہ آتے تو اس افسوس کو حقیقت پر مبنی سمجھ لیا جاتا، مثال کے طور پر حسبِ ذیل واقعہ کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ قتلِ حسینؓ اور اہلِ بیت کرام کی بدحالی و تباہی پر افسوس محض سیاستاً اور مصلحتاً تھا۔

"جب حضرت حسینؓ کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید نے بھی ابن زیاد کی طرح چھڑی سے اسے چھیڑا اور گستاخی کا مظاہرہ کیا۔ اس وقت مجلس میں حضرت ابو برزہؓ صحابیٔ رسول موجود تھے۔ ان سے اس بے ادبی کا تحمل نہ ہو سکا اور فرمایا اے یزید اپنی چھڑی ہٹالے کیونکہ بخدا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کا دہنِ مبارک چومتے دیکھا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲ ج ۸)

روانگیٔ مدینہ

اہل بیت کا یہ قافلہ چند روز یزید کے پاس ٹھہرا۔ اب طے شدہ پروگرام پورا ہو ہی چکا تھا اس لئے نرم برتاؤ میں مضائقہ نہ تھا، یزید نے اہلِ بیت کرام کے قیام کے دوران اِن کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ دونوں وقت حضرت علی ابنِ حسینؓ اور ان کے چھوٹے بھائی عمر ابن حسینؓ کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتا خاندانِ معاویہؓ کی عورتوں میں اہلِ بیت کی عورتیں مقیم تھیں۔ وہ عورتوں کے غم میں شریک رہیں۔

چند روز اپنے پاس ٹھہرانے کے بعد یزید نے نعمان ابن بشیرؓ کو حکم دیا کہ وہ کسی امانت دار آدمی کا انتخاب کریں جو اس قافلہ کو مدینہ منورہ تک بخیریت پہونچادے اور علی ابنِ حسینؓ ان کے ہمراہ ہونگے نعمان ابن بشیرؓ نے اس کا انتظام کر دیا۔ رخصت کرتے وقت یزید نے چاہے مصلحتاً ہی سہی مگر علی ابن حسینؓ سے

اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ ابنِ زیاد کو روسیاہ کرے، واللہ آپ کے والد مجھ سے جو کچھ طلب کرتے میں دیتا اور حتی الامکان درگزر سے کام لیتے ہوئے قتل و خونریزی سے بچتا خواہ اس کوشش اور ان کے بچانے کی سعی میں میرا کوئی لڑکا کام آجاتا۔ لیکن آپ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ قضا و قدر پر کس کا بس چلتا ہے جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا اور تقدیر کا لکھا سامنے آیا۔" اس کے بعد بہت سا مال دیتے ہوئے کہا کہ جو ضرورت ہو مجھے بلا تکلف لکھنا کاش یزید کی یہ ندامت پائیدار ہوتی اور آئندہ اس کا دامنِ زندگی ظلم کے دھبوں سے داغ دار نہ ہوتا، مگر بعد کے واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں داخلہ

یہ مقدس قافلۂ اہلِ بیت باصد حسرت و یاس مدینہ منورہ پہونچ گیا مدینہ منورہ میں ابنِ زیاد کے عمرو ابن سعید والیٔ مدینہ کے نام خط اور اس خط کی منادی و اعلان سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کا علم پہلے ہی ہوچکا تھا۔ یہ قافلہ مدینہ پہونچا تو زخم اور ہرے ہوگئے، مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا۔ در و دیوار روتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

علی ابنِ حسینؓ کا اجتناب

علی ابن حسین اپنی آنکھوں سے حضرت حسینؓ کی شہادت اور اہلِ بیت کرام کی بربادی کا نقشہ دیکھ چکے تھے اس کا اثر ان کے دل و دماغ پر اس قدر رہا کہ ہر خلفشار و تحریک سے زندگی بھر بچتے رہے اور پوری زندگی یکسوئی کے ساتھ گزار دی۔

امام حسینؓ کی شہادت کی اطلاع جب مکہ مکرمہ پہونچی تو حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ نے لوگوں کے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

لوگو! عراق کے لوگوں سے بُرے لوگ شاید دنیا کے تختہ پر کہیں نہ ہوں اور ان میں بھی بدترین لوگ اہلِ کوفہ ہیں۔ انھوں نے مسلسل خطوط بھیج کر حضرت حسینؓ کو کوفہ بلایا، ان کی خلافت پر بیعت کی، مگر ابنِ زیاد کوفہ پہونچا اور ڈرایا دھمکایا تو اپنے وعدوں کو بھول گئے اور ابنِ زیاد کا ساتھ دیا۔ حضرت حسینؓ جو صاحبِ صوم و صلوٰۃ قرآن خواں اور ہر لحاظ سے منصبِ خلافت کے حقدار تھے، انھیں شہید کر دیا اور خدا کے خوف سے بے پرواہ ہوگئے۔

یہ فرما کر حضرت عبداللہ آب دیدہ ہوگئے، کل اہلِ مکہ نے حضرت عبداللہؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی۔

ادھر اہلِ مدینہ یزید کے حالات سے حد درجہ متنفر ہوچکے تھے ان کے معزز سردار عبداللہ بن حنظلہ اور عبداللہ ابن مطیع نے حضرت علیؓ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ آپ سے بڑھ کر مستحقِ خلافت کوئی نہیں۔

مگر حضرت علی ابن حسینؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے والد اور دادا نے خلافت کی کوشش میں اپنی جانیں صرف کر دیں۔ میں اپنے اندر اس خطرناک اور عظیم کام کی ہمت نہیں پاتا اور نہ اپنے کو قتل کرانا پسند کرتا ہوں۔ یہ فرما کر آپ مدینہ منورہ سے باہر ایک دیہات میں قیام پذیر ہو گئے تاکہ یکسوئی کیساتھ اپنا وقت گذار سکیں اور لوگوں کی گفتگو آپ کے معمولات میں خلل انداز نہ ہو۔

واقعہ حرّہ

ابھی شہادت حسینؓ کے المناک حادثہ کو لوگ بھولے بھی نہیں تھے اور زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ یزید کے دامنِ خلافت پر بدبختی و شقاوت کا ایک اور داغ لگا۔ گویا اس کی خلافت کا قیام ہی بدبختی کے داغ اپنے سینہ پر لینے اور زمانہ بھر میں رسوائی کے لئے ہوا تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ اہلِ مدینہ جو یزید کی بددینی اور ظلم و عدوان سے نالاں تھے شہادتِ حسینؓ کے اندوہناک واقعہ کے بعد بے حد بددل اور متنفر ہوئے۔ تنفر اس حد تک بڑھا کہ یزید کے حلقۂ بیعت سے نکل جانا ہی موزوں معلوم ہوا۔ انھوں نے یزید کی طرف سے مقرر کردہ والیٔ مدینہ کو نکال باہر کیا۔ قریش کے امیر عبداللہ ابن مطیع اور انصار کے عبداللہ ابن حنظلہ مقرر کئے گئے۔

۶۳ھ کے شروع میں اس کا اظہار و اعلان کیا۔ یہ آواز اس قدر پرکشش، دلآویز اور رگِ جاں کو چھونے والی تھی کہ لوگ بے اختیار اس کی طرف کھنچتے چلے گئے، وہ عاملِ مدینہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو پہلے ہی نکال چکے تھے۔ اب انھوں نے مدینہ منورہ میں مقیم کُل بنو امیہ کو مدینہ سے باہر نکال دیا۔

بنو امیہ دارِ مروان بن الحکم میں محصور ہو کر رہ گئے، اہلِ مدینہ نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس فسخِ بیعت میں علی ابن حسینؓ اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ نہیں تھے اور یزید کی بیعت پر قائم تھے۔ ان دونوں مقدس حضرات کی یکسوئی اور گوشہ نشینی اور ہر قسم کے خلفشار سے اجتناب اور مزید فتنہ کا اندیشہ اس امر سے مانع تھے۔

بنو امیہ نے یزید کو اپنے محصور ہونے اور اپنے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کی اطلاع کی، اور یہ کہ وہ بھوک و پیاس کی شدت سے دم توڑ رہے ہیں۔ نیز یہ کہ اگر یزید نے فوری توجہ نہ کی اور غفلت و لاپرواہی برتی تو ہم اس ناقابلِ برداشت مصیبت کے باعث دوسرے فریق سے ملجانے پر مجبور ہوں گے۔

یزید کو ان حالات کی اطلاع ایسے وقت ملی کہ وہ نقرس کی تکالیف کے باعث ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا تھا خط پڑھ کر مضطرب ہو گیا۔ قاصد سے پوچھا کیا ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار ہے قاصد نے اثبات میں جواب دیا تو یزید نے کہا کہ ان سے دن کے کچھ حصہ تک جنگ نہیں کی جا سکتی۔ پھر یزید نے عمرو بن سعید کو اس کام کی انجام دہی کے لئے کہا مگر وہ آمادہ نہ ہوا اور بولا کہ قریش کا خون مٹی میں پہلے بہہ چکا ہے۔ میں ایسی ذمہ داری قبول کرنا پسند نہیں کرتا۔ آپ کسی اور شخص کو اس خدمت پر مامور کر دیجئے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

مُسلم ابن عقبہ المزنی کا انتخاب

شقاوت کا آخری داغ دامنِ زندگی پر لگانے کے لئے یزید نے مُسلم ابن عقبہ کے پاس قاصد بھیجا۔ وہ اگرچہ بوڑھا اور مریض تھا لیکن تھوڑی سی ردو قدح کے بعد آمادہ ہوگیا اور دس پندرہ ہزار کا لشکرِ جرار لیکر روانہ ہوا۔ ہر سپاہی کو بطور انعام سو یا چار سو دینار دیئے گئے تھے۔ یزید نے مسلم سے کہا کہ اہلِ مدینہ کو تین روز کی مہلت دینا۔ اگر وہ تین روز کے اندر مطیع ہو کر سرکشی اور بیعتِ خلافت کے توڑنے سے باز آجائیں تو فبہا ورنہ اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ کرنا۔ جب ان سے جنگ شروع ہو اور تم فتح و کامرانی کا جھنڈا لہراؤ تو فوج کو تین روز کے لئے اجازت دینا کہ وہ جیسا چاہیں اہلِ مدینہ کے ساتھ برتاؤ کریں اس کے بعد روک دینا۔ البتہ علی ابن حسینؓ سے کوئی تعارض نہ کرنا، انھیں اپنے سے قریب کرنا مدینہ سے فراغت کے بعد ابن زبیر کے ساتھ محاصرۂ مکہ کے لئے کوچ کرنا۔ نیز اگر بالفرض تمہیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو لوگوں کا امیر حصین ابن نمیر السکونی ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

ان ہدایات کے ساتھ یزید نے ابن عقبہ کو رخصت کیا۔ کہاں حرمین شریفین کی حرمت اور کہاں یزید کا یہ طرزِ عمل "ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا"

ابنِ زیاد کا انکار

ٹھیک اسی وقت جبکہ اہلِ مدینہ یزید کی بیعت کا طوق گردنوں سے نکال چکے تھے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں یزید کی بیعت توڑ کر علمِ خلافت بلند کر دیا تھا۔ یزید نے ابن زیاد کو محاصرۂ مکہ کے لئے لکھا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک فاسق کے لئے دو گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے صاحبزادہ کی شہادت کے بعد بیت الحرام کی بے حرمتی بھی کروں۔

انکار کی وجہ

ابنِ زیاد کے اس حکم سے انکار کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شہادتِ حسینؓ جیسے عظیم کارنامہ کے بعد اسے یزید سے خوشنودی اور انعام و اکرام اور بے شمار نوازشات کی توقع تھی مگر معاملہ اس کے برعکس ہوا۔ یزید نے اس کے سابق اقتدار میں بھی رخنہ اندازی کی اور اس کی توقعات کا آئینہ چور چور ہوگیا۔ مثلاً حادثۂ کربلا کے بعد یزید نے ابنِ زیاد کے بھائی مسلم ابن زیاد کو جو باندی کے پیٹ سے تھا اور اس بنا پر کچھ کم رتبہ سمجھا جاتا تھا خراسان کا حاکم مقرر کرتے ہوئے ایران کے بعض وہ صوبے بھی جن کا تعلق بصرہ سے تھا مسلم کی ماتحتی میں دیدیئے اور اسے ایک خط دے کر عبیداللہ ابنِ زیاد کے پاس کوفہ روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ تمہارے پاس موجود عراقی فوج میں سے وہ چھ ہزار آدمی جنہیں مسلم پسند کرے اس کے ساتھ کر دو عبیداللہ کو یزید کا یہ حکم گراں گزرا اور اب قتلِ حسینؓ پر پچھتانے ہوئے کہنے لگا کہ اگر وہ بقیدِ حیات ہوتے تو یزید کو میری ضرورت رہتی اور میرے اقتدار و عزت کے بڑھانے میں بخل سے کام نہ لیتا مگر ان کے بعد اب اسے فکر و غم نہیں اس لئے اب وہ آہستہ آہستہ میرے قبضہ سے

ملک و فوج دونوں کے نکالنے پر آمادہ ہوگیا ہے مسلم نے جب سرداران لشکر سے پوچھا کہ تم میں سے کون کون میرے ہمراہ خراسان چلنے پر آمادہ ہے تو سب نے ہی جانے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ عبیداللہ تلملا کر رہ گیا اور رات کے وقت سرداران لشکر کے پاس اپنا آدمی بھیج کر کہلوایا کہ مجھے حیرت ہے تم مسلم کو میرے اوپر فوقیت دے رہے ہو۔ سرداران لشکر نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ کے پاس رہ کر تو عاقبت خراب ہوتی ہے اور اہلِ بیت نبوت کے لہو سے ہاتھ رنگنے پڑتے ہیں۔ رہا مسلم تو اس کے ہمراہ ہمیں مغلوں اور ترکوں سے جہاد کا موقعہ فراہم ہوگا۔ اگلے روز مسلم چھ ہزار منتخب لوگوں کے ساتھ خراسان روانہ ہوا اور عبیداللہ اپنا سامنہ لیکر رہ گیا۔ اسے کہتے ہیں:۔

"نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم"

اب پھر واقعۂ حرہ کی طرف آیئے۔

مسلم کی فوج کشی

بہرحال مسلم لشکر جرار کے ساتھ مدینہ پہونچ گیا۔ اہل مدینہ کو مسلم کے لشکر کے نزدیک پہونچنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے محصور بنِ بنوامیہ سے کہا کہ ہم تمہیں قتل کردیں گے ورنہ عہد کرو کہ تم ہمارے متعلق شامی لشکر سے کچھ نہ بتاؤ گے، انھوں نے عہد کیا، اور اہلِ مدینہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ نتیجتاً مسلم اور اس کا لشکر جب ان لوگوں سے ملا تو انھیں کوئی خبر معلوم نہ ہوسکی مسلم نے بگڑ کر مدینہ کا محاصرہ کرلیا۔

عبدالملک ابن مروان نے مسلم سے ملکر کہا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مدینہ کے مشرقی حصہ حرہ نامی میں پڑاؤ کرو، جب تم ان کی طرف بڑھو گے سورج تمہاری پشت پر اور ان کے چہروں پر ہوگا۔ اسوقت تم انھیں اطاعت کی دعوت دو۔ اگر وہ قبول کرلیں تو فبہا ورنہ اللہ کی مدد کے بھروسہ پر ان سے لڑو کیونکہ ان لوگوں نے امام سے سرکشی اختیار کی اور اس کی اطاعت سے منہ موڑا اس لئے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور ان پر کامرانی حاصل ہوگی مسلم نے عبدالملک کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا اور مدینہ کے مشرقی حصہ حرہ نامی میں پڑاؤ کرکے تین دن تک اہلِ مدینہ کو دعوتِ اطاعت دی مگر یہ لوگ کسی قیمت پر اسکے لئے تیار نہ ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

قتلِ عام

جب تین روز گزر گئے تو مسلم نے کہا" اے اہل مدینہ تین روز گزر چکے اور امیرالمومنین نے جو تمہارے قریبی عزیز ہیں اور تمہارا خون بہانا انھیں پسند نہیں انھوں نے مجھے تین دن توقف کا حکم دیا ہے اور وہ مدت گزر گئی اب بتاؤ تم امن و سلامتی پسند کرتے ہو یا جنگ؟ اہلِ مدینہ بولے۔ جنگ۔ مسلم بولا ایسا نہ کرو بلکہ امن و سلامتی اختیار کرو اور ہمیں اپنی قوت ملحد (ابن زبیرؓ) پر صرف کرنے دو۔

اہلِ مدینہ بولے اے اللہ کے دشمن اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو ہم تجھے بیت اللہ کی بے حرمتی کرنے

یہاں سے جانے نہ دیں گے۔ یہ کہہ کر وہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اپنے اور ابن عقبہ کے درمیان خندقیں کھودلیں اور لشکر کو چار حصّوں پر تقسیم کر کے ہر حصہ کا ایک امیر بنایا۔ ایک حصہ کے سردار عبداللہ بن حنظلہ الغسیل تھے۔ زبردست جنگ کے بعد اہلِ مدینہ کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس جنگ میں فریقین کے بڑے بڑے سردار اور معزز لوگ کام آگئے۔ اہلِ مدینہ میں سے عبداللہ بن حنظلہ الغسیل، عبداللہ بن مطیع کے سات لڑکے۔ محمد بن ثابت بن شماس، محمد بن عمرو بن حزم معزز تر بن افراد شہید ہو گئے۔

اس کے بعد مسلم نے یزید کے حکم کے مطابق فوج کو مدینہ منورہ لوٹنے اور بدکاری کی کھلی چھوٹ تین روز کے لئے دیدی۔ فوج نے مدینہ طیبہ کی تقدیس کو خوب پامال کیا اور کوئی برائی ایسی نہیں تھی جو ان تین دنوں میں روا نہ رکھی ہو۔ معزز لوگوں علماء اور قرار کو تہ تیغ کیا، لوٹ مار کی کثرت اور شر و فساد کی اس قدر گرم بازاری ہوئی کہ اس سے قبل لوگ اس کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر ایک ہزار کنواری عورتیں فوجیوں کی بدکاری کے باعث حاملہ ہو گئیں۔

اکابر صحابہؓ مدینہ سے نکل کر روپوش ہو گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ پہاڑ کی کھوہ میں چھپ گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

نقصانِ عظیم

اس حادثۂ فاجعہ نے مہاجرین و انصار کی کتنی معزز اور مایۂ ناز ہستیاں لوگوں سے چھین لیں اس کا اندازہ امام زہریؒ کے حسب ذیل جواب سے ہو سکتا ہے۔

کسی نے امام زہریؒ سے دریافت کیا کہ واقعہ حرہ میں مقتولین کی تعداد کتنی تھی؟ آپ نے فرمایا، مہاجرین و انصار کے سات سو سردار و اکابر۔ اور ان کے علاوہ دس ہزار افراد موت سے ہمکنار ہو کر اپنے خدا سے جا ملے۔

یہ حادثہ اور یزید کی پیشانیٔ خلافت کا کلنک ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ھ میں پیش آیا اور ایک مرتبہ پھر لوگوں کی آنکھوں میں شہادتِ حسینؓ کا اندوہناک نقشہ پھر گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

دوبارہ پیشکش

۱۰ ربیع الاول ۶۴ھ میں یزید کا انتقال ہوا تو ابن نمیر محاصرۂ مکہ اٹھا کر چل دیا مدینہ منورہ کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ یزید کے انتقال کی خبر سن کر اس کے مقرر کردہ عامل کو نکال چکے ہیں۔ حصین ابن نمیر نے مدینہ سے باہر اقامت اختیار کی، اہلِ مدینہ کی شورش بھی کم ہوئی ابن نمیر اب یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح علی ابن حسینؓ عالمِ اسلام کی خلافت قبول کرنے پر تیار ہو جائیں چنانچہ رات کی تاریکی میں تنہا انھیں تلاش کرنے نکلا اور ان سے ملاقات کر کے بولا کہ یزید مر چکا اس وقت عالمِ اسلام کا کوئی خلیفہ و امام نہیں آپ میرے ساتھ ملک شام

تشریف لے چلیں، میں کُل عالمِ اسلام کو آپ کی بیعت پر متفق کر دوں گا۔ اہلِ شام اہلِ اعراق کی طرح غدار و دھوکا باز نہیں۔ مگر علی ابنِ حسینؓ جن کا دل دنیا کی ہر چیز سے کھٹا ہو چکا تھا اور ان کے دل پر والد وغیرہ کی شہادت کے زخم تازہ تھے انکار فرماتے ہوئے بولے۔ میں اللہ تعالےٰ سے یہ عہد کر چکا ہوں کہ تمام عمر کسی سے بیعت نہیں لوں گا۔ ابن نمیر مایوس ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا۔

محاصرۂ مکّہ

محرم ۶۴ھ میں مسلم نے روح بن زنباع کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور بد بختی کی آخری مہر لگانے کے لئے محاصرۂ مکہ کے ارادہ سے چل پڑا۔ مقام "ثنیہ ہرشٰ" پر پہونچا تو سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرا قائم مقام حصین ابن نمیر السکونی ہوگا۔ اس کے بعد بولا کہ میں نے وحدانیتِ خدا اور رسالتِ محمدؐ کی شہادت کے بعد اہل مدینہ کے قتل سے بڑھ کر کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس پر مجھے ثواب کی توقع ہو۔ اگر اس عمل کے بعد مجھے دوزخ کی آگ چھوئے تو میں بد بخت ہوں۔ یہ کہہ کر مر گیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

یزید کی موت

یزید کی پیشانی پر محاصرۂ مکہ کے بعد شقاوت کی آخری مہر لگ چکی تھی اور اس سے بڑھ کر کوئی برا عمل باقی نہ رہا تھا اس لئے اس کی زندگی کے دن بھی پورے ہو گئے اور ابن عقبہ کے پیچھے پیچھے یہ بھی اس کے انتقال کے بعد ۱۴ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو مر گیا۔ انتقال کے وقت یزید کی عمر صحیح روایت کے مطابق ۳۵ سال تھی۔ کل حکومت کی مدّت تین سال چھ ماہ ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

ابن زبیرؓ کا غلبہ

یزید کی موت کے وقت حصین ابن نمیر مکہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا شامی فوج کی سنگباری سے بیت اللہ کی دیواروں کو نقصان پہونچا تھا اور آتش زنی کے باعث کعبۃ اللہ کے بعض پردے اور لکڑیاں جل گئے تھے۔

اسی دوران سب سے پہلے ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کو یزید کے مرنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے شامیوں سے پکار کر کہا کہ تمہارا گم کردہ راہ پیشوا مر گیا۔ اب بھی اگر تمہیں جنگ و نبرد آزمائی پسند ہے تو اختیار ہے لیکن اگر شام لوٹنا چاہو تو لوٹ جاؤ شامیوں نے ابن زبیرؓ کے فرمانے پر یقین نہیں کیا مگر جب ثابت ابن قیس قاصد کے ذریعہ اس کی تصدیق ہو گئی تو ابنِ نمیر محاصرہ اٹھا کر شام چلا گیا۔

ابن نمیر کے شام لوٹنے کے بعد حضرت ابن زبیرؓ کا حجاز اور کوفہ و بصرہ وغیرہ پر قبضہ ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت ابن زبیرؓ کی بیعت کر لی۔ مکمل قبضہ و بیعت کے بعد انھوں نے اپنے عامل مقرر کئے، مدینہ پر اپنے بھائی عبیداللہ ابن زبیرؓ کو عامل مقرر کیا۔ اور مدینہ سے بنو امیہ کو نکل جانے کا حکم فرمایا چنانچہ مروان ابن الحکم اور عبدالملک وغیرہ شام چلے گئے۔

اہل کوفہ پر امام بنا کر عبدالرحمٰن ابن یزید انصاری کو اور ابراھیم بن محمد بن طلحہ کو خراج کا افسر

مقرر کیا، ابراہیم کو مصر بھیجا اور لوگوں نے وہاں ابنِ زبیرؓ کی بیعت کرلی، بصرہ و یمن وجزیرہ حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کو بھیجا اور انھوں نے خلافتِ ابن زبیرؓ کی بیعت لی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مروان کی بیعت

عین اس وقت جبکہ حصین ابن نمیر حجاز سے شام لوٹا اسی وقت ابن زیاد بھی بصرہ سے شام پہونچ گیا۔ بنو امیہ کا شیرازہ اس وقت منتشر ہوچکا تھا۔ حمص میں نعمان ابن بشیرؓ، قنسرین میں زفر بن عبداللہ الکلابی فلسطین میں نائل ابن حبیش ابن زبیرؓ کی خلافت کی دعوت دے رہے تھے۔ حالات اس قدر ناگفتہ بہ تھے اور بنو امیہ کی حالت اس قدر کمزور تھی کہ مروان ابن زبیرؓ کی بیعت کرلینے کا ارادہ کرچکا تھا۔ اتنے میں ابنِ زیاد اور ابن نمیر نے پہونچ کر مروان کو خلافت کے لئے ابھارا اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ مروان اب ابن زبیرؓ کی بیعت کے ارادہ سے دست کش ہوگیا۔

خلافت مروان پر بنو امیہ کا اتفاق ہوگیا تو بنو امیہ اور ان کے ہواخواہ ابنِ زبیرؓ کے زور کو توڑنے اور لوگوں کو مروان و بنو امیہ کی جانب مائل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

شام میں اس وقت ابن زبیرؓ کے زبردست داعیٔ خلافت حضرت ضحاک ابن قیسؓ تھے آپ صحابیٔ رسولؐ اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ان کی نیابت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیرؓ کی بیعت و خلافت کا دائرہ وسیع ہوا تو انھوں نے ابن زبیرؓ سے بہتر کوئی اور آدمی نہ سمجھ کر ان کی بیعت کا ارادہ کیا، مگر بنو امیہ مروان کی سرکردگی میں مقابلہ پر آگئے۔ مقام "مرج راہط" میں ضحاک و مروان کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ ضحاک اس جنگ میں شہید ہوگئے اور شام میں مروان کا تسلط ہوگیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مروان کی موت

مروان کو زیادہ دنوں تختِ خلافت پر بیٹھنے کا موقعہ نہیں ملا اور موت نے جلد ہی دنیوی ناز و نعم سے محروم کردیا۔ ۶۵ھ میں دمشق میں انتقال ہوا کل مدتِ حکومت چھ ۶ ماہ ۸ ادن ہوئی۔

مختار کا خروج

مختار ابن ابی عبید الثقفی ایک چالاک و عیار شخص تھا۔ شجاعت کے جوہر سے مالا مال تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس وقت اسلامی سلطنت اضطراب و انتشار کا شکار ہے۔ شام میں عبدالملک ابن مروان کا تسلط ہے، حجاز وغیرہ پر ابن زبیرؓ قابض ہیں۔ میں ان دونوں سے کم نہیں، مجھے بھی حصول اقتدار کی کوئی تدبیر کرنی چاہئیے۔ اس نے ایک پروگرام کے تحت خونِ حسینؓ کا مطالبہ شروع کیا۔ سلیمان ابن صرد اور اس کے ساتھی جو توابین کہلاتے تھے مغلوب ہوکر کوفہ تازہ تازہ لوٹے تھے اور حضرت حسینؓ کی شہادت کے زخم ہرے ہوگئے تھے مختار ان دنوں

قید میں تھا، اس نے سلیمان ابن صرد وغیرہ کو قید خانہ سے ہی پیغام تعزیت بھیجتے ہوئے لکھا کہ میں خونِ حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا اور قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو کیفر کردار تک پہونچانا چاہتا ہوں۔ رفاعہ بن شداد جو توابین کے لشکر میں تھا اور زندہ بچ آیا تھا اس نے مختار کو جواب میں لکھا کہ "ہم اس بات پر رضامند ہیں جو تم پسند کرتے ہو" مختار ان لوگوں کو خفیہ طور پر خطوط لکھتا رہا، مختار کے پاس شیعہ جمع ہوئے، اس کے حامیوں اور پوشیدہ بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی۔

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مختار کی سرگرمیوں کی اطلاعات مل رہی تھیں۔ انھوں نے عبدالرحمن ابن یزید اور ابراھیم بن محمد بن طلحہ کو معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو والی بنا کر کوفہ بھیجا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرہ کا عامل بنایا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

خطبہ عبداللہ

عبداللہ بن مطیع مخزومی نے کوفہ پہونچ کر خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ مجھے امیرالمؤمنین عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سا برتاؤ کروں اور ان کے نقشِ قدم پر چلوں۔ سائب ابن مالک شیعی نے کھڑے ہوکر کہا کہ ہم ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسوہ پر راضی ہیں اور وہی ہمارے شہروں میں رائج ہے۔ امیر نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی۔ پھر کہا کہ میں تمہیں اسی راہ پر چلاؤں گا جسے تم پسند کرتے ہو۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

پولس افسر کا انتباہ

پولس افسر ایاس بن مضارب نے ابن مطیع سے کہا کہ یہ اعتراض کرنے اور بولنے والے مختار کے سرکردہ ساتھی ہیں، آپ مختار کے فتنہ سے مامون نہیں رہ سکتے۔ جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ اس کے پاس لوگ جمع ہو رہے ہیں لہٰذا اسے پھر جیل بھیج دیجئے ابن مطیع نے زائدہ ابن قدامہ اور ایک دوسرے سردار کو بھیجا۔ مختار کپڑے وغیرہ بدل کر چلنے کے لئے تیار ہوا مگر اسی وقت زائدہ ابنِ قدامہ نے جو اس کی گرفتاری پسند نہیں کرتا تھا یہ آیت تلاوت کی۔ "واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك۔" (مختار سمجھ گیا کہ ضرور دال میں کالا ہے تو اس نے یہ چال چلی کہ اچانک اپنے آپ کو زمین پر گرا کر چادر اڑھانے کا حکم دیا۔ اور اپنے کو بیمار ظاہر کرتے ہوئے بولا کہ امیر کو میرے حال کی اطلاع کر دینا۔ دونوں نے لوٹ کر ابن مطیع کو اس کی بیماری کی طلاع کر دی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

خروج کی ممانعت

مختار خونِ حسین رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کی آڑ لیکر خروج کا عزم کر چکا تھا شیعوں کو اس کے ارادے کا علم ہوا تو انھوں نے فی الحال باز رہنے کی تلقین کی۔ پھر شیعوں کی ایک جماعت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کے پاس پہونچی اور انھوں نے مختار کی دعوت اور مختار کے بارے میں ان کی رائے پوچھی۔

مختار کیونکہ یہ کہتا تھا کہ مجھے ابن الحنفیہ نے اس کام پر مامور فرمایا ہے، اس لئے جب اسے ان لوگوں کے جانے کا علم ہوا تو ڈرا کہ اب جھوٹ کی قلعی کھل جائے گی اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ محمد ابن الحنفیہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم اسے ناپسند نہیں کرتے کہ اللہ مخلوق میں سے جس سے چاہے ہماری مدد کرائے۔ ان لوگوں نے مختار کو ابن الحنفیہ کے فرمان سے مطلع کیا تو اب مختار نے خروج کا عزم مصمم کر لیا۔ شیعہ اس کے ساتھ تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مختار کی چالیں

مختار کے شیعہ ساتھیوں نے اس سے کہا کہ سارے امرائے کوفہ عبداللہ ابن مطیع کے ساتھ ہیں اور نہیں ان کا تعاون حاصل کرنا ضروری ہے ان امراء میں ابراہیم ابن اشتر نخعی نہایت با اثر ہیں۔ اگر وہ ساتھ ہو جائیں تو پھر دوسروں کے ساتھ نہ دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اس لئے ان کی رفاقت پر آمادگی سے پہلے خروج مناسب نہیں۔

مختار نے ان کے پاس ایک جماعت بھیجی جس نے انھیں خونِ حسینؓ کے انتقام پر ابھارا اور انکے والد کی حضرت علیؓ کے ساتھ رفاقت یاد دلائی۔ جماعت نے یہ بھی کہا کہ مہدی (ابن الحنفیہ) نے مختار کو اپنا وزیر اور خونِ حسینؓ کے انتقام کی دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ ابراہیم یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ جماعت نے مختار کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ پھر تین دن توقف کیا گیا اور تین دن کے بعد مختار کے سر برآوردہ ساتھیوں کی ایک جماعت اور مختار ابراہیم کے پاس پہونچے۔ ابراہیم انھیں دیکھکر کھڑے ہو گئے، احترام و اکرام سے پیش آئے اپنے پاس بٹھا کر آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے محمد ابن الحنفیہ کا ایک جعلی خط پیش کیا جس میں انھوں نے آلِ بیتِ رسول کی نصرت کی دعوت دی تھی، اور خونِ حسینؓ کے انتقام کے لئے کہا گیا تھا۔

ابن الاشتر نے کہا کہ میرے پاس ان کے خطوط اس خاص طریقہ کے بغیر آتے رہتے ہیں مختار بولا۔ یہ وقت وقت کی بات ہے۔

ابن الاشتر نے کہا اس کی کون شہادت دے سکتا ہے کہ یہ خط محمد ابن الحنفیہ کا ہے یہ سنکر مختار کے بہت سے ساتھیوں نے شہادت دی اور تصدیق کی تو ابن الاشتر اپنی جگہ سے اٹھے اور مختار کو اپنی جگہ بٹھا کر اس کی بیعت کر لی۔

مختار بیعت کے بعد لوٹ آیا۔ سنہ ۶۶ھ ۱۲ ربیع الاول کو بوقتِ شب مختار نے ابراہیم ابن الاشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ اب ہم خروج کا تہیہ کر چکے ہیں، آپ اپنی جمعیت کے ساتھ ہمارے تعاون سے دریغ نہ کریں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ابراہیم کے پاس اس کے ہمنوا و ساتھی اکٹھے ہونے لگے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مختار کا تسلط پولس افسر ایاس بن مضارب کو جاسوسوں کے ذریعہ آج کی شب بغاوت کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے عاملِ کوفہ عبداللہ ابن مطیع کو حالات سے مطلع کیا۔ ابن مطیع نے ایاس سے اس کے متعلق تدبیر پوچھی۔

ایاس بولے کہ کوفہ کے سات محلوں میں سے ہر محلہ پر پانچ سو آدمیوں کا دستہ اس کام کی انجام دہی کی خاطر مقرر کر دیا جائے کہ محلہ میں جو شخص بھی رات کے وقت باہر نظر آئے اسے گرفتار یا قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا۔

سوئے اتفاق یہ کہ ابراہیم اپنی جمعیت کے ساتھ مختار کے پاس جانے کے ارادہ سے نکلا تو سرِ راہ ایاس بن مضارب کا سامنا ہو گیا۔ ابراہیم نے ایاس سے راستہ چھوڑ دینے کے لئے کہا مگر ایاس نہ ہٹا نتیجتاً باہم مقابلہ ہوا اور ایاس ابراہیم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔

ادھر مختار کے پاس موجود چار ہزار کی جمعیت کا مقابلہ دو سرکاری فوجی دستہ سے ہوا۔ یہ باہم نبرد آزما تھے کہ اتنے میں ابراہیم بھی ایاس سے فارغ ہو کر مختار کے گھر کے قریب پہونچ گیا۔ سرکاری فوج نے شجاعت کے جوہر دکھائے مگر ابراہیم نے اسے شکستِ فاش دی۔ آخر کار عبداللہ ابن مطیع کو دار الامارت میں محصور ہو کر جان بچانی پڑی۔ مگر جب تین روز کے محاصرہ سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ یہاں جان بچانے کی کوئی صورت نہیں تو وہ ایک پوشیدہ راستہ کے ذریعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے مکان میں پناہ گزیں ہو گئے۔

ابن مطیع کے چلے جانے کے بعد باقی محصورین نے امان طلب کر کے دار الامارۃ مختار کے حوالہ کر دیا۔ مختار نے بیت المال اور دار الامارۃ پر قابض ہو کر روپیہ بے دریغ اپنے ہمنواؤں پر تقسیم کیا۔

مختار انتہائی عیار، چالاک اور سوجھ بوجھ کا شخص تھا اس نے مصلحتِ وقت کے مطابق لوگوں کو محمد ابن الحنفیہ کی امامت تسلیم کر لینے پر ابھارا اور ترغیب دی اہل کوفہ نے بخوشی حضرت محمد ابن الحنفیہ کی امامت کی بیعت مختار کے ہاتھ پر کر لی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

قاتلانِ حسین رضؓ کا انجام مختار کا جب کوفہ پر پورا تسلط ہو گیا تو اس نے قاتلانِ حسین رضؓ کو چن چن کر قتل کیا اور عبرتناک سزائیں دیں ہر وہ شخص جو کسی بھی عنوان سے حضرت حسین رضؓ کی شہادت کے وقت لشکرِ یزید میں رہا تھا یا اس نے مدد کی تھی اسے بخشا نہیں گیا مختار نے اس کام کی بخوبی انجام دہی کے لئے اس طرح کے افراد کی فہرست مرتب کرا لی تھی۔

عمرو بن سعد اور شمر بن ذی الجوشن گرفتار کر کے لائے گئے، تو شمر کو قتل کرا کے اس کی لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔ عمرو بن سعد نے امان طلب کی تو اول اس پر رضا مندی ظاہر

کی مگر پھر اسے بھی قتل کرادیا۔ قاتلین میں سے بعض جو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے ان کے مکان منہدم کرادیئے، اور جائدادیں ضبط کرلیں۔ غرض قاتلانِ حسینؓ نے دنیا ہی میں ایک حد تک اپنے عملِ بد کا انجام دیکھ لیا اور آخرت کا خسران اپنے ساتھ لے گئے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

ابنِ زیاد کا قتل

مختار نے کوفہ پر تسلط و قبضہ کے بعد کوفہ کے شرفار کو اپنا ہم نشین بنایا اور دوسرے اسلامی شہروں پر قابض ہونے کے لئے چند جھنڈے علم بنا کر منتخب لوگوں کو روانہ کئے۔ محمد بن عمیر بن عطارد کو آذر بھیجا عبداللہ بن حرث بن اشتر کو آرمینیا، عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل عَلَم دیکر روانہ کیا۔ جہاں جہاں بھی مختار کے بھیجے ہوئے افراد پہونچے انھیں کامرانی ہوئی، عموماً لوگوں نے مختار کی حکومت تسلیم کرکے بیعت کرلی، البتہ موصل میں عبیداللہ ابن زیاد عبدالملک کی طرف سے گورنر تھا وہاں مختار کے فرستادہ عبدالرحمن بن سعید کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ عبدالرحمن "موصل" کو چھوڑ کر "تکریت" میں قیام پذیر ہوا اور پھر مختار کو پورے حالات کی اطلاع کی، مختار نے موصل کی مہم پر یزید بن انس کا تقرر کرکے تین ہزار کی جمیعت کے ساتھ موصل روانہ کیا۔ عبیداللہ ابن زیاد کی طرف سے ربیعہ بن مختار یزید بن انس کے مقابلہ پر آیا مگر ربیعہ قتل ہوا اور اس کا لشکر شکست خوردہ واپس ہوا۔

اب ابنِ زیاد نے خود سپہ سالار بنکر مقابلہ کا ارادہ کیا۔ مختار کو معلوم ہوا کہ ابنِ زیاد خود لشکر جرار لئے ہوئے کوفہ آرہا ہے تو ابراہیم ابن اشتر بہت تیزی کے ساتھ عراق کی سرحد عبور کرکے "موصل" پہونچا۔ چنانچہ ابراہیم اور ابن زیاد کے لشکر کا زبردست مقابلہ ہوا۔ انتہائی خونریز جنگ کے بعد شامی شکست کھا گئے ان کے بڑے بڑے سردار ابن نمیر اور عبیداللہ ابنِ زیاد میدان جنگ میں کام آئے۔

عبیداللہ کا سر کاٹ کر فتح کی اطلاع کے ساتھ مختار کے پاس روانہ کردیا۔ اور اس کے باقی حصّہ کو آگ کی نذر کردیا گیا۔ دنیا میں بھی اس طرح اس کو قتلِ حسینؓ کی ذلت آمیز سزا بھگتنی پڑی رہی آخرت کی سزا تو وہ اللہ ہی جانتا ہے کیا ہوگی (البدایہ والنہایہ ج ۸ وتاریخ اسلام جلد ۲)

یزیدی سلطنت اور حسینؓ مختصر جائزہ

یزید نے چار سال کے قریب حکمراں رہا مگر اس کے دورِ حکومت میں فتح و کامرانی اور توسیعِ سلطنت، غیروں سے نبرد آزمائی کے بجائے مسلمانوں کو اضطراب، خلفشار اور باہمی کشت و خون کا

شکار ہونا پڑا۔ سیکڑوں مایۂ ناز ہستیاں لقمۂ اجل بن گئیں، قابلِ فخر افراد زمین کی تہ میں چھپ گئے۔ بہت سی مقدس ہستیاں خاک و خون میں نہائی ہوئی نظر آئیں۔ یہ سب کچھ یزید کے ایمار سے یا اس کے افسروں کے اشاروں پر اس کے دورِ حکومت میں ہوا۔

شہادتِ حسینؓ اور واقعۂ حرّہ اس کی زندگی، خلافت کے دو بدترین واقعے ہیں۔ بالخصوص ان دو عظیم حادثوں نے اسے بدترین افراد کی صفِ اوّل میں لا کھڑا کیا۔ جب بھی کسی ظالم و جابر حکمراں کے ظلم و ستم اور جبر و تشدد، حق سے غفلت، حق گوؤں کی ہلاکت، احکامِ شرع سے پہلوتہی اور عیش و عشرت میں مشغول شخص کا ذکر ہوتا ہے یزید کی شخصیت خود بخود ذہن کی سطح پر اُبھر آتی ہے اور حضرت حسینؓ اور انکے مظلوم رفقار کی مظلومیت، حق کی راہ میں جانسپاری کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے اللہ تعالےٰ حضرت حسینؓ اور اُن کے رفقار پر ہمیشہ رحمت کے پھول برسائے، دائمی نعمتوں سے اور جنت کے درجات سے نوازے، انھوں نے راہِ حق میں سر کٹا کر اہلِ حق کے لئے زندہ و جاوید نقوش چھوڑ دیئے۔

حضرت حسینؓ کا وہ خطبہ بھی یادگار اور آپ کے پاکیزہ خیالات کا مظہر اور بعد والوں کے لئے لائق تقلید ہے، جو آپ نے بیضار نامی مقام میں حُر اور اس کے ساتھیوں اور اپنے رفقار کے سامنے دیا تھا۔

آپؓ نے ارشاد فرمایا تھا:۔

"لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ظالم بادشاہ کو دیکھے کہ وہ خدا کی حرام کردہ اشیار کو حلال کرتا، عہدِ خداوندی کو توڑتا اور سنتِ رسول اللہ کی مخالفت کرتا، بندگانِ خدا پر گناہ اور زیادتی کا ارتکاب کرتے ہوئے حکمرانی کرتا ہے۔ اور مشاہدہ کرتے اور اس کی غلط حرکتوں کو دیکھنے والے لوگ اپنے قول و عمل سے اظہارِ غیرت نہیں کرتے تو اللہ تعالےٰ کو یہ حق ہے کہ بجائے اس ظالم سلطان کے ان مشاہدہ کرنے والوں کو جہنم میں جھونک دے۔ یہ بات تم لوگ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ لوگ شیطان کے فرمانبردار بن چکے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری سے منہ موڑ لیا ہے زمین پر فتنہ و فساد پھیلا کر اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ حدود کو معطل و بیکار بنا دیا ہے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ مالِ غنیمت میں اپنا حصّہ زیادہ رکھتے ہیں۔ خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ اس واسطے مجھے اس کا زیادہ حق پہونچتا ہے کہ میں ان باتوں پر سب سے بڑھ کر اظہارِ غیرت کروں۔"

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

امام حسین رضی اللہ عنہ نظامِ باطل کو ختم کرنے کے لئے کوشاں تھے اور اس کوشش کی راہ میں انھوں نے اپنی اور مقدس رفقار کی جانیں پیش کر دیں۔

عام نقطۂ نظر سے اگر دیکھیں تو اس کے لحاظ سے بھی یزید ہرگز اس کا اہل نہ تھا کہ وہ امیر معاویہؓ کا جانشین بنے۔ یزید کی عملی زندگی چونکہ خلافِ شریعت امور اور فسق و فجور کی حامل تھی اس سے مسلمانوں کی مذہبی خصوصیات اور عملی زندگی پر اثر پڑا۔ ضعیف الایمان حضرات بادشاہ کی عملی زندگی دیکھ کر جری ہوگئے۔ یزید نے عملاً ثابت کیا کہ شراب اور گانے بجانے میں مضائقہ نہیں۔ اس سے قبل دنیائے اسلام میں یہ خرابیاں آئی ہی نہ تھیں۔ بلاشبہ حضرت امیر معاویہؓ کا یہ انتخاب خواہ کچھ لوگوں کے توجہ دلانے اور سعی کی بنا پر ہو کسی طرح موزوں نہ تھا۔ اس انتخاب سے بڑی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت میں وراثت کی بنیاد پڑ گئی اور اہل و نااہل کی تمیز اُٹھ گئی۔

مجموعی طور پر یزید کی مخالفت، عام خلفشار، اس کی بدعملی اور خلفائے راشدین کی سنت کے خلاف انتخاب کا نتیجہ تھا۔

آخر میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں اپنا منظوم خراجِ عقیدت پیش کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔

نذرِ حسینؓ

اے حسین ابنِ علیؓ سبطِ رسولِ ہاشمی ۔۔۔ رہبرِ راہِ ہدایت سید ابنِ سیدی
جان دے کر تو نے سکھلائے رموزِ زندگی ۔۔۔ خون سے روشن کئے تو نے چراغِ آگہی

تو نہ گھبرایا گروہِ شمر کی یلغار سے ۔۔۔ تو رہا حق کا نشاں گفتار سے کردار سے
تیری شخصیت فصیلِ حق و باطل بن گئی ۔۔۔ جوہرِ حق تو نے پایا حیدرِ کرار سے

رفعتِ اوصاف پر سارا زمانہ متفق ۔۔۔ تیرے رتبہ کی بلندی قابلِ رشکِ انام
سیدِ اہلِ شبابِ خلد فرمانِ حضورؐ ۔۔۔ صاحبِ تکریمِ اعظم تجھ کو ہم کا سب کا سلام

کفیل الرحمٰن نشاط

(ختم شد)

ناشر:۔ ادارۂ رسرفتران دیوبند۔ یوپی

إِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ

یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

(اور) ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کو سلام اس لفظ سے کیا جائیگا السلام علیکم

شیطان کا اظہارِ بیزاری

سو تم ساری ملامت مجھ پر مت کرو کہ میں نے تم کو اپنی طرف بلایا بلکہ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو، کیونکہ تم نے میری بات پر عمل کیا نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم کو دوزخ سے بچانے والا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو اور نہ مجھ کو دوزخ سے بچانے والے ہو میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے قبل مجھ کو خدا کا شریک قرار دیتے تھے یا یہ کہ آج کے دن میں تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں، یا یہ کہ شیطان کہے گا کہ اس دن سے قبل دنیا میں جو تم نے دین اختیار کیا تھا اور میری بات مانی تھی، میں ان سب باتوں سے اور تم سے بھی بیزار ہوں۔

یقیناً کافروں کو ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اور جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کی پوری بجا آوری کی ان کو ایسے باغوں میں داخل کیا جائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی اور وہ جنت میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ (یعنی کلمہ توحید) کی کہ وہ مشابہ

طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ

ہے ایک پاکیزہ درخت کے جسکی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہونگی وہ

اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ تعٰ (ایسی) مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ

بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندہ کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی)

كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا

مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اُکھاڑ لیا جاوے اسکو

مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

کچھ ثبات نہ ہو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ج وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ لا

دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں کو بچلا دیتا ہے

وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ایک درخت کی مثال

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ نے کلمہ توحید یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کیسی اچھی مثال بیان فرمائی کہ مؤمن مشابہ ہے کھجور کے درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو، اسی طرح مؤمن مخلص کا دل کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر خوب قائم رہتا ہے، اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہوں، ایسے ہی مؤمن مخلص کا عمل قبول ہوتا ہے اور وہ درخت خدا کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے۔ اسی طرح مؤمن مخلص ہر وقت حق تعالیٰ کی اطاعت اور امور خیر میں مصروف رہتا ہے اور کہا گیا ہے کہ بِاِذْنِ رَبِّهَا نفع اور تعریف میں یہ لفظ کلمہ طیبہ کی صفت ہے، جیسا کہ کھجور کا پاکیزہ درخت اس کا پھل بھی پاکیزہ ہے، اسی طرح مؤمن کی حالت ہے۔

غرضکہ کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے۔ سو اسی طرح مؤمن حجت و برہان کے ساتھ قائم ہے اور جیسا کہ کھجور کی شاخیں آسمان کی طرف بلند رہتی ہیں، اسی طرح مؤمن مخلص کا عمل آسمان کی طرف چڑھتا رہتا ہے، اور جیسا کہ کھجور کا درخت ہر چھ ماہ پر اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا ہے، اسی طرح مؤمن مخلص اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اطاعت اور امور خیر میں لگا رہتا ہے۔

حق تعالیٰ اس قسم کی مثال لوگوں کو کلمہ توحید کے اوصاف بتانے کے لئے اس لئے بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور توحید خداوندی کے قائل ہوں، اور گندہ کلمہ یعنی کفر و شرک کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک خبیث درخت ہو مراد حنظل ہے جس میں نہ کسی قسم کا نفع ہے اور نہ شثبر بنی ہے، اسی طرح شرک میں بھی نہ نفع ہے

اور نہ شیرینی، اور جیسا کہ شرک مذموم ہے کسی بھی تعریف کے لائق نہیں، اسی طرح مشرک بھی مذموم ہے، وہ بھی کسی تعریف کے قابل نہیں، اس درخت کو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اور اس کو زمین میں کچھ ثبات نہ ہو، اسی طرح مشرک کے استحکام کے لئے کوئی حجت نہیں ہوتی، اور نہ شرک کی حالت میں کوئی عمل قبول ہوتا ہے جیسا کہ حنظل کے درخت کی ثبات اور قرار کے لئے کوئی جڑ وغیرہ نہیں ہوتی۔

جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے، یا یہ کہ ان حضرات کو جو میثاق کے دن طیب خاطر سے ایمان لائے اور وہ ہی حضرات اصحاب ہیں، ان کو حق تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی برکت سے دنیا میں بھی مضبوط رکھتا ہے کہ وہ اس سے رجوع نہیں کرتے اور قبر میں بھی منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور ان مشرکین کو حق تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے دنیا میں بھی تبلا دیتا ہے کہ وہ خوشی سے اس کے قائل نہیں ہوتے اور قبر میں بھی اور جس وقت وہ قبروں سے نکالے جاتے ہیں، تب بھی ان کو اس پر اثبات نہیں عطا کرتا، اور وہ اہل شقاوت میں سے ہوتے ہیں اور بچلاتا اور ثابت قدم رکھنا یا یہ کہ منکر نکیر کے سامنے بہک جانا یہ سب حق تعالیٰ کی مشیت سے ہوتے ہیں ؛

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی

قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ

قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تاکہ (دوسروں کو بھی)

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

اس کے دین سے گمراہ کریں آپ کہہ دیجئے کہ چندے عیش کر لو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا

جو میرے خالص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی

جہنم برا ٹھکانہ } اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو ان کی اطلاع نہیں، جنہوں نے نعمت خداوندی یعنی کتاب اور رسول کا انکار کیا، مُراد اس سے بنوامیہ اور بنی مغیرہ ہیں، جو بدر کے دن مارے گئے کہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا، اور ان مکہ والوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی بدر میں، یا یہ کہ جہنم میں پہنچا دیا، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بری اُترنے اور رہنے کی جگہ ہے۔ اور ان لوگوں نے بتوں کو اللہ کا ساجھی قرار دے کر ان کی پرستش شروع کر دی تاکہ اس کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ مکہ والو! اپنے کفر میں مست رہ لو، پھر قیامت کے دن تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے خاص ایماندار بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع وسجود اور تمام آداب اور اس کے تمام واجبات کے ساتھ پابندی رکھیں، اور جو ہم نے ان کو اموال دیئے ہیں ان میں سے پوشیدہ اور آشکار کر کے صدقہ کیا کریں۔ قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی کا فرو مؤمن کسی کو کسی کی دوستی سودمند نہ ہوگی، ان خوبیوں کے مالک اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ؏

لباب النقول فی اسباب النزول } (سورۂ ابراہیم) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابن جریر نے عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن مارے گئے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ

(یعنی مینھ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کیواسطے

الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾

کشتی (اور جہاز) کو مسخر بنایا کہ وہ خدا کے حکم (وقدرت) سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج وَسَخَّرَ

(اپنی قدرت کا) مسخّر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخّر بنایا جو ہمیشہ چلنے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ ج وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ط

ہی میں رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخّر بنایا اور جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ

اور اللہ تعٰ کی نعمتیں اگر (ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی

۵ ع ۷ ۱۷ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

بے انصاف اور بڑا ہی ناشکر ہے۔

بڑا بے انصاف اور ناشکرا

اب حق تعالیٰ توحید کو بیان فرماتا ہے کہ اس ذات نے بارش برسا کر ہمہ قسم کے پھل اور چارہ تمہاری روزی اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے لئے پیدا کیا، اور تمہارے لئے کشتیوں کو مسخر کر دیا۔ کہ وہ خدا کے حکم اور اس کے ارادہ سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے لئے نہروں کو مسخر بنایا کہ جہاں چاہو تم نہریں لے جاؤ، اور قیامت تک کے لئے تمہارے نفع کے واسطے چاند و سورج کو مسخر بنایا اور رات دن کو مسخر بنایا کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے، اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے، اور جو چیز تم نے مانگی وہ تم کو دی، اب تمہارے لئے مانگنا زیبا نہیں رہا کیونکہ اگر تم حق تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے، اور نہ ان کا شکر ادا کر سکتے ہو۔ یقیناً کافر بہت ہی بڑا بے انصاف اور بہت ہی حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ

اور جب کہ ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجئے اور مجھ کو اور

وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ ط رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا

میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھیئے اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے

مِّنَ النَّاسِ ج فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ج وَمَنْ عَصَانِيْ

آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بابت میں)

فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي

میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر للمغفرت (اور) کثیر الرحمت ہیں اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک

بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا

(کفِ دست) میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز

الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ

کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو

وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾

(محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجئے تاکہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعاء

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد دُعاء فرمائی کہ میرے پروردگار مکہ کو امن والا بنا دیجئے۔ اس سے کوئی اس پر حملہ آور ہو اور اس طور پر کہ خوفزدہ اس میں آکر پناہ حاصل کر سکے، اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو بتوں اور آگ کی پرستش سے بچائے رکھیے۔ کیونکہ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، ان کی پرستش سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔ سو جو میری راہ پر چلے گا اور میری اطاعت کرے گا وہ تو میرے دین پر قائم ہے۔ اور جو میری راہ پر نہ چلے تو ان میں سے جو توبہ کرے، اس کی آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے تو آپ اس پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

ہمارے پروردگار میں خانہ کعبہ کے قریب اسمٰعیل اور اس کی والدہ کو ایک کفِ دست میدان میں جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ گھاس ہے آباد کرتا ہوں، تاکہ قبلہ کی جانب نماز کا اہتمام رکھیں، اور آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے، تاکہ ان کو اس مقام کا شوق پیدا ہو، اور ہر سال اس کی زیارت کے لئے حاضر ہوں، اور ان کو مختلف قسم کے پھل کھانے کے لئے دیدیجئے، تاکہ آپ کی نعمت کا شکر کریں۔

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ

اے ہمارے رب آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں اور جو ظاہر کر دیں اور

مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

اللہ تعالیٰ سے (تو) کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں تمامی حمد (وثنا) خدا کے لئے

وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ ۭ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ

(سزاوار) ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ (دو بیٹے) عطا فرمائے حقیقت میں میرا رب دعا کا

الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ

بڑا سننے والا ہے اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام رکھنے والا رکھیے اور میری اولاد میں بھی

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

بعضوں کو اے ہمارے رب اور میری دعا قبول کیجئے (اور) اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ

۶ ع ۷ ۱۸ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا

کی بھی اور کل مؤمنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن اور (اے مخاطب) جو کچھ یہ ظالم (کافر) لوگ کر رہے ہیں

عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ۵ ۭ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ

اس سے خدا تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھو (کیونکہ) ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی

فِيهِ الْأَبْصَارُ ۙ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

نگاہیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے اپنے سر اوپر اٹھا رکھے ہوں گے (اور) انکی نظر

إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۭ ﴿۴۳﴾

انکی طرف ہٹ کر نہ آوے گی

قیامت کے دن کافروں کا حال

ہمارے پروردگار تجھے سب معلوم ہے جو ہم اسمٰعیلؑ کی محبت دل میں رکھیں، اور اسحٰقؑ کی محبت کا اظہار کریں، یا یہ کہ جو اسمٰعیلؑ کا شوق دل میں رکھیں اور اس کی تکلیف کا اظہار کریں حق تعالیٰ سے تو کوئی بھی نیکی اور برائی مخفی نہیں،

تمام حمد اسی خدا کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کیے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے، میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا اہتمام رکھنے والا کیجئے اور میری اولاد میں سے بھی، یعنی مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز کی بدولت عزت و سرفرازی عطا فرمایئے، پروردگار میری عبادت قبول فرما۔ اور میری اور میرے ماں باپ، اور تمام مسلمانوں مرد و عورتوں کی مغفرت فرمایئے، جس دن کہ حساب قائم ہوگا، اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا، سو جس کی نیکیاں غالب ہونگی تو اس کے لئے جنت ہے اور جس کی برائیاں غالب ہونگی،

اس کے لئے دوزخ ہے، اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ اہل اعراف سے ہوگا۔
جو کچھ یہ مشرک لوگ کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں حق تعالیٰ کو یہ نہ سمجھو کہ حق تعالیٰ ان کی گرفت نہیں فرمائے گا، ان کو صرف قیامت کے دن تک کی مہلت دے رکھی ہے، اس دن کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی اور وہ داعی کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوں گے، اپنے سروں کو ہلاتے ہوئے یا اوپر اٹھاتے ہوئے ہوں گے، یا یہ کہ اپنی گردنوں کو بلند کئے ہوئے ہوں گے، گھبراہٹ اور ہول کی وجہ سے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی، اور ان کے دل ہر ایک نیکی سے بالکل خالی ہوں گے، یا یہ کہ بالکل بدحواس ہوں گے ؞

وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ

اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آ پڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے

ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۙ نُجِبْ دَعْوَتَكَ

کہ اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان

وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ

لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے کیا تم نے اس سے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے

مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَسَكَنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ

حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی

ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ

اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں

وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ ۖ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ

اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے

مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

پہاڑ بھی ٹل جاویں — بس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ

رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾

سمجھنا — بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست (اور) پورا بدلہ لینے والا ہے۔

وعدہ خلافی ناممکن ہے

آپ مکہ والوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آ پڑے گا، اور وہ بدر کا دن ہے، یا قیامت کا دن ہے تو پھر یہ مشرکین کہیں گے، ہمارے پروردگار دنیا کے بقدر ایک مدت اور ہم کو مہلت دیدیجئے، ہم توحید کے قائل ہو جائیں گے۔ اور رسولوں کا اتباع کریں گے، حق تعالیٰ ان سے فرمائیگا کیا تم نے اس سے قبل دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تم کو دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں، اور بعث بعد الموت کچھ نہیں۔ حالانکہ تم ان پہلے لوگوں کی جگہ میں رہتے تھے جنہوں نے کفر و تکذیب سے اپنی جانوں کا نقصان کیا تھا پھر بھی تم نے ان کی ہلاکت سے نصیحت نہیں حاصل کی، اور تم کو معلوم ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور ہم نے تم سے قرآن کریم میں ہر ایک طریقہ سے وعدے، وعید، رحمت و عذاب کی مثالیں بیان کیں، اور ان لوگوں نے رسولوں کی تکذیب میں بہت بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں، اور ان کی تدبیروں کی سزا حق تعالیٰ کے سامنے تھی، اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں، اور ان کی تدبیر نمرود جبار کی تدبیر کی طرح تھی حق تعالیٰ نے جو رسولوں کی نجات اور ان کے دشمنوں کی ہلاکت کا ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس میں حق تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا سمجھنا، بے شک حق تعالیٰ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست ہے۔ اور اپنے دشمنوں سے دنیا و آخرت میں پورا بدلہ لینے والا ہے ؁

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا

جس روز دوسری زمین بدل دی جاوے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور اس روز مجرموں (یعنی کافروں) کو زنجیروں میں

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝٤٩ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ

جکڑے ہوئے دیکھے گا (اور) ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ

وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝٥٠ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ ہر (مجرم) شخص کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٥١

اسکے کیے کی سزا دے یقیناً اللہ تو بڑی جلدی حساب لینے والا ہے

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعہ سے (عذاب سے) ڈرائے

اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٥٢ ع ۷ ۱۹

جاویں اور تاکہ اس بات کا یقین کرلیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانشمند لوگ نصیحت حاصل کریں

نزولِ قرآن کا مقصد

جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی، یعنی اس حالت موجودہ کے علاوہ اس کی دوسری حالت ہوجائے گی اور اس میں کمی وزیادتی کردی جائے گی، اور اس کے پہاڑوں اور گھاٹیوں کو برابر کردیا جائے گا، اور آسمان حق تعالیٰ کے داہنے ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے، اور سب کے سب ایک اللہ کے روبرو پیش ہونگے جو تمام مخلوق کو موت دینے میں زبردست ہے، اور قیامت کے دن تو مشرکین کو شیاطین کے ساتھ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا، اور ان کے کرتے قطران کی طرح سیاہ آگ کے ہوں گے یا یہ کہ قطران کے زرد کرتے نہایت ہی گرم ہوں گے، اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی، اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو اس لئے پیش ہوں گے، تاکہ حق تعالیٰ نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا دے، اور حق تعالیٰ بہت سخت حساب لینے والا ہے، یا یہ کہ ان کے حساب و کتاب میں کوئی دشواری نہیں، وہ جب حساب لینا شروع فرمائے گا، تو بہت جلد حساب لے لیگا۔

یہ قرآن کریم حق تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو احکام کا پہنچانے والا ہے، یا یہ کہ لوگوں کے لئے اوامر و نواہی

وعدے وعید اور حلال و حرام کو بیان کرنے والا ہے۔ اور تاکہ قرآن کریم کے ذریعہ سے عذاب سے ڈرائے جائیں، اور تاکہ اس بات کا یقین اور اقرار کرلیں کہ وہ ہی ایک معبود برحق ہے، نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کے اولاد ہے، اور تاکہ اس قرآن کریم کے ذریعہ سے دانشمند نصیحت حاصل کرلیں۔

اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاٰخرۃ

آیاتھا ۹۹	(۱۵) سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ (۵۴)	رُکُوْعَاتُھَا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

آلرا یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی۔

(سورۂ حجر) یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ سو چوّن (۶۵۴) کلمات اور دو ہزار سات سو ستر (۲۷۷۰) حروف ہیں:۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم الخ۔ میں ایسا خدا ہوں کہ تمام چیزوں سے باخبر ہوں، یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ سورت ایک کامل کتاب کی آیتیں ہیں، اور میں قرآن کریم کی قسم کھاتا ہوں، جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے۔

الحمد للّٰہ

کہ

تفسیر ابنِ عباسؓ کا پارہ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۱۳ ختم ہوا۔

ناشر

ادارۂ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند۔ (یوپی)

(کتبہ حسین فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

قرآن اور آپ کا گھر؟

کیا آپ کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے؟
بالغ افراد میں سے کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں؟
بچوں میں سے کتنے قرآن پڑھتے ہیں؟
کیا بچوں کو قرآنی قصص و واقعات سنائے جاتے ہیں؟
کیا گھر میں قرآن کی آیات اور احکام پر باتیں ہوتی ہیں؟
بڑوں اور بچوں کو قرآن میں سے کیا کچھ یاد ہے؟

کیا بڑوں یا بچوں میں سے قرآن کا مفہوم سمجھنے یا ترجمہ جاننے والا بھی کوئی ہے؟
کیا گھر میں قرآن کو سمجھنے کیلئے کچھ کتابیں موجود ہیں؟ (مثلاً ترجمے، تفسیریں، قرآنی مضامین و مقالات)
کیا قرآنی آیات یا اُنکے تراجم کے کتبے دیواروں پر آویزاں ہیں؟
کیا گھر کے مرد یا خواتین کسی حلقہ درسِ قرآن میں حصہ لیتی ہیں؟

محض آپ کے غور و فکر کے لئے

ناشر - ادارۂ درسِ قرآن دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم — اللّٰھم علمہ الکتاب (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما"

تفسیر ابن عباسؓ کامل اردو

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

پارہ ۱۳

وما ابرئ نفسی

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی) رجسٹرڈ

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ــ (جامع) ــ مجد الدین ابو طاہر محمدؒ بن یعقوب شیرازیؒ
ترجمۂ تفسیر ــ ــ ــ مولانا عابد الرحمٰن صدیقی
تفسیری عنوانات ــ ــ ــ مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تعارف!

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (اردو)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روح پرور تقریر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

ترتیب: (۱) متن قرآن کریم۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ۔ (۳) صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر۔ (۴) آیات قرآنی کی دلنشین شان نزول از علامہ سیوطی۔ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات

طریق اشاعت: ــ ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو رہا ہے۔

ھدیہ: ــ فی پارہ ــ چار روپے ۴/- تیرہ پارے شائع ہو چکے ہیں۔

رعایت: ــ ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے۔ آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی، پی جائے گی، اور محصولڈاک بذمہ ادارہ ہوگا۔

تعاون: ــ ایک عظیم صحابی رسولؐ کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارے سے تعاون فرمایئے

دو ماہی پروگرام بابت ۱۹۷۷ء ممبران کے لئے محصولڈاک بذمہ ادارہ	ہدیہ فی پارہ چار روپے (۴/-) مطبوعہ محبوب پریس دیوبند

ناشر: ــ
ادارۂ درسِ قرآن دیوبند۔ یوپی (رجسٹرڈ)

فہرست مضامین تفسیر ابن عباسؓ پارہ وما ابرئ نفسی (۱۳)

ناشر

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

واقعۂ کبریٰ

حضرت میمون ابن مہران رحؒ کہتے ہیں کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں حاضر تھا جب نماز پڑھنے کی خاطر آپ کا جنازہ رکھا گیا تو ایک سفید رنگ کا پرندہ آکر آپ کے کفن میں داخل ہو گیا اور پھر باوجود تلاش کے وہ نہ ملا جب آپؓ کو قبر مبارک میں رکھ کر مٹی برابر کر دی گئی تو ہم نے ایک آواز سنی، ہم صرف آواز سن رہے تھے اور کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ کوئی پڑھ رہا تھا۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ	اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار
ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً	(کے جوار رحمت) کی طرف چل اس طرح سے کہ تو
مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي	اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر (ادھر
عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي	چلکر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا اور
× × × ×	میری جنت میں داخل ہو جا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۶ ذکر ابنِ عباسؓ)

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند (یو پی)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

اور (باقی) میں اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہیں بتلاتا (کیونکہ) نفس تو (ہر ایک کا) بری ہی بات بتلاتا ہے بجز

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

اس (نفس) کے جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے اور (شکر) بادشاہ نے کہا کہ

ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ

ان کو میرے پاس لاؤ میں انکو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو (ان سے) کہا

لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ

کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کردو میں

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ

(انکی) حفاظت (بھی) رکھوں گا (اور) خوب واقف ہوں اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف علیہ السلام کو بااختیار بنادیا

یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ

کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کردیں اور ہم

وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ

نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر

خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

ہے ایمان اور تقویٰ والوں کے لئے

آخرت کا ثواب } اس پر جبریل امین نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا اور نہ اس وقت جبکہ زلیخا نے آپ پر اصرار کیا تھا، تب یوسف علیہ السلام نے فرمایا باقی میں اپنے نفس کو بالذات وساوس سے بری اور پاک نہیں بتلاتا، کیونکہ دل تو ہر ایک کا پورے جسم کو بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس نفس کے جس کو میرا رب ان وساوس سے معصوم رکھے (جیسا انبیاء کرام کے

نفوس قدسیہ جن میں یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہے) اور میرا رب بڑی مغفرت والا ہے، اور رحمتوں والا ہے کہ مجھ پر اس نے رحمت فرمائی۔
یہ باتیں سنکر بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ، میں ان کو عزیز سے لے کر خاص اپنے کام کے لئے رکھوں گا چنانچہ لوگ انکو بادشاہ کے پاس لائے اور بادشاہ کے سامنے پھر انہوں نے خواب کی تعبیر بیان کی، بادشاہ نے ان سے کہا تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز و معتبر اور صاحب امانت ہو (بادشاہ کو انتظام قحط کی فکر ہوئی)۔
یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مصر کے خزانوں پر مامور کر دیجئے میں اسکی مقدار وغیرہ کی حفاظت بھی رکھوں گا اور قحط سالی کے زمانہ و نوعیت بھی خوب واقف ہوں، یا یہ کہ جو کام آپ میرے سپرد کریں گے میں اس کی حفاظت بھی کروں گا اور ان تمام غرباء کی زبانوں سے بھی خوب واقف ہوں جو آپ کے پاس آتے ہیں۔ اور ہم نے ایسے عجیب طور پر یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں بااختیار بنادیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔ ہم اپنی خصوصی رحمت یعنی نبوت و اسلام جس پر چاہیں، اور جو اس کا اہل ہو متوجہ کر دیں اور ہم ایسے مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو قول و فعل میں نیکوکار ہیں۔
اور آخرت کا ثواب دنیا کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے ایسے حضرات کے لئے جو حق تعالیٰ اور اس کی تمام کتابوں تمام احکام پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہوں ۞

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ

اور کنعان میں بھی قحط ہوا تو بنیامین کے سوا یوسفؑ کے بھائی آئے پھر یوسفؑ کے پاس پہنچے سو یوسفؑ نے انکو پہچان لیا اور انہوں نے یوسفؑ

مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ

کو نہیں پہچانا اور جب یوسفؑ نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمایا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی

مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾

(ساتھ) لانا (تاکہ اسکا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾

کرتا ہوں اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا

وہ بولے (دیکھئے) ہم (اپنے حد امکان تک تو) اسکے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کرینگے اور یوسفؑ نے

بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَآ إِذَا انْقَلَبُوٓا

اپنے نوکروں سے کہدیا کہ ان کی جمع پونجی ان (ہی) کے اسباب میں (چھپاکر) رکھدو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اسکو پہچانیں شاید

إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ

(یہ احسان وکرم دیکھ کر) پھر دوبارہ آویں - غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوبؑ) کے پاس پہنچے

قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ

کہنے لگے اے ابا ہمارے لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کردی گئی سو آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیجدیجئے

وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٦٣﴾

تاکہ ہم (پھر) غلہ لاسکیں اور ہم انکی پوری حفاظت رکھیں گے

حضرت یوسفؑ کے بھائی دربار یوسفی میں

چنانچہ یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو یوسف علیہ السلام نے تو ان کو پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا، غرضکہ یوسف علیہ السلام نے جب ان کو غلہ تول دیا تو ان سے کہا کہ جیسا کہ تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہے تو اب اگر آنے کا ارادہ کرو تو اس کو بھی لانا تاکہ اس کا غلہ بھی ملے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور غلہ کو ناپ کرانا تقسیم کرانا میرے اختیار میں ہے اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں۔ اور اگر تم اپنے علاتی بھائی کو نہ لائے (تو میں سمجھوں گا کہ تم دھوکہ سے زیادہ غلہ لینا چاہتے ہو تو اس کی سزا میں) تم کو نہ آنے پر غلہ ملے گا اور نہ تم دوبارہ میرے پاس آنے کا ارادہ کرنا۔

وہ بولے ہم اپنے باپ سے اس کو مانگیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم ضرور اس کو لے کر آئیں گے ہم اس کی ضمانت لیتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے فرمایا ان کی جمع پونجی ان کے پالان ہی میں اس طرح چھپا کر رکھدو کہ ان کو پتہ نہ چلے تاکہ یہ میرے احسان کو پہچان لیں، یا یہ کہ ان کو معلوم ہوجائے کہ یہ ان ہی کی جمع پونجی ہے اور وہ جب اپنے والد کے پاس پہنچیں تو پھر ان دراہم کو لے کر میرے پاس آئیں۔

غرضکہ جب یہ بھائی کنعان آئے تو کہنے لگے اگر اب آئندہ آپ بن یامین کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجیں گے تو غلہ کی ہم سے بندش ہوگئی، لہٰذا ہمارے ساتھ بن یامین کو روانہ کیجئے تاکہ وہ بھی اپنے لئے ایک اونٹ کے بقدر غلہ لاسکے، اور اگر اس لفظ کو نون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا۔ تاکہ پھر ہم غلہ لاسکیں، اور ہم بن یامین کی حفاظت کے پورے ضامن ہیں کہ صحیح وسالم پھر آپ کے پاس ان کو لے آئیں گے ❊

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ

یعقوب (ع) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) بس اسکے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے اسکے بھائی

مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۶۴

(یوسف) کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ (کے سپرد وہی) سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ

مہربان ہے اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو (اس میں) ان کو ان کی جمع پونجی (بھی) ملی کہ

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ج

ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (دیکھئے) اور ہم کو کیا چاہیئے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ

اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد لادیں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ

كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝۶۵ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

غلہ اور زیادہ لاویں گے یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اسوقت تک ہرگز اس کو تمہارے

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ

ہمراہ نہ بھیجوں گا جبتک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور لے ہی آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ

بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا

تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے اس پر قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا کہ

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۶۶

ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالہ

حق تعالیٰ نگران و گواہ ہے

یہ سنکر یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں بن یامین کے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس سے پہلے یوسفؑ کے بارے میں تمہارا اعتبار کرچکا ہوں اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تم سے میں نے عہد و پیمان لیا تھا، اب اس سے زیادہ اور کیا عہد و پیمان لے سکتا ہوں بس تمہاری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے حق تعالےٰ ہی کے سپرد ہے، اور وہ ہی بن یامین پر اس کے والدین اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے۔

(چنانچہ اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنے سامان اور پالانوں کو کھولا تو اس میں انکے غلہ کی قیمت بھی ملی جو ان ہی کو واپس کردی گئی تھی تو کہنے لگے ابا جان لیجئے ہم نے جو کچھ اس بادشاہ کی شفقت اور احسان و کرم آپ سے آکر بیان کیا ہے، اس میں ہم جھوٹے نہیں، یا یہ کہ قیمت کی واپسی ...... کی تو ہم نے ان سے درخواست نہیں کی تھی، اور ہم نے غلہ کی جو قیمت ادا کی تھی وہ بھی ہمارے غلہ کے ساتھ ہم ہی کو واپس کردی گئی۔ یہ اس بادشاہ یعنی یوسفؑ کا اور ہمارے حال پر مزید احسان و کرم ہے، یہ دیکھ کر حضرت یعقوبؑ نے ان سے فرمایا بلکہ اس شخص نے تم کو اس طریقہ پر آزمایا ہے۔ یہ قیمت بھی ان کے پاس واپس لے جاؤ اور ان کو لے جا کر دے دو (اولاد بولی ایسے کریم بادشاہ سے) اپنے گھر والوں کے لئے اور رسد لائیں گے اور وہاں آنے جانے میں اب تو بن یامین کی بھی خوب حفاظت کریں گے۔ اور بن یامین جب ہمارے ساتھ ہوں گے تو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور لادیں گے، یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے۔ اور تو بن یامین ہی کی وجہ سے ملے گا، یا یہ کہ یہ کام تو بہت ہی آسان ہے اور یہ تدبیر تو بہت ہی عمدہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان سے غلہ لے کر آئیں گے، یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا خیر محض ان باتوں پر میں اس وقت تک تمہارے ساتھ بن یامین کو نہیں بھیجوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مجھے پختہ قول نہ دوگے، کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے ہی آؤ گے، ہاں اگر کوئی تم پر سماوی پریشانی نازل ہوجائے، یا یہ کہ سماوی یا دنیاوی مصیبت میں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے۔ چنانچہ جب وہ خدا کی قسم کھا کر بن یامین کے واپس لانے کا اپنے باپ کو پختہ قول دے چکے، تب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ ہماری یہ باتیں حق تعالیٰ کے حوالہ ہیں، یا یہ کہ حق تعالیٰ ان باتوں کا نگران و گواہ ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا

اور (چلتے وقت) یعقوب (ع) نے (ان سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

سے جانا اور خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے

مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ج

(باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنیوالوں

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ

کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور جب (مصر پہنچکر) جس طرح انکے باپ نے

حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کہا تھا (اسی طرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہوگیا (باقی) ان کے باپ کو ان سے

مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ

(یہ تدبیر تبلاکر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب (علیہ السلام) کے جی میں (درجۂ تدبیر میں)

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ایک ارمان (آیا) تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ ع ۸ ۱۱ ۲

انکو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اسکا علم نہیں رکھتے اور جب یہ لوگ (برادران یوسف) یوسف ع کے پاس پہنچے تو انہوں نے

قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی میں ان سے) کہا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں سو یہ لوگ جو کچھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اسکا رنج مت کرنا

حضرت یعقوب علیہ السلام کی شفقت

اور روانگی کے وقت) یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت داخل ہونا ، بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تمھارے بارے میں خدائی فیصلہ کو تو تم سے نہیں ٹال سکتا۔ جو تمہارے متعلق فیصلہ خداوندی ہو چکا ہے تو حکم تو اسی کا چلتا ہے ، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اپنے اور تمہارے معاملہ کو اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے ۔ یا کہ مؤمنین پر بھی واجب و ضروری ہے کہ حق تعالیٰ پر توکل کریں ۔

اور یعقوب علیہ السلام کو ان پر نظر لگ جانے کا خوف ہوا کیونکہ یہ سب بھائی باوجاہت رونق والے اور خوبصورت چہروں والے تھے ۔ اسی وجہ سے اس چیز کا ان کے متعلق خدشہ ہوا (کیونکہ نظر حق ہے عابد) ۔

چنانچہ جب مصر پہنچکر جس طرح کہ ان کے والد نے ان کو حکم دیا تھا اسی طرح داخل ہوئے ۔ باقی اس تدبیر سے ان کے باپ کو ان سے حکم الٰہی کا ٹالنا مقصود نہیں تھا۔

لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں وجہ تدبیر میں ایک ارمان آیا تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا ۔

اور یعقوب علیہ السلام بلاشبہ بڑے عالم (اور حدود شرعیہ کے) بڑے پاس رکھنے والے تھے ۔ بایں وجہ کہ ہم نے ان کو احکام حدود قضا و قدر تمام باتوں کا حکم دیا تھا اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ حکم تو صرف حق تعالیٰ ہی کا چلتا ہے ۔

مگر مصر والے نہ اس چیز کو جانتے تھے اور نہ اسکی تصدیق کرتے تھے ۔

چُنانچہ جب یہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے (اور بن یامین کو پیش کیا) تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اس حقیقی بھائی بن یامین کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ اور سب کو باہر دروازہ پر روک دیا

اور ان سے کہہ دیا کہ میں تیرا گم شدہ بھائی ہوں ۔ یہ دوسرے تیسرے بھائی جو کچھ تیرے ساتھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اور برا بھلا کہتے رہے ہیں ۔ اس کا رنج مت کرنا ۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ

پھر جب یوسف (علیہ السلام) ان کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا

ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝٧٠ قَالُوا وَأَقْبَلُوا

کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان تلاش کرنے والوں کی طرف

عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ۝٧١ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور

وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۝٧٢ قَالُوا تَاللَّهِ

جو شخص اس کو (لاکر) حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں یہ لوگ

لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۝٧٣

کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۝٧٤ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ

ان (ڈھونڈھنے والے) لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا انہوں نے جواب دیا کہ اسکی سزا یہ ہے کہ جس

وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝٧٥

شخص کے اسباب میں ملے بس وہی شخص اپنی سزا ہم لوگ ظالموں (یعنی چوروں) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

چوروں کو چوری کی سزا

چنانچہ ان لوگوں کا غلہ تول کر تیار کر دیا (اور بن یامین اور حضرت یوسف ؑ کے باہم مشورہ سے) وہ برتن جس میں یوسف علیہ السلام پانی پیا کرتے تھے اور غلہ ناپا کرتے تھے، بن یامین کے اسباب میں رکھ دیا، پھر ان کو روانگی کا حکم دیا، اور ان کے پیچھے یوسف ؑ اپنے ایک خادم کو کر دیا، اس نے پکارا کہ قافلہ والو! تم ضرور چور ہو یہ بھائی تلاش کرنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ تم کو کس چیز کی تلاش ہے وہ بولے ہم بادشاہی پیمانہ کی تلاش میں ہیں جس سے وہ پانی پیتا اور غلہ ناپکر دیتا ہے اور پیمانہ سونے کا تھا، اور اس پکارنے والے نے کہا کہ بادشاہ نے مجھے متہم کیا ہے۔ اور جو اس پیمانہ کو حاضر کرے اس کو ایک بار شتر کا غلہ ملے گا، اور حضرت یوسف ؑ کا خادم بولا میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں یہ لوگ بولے مصر والو! بخدا تم کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم مصر میں چوری کرنے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے نہیں آئے ہیں

اور جس چیز کی تم تلاش کر رہے ہو ہم اس کو چرانے والے نہیں۔ یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چور کی کیا سزا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں تمہاری گم شدہ چیز ہے وہ ہی اسباب والا چوری کی سزا ہے (اسی کو غلام بنا لو) ہم لوگ اپنی سرزمین میں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے تھے ۞

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ

اس طرح تدبیر فرمائی یوسف ؑ اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ ہے کہ اللہ

دَرَجَٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوٓا إِن

ہی کو منظور تھا ہم جسکو چاہتے ہیں (علم میں) خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے کہنے لگے کہ (صاحب)

يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ

اگر اس نے چوری کی تو (تعجب نہیں کیونکہ) اس کا ایک بھائی (تھا وہ) بھی (اسی طرح) اسکے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسف (علیہ السلام)

وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے (زبان سے) ظاہر نہیں کیا یعنی (دل میں) یوں کہا کہ اس

تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَٰٓأَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا

(چوری) کے درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ برے ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس (کی حقیقت) کا اللہ ہی کو خوب علم ہے۔ کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے

فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۚ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾

ایک بہت بوڑھا باپ ہے سو (آپ ایسا کیجئے کہ) اسکی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے (اور انکو مملوک بنا لیجئے) ہم آپکو نیک مزاج دیکھتے ہیں یوسفؑ

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَٰعَنَا عِندَهُ ۙ

نے کہا کہ ایسی (بے انصافی کی) بات سے خدا بچاوے کہ جسکے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اسکے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں اس حالت میں تو

۹ ع ۱۱ ۳

إِنَّآ إِذًا لَّظَٰلِمُونَ ﴿٧٩﴾ ع

ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے

سامان کی تلاشی } چنانچہ یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے بنیامین کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے

تھیلوں کی تلاشی لی۔ اس میں وہ پیمانہ نہیں ملا۔ پھر اخیر میں اس برتن کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کر لیا۔ اس تلاش کرنے والے نے بن یامین کو دعا دی، کہ حق تعالیٰ تم پر کشادگی فرمائے، جیسا کہ تم نے مجھ پر آسانی کی، ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر سے اس طرح تدبیر فرمائی اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت فہم و نبوت اور بادشاہت کے ذریعہ عزت و کرامت عطا فرمائی۔

یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے نہیں لے سکتے تھے، اور حق تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ حضرت یوسف ؑ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون سے نہ لیں، کیونکہ بادشاہ کے قانون میں چور کی سزا تادیب اور قید تھی یا یہ کہ ہاتھ کاٹنا اور قید تھی۔ اور یہ بھی مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کو اسی طرح دلوانا منظور تھا۔ کیونکہ اگر یوسف علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ مشیت خداوندی بادشاہی قانون ہی کے ذریعہ سے لینے کی ہے تو پھر وہ اسی طرح اپنے بھائی کو لیتے۔ ہم جس کو چاہتے ہیں فضائل میں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے دنیا میں بھی بڑھایا اور ہر ایک علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے، تا آنکہ سلسلہ حق تعالیٰ تک منتہی ہو جاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں یا یہ کہ حق تعالیٰ سب سے بڑھ کر بڑا علم والا ہے اور وہ تمام علم والوں سے بڑھ کر ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی علم والا نہیں۔

(غرضکہ غصہ میں) حضرت یوسف ؑ کے بھائی بولے کہ اگر بنیامین نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی (بت کو چھپا کر توڑ دیا تھا تاکہ بت پرستی نہ ہو) یوسف ؑ نے اس بات کے جواب کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا۔ یعنی یوں دل میں کہا کہ تم اس چوری کے درجہ میں یوسف ؑ سے بھی زیادہ برا کام کر چکے ہو۔ اور یوسف ؑ کی طرف تم جس (بے بنیاد) بات کو منسوب کر رہے ہو اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے (کہ ہم چور نہیں) جب بھائیوں نے دیکھا کہ انہوں نے بنیامین کو لے لیا تو خوشامد کرنے لگے کہ ان کا بوڑھا باپ ہے اگر بنیامین کو ہم لیجائیں گے تو وہ خوش ہوگا سو اس کی جگہ آپ ہم میں سے ایک کو رہن رکھ لیجئے اگر آپ ایسا کر لیں تو ہمارے حال پر آپ بہت ہی شفقت فرمانے والے ہوں گے، یوسف ؑ نے فرمایا معاذ اللہ جس کے پاس ہم نے اپنی چوری کی چیز پائی ہے، اس کے بجائے ایسے شخص کو روک لیں جس کے پاس ہماری چوری کی چیز نہیں ہے ؀

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ

پھر جب ان کو یوسف ؑ سے تو بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین) کو دینگے تو (اس جگہ سے) علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے ان سب میں جو بڑا تھا

تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُم مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِن

اس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسف ؑ کے بارے میں کسی قدر کوتاہی

قَبْلُ مَا فَرَّطتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي

کر ہی چکے ہو سو میں تو اس زمین سے ٹلنا نہیں، تاوقتیکہ میرے باپ مجھ کو (حاضری کی) اجازت نہ دیں

اَبِیۡۤ اَوۡ یَحۡکُمَ اللّٰہُ لِیۡ ۚ وَ ہُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸۰﴾ اِرۡجِعُوۡۤا اِلٰۤی اَبِیۡکُمۡ

یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھادے اور وہی خوب سلجھانے والا ہے تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور

فَقُوۡلُوۡا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابۡنَکَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَہِدۡنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمۡنَا وَ مَا

(جاکر ان سے) کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین) نے چوری کی (اس لئے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو

کُنَّا لِلۡغَیۡبِ حٰفِظِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ سۡـَٔلِ الۡقَرۡیَۃَ الَّتِیۡ کُنَّا فِیۡہَا

(مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور اس بستی (یعنی مصر) والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم (اس وقت)

وَ الۡعِیۡرَ الَّتِیۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِیۡہَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ

موجود تھے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر (یہاں) آئے ہیں اور یقین جانئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

لَکُمۡ اَنۡفُسُکُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ ؕ

یعقوبؑ فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنائی ہے سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا۔

یہودا کا قیام

چنانچہ جب ان کو یوسف علیہ السلام سے امید ہی نہ رہی تو اس جگہ سے علیحدہ ہو کر سب باہم مشورہ کرنے لگے، چنانچہ جو اُن سب میں علم و عقل میں بڑھا ہوا تھا اور جس کا نام یہودا تھا وہ کہنے لگا۔ بھائیو! تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے بنیامین کے واپس لانے کے بارے میں تم سے پختہ عہد لیا تھا اور بنیامین سے قبل یوسفؑ کے بارے میں تم اپنے باپ کے عہد و میثاق کی کس قدر کوتاہی کر چکے ہو، سو میں تو سرزمین مصر سے ٹلتا نہیں، تاوقتیکہ میرا باپ مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دے یا یہ کہ تاوقتیکہ میرا باپ ان سے مجھے قتال کی اجازت نہ دے، یا حق تعالیٰ میرے بھائی کی واپسی کی سبیل نکال دے اور اس کی واپسی کی شکل خوب آسان کرنے والا ہے۔ پھر یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے بھائیو! تم اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ آپ کے صاحبزادے نے بادشاہ کے پیمانہ کی جو کہ سونے کا تھا چوری کرلی ہے اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ وہ چُرائی ہوئی چیز بنیامین کے اسباب میں سے ملی ہے (جس کے جرم میں وہ پکڑے گئے)۔

اور اگر ہم غیب کی باتوں سے واقف ہوتے تو ہم ان کو ہرگز اپنے ساتھ لے کر نہ جاتے یا یہ کہ رات کے وقت تو ہم انکی نگرانی نہیں کر رہے تھے کہ انہوں نے کیا کیا (اور اگر یقین نہ ہو) تو اس بستی والوں میں سے جو مصر ہی کی ایک بستی ہے کسی سے پوچھ لیجئے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں شامل ہو کر یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھ قبیلہ کنعان کے کچھ لوگ آئے تھے اور ہم نے جو کچھ آپ سے بیان کیا اس میں ہم بالکل سچے ہیں، چنانچہ سب بھائیوں نے واپس آکر حضرت یعقوبؑ سے یہ ساری بات بیان کردی، یہ سنکر یعقوبؑ نے ان سے فرمایا یہ بات ممکن نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات نکال لی ہے سو خیر میں صبر ہی کروں گا جس میں کسی قسم کی شکایت نہ ہوگی۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

(مجھ کو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچادے گا (کیونکہ) وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ

اور ان سے دوسری طرف رُخ کرلیا اور کہنے لگے ہائے یوسفؑ افسوس اور غم سے (روتے روتے) انکی آنکھیں سفید پڑگئیں

فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ

اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسفؑ کی یادگاری میں لگے رہوگے

حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ

یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہوجاؤگے یا یہ کہ بالکل مرہی جاؤگے یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں اپنے رنج وغم کی صرف

وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ

اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اے میرے بیٹو

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ

جاؤ اور یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو

رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

حضرت یعقوبؑ کا صبرِ جمیل

مجھ کو حق تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یوسف، بنیامین اور یہودا کو مجھ تک پہنچادے گا وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ وہ کہاں ہیں اور وہ ان سب کو ملانے میں بڑی حکمت والا ہے اور ان سے علیحدہ ہو کر کہنے لگے ہائے یوسف اور حزن وغم سے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ غم سے جی ہی جی میں گھٹا کرتے تھے اولاد کہنے لگی بخدا آپ ہمیشہ یوسفؑ ہی کی یاد میں لگے رہوگے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہوجاؤگے یا مرہی جاؤگے۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو اپنے رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یوسفؑ نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے اور ہم ان کو سجدہ کرا کریں گے یا یہ کہ حق تعالیٰ کے رحم وکرم اور اس کے لطف کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے یا یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہیں ابھی تک مرے نہیں، کیونکہ ملک الموت حضرت یعقوبؑ

کے پاس آئے، حضرت یعقوبؑ نے ان سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی تم نے روحیں قبض کی ہیں کیا ان میں یوسفؑ کی روح بھی قبض کی ہے؟ ملک الموت نے فرمایا نہیں۔
اسی واسطے یعقوبؑ نے فرمایا کہ میرے بیٹو جاؤ یوسفؑ اور بنیامین کو تلاش کرو اور ان کا پتہ لگاؤ، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ حق تعالیٰ سے اور اس کی رحمت سے وہ ہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں ؛

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ
پھر جب یوسف (ع) کے پاس پہنچے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف
وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ
پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ دیدیجئے اور ہم کو خیرات (سمجھ کر) دیدیجئے
إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا
بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزائے (خیر) دیتا ہے یوسف (ع) نے فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہے
فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوا
جو کچھ تم نے یوسفؑ اور اسکے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا کہنے لگے کیا
أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ
سچ مچ تم ہی یوسفؑ ہو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے
مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ
ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنیوالوں کا اجر
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا
ضائع نہیں کیا کرتا وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت
وَإِن كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ
عطا فرمائی اور بیشک ہم (اسمیں) خطاوار تھے یوسف (ع) نے فرمایا کہ تم پر آج کوئی الزام نہیں

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا

اللہ تم کو تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اب تم میرا یہ کرتا (بھی)

بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو (اس سے) انکی آنکھیں روشن ہوجاویں گی

وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

اور اپنے (باقی) گھر والوں کو (بھی) سب کو میرے پاس لے آؤ

تم پر کوئی الزام نہیں چنانچہ جب (بحکم حضرت یعقوبؑ) دوسری مرتبہ پھر یہ سب مصر پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز! ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ نکمے درہم لائے ہیں، جن کے عوض نہ غلہ مل سکتا ہے اور نہ وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں یا یہ کہ کچھ پہاڑی چیزیں صنوبر، حبۃ الخضراء وغیرہ لائے ہیں، یا یہ کہ عرب کے استعمال کی چیزیں مثلاً اون، پنیر، گھی وغیرہ لائے ہیں۔ تو ہم کو اب بھی پورا غلہ دیدیجئے جیسا کہ آپ نئے درہموں پر پورا غلہ دیتے ہیں، اور ان دونوں قیمتوں کے تفاوت اور ناپوں کے تفاوت کو ملحوظ نہ رکھیے بلکہ ہم کو خیرات سمجھ کر دیدیجئے بیشک حق تعالیٰ خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔
(یہ سنکر یوسف ؑ سے رہا نہ گیا) ان سے فرمانے لگے وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف ؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت اور شباب کا زمانہ تھا (سوچ کر) کہنے لگے کیا سچ تم ہی یوسف ہو۔ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا حقیقی بھائی ہے، حق تعالیٰ نے صبر کی دولت دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور واقعی جو خوشحالی میں گناہوں سے بچتا ہے اور شدت و سختی میں صبر کرتا ہے تو حق تعالیٰ تقویٰ اور صبر کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرتے۔
چنانچہ یوسف ؑ کے بھائی حضرت یوسف ؑ سے بطور معذرت کہنے لگے بخدا تم کو حق تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور جو کچھ تم نے کیا بیشک اس میں ہم آپ کے ساتھ برائی کرنے والے اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے تھے۔
یوسف ؑ نے ان سے فرمایا تم پر آج کے بعد سے میری طرف سے کوئی الزام اور عار نہیں جو کچھ تم سے قصور ہوا حق تعالیٰ اس کو معاف فرمائے وہ والدین سے زیادہ مہربان ہے۔ (اب تم جاکر میرے باپ کو بشارت دو اور میرا یہ کرتہ بھی لیجاؤ اور یوسف ؑ کا یہ کرتہ جنت سے آیا ہوا لباس تھا اور اس کو ان کے چہرہ پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہوجائینگی (اور باقی اپنے سب گھر والوں کو بھی) جو تقریباً ستر اشخاص تھے میرے پاس لے آؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ

اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف ؑ کی

الرابع

لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾

خوشبو آرہی ہے وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ

پس جب خوشخبری لانے والا آ پہنچا تو (آتے ہی) اس نے وہ کرتا ان کے منہ پر لاکر ڈال دیا پس فوراً ہی انکی

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

آنکھیں کھل گئیں آپ نے (بیٹوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـئِیْنَ ﴿۹۷﴾

سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے ہم بیشک خطاوار تھے

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾

یعقوب (ع) نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

پھر جب یہ سب کے سب یوسف (ع) کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیماً) جگہ دی اور

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ ؕ

کہا سب مصر میں چلئے (اور) خدا کو منظور ہے تو (وہاں) امن چین سے رہیئے

بوئے یوسفی } چنانچہ جب قافلہ مقام عریش سے جو کہ مصر اور کنعان کے درمیان ایک بستی تھی کرتہ لے کر چل پڑا تو یعقوب (ع) نے پاس والوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو اور میری بات کے اندر میری تکذیب نہ کرو تو ایک بات کہتا ہوں کہ مجھے تو یوسف (ع) کی خوشبو آرہی ہے ان کے پاس جو ان کے پوتے پڑپوتے موجود تھے وہ کہنے لگے بخدا آپ تو یوسف (ع) کے بارے میں اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔

چنانچہ جب یہودا یوسف (ع) کا کرتہ لے کر انکی سلامتی کی خوشخبری لے کر آپہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لاکر ڈال دیا فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ حق تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ یہ کہ یوسف (ع) زندہ ہیں مرے نہیں تو ان کے بیٹوں اور پوتوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ

حق تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے، ہم بے شک خطا وار اور حق تعالیٰ کے نافرمان تھے۔ یعقوبؑ نے ان سے فرمایا تمہارے لئے جمعہ کی شب میں تہجد کے وقت دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور اور تائب پر رحیم ہے۔

چنانچہ جب یہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے باپ اور اپنی خالہ کو کیونکہ انکی والدہ پہلے ہی انتقال کر گئیں تھیں اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا سب مصر میں اتریئے اور انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیئے۔ یا یہ فرمایا کہ سب مصر میں چلیئے اور وہاں انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیئے ::

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا

اور یوسفؑ نے کہا کہ اے میرے باپ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا کر دیا

تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ

اور خدا نے میرے ساتھ احسان کیا کہ ایک تو اس نے مجھے قید سے نکالا اور دوسرا یہ کہ سب کو

مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

جنگل سے یہاں لایا (یہ سب کچھ) بعد اس کے ہوا کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان

اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

فساد ڈلوا دیا تھا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کرتا ہے بلاشبہ وہ بڑے علم اور حکمت والا ہے

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ

اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

(جو کہ علم عظیم ہے) اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لے (اے محمدؐ) یہ قصہ غیب کی

الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ

خبروں میں سے ہے جو ہم نے وحی کے ذریعہ تم کو بتایا کیونکہ تم یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس اسوقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو

دُنیا و آخرت میں کارسازِ حقیقی

اور وہاں پہنچکر) اپنے والدین کو تختِ شاہی پر اونچا بٹھایا (اور غلبہ عظمت میں) والدین اور ان کے بھائی سب سجدہ میں جھک گئے اور اس زمانہ میں یہ سجدہ رکوع کے طریقہ پر ہوتا تھا جو کہ اسلام کے قائم مقام تھا کہ رذیل شریف کے اور نوجوان بوڑھے کے اور چھوٹا بڑے کے سامنے جھکتا جیسا کہ عجمی لوگ کرتے تھے۔ یوسف ؑ فرمانے لگے اباجان یہ سجدہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اس کو سچا کر دیا، اور مجھ پر قید سے نکلنے کے وقت بھی احسان فرمایا، اور مجھے غلامی سے نجات دی اور اس کے بعد بھی کہ شیطان نے حسد میں میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا پھر (حق تعالیٰ) تم سب کو باہر سے لے آیا اور سب کو ملا دیا) بلاشبہ میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے کہ اس طریقہ سے ہم سب کو ملا دیا اور وہ ہماری پریشانیوں کو جاننے والا اور ملانے اور جدائی کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ملک مصر کی سلطنت عطا کی جسکا رقبہ چالیس فرسخ ہے اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا۔ اے خالق آسمانوں اور زمین کے آپ ہی میرے پروردگار خالق رازق ناصر و محافظ ہیں دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھے عبادت و توحید میں پورے خلوص کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائیے، اور میرے آباء مرسلین کے ساتھ جو جنت میں ہیں شامل کر دیجیے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے جو حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائیوں کا قصہ بیان کیا گیا یہ آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں میں سے ہے اور بذریعہ جبریل امین آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ برادران یوسف ؑ کے پاس موجود نہ تھے۔ جب انہوں نے یوسف ؑ کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ یوسف ؑ کی ہلاکت کے بارے میں تدبیریں کر رہے تھے۔ اور گو آپ کیسی ہی کیوں نہ کوشش کریں اہلِ مکہ میں سے اکثر کتب سماویہ اور رسل خداوندی پر ایمان نہیں لاتے۔

ع ۱۱ ۵

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

اور آپ ان سے اس پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ

عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا

انکی طرف (اصلاً) توجہ نہیں کرتے اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے

وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوۡۤا اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ غَاشِيَةٌ مِّنۡ

ہیں سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی

عَذَابِ اللّٰهِ اَوۡ تَاۡتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾

آفت آپڑے جو ان کو محیط ہوجاوے یا ان پر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہو

قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر

اتَّبَعَنِىۡ ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ

اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا

اَهۡلِ الۡقُرٰى ؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ

اور یہ لوگ جو بے فکر ہیں) تو کیا یہ لوگ ملک میں (کہیں) چلے پھرے نہیں کہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے کہ ان

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ

لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر) ہو گزرے ہیں

سابق کافروں کا انجام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تبلیغ توحید پر ان سے کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ قرآن تو تمام جن و انس کے لئے ایک نصیحت ہے اور بہت سی نشانیاں ہیں، آسمانوں میں، جیسا کہ چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور زمین میں جیسا کہ پہاڑ، دریا، درخت، جانور وغیرہ جن پر اہل مکہ کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف اصلاً توجہ اور غور نہیں کرتے، بلکہ اُلٹی تکذیب کرتے ہیں۔

اور اکثر اہل مکہ جو دل میں خدا کی عبودیت کو مانتے بھی ہیں مگر علانیہ وحدانیت خداوندی میں شرک کئے جاتے ہیں

سو کیا پھر بھی مکہ والے اس بات سے مطمئن بیٹھے ہیں کہ بدر کی طرح عذاب الہی میں سے کوئی عذاب ان کو آ گھیرے یا ان پر اچانک عذاب قیامت آ پڑے، اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ ملت ابراہیمی یہ میرا طریق ہے۔ میں لوگوں کو خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہوں میں بھی اور میرے اوپر جو ایمان لائے وہ بھی خدا کی طرف اس طور پر دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہیں۔ اور حق تعالیٰ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور میں مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں ہوں۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے رسول بنا کر بھیجے سب آدمی ہی تھے جس طرح اب ہم آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین وحی بھیجتے ہیں اسی طرح ان کے پاس وحی بھیجتے تھے (کوئی بھی بقول بدعتی کے فرشتہ نہ تھا) تو کیا مکہ والے کہیں چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غور کر لیتے کہ ان سے پہلے جو کافر تھے ان کا کیسا برا انجام ہوا

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو احتیاط رکھتے ہیں سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْــــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ

یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی انکو

نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ

ہماری مدد پہنچی پھر (اس عذاب سے) ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي

نہیں ہٹتا ان (انبیاء و امم سابقین) کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے (بڑی)

الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

عبرت ہے یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ اس سے عبرت نہ ہوتی)

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ انکی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔

ع ۲ ۲۷ ۶

جنّت اور نعمتِ اُخروی کے صحیح حقدار البتہ جنت ان حضرات کے لئے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں اور حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں نہایت بہبودی کی چیز ہے۔ کیا تمہارے پاس انسانوں والا دماغ نہیں کہ سوچو آخرت دنیا سے بہتر ہے، یا یہ کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے یا یہ کہ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کرتے کہ گذشتہ قوموں پر جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی کیا کیا عذاب نازل ہوئے۔ چنانچہ جب پیغمبر اپنی قوم کی تصدیق کرنے سے مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ انکی قوم جو وہ خدا کے پاس سے اپنی قوم کے پاس پیغام لیکر آئے تھے پوری تکذیب پر تُلی ہوئی اب ایمان نہیں لائے گی اور لفظ کُذِبُوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ قوم کو غالب گمان ہوا کہ رسولوں نے جو وعدہ کیا تھا (نزول عذاب کا) اس کے خلاف کیا تو ایسی مایوسی کی ہلاکت میں ان کی قوم کی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب آپہنچا، چنانچہ ہم نے اس عذاب سے رسولوں اور اس کے ماننے والوں کو بچا لیا اور ہمارا عذاب مشرکین سے نہیں ہٹتا۔ حضرت یوسف؏ اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے، یہ قرآن کریم کوئی خود تراشی ہوئی بات تو نہیں بلکہ توریت انجیل اور تمام کتب سماویہ کی بیان توحید اور بعض دوسرے احکام اور واقعہ یوسف؏ میں تصدیق کرنے والی ہے اور یہ قرآن کریم حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کی تفصیل کرنیوالا ہے اور ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اس قرآن کریم پر جو کہ آپ پر آپکے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے ہیں، گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے بچانے کے لئے رحمت ہے واللہ اعلم باسرار کتابہ فللہ الحمد

اٰیاتُھا ۴۳ (۱۳) سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَکِّیَّۃٌ (۹۶) رُکُوْعَاتُھَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ

المّر یہ (جو آپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ①

آپکے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے اللہ ایسا

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

(قادر) ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا۔ چنانچہ تم ان آسمانوں کو (اسی طرح)

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ

دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین تک چلتا

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

رہتا ہے وہی (اللہ) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل کو صاف صاف بیان کرتا

بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ

ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلو اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

اس (زمین) میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے

جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ

دو دو قسم کے پیدا کئے شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا دیتا ہے

دن اور رات کو لانیوالی ذات

سورۂ رعد۔ یہ پوری سورت مکی ہے۔ بجز ان دو آیتوں کے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ اور وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کیونکہ یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں

اس سورت میں تینتالیس ۴۳ آیتیں اور آٹھ سو پچپن (۸۵۵) کلمات اور تین ہزار پانچسو چھ (۳۵۰۶) حروف ہیں۔

بسم اللہ الخ۔ المرا۔ یعنی جو کچھ تم کرتے اور کہتے ہو حق تعالیٰ ان تمام باتوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔ یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم کی آیتیں ہیں اور قرآن کریم جو حکم دیتا ہے یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل صحیح ہے۔ لیکن اکثر اہل مکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

حق تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور بغیر ستون کے ان کو زمین پر اونچا کھڑا کر دیا تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو یا ایسے ستون ہیں جن کو تم نہیں دیکھ رہے، اور آسمانوں کے اونچا کرنے سے قبل بھی حق تعالیٰ عرش پر تھا اور پھر عرش پر قائم ہوا۔ یعنی علم و قدرت کے اعتبار سے قریب و بعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں۔ اور چاند سورج کی روشنی کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا، ہر ایک اپنے مدار پر ایک وقت مقررہ میں چلتا رہتا ہے۔ اور حق تعالیٰ بندوں کے تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے، وحی تنزیل مصیبت کو بذریعہ فرشتوں کے نازل فرماتا ہے۔ یہ قرآن کریم اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم بعث بعد الموت کی تصدیق کرو اور اس نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور زمین میں بڑے قائم رہنے والے پہاڑ جو کہ زمین کے لئے میخیں ہیں پیدا کئے اور نہریں جاری کیں۔ اور اس میں ہر ایک قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے مثلاً کھٹے، میٹھے، سفید، سرخ پیدا کئے، وہ دن کی روشنی سے رات کو رات کی تاریکی سے دن کی

روشنی کو چھپا دیتا ہے یا یہ کہ وہ رات کو لے جاتا ہے اور دن کو لاتا ہے اور دن کو لے جاتا ہے اور رات کو لاتا ہے ؂

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣﴾ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ

ان امور (مذکورہ) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید پر) دلائل (موجود) ہیں اور زمین میں پاس پاس (اور پھر)

مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ

مختلف قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں

وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ

بعضے تو ایسے ہیں کہ تنہ سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی

بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾

دیا جاتا ہے اور ہم کو ایک دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور (مذکورہ) میں (بھی) سمجھداروں کے واسطے (توحید کے)

وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ

دلائل (موجود) ہیں اور (اے محمدؐ) اگر آپ کو تعجب ہو تو (واقعی) ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہو گئے کیا ہم پھر از سر نو

جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ

(قیامت کے روز) پیدا ہونگے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں)

فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥﴾

طوق ڈالے جائیں گے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت (کی میعاد) ختم ہونے سے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِن

پہلے آپ سے مصیبت (کے نزول) کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے اور (کفار پر) واقعات عقوبت گذر چکے ہیں اور

قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ

یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی بیجا حرکتوں کے

ظُلْمِهِمْ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ⑥

معاف کردیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے ۔

مشرکین کیلئے سخت عذاب کی وعید

ان اختلافات مذکورہ میں علامات اور دلائل ہیں تاکہ ان میں غور کریں۔ اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں کہ کھاری اور خراب زمین کا حصہ ہے اور اسی کے متصل صاف شیریں اور ٹھنڈی زمین کا حصہ ہے کہ یہ حصے ایک دوسرے سے ملتحق ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں، اور مختلف کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کہ ان میں سے بعضے تو ایسے ہیں کہ نیچے سے ایک ہی تنہ ہے اور اوپر جا کر دس اور اس سے زیادہ اور کم تنے ہو جاتے ہیں، اور بعضوں میں تنے جدا جدا نہیں ہوتے، بلکہ ایک ہی تنہ رہتا ہے، سب کو بارش یا نہر ہی کا پانی دیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ہم ایک کو دوسرے پر وزن اور مزے میں فوقیت دیتے ہیں۔ اور ان مزوں اور رنگوں کے اختلافات میں ان حضرات کے لئے دلائل ہیں، جو ان تمام چیزوں کی منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو کیا مرنے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہم میں پھر روح پھونکی جائے گی، یہ بعث بعد الموت کا انکار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تو ان کفار کی گردنوں میں بیڑیاں اور طوق باندھے جائیں گے اور یہ بیڑیوں اور طوق والے دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے کبھی نکالے جائینگے
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بطور استہزاء کے آپ سے عافیت سے قبل نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور آپ سے عافیت کی درخواست نہیں کرتے حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبات گزر چکے جن کی بنا پر ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے اور آپ کا پروردگار کفار مکہ کے شرک کو اگر یہ توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں معاف کردے گا اور جو شرک سے توبہ نہ کرے تو یقیناً آپ کا پروردگار سخت سزا دے گا۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ

اور یہ کفار یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا (حالانکہ) آپ صرف

ع ۱ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ

ڈرانے والے (نبی) ہیں، اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ

كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ

کسی عورت کو حمل رہتا ہے جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شئے اللہ کے نزدیک ایک خاص

عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾

انداز سے (مقرر) ہے　وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور)

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں

مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ

کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں پھرے چلے یہ سب (خدا کے علم میں) برابر ہیں ہر شخص (کی حفاظت) کیلئے کچھ فرشتے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

(مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اسکے آگے اور کچھ اسکے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اسکی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ

يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ

کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جبتک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہیں بدل دیتے۔

خوشحالی اور امن میں تبدیلی نہیں ہوتی تاوقتیکہ شکر ترک نہ کریں!

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر یوں بھی کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا جیسا کہ پہلے رسولوں پر معجزات نازل کئے گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو صرف عذاب خدا سے ڈرانے والے رسول ہیں۔ اور ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوتے چلے آئے یا یہ کہ داعی جو ان کو گمراہی سے نجات دے کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

حق تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی، اور جو کچھ حمل میں نو ماہ کے اندر کمی ہوتی ہے اور جو کچھ نو ماہ سے زیادہ زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہ مدت میں زیادتی و کمی اور رحم مادر میں بچہ کا ٹھہرنا اور اس کا نکلنا سب ایک خاص اندازہ سے مقرر ہے اور وہ تمام ان باتوں کو جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور جو ان کو معلوم ہے سب کو جاننے والا ہے اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہونے والی ہیں اور شہادہ سے مراد وہ ہیں جو ہو چکیں اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد رحم مادر میں لڑکے وغیرہ کا وجود اور شہادۃ سے اس کا خروج مراد ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑی اور بلند کوئی چیز نہیں، تم سے کوئی بات یا کوئی کام چپکے سے کرے یا پکار کر کہے اور کرے سب کو حق تعالیٰ جانتا ہے اور حق تعالیٰ کے علم میں یہ سب برابر ہیں اور ایسے ہی جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے وہ سب کو جانتا ہے۔ ہر ایک شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے بھی متعین ہیں، یکے بعد دیگرے جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں، اور دن کے آجاتے ہیں۔ اور دن کے چلے جاتے ہیں تو رات کے آجاتے ہیں کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور تقادیر کے مطابق انکی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

حق تعالیٰ کسی قوم کی امن اور خوشحالی والی حالت میں ابتداءً تبدیلی نہیں کرتے جب تک وہ لوگ شکر خداوندی کو ترک کر کے اپنی حالت کو نہیں تبدیل کر دیتے ؛

وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا انکا

دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور اُمید بھی ہوتی ہے

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کیساتھ

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ

اسکی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اسکے خوف سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا

بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ؕ

دیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے

اور جب حق تعالیٰ کسی قوم پر نزول عذاب اور اس کی ہلاکت تجویز کر لیتا ہے۔ تو پھر ان سے فیصلہ خداوندی کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں، اور خدا کے سوا پھر کوئی ان سے عذاب خداوندی کو ٹالنے والا نہیں، اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ ہے۔ اور وہ تم کو بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھلاتا ہے۔ کہ بارش سے مسافر کو اپنے ساز و سامان کے بھیگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے اور مقیم کو خواہش و اُمید ہوتی ہے کہ اس کی کھیتی سیراب ہو جائے اور وہ بادلوں کو بھی جو بارش سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں پیدا کرتا ہے اور ان کو بلند کرتا ہے اور رعد فرشتہ اس کے حکم سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور رعد کے معنی آسمانی آواز کے ساتھ بھی کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے فرشتے بھی حق تعالیٰ کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور وہ بجلیاں یعنی ان میں آگ بھیجتا ہے، سو جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ زید بن قیس کو حق تعالیٰ نے ایسے ہی آگ کے ذریعہ ہلاک کر دیا، اور اس کے ساتھی عامر بن طفیل کو ایک گلٹی کے ذریعہ جو اس کی کوکھ میں نکلی تھی یعنی طاعون سے ہلاک کر دیا۔ اور یہ حق تعالیٰ کے باب میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑ رہے تھے، حالانکہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ رعد) بسم اللہ الخ۔ طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منوّرہ آئے، تو عامر بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھ کو کیا دینگے آپؐ نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے وہ تمام حقوق حاصل ہوجائینگے جو اور مسلمانوں کے لئے ہیں، اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوجائینگی جو دوسرے مسلمانوں پر عائد ہیں، عامر بولا، کیا آپ اپنے بعد میرے لئے اس امر نبوت کو نہیں کریں گے، آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ چیز تو نہ تمہارے لئے ہوسکتی ہے اور نہ تمہاری قوم کے لئے ہوسکتی ہے۔ چنانچہ یہ دونوں آپ کے پاس سے اُٹھ کر چل دیئے۔

عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو باتوں میں لگا کر تم سے غافل کردوں گا اور تو العیاذ باللہ آپ کو تلوار سے ختم کر دینا، چنانچہ اس مشورہ کے بعد پھر دونوں لوٹ کر آئے۔ عامر آکر بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ کھڑے ہو میں آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس کے کہنے پر کھڑے ہو گئے، اور کھڑے ہو کر اس سے بات چیت کرنا شروع کردی۔

ادھر اربد بدبخت نے تلوار سونتی جب اس بدبخت نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ فرمائی تو اس کو دیکھا یہ دیکھ کر آپؐ وہاں سے لوٹ آئے، اور یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے، جب رقم پر پہنچے تو حق تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرا کر اس سے جھلس دیا۔ تب حق تعالیٰ نے اَللّٰہُ یَعْلَمُ سے شَدِیْدُ الْمِحَالِ تک یہ آیتیں نازل فرمایئں۔

اور امام نسائی اور بزار نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی کو رؤسا کفار میں سے ایک رئیس کے پاس دعوتِ توحید کے لئے بھیجا تو وہ بدبخت بولا کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم مجھ کو دعوت دیتے ہو وہ کس قسم کا ہے۔ نعوذ باللہ۔ لوہے کا ہے یا پیتل کا یا چاندی کا ہے یا سونے کا، چنانچہ ان صحابی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس کے جواب سے آپ کو مطلع کردیا۔ پھر آپؐ نے ان کو دوبارہ اور سہ بارہ بھیجا، نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس رئیس پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا۔ تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ یعنی وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے ؞

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے

يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ

زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی

لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ وہ اس کے منہ تک دوڑ کر آجاوے اور وہ اس کے منہ تک دوڑ کر خود آنے والا نہیں اور

السجدة ٣

ضلل ﴿۱۴﴾ وللہ یسجد من فی السموت والارض

کافروں کی درخواست (ان معبود باطلہ سے) کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کئے ہیں جتنے زمین میں ہیں

طوعا وکرھا وظللھم بالغدو والاصال ﴿۱۵﴾

خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقتوں میں

معبودانِ باطل کی بے بسی و بیچارگی

سچا پکارنا یعنی دین حق شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ اور یہی سچا پکارنا ہے اسی کے لئے خاص ہے، خدا کے علاوہ اور جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار پر ان کو اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے، جتنا کہ پانی اس شخص کو نفع پہنچا کہ وہ شخص دور دراز سے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو، تاکہ پانی اس کے منہ میں اڑ کر پہنچ جائے اور اس حالت میں پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا، سو جیسا کہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح بتوں کی پرستش بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اور کافروں کی یہ عبادت محض باطل ہے جس سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کئے ہوئے ہیں کہ اس کی عبادت اور نماز میں مصروف ہیں جتنے کہ آسمانوں میں فرشتے اور زمین میں مومنین ہیں، آسمان والے خوشی سے کیونکہ ان کو عبادت میں تکلیف نہیں ہوتی، اور زمین والے مجبوراً کیونکہ ان کو عبادت میں تکلیف ہوتی ہے، یا یہ کہ مخلصین خوشی سے اور منافقین مجبوری سے یا یہ کہ جو مسلمانوں ہی میں پیدا ہوا وہ خوشی سے اور جو جبراً مسلمان بنایا گیا وہ مجبوری سے اور اہل زمین میں جو لوگ سر خم کئے ہوئے ہیں ان کے سائے بھی صبح و شام سر خم کئے ہوئے ہیں، کہ صبح کو دائیں جانب اور شام کو بائیں جانب ؛

قل من رب السموت والارض ط قل اللہ ط قل افاتخذتم

آپ کہئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہے (پھر)

من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا ط

آپ یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا

قل ھل یستوی الاعمی والبصیر لا ام ھل تستوی الظلمت

بھی اختیار نہیں رکھتے آپ یہ (بھی) کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں تاریکی

والنور ج ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ

اور روشنی برابر ہو سکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ

(کسی چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہہ دیجیے کہ اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ

ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے (بھر کر) اپنی

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ

مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک کو بہا لایا جو اس (پانی) کے اوپر (آرہا) ہے اور جن چیزوں کو آگ کے

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ

اندر زیور اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل (اوپر آجاتا ہے)۔

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ

اللہ تعالیٰ حق (یعنی ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر وغیرہ) کی اسی طرح کی مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا

جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ

وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کار آمد ہے وہ دنیا میں (نفع رسانی کے ساتھ) رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾

(ہر ضروری مضمون میں) مثالیں بیان کیا کرتے ہیں

آسمان اور زمین کا خالق کون ہے؟

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ سو اگر وہ جواب میں اللہ کہدیں تو خیر ورنہ آپ ہی فرما دیجئے کہ اللہ خالق ہے پھر یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یہ بھی فرما دیجئے کیا کافر اور مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا کہیں کفر و ایمان میں برابری ہو سکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ساتھ ایسے بتوں کو شریک قرار دے رکھا ہے کہ انہوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ پیدا کرتا ہے، تو اس واسطے ان کو تمام مخلوق ایک سی معلوم ہوتی ہو، جس کی وجہ سے ان کو مخلوقات خداوندی اور اپنے بتوں کی پیدا کردہ چیز میں امتیاز باقی نہ رہا ہو تو آپ اس کے متعلق فرما دیجئے

کہ حق تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے، یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں، اور وہ واحد ہے اور تمام اپنی مخلوق پر غالب ہے، چنانچہ اب حق تعالیٰ حق و باطل کے امتیاز کو ایک مثال سے سمجھاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا، اور اس میں حق اور باطل کو وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا، تو قلوب منورہ نے اپنی وسعت اور اپنے نور کے اعتبار سے قرآن کو اپنے سینوں میں جگہ دے لی اور اندھیرے والے دل اپنی باطل خواہشوں کے پیرو ہوئے۔

اور اس پانی کی طرح دوسری مثال بیان فرماتا ہے کہ سونے اور چاندی کو جس وقت آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں تو در پانی جھاگوں کے اوپر جو میل کچیل اوپر آجاتا ہے اسی طرح اس میں بھی آجاتا ہے، تو حق سونے اور چاندی کی طرح ہے۔ کہ جیسے سونے چاندی کو نفع حاصل کرنے اور زیور بنانے کے لئے تپاتے ہیں۔ اسی طرح حق سے صاحب حق نفع حاصل کرتا ہے اور باطل سونے چاندی کے میل کچیل کی طرح ہے، جیسا کہ وہ کسی کام میں نہیں آتا، اسی طرح باطل سے بھی باطل والا نفع نہیں حاصل کر سکتا۔ اور اسی طرح لوہے اور پیتل میں بھی تپانے سے میل اوپر آجاتا ہے تو حق لوہے اور پیتل کی طرح ہے، جیسا کہ یہ چیزیں کام میں آتی ہیں اسی طرح حق سے بھی نفع پہنچتا ہے، اور جیسا کہ ان کا میل کچیل کسی کام کا نہیں ہوتا، اسی طرح باطل سے بھی کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ملتا، تو میل کچیل پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل بھی کارآمد نہیں اور نفع کی چیزیں وہ خالص پانی، سونا، چاندی اور لوہا، پیتل ہے کہ دنیا میں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ ایسے ہی حق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتا ہے :

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ

جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا ان کے پاس

يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ

اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اس کے ساتھ اسی کی برابر اور بھی ہو تو وہ سب

مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۵

اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا

وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۱۸ ع أَفَمَن يَعْلَمُ

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور برا قرار گاہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہو

أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ

کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اسکی طرح ہو سکتا ہے جو کہ

وقف النبی علیہ السلام

النصف

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ

اندھا ہو پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں (اور) یہ (سمجھدار لوگ ایسے ہیں) کہ اللہ سے

بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ

جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور (اس) عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ

علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ

سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾

رکھتے ہیں

اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنیوالے { یعنی جو دنیا میں توحید کے قائل ہو گئے ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو توحید خداوندی کے قائل نہیں ہوئے تو انکے

پاس اگر تمام دنیا کا سیم و زر ہو بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو (تو وہ قیامت کے دن) یہ سب کا سب اپنی جانوں کی رہائی کے لئے دے ڈالیں، ان لوگوں پر سخت عذاب ہوگا، اور ان کے لوٹنے کی جگہ دوزخ ہے، اور وہ بُرا ٹھکانا اور لوٹنے کا مقام ہے۔

جو شخص قرآن کریم کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہو تو کیا یہ مومن کافر کی طرح ہو سکتا ہے، سو قرآن کریم سے نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات فرائض خداوندی کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہیں اور کبھی فرائض خداوندی کی ادائگی کو چھوڑتے نہیں، اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے پر قائم رہتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور عذاب کی سختی سے ڈرتے ہیں ۞

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ

اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ

حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں اس جہان میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں

عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں باپ اور بی بیوں اور اولادمیں جو (جنت کے)

وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

لائق ہوں گے وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہوں گے (اور یہ کہتے ہونگے)

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

کہ تم صحیح سلامت رہوگے بدولت اس کے کہ تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

بہت اچھا ہے اور جو لوگ خداتعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خداتعالیٰ نے جن علاقوں کے

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر

فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہوگی

مطیع بندوں کی ستائش

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر اس کے احکامات پر مضبوط رہتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کے پابند رہتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے چپکے بھی اور لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے بھی صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں، اور برائی کو جو اُن کے ساتھ کوئی کرتا ہے تو اچھی بات اور حُسنِ سلوک سے اس کو ٹال دیتے ہیں، ان صفات مذکورہ والے حضرات کے لئے جنت ہے۔ اور ان حضرات کو کونسی جنت ملے گی اب اسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ وہ جنت عدن ہے، جو حضرات رحمان کی خوشنودی حاصل کرنے کا مقام ہے اور وہ ہی انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء وصالحین کا مسکن ہے اور ان کے ماں باپ بیبیاں اور اولاد جو مومن موحد ہوں گے اور اس جنت کے داخلہ کے لائق ہوں گی وہ اسی جنت میں داخل ہوں گی اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک موتیوں کا خیمہ ہوگا، جس کے

چار ہزار دروازے ہوں گے، اور ہر ایک دروازے میں چوکھٹ ہوگا، ان کے پاس ہر ایک دروازے سے فرشتے آتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ تم ہر ایک آفت سے صحیح سلامت رہو گے، اور جنت اس صلہ میں ملی ہے کہ تم اوامر خداوندی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو جنت تمہارے لئے بہت اچھا انجام ہے۔

اور جو لوگ فرائض خداوندی کو بعد ان کی تاکید اور پختگی کے چھوڑتے ہیں اور صلہ رحمی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے کو قطع کرتے، اور کفر و شرک کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے اور ان کی پوجا کرتے ہیں ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوگا اور آخرت میں بھی دوزخ میں جائیں گے،

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا

اللہ جس کو چاہے رزق زیادہ دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے۔ اور یہ (کفار)

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

لوگ دنیوی زندگی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک

مَتَاعٌ ع ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ ع ۴ ۳ ۹

متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ

نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص

اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ ج صلے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ

ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور

بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ

اللہ کے ذکر سے انکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے (اور) اسی طرح ہم نے

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ

آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے اور بہت سی امتیں گزر چکی ہیں

لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنادیں جو ہم نے آپکے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے

بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ

رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا مربی (اور نگہبان) ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں

تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰

میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے

تنگی اور فراخی حق تعالیٰ کی مرضی پر ہے

حق تعالیٰ جس پر چاہتا ہے دنیا میں مال کی وسعت وفراخی کر دیتا ہے، اور یہ اس کی طرف سے تدبیر ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور یہ اس کی جانب سے ایک قسم کی مہلت ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بہت سے بندوں کی بھلائی اور درستگی وسعت وفراخی میں ہے اگر وہ اس فراخی کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لئے بدترین چیز ہو جائے۔ اور حق تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت سے بندوں کی درستگی تنگی ہی میں ہو سکتی ہے، اگر وہ اس کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لئے بہت بدترین بات ہو جائے۔

اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اس کے عیش وعشرت پر اترانے لگے، اور دنیاوی زندگی میں جو بھی عیش وعشرت ہے یہ آخرت کی نعمتوں کے بقاء کے مقابلہ میں بجز ایک متاعِ قلیل کے اور کچھ نہیں جیسا کہ گھر کا سازوسامان ہانڈی پیالہ وغیرہ ہوتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر یوں کہتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ پر انکی نبوت کی تصدیق کیلئے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا، جیسا کہ سابقہ رسولوں پر معجزات نازل کئے گئے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ حق تعالیٰ جسے چاہیں اپنے دین سے بے راہ کر دیں جو اسی چیز کا مستحق ہو، اور جو شخص حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اسے اپنے دین کی ہدایت کر دیتے ہیں، مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور قرآن کریم اور حلف باللہ سے ان کے دلوں کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے خوب سمجھ لو کہ قرآن کریم سے دل کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے، جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کی بجاآوری کی، ایسے حضرات قابل رشک ہیں اور کہا گیا ہے کہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے، اس کا نام ہے اس کا تنا سونے کا ہے اور اس کے پتے ریشمیں جوڑے ہیں، اور پھل اس کے ہر ایک رنگ کے ہیں اور اس کی شاخیں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں، اس کے نیچے مشک، زعفران اور عنبر کے ٹیلے ہیں، اور ایسے حضرات ہی جنت میں جائیں گے۔ اور اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو وہ قرآن کریم

پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔
اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ (جو رحمٰن کے ساتھ مشہور ہے) اور رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ رحمٰن تو میرا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے اسی پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا اور آخرت میں اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے ؞

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جاتے یا اسکے ذریعہ سے زمین

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ

جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مُردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرا دی جاتیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے،

ان کافروں کا کوئی اعتبار نہیں

اگلی آیت عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ ان لوگوں نے اپنے باہم مشورہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنے قرآن کی طاقت سے دور کر دو اور اس مقام پر پانی کے چشمے بہا دو، جیسا کہ تم کہتے ہو کہ داؤد علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ نرم کر دیا گیا تھا، اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت سلیمانؑ کے لئے ہوا مسخر تھی، اسی طریقہ سے ہمارے لئے بھی ہوا کو مسخر کر دو کہ ہم اس پر سوار ہو کر ملک شام چلے جایا کریں اور پھر آ جایا کریں، اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، آپ بھی ہمارے مُردوں کو زندہ کر دو، سو حق تعالیٰ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی طے ہو جاتی، یا اس کے ذریعہ سے مُردہ زندہ کر دیئے جاتے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے ذریعہ سے ہوتیں، بلکہ ان تمام چیزوں کے کرنے کا سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے ؞

لباب النقول فی اسباب النزول

امام طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو ہمارے پہلے بوڑھے جو مر چکے ہیں، ان کو زندہ کر کے دکھلاؤ، تاکہ ہم ان سے بات چیت کریں، اور ہم سے ان پہاڑوں یعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو جو ہم سے بالکل ملے ہوئے ہیں دُور کر دو۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ۔
ک۔ اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عطیہ عوفی سے نقل کیا ہے کہ کفار نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا، کاش ہمارے لئے مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے تاکہ ہم پر زمین کشادہ ہو جاتی اور ہم اس میں کھیتی وغیرہ کرتے، جیسا کہ سلیمانؑ اپنی قوم کے لئے زمین کو ہوا کے ذریعہ قطع کر دیتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے لئے زمین کو قطع کر دیتے، یا ہمارے مُردوں کو زندہ کر دیتے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی قوم کے لئے مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ :

اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ

بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے کیا (یہ سنکر) پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام

جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا

(دنیا بھر کے) آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور یہ (مکہ کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کردار وں

قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ

کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا انکی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آجاویگا۔

ع ۵ ۴ ۱۰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو کہ آپکے قبل

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ قف فَكَيْفَ

ہو چکے ہیں استہزاء ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار و گیر کی (سو میری)

كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا

سزا کس طرح کی تھی پھر (بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکاء

كَسَبَتْ ج وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ

برابر ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں آپ کہیئے کہ ذرا ان (شرکاء) کا نام تو لو

تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ

کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس (کے وجود) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو یا محض ظاہری لفظ کے

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ

اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو بلکہ کافروں کو اپنے مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور (اسی وجہ سے)

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی راہ پر لانے والا نہیں،

حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں

پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے تھے اس بات میں دلجمعی نہ ہوئی، کہ اگر خدا چاہتا تو تمام انسانوں کو اپنے دین سے سرفراز فرما دیتا، کتب سماویہ اور رسولوں کے منکر یعنی کفار مکہ تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کفر کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ حملہ آوری یا بجلی وغیرہ کا ان پر یا ان کے ساتھیوں پر ان کے شہر مکہ کے قریب سے لیکر عسفان تک پڑتا ہی رہتا ہے، تا آنکہ اسی حالت میں مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا، اور حق تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے، یعنی مکہ مکرمہ فتح ہو گا یا یہ کہ قیامت قائم ہو گی ۔ اور جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کے ساتھ استہزار کرتی ہے، اسی طرح سے بہت سے رسولوں کے ساتھ ان کی قوم نے استہزار کیا، تو پھر اس استہزاء کے بعد میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا، پھر میں نے ان پر عذاب نازل کیا تو سمجھنے کی بات ہے کہ کیسا سخت میں نے ان پر عذاب نازل کیا ۔

تو کیا پھر بھی حق تعالیٰ جو کہ ہر ایک نفس کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک کی نیکی بدی روزی اور تنگی تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبود جن کی یہ خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمائیے کہ اگر یہ شرکار بالفرض والتقدیر خدا کے ساتھ شریک ہیں تو ان کے نفع پہنچانے اور ان کی کارگذاریاں تو گناؤ، کیا تم حق تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر حق تعالیٰ کو نہ ہو کہ خدا کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہے ۔ یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر انکی پرستش کرتے ہیں بلکہ ان کافروں کو اپنے اقوال و افعال مرغوب معلوم ہوتے اور یہ لوگ دین حق سے محروم رہ گئے ہیں، اور جس کو حق تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں ؀

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ

ان کے لئے دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے

وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ

اور اللہ (کے عذاب) سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا (اور) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا

اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس (کے عمارات و اشجار) کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی اس کا پھل

دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ ق صلے وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ

اور اسکا سایہ دائم رہے گا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ

النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

ہوگا اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں

اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ

جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اسکے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں آپ فرمایئے

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا

کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہراؤں میں اللہ ہی کی طرف

وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ

بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھ کو جانا ہے اور اسی طرح ہم نے اسکو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

عربی زبان میں اور اگر آپ (بفرض محال) انکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد اسکے کہ آپ کے پاس علم (صحیح)

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع

پہونچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ؕ

ع ۵ ۶ ۱۱

دُنیاوی عذاب سے سخت عذاب

یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے، اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے بدرجہا سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جاکر پناہ حاصل کریں۔ اور جس جنت کا کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی، اس کا پھل ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے ہی اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا، جس میں کوئی فتور نہ ہوگا، یہ جنت تو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کا انجام ہوگا، اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

یعنی جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم عطا کیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ حضرت رحمان کے اس ذکر سے جو آپ پر نازل کیا گیا خوش ہوتے ہیں۔ اور ان یہود ہی میں بعض ایسے ہیں کہ سورہ یوسف

اور حضرت رحمٰن کے ذکر کے علاوہ بعض قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، یا یہ کہ کفار مکہ وغیرہ میں سے بعض گروہ قرآن کریم کے اس حصہ کا انکار کرتے ہیں جس میں حضرت رحمٰن کا ذکر ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں، اور مخلوق کو میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں، اور آخرت میں مجھے اسی کی طرف جانا ہے اور اسی طرح ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین اس طور پر نازل کیا ہے کہ وہ پورا کا پورا حق تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے، زبان عربی میں، اور بالفرض و التقدیر اگر آپ ان کے دین اور ان کے قبلہ کا اتباع کرنے لگیں، بعد اس کے کہ آپ کے پاس دین ابراہیمی اور قبلہ ابراہیمی کا بیان صحیح پہنچ چکا ہے تو عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار آپ کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ کوئی اس عذاب کو آپ سے روکنے والا ہوگا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا

اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بی بیاں اور بچے بھی

وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ

دیئے اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدون خدا کے حکم سے لا سکے

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ

ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں (خدا تو رہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں

وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں خواہ ہم آپکو وفات دیدیں بس آپکے ذمہ تو صرف احکام کا پہنچا دینا ہے اور دار و گیر کرنا تو ہمارا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ

کام ہے کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۗ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے

اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا اور ہٹانیوالا نہیں اور جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اور بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انکو

بیبیاں بھی دیں جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اور آپ کی اولاد سے زیادہ اولاد بھی دی، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوب علیہم السلام یہ آیت کریمہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو نبوت ان کو شادیاں کرنے سے مشغول کر دیتی (تو اس کا جواب دیا کہ شادی کرنا نبوت کے منافی نہیں بلکہ عین موافق ہے عابد) کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ ایک دلیل بھی بدون خدا کے حکم کے لاسکے۔

اور ہر کتاب (پر عمل کرنے کا) اس کے یہاں ایک خاص وقت مقرر ہے، اور فرشتوں کے دیوان میں سے جن باتوں پر ثواب و عقاب کچھ نہیں ہوتا، ان کو مٹا دیتے ہیں، اور جن پر ثواب و عقاب ہوتا ہے ان کو باقی رہنے دیتے ہیں اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ ان ہی کے پاس ہے کہ جس میں زیادتی اور کمی کچھ نہیں ہوتی۔ اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں اگر بعض ہم آپ کی حیات میں دکھلا دیں یا اس عذاب کے دکھانے سے قبل ہم آپ کو وفات دیدیں (تو کسی بھی صورت میں آپ فکر نہ کریں) کیونکہ آپ کے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے اور ثواب و عقاب دینا تو ہمارا کام ہے۔ کیا مکہ والے اس چیز کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کی زمین کو ہر چہار طرف سے فتح کرتے جا رہے ہیں، یا یہ کہ ہر طرف سے کمی سے مراد علماء کا اٹھ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی شہروں کی فتوحات اور علماء کرام کے انتقال کرنے کی بابت فیصلہ فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں ۞ اور وہ ان پر سخت قسم کا عذاب نازل کرنے والا ہے یا یہ کہ جس وقت وہ ان سے حساب لینا شروع فرمائے گا تو اس کا حساب بڑا جلدی ہوگا ۞

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ

اور ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے تدبیریں کیں سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے اسکو سب خبر

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اور انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ

اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿۴۳﴾ ع ۶ / ۱۲

(میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں

میرے اور تمہارے درمیان شاہد } اور ان کفار مکہ سے قبل بھی اور لوگوں نے (تنقیص اسلام کیلئے) تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود وغیرہ اور اس کے ساتھی، تو کچھ بھی نہ ہوا۔ کیونکہ ان سب کی تدابیر کی سزا حق تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔ نیک و بد جو نیکی اور برائی کرتا ہے حق تعالیٰ کو اس کی سب خبر رہتی ہے، اور اسی طرح ان یہودیوں اور تمام کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ نیک انجامی یعنی جنت اور فتح بدر اور فتح مکہ کس کے حصہ میں ہے۔

اور یہود وغیرہ یوں کہہ رہے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ حق تعالیٰ کے رسول نہیں ورنہ ہمارے پاس اپنی نبوت کیلئے کوئی گواہ لے کر آؤ، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ اور جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ میری رسالت اور اس قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے کے لئے کافی گواہ ہیں۔ یا یہ کہ عبداللہ بن سلام کے علاوہ اس سے آصف بن برخیا مراد ہیں، کیونکہ جس کے پاس منجانب اللہ کتاب آسمانی کا علم ہوگا تو یقینی طور پر اس میں قرآن کریم کا ذکر اور بیان ہوگا۔

ایاتہا ۵۲ (۱۴) سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ (۷۲) رکوعاتہا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ

الٓرٰ یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ تمام لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ

ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف لاویں

الْحَمِيْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

وہ ایسا خدا ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝۲ الَّذِيْنَ

اور بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہے ان کافروں کو جو دنیوی زندگانی کو

يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ

جو دنیوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور (بلکہ) اللہ کی

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۳

راہ (مذکور) سے روکتے ہیں اور اس میں کجی (یعنی شبہات) کے متلاشی رہتے ہیں ایسے لوگ بڑی

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ

دور کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے تمام (پہلے) پیغمبروں کو (بھی) ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان سے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

(احکام الٰہیہ کو) بیان کریں پھر جسکو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کرتے ہیں اور جسکو چاہیں ہدایت کرتے ہیں اور وہی (سب امور پر) غالب ہے (اور)

الْحَكِيْمُ ۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ

حکمت والا ہے اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے

قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۥ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ

(ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۵

(نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صابر و شاکر کے لئے۔

حضرت جبرئیلؑ کی معرفت نازل شدہ کتاب

(سورۂ ابراہیم) یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون ۵۲ آیتیں اور آٹھ سو اکتیس ۸۳۱ کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس ۳۴۳۴ حروف ہیں ــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الٓرٰ۔ یعنی میں خدا ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ ایک کتاب ہے جس کو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اپنے پروردگار کے حکم سے کفر سے ایمان کی طرف لادیں اور خدا کے دین کی طرف جو ایمان نہ لانیوالوں کو سزا دینے میں غالب اور ستودہ صفات ہے دعوت دیں۔ تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اسی کی ملک ہیں۔ اور ان کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے یعنی بڑا سخت عذاب ہے، جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں (اور ویل دوزخ کی ایک گھاٹی کا نام ہے جو بہت زیادہ گرم اور بہت ہی تنگ اور بہت ہی گہری ہے، تو وہ کہتی ہے کہ پروردگار میری گرمی انتہا

درجہ کو پہنچ چکی اور میری جگہ بہت ہی تنگ ہو گئی، اور میں بہت ہی گھری ہوں تو مجھے اجازت دو تاکہ میں آپ کے نافرمانوں سے انتقام لوں اور مجھ سے کسی قسم کا بدلہ نہ لیجیے)۔

اور لوگوں کو دین الٰہی اور طاعت خداوندی سے روکتے ہیں، اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں، یہ کفار حق اور ہدایت سے بڑی دور کی گمراہی میں ہیں یا یہ کہ صریح گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، تاکہ ان ہی کی زبان میں ان سے احکام الٰہیہ کو بیان کر دیں، یا یہ کہ ایسی زبان میں جس کے سیکھنے پر وہ قادر ہوں پھر جو گمراہی کا مستحق ہوتا ہے اسے حق تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کر دیتے ہیں اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین کی ہدایت کرتے ہیں، اور وہ ہی اپنے ملک اور سلطنت میں یا یہ کہ جو ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب ہے اور اپنے حکم اور فیصلہ میں یا یہ کہ گمراہ کرنے اور ہدایت عطا کرنے میں حکمت والا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات دے کر بھیجا، تاکہ وہ اپنی قوم کو کفر سے ایمان کی طرف بلائیں، اور ان کو حق تعالیٰ کے معاملات یعنی عذاب خداوندی اور رحمت خداوندی یاد دلائیں۔ بے شک ان مذکورہ باتوں میں طاعت پر قائم رہنے والے اور نعمت پر شکر کرنے والے کے لئے عبرتیں ہیں ؞

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اور اس وقت کو یاد کیجیے کہ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ

اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ

تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے

بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ ۶ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ ع ۱۳

رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرما دی

لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ ۷ وَقَالَ

کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے، اور

مُوْسٰی اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ فَاِنَّ

موسٰی (علیہ السلام) نے (یہ بھی) فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب مل کر بھی ناشکری کرنے لگو تو

اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝۸ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اللہ تعالیٰ بالکل بے احتیاج ستودہ صفات ہیں (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ

یعنی قوم نوحؑ اور عاد (قوم ہود) اور ثمود (قوم صالحؑ) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں جن کو

لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبران کے پاس دلائل لے کر آئے

بڑے بڑے معجزات کا انکار

اور موسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو، جبکہ اس نے تم کو فرعون اور اس کی قبطی قوم سے نجات دی جو تم کو سخت ترین عذاب دیا کرتے تھے، اور تمہارے چھوٹے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو خدمت لینے کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے، اور بچوں کے ذبح ہونے اور عورتوں سے خدمت لینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تھا، یا یہ کہ اس مصیبت سے جو حق تعالیٰ نے تم کو نجات دی اس میں تمہارا بڑا امتحان ہے، اور یہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی نعمت ہے۔ اور موسٰی عؑ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا اور کتاب میں تم کو اس بات سے مطلع کر دیا کہ اگر تم توفیق، عصمت، کرامت اور نعمت پر شکر ادا کرو گے، تو اور زیادہ توفیق، عصمت، نعمت اور کرامت دوں گا، اور اگر میری یا میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو ناشکری کرنے والے پر میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اور موسٰی عؑ نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے سب آدمی ناشکری کرنے لگیں تو حق تعالیٰ تمہارے ایمان سے بے احتیاج ہے اور وہ موحدین کے لئے اپنی حمد ذات میں ستودہ صفات ہیں، کفار مکہ کیا تم لوگوں کو قوم نوح، قوم ہود، اور قوم صالح اور حضرت شعیب عؑ کی قوم کی اجمالاً خبر نہیں پہنچی کہ تکذیب کرنے پر حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جن کی تفصیلی طور پر تعداد اور عذاب کی کیفیت کو حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، ان کے پیغمبران کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لیکر آئے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول
بسلسلہ ص ۳۸

ک۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ، تو قریش بولے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تب تو آپکو کسی چیز کا مالک نہیں دیکھتے وہ تو اپنے کام سے فارغ ہو چکے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ یعنی خدا تعالیٰ جس کو چاہیں موقوف کر دیں اور جسکو چاہیں باقی رکھیں ؛

عند الشعراء ۴۲ (حاشیہ)

فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اسکے

بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ

منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں جو ہمکو تردد میں ڈالے ہوئے ہے۔

رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ

ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے وہ تم کو

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا

بلا رہا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور معین مدت تک تم کو (خیر و خوبی کے ساتھ) حیات دے انہوں نے

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا

کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں تم یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ

کرتے تھے (یعنی بت) اس سے ہم کو روک دو سو کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں)

رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي

کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وہ) احسان فرمادے

مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلاسکیں بغیر خدا کے حکم کے اور

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔

النصف

رسولوں اور انبیاء کا جواب } تو ان کفار نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے، یعنی جو احکام انبیاء کرام لے کر آئے تھے ان کو رد کر دیا، یا یہ کہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے

سامنے کر دیئے، اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، ورنہ ہم خاموش کر دیں گے، اور رسولوں سے کہنے لگے کہ جو کتاب اور توحید دے کر تم کو بھیجا گیا ہے۔ ہم اس کے منکر ہیں، اور جس کتاب اور توحید کی طرف تم بلا رہے ہو، ہم تو اسکی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں۔

ان کے رسولوں نے کہا کیا تم کو حق تعالیٰ کی وحدانیت میں شک و شبہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے وہی تم کو توبہ اور توحید کی طرف بلاتا ہے تاکہ توبہ اور توحید کے ذریعہ تمہارے زمانۂ کفر کے گناہ معاف کر دے، اور تمہاری عمر کی معین مدت تک یعنی مدت تک تم کو بغیر عذاب کے حیات دے، وہ بولے تم پیغمبر نہیں ہمارے جیسے ایک آدمی ہو، تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جن بتوں کی عبادت کرتے تھے ہمیں ان سے روک دو۔ تو کوئی کتاب اور صاف معجزہ دکھاؤ۔ ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں، حق تعالیٰ نے تمہاری ہی طرح پیدا کیا ہے، اور حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرما دے۔ اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) کوئی کتاب اور معجزہ دکھلا سکیں، بغیر خدا کے حکم کے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے، تو ان لوگوں نے رسولوں سے کہا۔ سو تم بھی حق تعالیٰ پر بھروسہ کرو، تاکہ جو تمہارے ساتھ کیا جائے گا اس کو دیکھ لو۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ

اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) راستے

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع ۲ ع ۱۴

بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کرینگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ

رکھنا چاہیئے اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سر زمین سے نکال دیں گے

اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ پس ان رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کے لیے) وحی نازل فرمائی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ لا وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ

کہ ہم (ہی) ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دینگے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور)

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ (۱۴) وَاسْتَفْتَحُوْا

یہ ہر اس شخص کے لیے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے لگے

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (۱۵) مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى

اور جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب بے مراد ہوئے۔ اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو (دوزخ میں) ایسا

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ (۱۶) يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَأْتِيْهِ

پانی پینے کو دیا جاوے گا جو کہ پیپ لہو (کے مشابہ) ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیوے گا اور گلے سے آسانی کے ساتھ

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ

اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور (ہر) چہار طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مریگا نہیں اور اس کو

عَذَابٌ غَلِيْظٌ (۱۷)

اور سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

سخت عذاب در پیش ہے

رسولوں نے کہا ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اس نے ہمیں نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا، اور اطاعت خداوندی پر جو تم نے ہم کو ایذا پہنچائی، اس پر بھی صبر کرتے ہیں، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے، یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر داخل ہو جاؤ سو ان رسولوں پر ان کے پروردگار نے وحی نازل فرمائی کہ صبر کرو ہم ان سب کفار کو ہلاک کر دینگے اور ان کی ہلاکت کے بعد تم کو ان کی سرزمین اور ان کے شہر میں آباد رکھیں گے، اور یہ وعدۂ سکونت ہر اس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے، اور میرے عذاب سے ڈرے، اور ہر ایک قوم اپنے نبی کے خلاف مدد چاہنے لگی، اور جتنے متکبر، سرکش اور حق و ہدایت سے گمراہ لوگ تھے، وہ سب کے سب مدد چاہنے کے وقت بے مراد ہوئے، اور مرنے کے بعد ان سرکشوں کے سامنے دوزخ اور وہاں جو ان کی کھالوں سے لہو اور پیپ نکلے گا وہ ان کو پینے کے لئے دیا جائے گا، جس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیوے گا اور وہ گلے سے آسانی کے ساتھ نہیں اترے گا اور ہر ایک بال کی جڑ سے موت کے غم و تکلیف کی آمد ہوگی، یا یہ کہ ہر ایک گوشہ اور طرف سے اس کو آگ پکڑلے گی اور وہ اس عذاب سے کسی طرح مرے گا نہیں بلکہ اس لہو، پیپ وغیرہ کے عذاب کے بعد اس سے زیادہ سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں انکی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا

کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا لے جائے ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے ان کا کوئی حصہ ان کو حاصل

عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

نہ ہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے۔ کیا (اے مخاطب) تجھ کو یہ بات معلوم نہیں

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے (اس سے اس کا قادر ہونا بھی معلوم ہوگیا)

وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

پس اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور خدا کے سامنے

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

سب پیش ہونگے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ (عوام و تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو

مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ

وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اگر اللہ ہم کو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تم کو بھی (وہ) راہ بتلا دیتے

۳ ع ۹ ۱۵ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع

(اور اب تو) ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

کوئی صورت نہیں اور جب (قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان جواب میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِىَ عَلَيْكُمْ

کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِىْ ۚ

بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے (باختیار خود) میرا کہنا مان لیا -

شیطان کا اپنے متبعین سے خطاب

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے اعمال کی مثال یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیز ہوا اُڑا کر لے جائے، ان لوگوں نے حالت کفر میں جو اچھے کام کئے تھے، اس کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے، جیسا کہ جب راکھ کو ہوا اُڑا کر لے جائے، اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پا سکتے - یہ کفر اور غیر اللہ کے لئے اعمال کرنا، یہ حق اور ہدایت سے دور دراز کی گمراہی ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو یہ معلوم نہیں اس مقام پر مخاطب اپنے نبی کو کیا ہے، مگر مقصود مخاطب سے آپ کی قوم ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اظہار حق اور باطل یا یہ کہ زوال و فناء کے لئے پیدا کیا ہے، مکہ والو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے یا موت دیدے - اور ایک دوسری مخلوق پیدا کر دے جو تم سے بہتر ہو اور حق تعٰ کی تم سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہو، اور یہ کرنا خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور بڑے درجے اور اچھے درجہ کے لوگ سب خدا کے حکم سے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے تو چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے کافروں سے کہیں گے، ہم تو تمہارے احکامات میں تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزء ہم سے ہٹا سکتے ہو تو یہ رؤسا کہیں گے اگر حق تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی راہ دکھلاتا تو ہم تم کو بھی اس کے دین کی طرف راستہ بتلاتے اب تو عذاب ہم پر لازم ہے خواہ ہم پریشان ہوں اور خواہ ضبط کریں، اب ہمارے لئے کوئی فریاد کی جگہ اور کوئی جائے پناہ نہیں،

جب اہل جنت جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے، تو شیطان دوزخ میں دوزخیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب، کتاب، پلصراط میزان اعمال کے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کئے تھے کہ جنت دوزخ حساب کتاب بعث بعد الموت پلصراط میزان اعمال وغیرہ کچھ نہیں اور میرے ان جھوٹے وعدوں پر دلائل قطعیہ قائم تھے، اور میری تم پر کوئی حجت اور قدرت کا زور تو چلتا نہیں تھا، بجز اس کے کہ میں نے تم کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تم نے میری اطاعت کو قبول کر لیا ::

فَلَا تَلُوْمُوْنِىْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ

تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار ہو سکتا اور نہ تم

اَنْتُمْ بِمُصْرِخِىَّ ؕ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

میرے مددگار ہو سکتے ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اسکے قبل (دنیا میں) مجھ کو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم علمہ الکتاب (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم (کی) تفسیر کا علم عطا فرما۔

تفسیر ابن عباسؓ (کامل اردو)

پارہ ربما ۱۴

افادات:۔ ابن عم رسولِ آکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۶۸ھ

ترجمۂ قرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمۂ تفسیر

حضرت مولانا عابد الرحمان صدیقی

ناشر: اِدارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو۔پی)

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!

جسکی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رض ـــــ جامع ـــــ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی رح
مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ـــــ ؟ ـــــ علامہ جلال الدین سیوطی رح (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات

مولانا کفیل الرحمن نشاط عثمانی معین المفتی دار العلوم دیوبند

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا

دو ماہی پروگرام

جنوری ، مارچ ، مئی ، جولائی ، ستمبر ، نومبر

اشاعت ماہ ستمبر ۱۹۷۷ء

یہ چودہ پارے تیار ہیں

چلد ۳ پارہ ۱۴

ہدیہ فی پارہ - چار روپے -/4

(محبوب پریس دیوبند)

ناشر ادارہ درس قرآن دیوبند (یو پی)

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباسؓ پارہ ربما ۱۴

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ناشر: اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا

کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (یعنی ہم دنیا میں)

مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ

مسلمان ہوتے آپ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ (خوب) کھالیں اور جیئیں

الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

اُڑالیں اور خیالی منصوبے ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں ان کو ابھی حقیقت معلوم ہوتی جاتی ہے۔ اور ہم نے جتنی بستیاں

إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ

ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی اُمت اپنی میعاد مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے

أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي

اور نہ پیچھے رہی ہے اور ان کفار (مکہ) نے یوں کہا کہ اے وہ شخص

نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا

جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو (اور نبوت کا غلط دعوے

بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ

کرتے ہو ورنہ) اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے ہم فرشتوں کو صرف فیصلہ

الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾

ہی کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور (اگر ایسا ہوتا تو) اسوقت ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾

ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾

اور ہم نے آپ کے قبل بھی پیغمبروں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا

کافروں کی بعد از وقت آرزو

کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں مسلمان ہوتے اور جب کہ حق تعالیٰ دوزخ سے ہر مومن مخلص کو نکالکر جنت میں داخل فرمائے گا۔ اسوقت بھی کافر تمنا کرے گا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا۔

اے محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے، یہ بغیر سوچے کہ کل کیا ہوگا، خوب کھالیں، اور کفر و مال حرام میں خوب مزے اڑالیں، اور لمبی لمبی آرزو میں ان کو حق تعالیٰ کی اطاعت سے غفلت میں ڈالے رکھیں، ان کو مرنے کے وقت اور قبر میں اور پھر قیامت کے دن حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے کہ کیا ان کو سزا ملے گی۔

اور ہم نے جتنی بستی والوں کو ہلاک کیا ہے، سب کی ہلاکت کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی اُمت اپنی میعاد مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے، نہ ہوئی ہے اور نہ اس میعاد مقررہ سے پیچھے رہی ہے عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یوں کہا اے وہ شخص جس پر بزعم تمہارے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا گیا ہے، تم مجنون ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتے کیوں نہیں لاتے، جو تمہارے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں۔

حق تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو صرف ہلاکت اور تمہاری ارواح قبض کرنے کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور جب ان پر فرشتے نازل کئے جاتے تو پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔

اے محمدؐ ہم نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں کہ شیاطین میں سے کوئی بھی اس قرآن کریم میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا، اور نہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے یا یہ کہ ہم کفار اور شیاطین سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے محافظ ہیں۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا ؏

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

اسی طرح ہم یہ استہزاء ان مجرموں کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں جسکی وجہ سے یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے

وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

اور یہ دستور پہلوں سے ہی ہوتا آیا ہے (پس آپ غمگین نہ ہوں) اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی

بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا

دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں سے (آسمان کو) چڑھ جاویں تب بھی یوں کہدیں کہ ہماری

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ

نظر بندی کردی گئی تھی بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے اور بیشک ہم نے

جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنٰهَا

آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والوں کے لئے اسکو آراستہ کیا اور اس کو ہر

مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿١٧﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

شیطان مردود سے محفوظ فرمایا ہاں مگر کوئی بات (فرشتوں کی)

السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَالْاَرْضَ

چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے اور ہم نے زمین کو پھیلایا

مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور اس میں ہر قسم کی (ضرورت کی نباتی) چیز

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿١٩﴾

ایک معین مقدار سے اُگائی

رسولوں کے ساتھ کافروں کا استہزاء

اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا۔ جسکے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا، اسی طرح ہم یہ تکذیب اور استہزاء ان مشرکین مکہ کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، جس کی بناء پر یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور نزول عذاب پر ایمان نہیں لاتے، اور جیسا کہ آپ کی قوم

آپ کی تکذیب کرتی ہے۔ اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کا دستور پہلے لوگوں سے چلا آرہا ہے، اور قوموں کی تکذیب کے وقت حق تعالیٰ کا بھی قانون ان قوموں کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کا چلا آرہا ہے۔

اور اگر اہل مکہ کے لئے ہم آسمان میں ان کے داخل ہونے کے لئے کوئی دروازہ کھول دیں، اور فرشتوں کی طرح یہ کفار مکہ دن کے وقت اوپر جاتے اور اترنے لگیں، تب بھی یوں کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی، بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے ہم مغلوب العقل ہو رہے ہیں۔

اور ہم نے آسمان میں حفاظت کے لئے قصور پیدا کئے، یا یہ کہ ایسے ستارے پیدا کئے، جن سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ حاصل کیا جاتا ہے، اور ان ستاروں سے آسمان کو آراستہ اور مزین کیا کہ دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور آسمان کو ان ستاروں کے ذریعہ ہر شیطان مردود ملعون سے محفوظ فرمایا کہ جب یہ شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے پہنچتے ہیں، تو ان ستاروں سے اس کی حفاظت فرمائی، ہاں کوئی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک گرم جلا دینے والا روشن شعلہ ہو لیتا ہے۔ اور ہم نے زمین کو پانی پر پھیلایا، اور اس زمین پر بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے جو اس کے لئے میخیں ہو گئے، اور ہم نے ان پہاڑوں یا زمین میں بنائی ہوئی چیز اور ہر قسم کے پھل ایک معین مقدار سے اگائے ؛

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرٰزِقِينَ ﴿٢٠﴾

اور ہم نے تمہارے واسطے اس میں معایش کے سامان بنائے اور ان کو بھی معاش دی کہ جن کو تم روزی نہیں دیتے

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهُ ۥ وَمَا نُنَزِّلُهُ ۥٓ إِلَّا

اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم اس (چیز) کو ایک معین

بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾ وَأَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا

مقدار سے اتارتے رہتے ہیں اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَسْقَيْنٰكُمُوهُ ۚ وَمَآ أَنْتُمْ لَهُ بِخٰزِنِينَ ﴿٢٢﴾

ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے

وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ

اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی (باقی) رہ جائیں گے اور ہم

عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں اور بے شک آپ کا رب ہی ان سب کو

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

(قیامت میں) محشور فرمائے گا بیشک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے

قیامت کے دن سب جمع ہونگے

یا یہ مطلب ہے کہ تمام چیزیں پیدا کیں، جن کا وزن کیا جاتا ہے، جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، پیتل، وغیرہ اور ہم نے تمہارے لئے زمین سے نباتات اور پھل اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو تم کھاتے پیتے اور پہنتے ہو، پیدا کیں اور ان پرندوں اور وحشی جانوروں کو بھی اور پیٹ میں بچہ کو بھی معاش دی، جن کو تم روزی نہیں دیتے۔ اور جتنی چیزیں نباتات ہوں خواہ پھل ہوں یا بارش سب کی کنجیاں (اور خزانے بھرے ہوئے) ہمارے قبضہ میں ہیں، تمہارے قبضہ میں کچھ نہیں۔

اور ہم حسب حکمت بارش کو ایک معین مقدار سے برساتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو درخت اور بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر ہم ہی زمین پر پانی برسا کر تمہارے پینے کے لئے انتظام کرتے ہیں، اور تم بارش نہیں برسا سکتے، اور ہم ہی حشر کے لئے زندہ کریں گے، اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں اور تمام مخلوقات کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آسمان و زمین کی تمام چیزوں کے ہم مالک ہیں، اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو مر چکے ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو صف اوّل میں ہوں گے اور اسی طرح تمہارے بیٹے اور پوتے وغیرہ جو زندہ ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو پچھلی صف میں ہوں گے، ہم سب کو جانتے ہیں۔

بے شک آپ کا پروردگار تمام اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا وہ اس فیصلہ میں حکمت والا ہے، اور ان کے حشر ثواب و عقاب کو جاننے والا ہے ؏

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ الخ۔ امام ترمذی، نسائی، اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ تمام مردوں میں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت حسنا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے، تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور کچھ لوگ پیچھے ہٹ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے، تاکہ اپنی بغلوں کے درمیان سے اس کو دیکھ سکیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں ک۔ اور ابن مردویہ نے داؤد بن صالح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سہل بن حنیف انصاری سے وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ الخ آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ نمازوں کی صفوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؏

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ

اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ

کرنے کے قابل ہے جب آپکے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے

حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ

گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں

رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

تو تم سب اسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدمؑ کو)

اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾

سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

شامل ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے

مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾

پیدا کیا ہے ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ

اور بیشک تجھ پر (میری) لعنت رہے گی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو پھر مجھ کو

فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾

(مرنے سے) قیامت کے دن تک مہلت دیجئے ارشاد ہوا تو (جا) تجھ کو معین وقت کی

شیطان کو معینہ وقت کیلئے مہلت

اور ہم نے آدم علیہ السلام کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا، اور ابوالجن کو آدم علیہ السلام سے قبل ایسی آگ سے جسمیں دھواں نہیں تھا پیدا کر چکے تھے۔ اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے، جبکہ حق تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا جو زمین پر تھے، اور تقریباً وہ دس ہزار تھے، کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب میں اس کو پورا یعنی اس کے ہاتھوں، پیروں آنکھوں وغیرہ کو بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں، سو تم سب اس کو سجدہ تحیہ کرنا۔ چنانچہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، مگر ابلیس نے اس بات کو پسند نہ کیا یعنی وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ابلیس میری رحمت سے دور ہونے والے تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کونسا امر مانع ہوا۔ بولا میں ایسا نہیں ہوں کہ مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں، ارشاد خداوندی ہوا، اچھا تو فرشتوں کی جماعت سے نکل، یا یہ کہ میری رحمت سے دور ہو یا اس مقام سے نکل، بے شک تو ملعون اور میری رحمت سے دور ہو گیا۔ اور قیامت تک تجھ پر میری اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت رہے گی، ابلیس بولا تو پھر قیامت تک مجھ کو مہلت دیجئے۔ ملعون نے چاہا کہ موت کا مزہ کبھی نہ چکھے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جا تجھ کو نفخہ اولیٰ تک مہلت دی گئی ❊

إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي

تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا اے میرے رب بسبب اسکے کہ آپ نے مجھے

لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾

(بحکم تکوینی) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں انکی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ

اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ بجز آپکے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں ارشاد ہوا کہ (ہاں) یہ ایک سیدھا

مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ

رستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا

إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں تیری راہ پر چلنے لگے (تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے) ان سب سے

أَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ
جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ (میں سے جانے) کے لئے ان لوگوں

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ ع ۳ ۱۹
کے الگ الگ حصے ہیں بے شک خدا سے ڈرنے والے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور چشموں میں

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾
(بسنے) ہوں گے تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو

امن اور سلامتی کے ساتھ داخلہ

بولا میرے رب آپ نے مجھکو بحکم تکوینی ہدایت سے گمراہ کیا ہے تو میں دنیا میں آدم علیہ السلام کی اولاد کے سامنے لذات ہیں شہوات کو آراستہ کر کے لاؤں گا، اور ان سب کو ہدایت سے گمراہ کروں گا۔ بجز آپ کے ان بندوں کے جن کو آپ نے میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے یا بجز موحدین کے۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سیدھا معتبر راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے یا یہ کہ جو تیری پیروی کرے اور تیرے ساتھ رہے، اس کو بھی چل کر میرے پاس آنا ہے اور یہ ایک پسندیدہ سیدھا اسلام کا مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے، میرے ان مذکورہ مومن بندوں پر تیرا ذرا بھی بس اور قابو نہیں چلے گا، البتہ جو کافروں میں سے تیری راہ پر چلنے لگیں، تیری راہ پر چلنے والوں کا سب کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں، بعض بعض سے نیچے ہیں، جن میں سے سب سے بلند دوزخ اور سب سے پست ہاویہ ہے، ہر دروازہ سے جانے کے لئے ان کافروں کیا سے الگ الگ حصے متعین ہیں۔

کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور اس کے ساتھی باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں بستے ہوں گے۔ حق تعالیٰ ان سے قیامت کے دن فرمائے گا جنت میں سلام اور تحیت، یا موت اور زوال سے امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، ابو بکر ثعلبی نے سلمان فارسی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جس وقت یہ آیت کریمہ سنی، وَإِنَّ جَهَنَّمَ الخ۔ (اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) تو دن تک خوف سے بھاگے پھرے کسی چیز کی عقل نہیں رہی :: پھر ان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو انہوں نے

عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (کہ ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اس نے تو میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ، یعنی خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے :

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ

اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت ومحبت سے)

مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا

رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے، وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے

بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾

جاویں گے (اے محمدؐ) آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت

وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾

اور رحمت والا بھی ہوں اور (نیز) یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔

عذابِ خداوندی دردناک ہے

اور دنیاوی آپس کا جو کینہ وغیرہ تھا ہم اس کو ان کے دلوں سے دور کر دیں گے، آخرت میں سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے۔ ایک دوسرے کی زیارت کے لئے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔ جنت میں ان کو ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں پہنچے گی، اور نہ وہ جنت سے نکالے جائیں گے، آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں جو کہ توبہ پر مرے اور جو توبہ نہ کرے، اور کفر ہی کی حالت میں مرجائے تو اس کے لئے میری سزا بھی بڑی دردناک ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی۔ ونزعنا ما فی صدورہم من غلّ الخ۔ ابن ابی حاتم نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کا کینہ ان کے دلوں سے دور کیا جائے گا۔ فرمایا جاہلیت کا کینہ وہ یہ کہ بنی تیم، بنی عدی اور بنی ہاشم میں زمانۂ جاہلیت کی دشمنی تھی، جب یہ تینوں خاندان والے مشرف باسلام ہوگئے تو آپس میں استقدر الفت و محبت ہوگئی، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی کوکھ پکڑی تو حضرت علی رضؓ اپنا ہاتھ انکی کوکھ پر رکھ کر اس کو کھجلانے لگے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ الخ

یعنی ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے۔

ارشادِ خداوندی۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ الخ۔ امام طبرانی نے عبداللہ بن زبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کی ایک جماعت پر سے گذر ہوا، وہ ہنس رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو درانحالیکہ تمہارے سامنے جنت و دوزخ کا تذکرہ ہو چکا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں۔ اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔ نیز ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے ایک صحابی سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اچانک ہمارے پاس اس دروازہ سے تشریف لائے جس سے بنو شیبہ آیا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو ہنستا ہوا دیکھ رہا ہوں، پھر آپ چل دیئے، اس کے بعد پھر اُلٹے قدم لوٹ کر آئے اور فرمایا کہ میں لوٹا تا آنکہ جب پتھر کے پاس پہنچا تو میرے پاس جبریلِ امین تشریف لائے، اور کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس مت کرو۔ بلکہ ان کو اطلاع دیدو کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں الخ ؞

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا

اور آپ ان (لوگوں) کو ابراہیمؑ کے مہمانوں (کے قصہ) کی بھی اطلاع دیدیجئے جبکہ وہ انکے پاس آئے پھر (آ کر)

سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

انہوں نے السلام علیکم کہا۔ ابراہیمؑ کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں ہم

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ

آپکو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔ ابراہیمؑ کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر (فرزندکی)

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

بشارت دیتے ہو کہ مجھ کو بڑھاپا آ گیا سو کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امرِ واقعی کی بشارت دیتے ہیں

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

سو آپ نا امید نہ ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے بجز

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

گمراہ لوگوں کے فرمانے لگے کہ (اور یہ بتلاؤ کہ) اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو

وقف لازم

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر لوط (علیہ السلام) کا خاندان

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے بجز انکی (یعنی لوط کی) بی بی کے کہ اسکی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی قوم مجرم میں رہ جاویگی

ع
فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾

پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے) ہو

حضرت ابراہیمؑ اور فرشتوں کی میزبانی

آپ ان کو حضرت ابراہیمؑ کے مہمانوں کی یعنی حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھ جو بارہ فرشتے اور آئے تھے ان کی اطلاع دید یجیے۔ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکر ان کو سلام کیا، جب انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے یہاں کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہم تم سے خائف ہیں۔ انہوں نے کہا ابراہیم ہم سے خائف نہ ہوئیے، کیونکہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں، جو بچپن ہی میں بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم ہوگا، کہنے لگے اب بڑھاپے میں مجھے فرزند کی بشارت دیتے ہو، تو اسوقت کس چیز کی بشارت دیتے ہو، فرشتے کہنے لگے ہم آپ کو فرزند کی بشارت دیتے ہیں آپ بوڑھاپے میں فرزند سے ناامید نہ ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز ان لوگوں کے جو حق تعالیٰ یا اس کی نعمتوں کے منکر ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کو جب قرائن سے معلوم ہو گیا تو جبریلؑ اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ تو بتلاؤ اب تم کو کیا مہم در پیش ہے اور کس مقصد کے ماتحت آئے ہو؟۔ انہوں نے کہا ہم ایک مشرک قوم یعنی لوط کی قوم کو سزا دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں، جنہوں نے گندے کام کر کے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا ہے مگر لوط علیہ السلام کے خاندان کو یعنی ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور ریثار اور ان کی اس بی بی کو جو نیکوکار ہے ہلاکت سے بچالیں گے بجز ان کی واعلہ منافقہ بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہونے والی قوم میں رہ جائے گی، اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

چنانچہ حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھی خاندان لوط علیہ السلام کے پاس آئے کہنے لگے تم تو ہمارے اس شہر میں اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو ⁂

قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَأَتَيْنَاكَ

انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپکے پاس

بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٦٤﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ

یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لیکر (یہاں سے

وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا

چلے جایئے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جس جگہ (جانیکا)

حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ

تم کو حکم ہوا ہے اسطرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے انکی

دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ

بالکل جڑ ہی کٹ جاویگی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں گے) اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں

يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾ قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾

کرتے ہوئے پہنچے لوط ع نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو فضیحت مت کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کہ کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے

الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾

لوگوں سے منع نہیں کر چکے لوط ع نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ

آپکی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

ان کو آواز سخت نے آ دبایا پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي

اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے اس واقعہ میں کئی

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾

نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لئے

ملائکہ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب

ہم تم اور تمہارے سلام کو نہیں پہچانتے (پریشان ہوئے کہ قوم ان کے ساتھ کیا کرے، کیونکہ یہ بشکل بشر تھے)۔

اسی واسطے یہ فرمایا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو، فرشتے بولے ہم آپکے پاس عذاب لے کر آئے ہیں، جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے، اور ہم آپ کے پاس عذاب کی خبر لائے ہیں، اور ہم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہیں کہ عذاب ان پر نازل ہوگا۔ سو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے، اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے، اور تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھے، اور صعر (شام) کی طرف سب چلے جانا، اور ہم نے لوط علیہ السلام کو صعر جانے کا حکم دیا۔ یا یہ کہ ہم نے لوط علیہ السلام کو اس بات سے مطلع کیا کہ صبح ہوتے ہی آپ کی قوم کی جڑ کٹ جاوے گی (اور فرشتوں کی آمد کی خبر سنکر جو کہ بشکل بشر تھے) شہر کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر اپنے گندے مقصد کے ماتحت خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے۔ لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ سو مجھ کو ان میں فضیحت مت کرو۔ اور حق تعالیٰ سے اس حرام کام کے ارتکاب سے ڈرو، اور ان مہمانوں کی نظر میں مجھ کو رسوا مت کرو۔ وہ بولے اے لوط علیہ السلام کیا ہم آپ کو مسافروں (غرباء) کی ضیافت سے بارہا منع نہیں کر چکے۔

لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں اور میری قوم کی بیٹیاں ہیں (جو خود تمہارے گھروں میں موجود ہیں) اگر تم میرے کہنے سے شادی کرو تو میں تم سب کی شادی کر دوں۔

حق تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے، یا یہ کہ آپ کے دین کی قسم لوط علیہ السلام کی قوم اپنی جہالت و مستی میں مدہوش تھے، ان کو کچھ نہیں نظر آرہا تھا، چنانچہ سورج نکلتے نکلتے ان کو عذاب نے آدبایا۔ اور پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا، اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا۔ اور پھر ان لوگوں پر اور ان کے مسافروں پر آسمان دنیا سے کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے، ہم نے ان لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کیا، اس میں اہل بصیرت اور متفکر اور دیکھنے اور اعتبار کرنے والوں کے لئے چند نشان اور عبرتیں ہیں :۔

وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

بڑی عبرت ہے اور بن والے (یعنی شعیبؑ کی امت بھی) بڑے ظالم تھے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ ع وَلَقَدْ

ع ۵ / ۱۹ / ۵ وقف لازم

سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں اور حجر والوں

كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ

نے (بھی) پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا اور ہم نے ان کو اپنی (طرف سے)

اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ

نشانیاں دیں سو وہ لوگ ان سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

ان میں گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں سو ان کو صبح کے وقت آواز سخت نے آپکڑا

مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

سو ان کے (دنیوی) ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے

وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾

نہیں پیدا کیا اور ضرور قیامت آنے والی ہے سو آپ خوبی کے ساتھ درگزر کیجئے

ہلاک و برباد شدہ بستیوں کے نشانات

اور لوط علیہ السلام کی قوم کی یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں، جس پر ہر وقت لوگوں کا گذر ہوتا رہتا ہے، اور ان کی ہلاکت میں اہلِ ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے۔ اور بن والے یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم بھی بڑے مشرک تھے، سو ہم نے ان پر عذاب نازل کر کے ان سے دنیا میں بدلہ لیا۔ اور لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں کہ اس سے لوگوں کا

گذر ہوتا رہتا ہے، اور شام کو جاتے ہوئے راہ میں نظر آتی ہیں عابد)۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے بھی حضرت صالح ؑ اور تمام رسولوں کو جھوٹا بتلایا، اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں یعنی ناقہ وغیرہ دیں سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے، اور وہ لوگ پہاڑوں میں مکان بناتے تھے کہ مصیبت کے واقع ہونے سے امن میں رہیں، یا یہ کہ عذاب سے امن میں رہیں، سو ان کو صبح کے وقت عذاب خداوندی نے آپکڑا اور ان کے قول وفعل اور غیر اللہ کی پرستش عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کے کچھ کام نہ آئی۔

اور ہم نے تمام مخلوقات اور ان عجائبات کو حق و باطل کے اظہار اور ان کفار پر حجت قائم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، اور قیامت ضرور آنے والی ہے، تو آپ خوبی کے ساتھ بغیر جزع و فزع کے ان سے درگذر کیجئے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا

بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق بڑا عالم ہے	اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو

مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

(نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا	آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس

إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

چیز کو نہ دیکھئے جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لئے دے رکھی ہے

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ

اور ان پر غم نہ کیجئے	اور مسلمانوں پر شفقت رکھیئے	اور کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا (تم کو

الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ

عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں جیسا ہم نے (وہ عذاب) ان لوگوں پر نازل کیا ہے	جنہوں نے حصے

جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾

کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزاء قرار دئے تھے	سو آپ کے پروردگار کی قسم (یعنی اپنی)

الربع

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ

ہم ان سب سے انکے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے	غرض آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اسکو تو صاف صاف سنا دیجئے

عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾

اور ان مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے یہ لوگ جو ہنستے ہیں

استہزاء کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہے

یہ آیت آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے۔ آپ کا پروردگار مؤمن و غیر مؤمن سب کو قیامت کے دن زندہ کر دے گا، اور ان کے ثواب و عقاب کا وہ بڑا عالم ہے، اور ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان نعمت دی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں جو ہر ایک رکعت میں پڑھی جاتی ہے یا یہ کہ ہم نے ایسا قرآن کریم آپ کو عطا فرمایا کہ وہ پورے کا پورا شافی ہے، چنانچہ اس میں امر، نہی، وعد، وعید، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ، حقیقت، مجاز، محکم، متشابہ جو ہو چکا اور جو ہوگا، اس کی اطلاع ایک قوم کی تعریف اور دوسری قوم کی مذمت تو سارے قرآن کریم میں مضامین بھی مکرر اور ہفت ہیں۔

اور قرآن عزیز و عظیم کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا فرمایا، جیسا کہ یہود و نصاریٰ پر توریت و انجیل نازل کی کہ جنہوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر رکھے تھے۔ اور ہم نے جو اموال بنی قریظہ اور نضیر یا یہ کہ قریش کے لوگوں کو دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف رغبتہً اور ناسفاً اپنی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھیں کیونکہ ہم نے آپ کو نبوت و اسلام اور قرآن کریم کے ذریعہ جو اعزاز و اکرام عطا کیا ہے وہ ان کے عطا کردہ اموال سے کہیں بڑھ کر ہے، اور اگر یہ کفار ایمان نہ لائیں تو ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجئے، اور مسلمانوں پر شفقت کیجئے۔ اور ان پر رحیم ہو جائیے، اور فرما دیجئے کہ میں تم کو ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول ہوں۔ جیسا کہ ہم نے اپنا عذاب بدر کے دن اصحاب عقبہ یعنی ابو جہل، ابن ہشام، ولید بن مغیرہ مخزومی، حنظلۃ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، اور تمام ان کفار پر جو کہ بدر کے دن مارے گئے نازل کیا، جنہوں نے قرآن کریم کے بارے مختلف باتیں بنائی تھیں، بعضوں نے جادو بعض نے شعر، بعض نے کہانت اور بعض نے پہلے لوگوں کے جھوٹے واقعات، اور بعض نے کہا تھا، کہ آپ نے یہ خود تراشں لیا ہے۔

سو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو آپ کے پروردگار کی قسم ہم قیامت کے دن دنیا میں جو کچھ یہ کہتے تھے، یا یہ کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہ ہونے کی ضرور باز پرس کریں گے، آپ اپنے امر تبلیغ کو مکہ مکرمہ میں صاف صاف سنا دیجئے۔ اور یہ لوگ جو آپ پر ہنستے ہیں، اور حق تعالیٰ کے ساتھ انہوں نے اور دوسرے معبود قرار دے رکھے ہیں تو ہم ان ہنسنے والوں کی ہنسی کو ضرور آپ سے دور کر دیں گے سو ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الخ ک۔ بزار، طبرانی نے انس بن مالک رضؓ سے

نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا، تو وہ بدبخت آپ کی گدی میں کوچے مارنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے ساتھ جبریل رہتے ہیں، چنانچہ حضرت جبریل امین نے اپنی انگلی سے ایک کوچا مارا، جس سے انکے جسموں میں ناخن کی طرح لگا، اور اس سے ایسے بدبودار زخم ہوئے کہ کوئی ان کے قریب بھی جا سکتا، (اور اسی حالت میں مر گئے) تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الخ یعنی یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لئے ہم کافی ہیں ::

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ

(اور) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لئے ہم

يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ

کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے

بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۙ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

آپ تنگدل ہوتے ہیں سو (اسکا علاج یہ ہے کہ) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے اور نماز پڑھنے والوں

السّٰجِدِيْنَ ۙ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع ۶

میں رہیے اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے۔

منکرین کی ہلاکت چنانچہ حق تعالیٰ نے ان سب کو ایک دن ایک رات میں ہر ایک پر نیا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا، اور یہ بدبخت پانچ تھے۔ چنانچہ عاص بن وائل سہمی کو تو کسی چیز نے ڈس لیا، اور وہ اسی جگہ فوراً مر گیا۔ اور حارث بن قیس سہمی نے نمکین یا تازہ مچھلی کھالی، اس کے بعد اسے پیاس لگی، اس نے پانی پی لیا، بدبخت کا اس سے پیٹ پھٹ گیا اور اسی جگہ پر مر گیا۔ اور اسود بن عبد المطلب کا سر حضرت جبریل نے درخت سے اور اس کا منہ کانٹوں سے ٹکرا دیا۔ اور وہ اسی سے مر گیا۔ اور اسود بن یغوث سخت گرمی میں باہر نکلا، تو اس کو زہر چڑھ گیا جس سے حبشی کی طرح سیاہ فام ہو گیا، اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ تو اس نے اپنا سر دروازہ پر مارا اسی سے مر گیا، حق تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔ اور ولید بن مغیرہ مخزومی کے تیر کی نوک لگ گئی، اسی سے مر گیا، حق تعالیٰ ان بدبختوں کو اپنی رحمت سے دور کرے، سب کے سب مرتے کے وقت یہی کہہ رہے تھے کہ مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے مار ڈالا ::

اور یہ کفار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں، اور معاذ اللہ آپ کو شاعر، کاہن، ساحر وغیرہ کہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس سے آپ دل تنگ ہوتے ہیں، سو آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں یا یہ کہ اطاعت کرنے والوں میں رہیے، اور اپنے پروردگار کی اطاعت پر مستقیم رہیے، یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کو موت آجائے ؛

آیاتہا ۱۲۸ (۱۶) سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ (۷۰) رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ

خدا تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے وہ فرشتوں (کی جنس یعنی جبریلؑ)

بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ

کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں (یعنی انبیاء پر) نازل فرماتے ہیں یہ کہ

اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③

اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ ان کے شرک سے پاک ہے

پاک و بری ذات پاک

(سورہ نحل یہ سورت مکی ہے، بجز ان چار آیتوں کے ۱۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا۔ ۲۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ ۳۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ۴۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ الخ کہ یہ چاروں آیتیں مدنی ہیں۔ اس سورت میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس کلمات اور چھ ہزار سات سو سات حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اقترب للناس حسابہم الخ اور اقتربت الساعۃ نازل ہوئی، تو کچھ زمانہ تک جتنا منظور خدا تھا یہ کفار رکے رہے اور کچھ نہیں بولے اس کے بعد انہوں نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ عذاب کب آئے گا جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ خدا تعالیٰ کا عذاب آپہنچا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، یہ سمجھ کر کہ ابھی عذاب نازل ہو رہا ہے، گھبرا کر کھڑے ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا، نزول عذاب کی جلدی مت کرو، تب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، حق تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ کہ نہ اس کے کوئی اولاد ہے، اور نہ اس کا کوئی شریک۔ حق تعالیٰ جبریل امین اور دوسرے فرشتوں کو نبوت و اسلام یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں، یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام پر نازل فرماتے ہیں، اور وہ یہ ہے۔ کہ لوگوں کو خبردار کرو اور قرآن کریم پڑھ کر ان کو سناؤ تاآنکہ وہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ میرے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں، سو وہ میری ہی اطاعت کریں، اور مجھ ہی سے ڈریں،

حق تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حق کے لئے یا یہ کہ زوال و فنا کے لئے بنایا، اس کی ذات ان بتوں وغیرہ کے شرک سے پاک ہے ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۃ نحل) بسم اللہ الخ۔ ک۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت آیت کا یہ حصہ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ الخ نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے، اس پر حق تعالیٰ نے اگلا حصہ فلا تستعجلوہ نازل کیا تو سب خاموش ہو گئے۔

اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن ابو حفص سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا کا حکم آپہنچا۔ تو سب سنکر کھڑے ہو گئے، پھر اگلا حصہ نازل ہوا، یعنی سو تم جلدی مت کرو ۞

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

(اور) انسان کو نطفہ سے بنایا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

اور اسی نے چوپایوں کو بنایا ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے

تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ ان کو شام کے وقت لاتے ہو

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿٦﴾ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ

اور جبکہ (ان کو) صبح کے وقت چھوڑ دیتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ (لادکر) ایسے شہر کو لیجاتے ہیں جہاں

تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ

تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے (خود بھی) نہیں پہونچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧﴾ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ

شفقت اور رحمت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی

لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨﴾

پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور نیز زینت کیلئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جنکی تم کو خبر بھی نہیں

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

اور سیدھا رستہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر خدا چاہتا

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩﴾ ع ۹

تو تم سب کو (منزل) مقصود تک پہنچا دیتا۔

انسان کی تخلیق نطفہ سے ہوتی ہے

اور انسان کو یعنی ابی بن خلف جمحی کو سڑے ہوئے نطفہ سے بنایا، پھر وہ یکایک باطل کی حمایت میں کھلم کھلا جھگڑنے لگا، اور کہنے لگا، کہ ہڈیاں جب ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو پھر ان کو کون زندہ کرے گا۔
اور اسی نے چوپایوں یعنی اونٹوں کو بنایا کہ اس کی کھال کا پوستین اور بالوں کا کمبل بنتا ہے، سواری اور دودھ وغیرہ کے اور بھی منافع ہیں، اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو، اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے۔ جب کہ ان کو چرا کر شام کے وقت لاتے ہو، اور جب کہ صبح کو ان کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہو۔ اور وہ تمہارے سامان اور توشوں کو لاد کر مکہ تک لے جاتے ہیں، جہاں تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے خود بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ واقعی تمہارا پروردگار ایمان والوں پر بڑا شفیق اور تم سے عذاب کے مؤخر کرنے میں رحیم ہے۔
اور حق تعالیٰ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے، تاکہ حق تعالیٰ کے راستہ میں تم ان پر سوار ہو اور تمہاری زینت وخوشی کے لئے بھی ان کو پیدا کیا، اور وہ ایسی چیزیں بناتا ہے جنکی تم کو خبر نہیں،

اور جو تمہارے کبھی سننے میں بھی نہیں آئیں۔
اور خشکی وتری میں رستہ حق تعالیٰ ہی دکھاتا ہے، اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ ان سے مقصود تک رسائی ممکن نہیں، اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا، تو خشکی وتری میں سب کو سیدھا راستہ بتلا دیتا۔
یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہدایت و توحید کا جو سیدھا راستہ ہے وہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعض ادیان یہودیت، نصرانیت و مجوسیت کی طرح ٹیڑھے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں (کہ ان سے اللہ تک رسائی ممکن نہیں)۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو اپنے دین کی ہدایت عطا فرما دیتا ؏

هُوَ الَّذِيٓ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ

وہ ایسا ہے جس نے تمہارے واسطے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو پینے کو ملتا ہے

وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ

اور اس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہیں جن میں تم چرنے چھوڑ دیتے ہو (اور) اس (پانی) سے

وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ

تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (زمین سے) اگاتا ہے

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ

بیشک اس میں سوچنے والوں کے لئے (توحید کی) دلیل (موجود) ہے اور اس نے تمہارے لئے رات

وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ

اور دن اور سورج اور چاند کو (اپنا) مسخر (قدرت) بنایا اور ستارے (بھی) اسکے حکم سے

بِأَمْرِهٖ ۭ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٢﴾ ۙ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ

مسخر ہیں بے شک اس میں (بھی) عقلمند لوگوں کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور ان چیزوں کو بھی

فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣﴾

(دنیا یا) جن کو تمہارے لئے اس طور پر پیدا کیا کہ ان کے اقسام مختلف ہیں بیشک اسمیں (بھی) سمجھدار لوگوں کیلئے دلیل

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

(توحید موجود) ہے۔ اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو (بھی) مسخر بنایا کہ اسمیں سے تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا)

حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ

گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس (دریا) میں (اس کا) پانی

وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ

چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو اور شکر کرو اور اس نے

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا

زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ (زمین) تم کو لے کر ڈگمگانے (اور ہلنے) نہ لگے اور اس نے

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾

نہریں اور رستے بنائے تاکہ منزل مقصود تک پہنچ سکو

منزلِ مقصود تک پہونچنے کا راستہ

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے بارش برسائی کہ جنگلات اور شہروں میں تم کو اس کے ذریعہ سے پانی پینے کو ملتا ہے۔ اور اس کے سبب سے درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، جن کو تم اپنے مواشی کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہو، اور اس پانی سے تمہارے لئے انگور اور ہر ایک قسم کے پھل اُگاتا ہے۔ ان قسم قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف مزوں میں ان حضرات کیلئے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، خالق کے لئے کافی عبرت اور دلیل (توحید) موجود ہے۔ اور اس نے تمہارے فوائد کے لئے رات دن کو مسخر کیا، اور ستارے بھی اس کے حکم کے تابع ہیں یقیناً ان مذکورہ چیزوں کے مسخر کرنے میں چند دلیلیں موجود ہیں، ان لوگوں کے لئے جو اس بات کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو حق تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔

اور اسی طرح ان مختلف نباتات اور پھلوں کو بھی پیدا کر کے تمہارے لئے مسخر کیا، ان کے مختلف قسم اور رنگوں پر پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لئے جو نصائح قرآنی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، کافی عبرت اور دلیل موجود ہے۔ اور اسی ذات نے دریا کو مسخر کیا، تاکہ اس میں سے تازہ مچھلی نکال کر کھاؤ، اور تاکہ اس دریا میں سے موتیوں وغیرہ کا گہنا نکالو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ ایک ہوا کے رُخ پر اس دریا کا پانی چیرتی ہوئی جا رہی ہیں اور (دوسرے مقامات پر سے) آ رہی ہیں، تاکہ تم اس کے ذریعہ سے کماؤ۔ یا یہ کہ خدا کی روزی تلاش کرو۔ اور تاکہ تم حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرو، اور اس نے زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھ دیئے، تاکہ زمین تم کو لیکر ہلنے نہ لگے، اور اس نے تمہارے فوائد کے لئے نہریں بنائیں، اور رستے بنائے، تاکہ تم رستوں کو پہچان کر منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ۔

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (۱۶) اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

اور بہت سی نشانیاں بنائیں اور تاروں سے بھی لوگ رستہ معلوم کرتے ہیں سو کیا جو شخص پیدا کرتا ہو وہ

كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (۱۷) وَاِنْ تَعُدُّوْا

اس جیسا ہو جاوے گا جو پیدا نہیں کر سکتا پھر کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی

نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۸)

نعمتوں کو گننے لگو تو (کبھی) نہ گن سکو واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (۱۹) وَالَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہر احوال سب جانتے ہیں اور جن کی یہ لوگ خدا کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں

يُخْلَقُوْنَ ؕ (۲۰) اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ (معبودین) مردے (بے جان) ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ وہ مردے

۲۰ ع ۲ ۸ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (۲۱) ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ

کب اٹھائے جاویں گے تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو جو لوگ آخرت پر

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

ایمان نہیں لاتے ان کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے ہیں اور وہ (قبول حق سے)

مُّسْتَكْبِرُوْنَ (۲۲) لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

تکبر کرتے ہیں (اور) ضروری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سب احوال پوشیدہ و ظاہر جانتے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (۲۳)

ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کو متکبر ناپسند ہیں

اور مسافروں کے لئے پہاڑوں وغیرہ کی بہت سی نشانیاں بنائیں، اور بالخصوص فرقدین اور جدی ستاروں سے بھی مسافر خشکی وتری کا راستہ حاصل کرتے ہیں۔ سو کیا جو پیدا کرتا ہو، یعنی حق تعالیٰ تو وہ ان بتوں جیسا ہو جائے گا، کہ جو پیدا ہی نہیں کر سکتے تو کیا پھر بھی تم مخلوقات خداوندی اتنی بات بھی نہیں سمجھتے (کہ اس کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کر رہے ہو)۔ اگر تم حق تعالیٰ کی ان نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی نہ گن سکو، یا یہ کہ ہرگز شکر ادا نہ کر سکو، واقعی حق تعالیٰ بڑی مغفرت والے اور تائب پر بڑی رحمت والے ہیں - واقعی حق تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال خواہ خیر ہوں، یا شر سب جانتے ہیں۔

اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، وہ کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، جیساکہ ہم پیدا کرتے ہیں، بلکہ وہ خود ذلیل مخلوق ہیں، اور وہ بت مردہ ہیں۔ ان کے ان معبودوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ فرشتے کب اٹھائے جائیں گے، اور پھر حساب ہوگا، یا یہ کہ کفار کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب حساب ہوگا، یا یہ کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ حساب وکتاب کب ہوگا، اس بات کو بخوبی جان لو کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے یہ بت وغیرہ معاذ اللہ تمہارے معبود نہیں، جو لوگ بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل ہی توحید سے منکر ہو رہے ہیں، اور وہ ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں۔

ضروری بات ہے کہ یہ لوگ جو اپنے دلوں میں بغض وحسد و مکر و خیانت چھپائے ہوئے ہیں، اور لعن وطعن و لڑائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، حق تعالیٰ ان کے یہ سب احوال جانتے ہیں، اور یقینی بات ہے کہ حق تعالیٰ ایمان سے تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز فرمائی ہے کہتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ تو محض بے سند

الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ

باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں (نتیجہ اس دیکھئے) کا یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ

پورا بوجھ اور جن کو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے ان کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اٹھانا پڑیگا

مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ ع ۳/۹

خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اوپر لاد رہے ہیں وہ برا بوجھ ہے جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر اوپر سے ان پر چھت آ پڑی (ڈھو) اور

فَوْقِهِمْ وَأَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾

(علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ

پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور یہ کہے گا کہ میرے شریک جن کے بارے میں

كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ؕ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

تم لڑا جھگڑا کرتے تھے (وہ اب) کہاں ہیں جاننے والے کہیں گے کہ آج پوری رسوائی اور

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿۲۷﴾

عذاب کافروں پر ہے۔

آخری حالت کا اعتبار

جب ان حصے کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کے کیا احکامات بیان کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو پہلوں کی محض بے سند باتیں ہیں۔

نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور اسی طرح ان لوگوں کے گناہوں کا بھی بوجھ جن کو یہ لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے گمراہ کر رہے تھے، خوب یاد رکھو کہ یہ حصے کرنے والے جن گناہوں کو اپنے اوپر لاد رہے ہیں وہ بہت ہی بڑا بوجھ ہے۔

جیسا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں، جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں انہوں نے اپنے انبیاء کرام کے مقابلہ کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کیں، جیسا کہ نمرود جبار کہ اس نے آسمان پر جانے کے لئے سیڑھی بنائی تھی، پھر حق تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر (سیڑھی) جڑ بنیاد سے ڈھا دیا، تو گویا ان پر اوپر سے وہ سیڑھی آ پڑی اور یہ انہدام کا عذاب ان پر ایسی حالت میں آیا کہ ان کو خبر بھی نہیں تھی، اور پھر قیامت کے دن حق تعالیٰ ان کو عذاب دے گا اور رسوا کرے گا، اور حق تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا کہ تم نے جن معبودوں کو میرے شریک بنا رکھے تھے، جن کی وجہ سے تم مخالفت کیا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تم میرے انبیاء سے لڑا جھگڑا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ فرشتے اس حالت کو دیکھ کر

کہیں گے، قیامت کے دن کا عذاب یعنی دوزخ اور اس کی شدت و سختی کافروں پر ہے، جن کی جان فرشتوں نے بدر کے دن (حالت کفر پر) قبض کی تھی ⁂

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ

جن کی جان فرشتوں نے حالتِ کفر میں قبض کی تھی (یعنی آخر وقت تک کافر رہے) پھر کافر لوگ صلح کا

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوءٍ ۚ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ

پیغام ڈالیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے تھے کیوں نہیں بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی

تَعْمَلُونَ (۲۸) فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ

پوری خبر ہے سو جہنم کے دروازوں میں (سے جہنم میں) داخل ہو جاؤ (اور) اس میں

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (۲۹) وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا

ہمیشہ ہمیشہ کو رہو غرض تکبر کرنے والوں کا وہ برا ٹھکانا ہے اور جو شرک سے بچتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے

أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي

کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہے جن لوگوں نے نیک کام کیے ہیں

هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالم آخرت تو اور زیادہ بہتر ہے اور واقعی

دَارُ الْمُتَّقِينَ (۳۰) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي

وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ

ان کے باغوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں ان کو ملے گی

يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ (۳۱) الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ

(بلکہ) اسی طرح کا عوض اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دے گا جن کی روح فرشتے اس حالت میں

يَقُولُونَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا اپنے اعمال

تَعْمَلُونَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کے سبب یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس (موت کے) فرشتے آجاویں

أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ط

یا آپکے پروردگار کا حکم (یعنی قیامت) آجائے۔

کافروں کا عجیب انتظار پھر کافر اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے، اور حق تعالیٰ کے سامنے پست ہو جائیں گے، اور کہیں گے کہ ہم تو حق تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی پرستش نہیں کرتے تھے، اور ہماری کیا مجال تھی کہ ہم حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے حق تعالیٰ ان کے اس قول کو رد فرمائیں گے کہ کیوں نہیں، بے شک حق تعالیٰ کو تمہارے سب اقوال و اعمال شرکیہ کی پوری خبر ہے، سو اچھا جہنم میں جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو، وہاں تم کو نہ موت آئے گی، اور نہ وہاں سے تم نکالے جاؤ گے۔ جہنم کافروں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اور دیگر صحابہ کرام ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کا کیا پیغام بیان کیا تو وہ کہتے کہ توحید اور صلہ رحمی بیان کی، اور جو حضرات توحید خداوندی پر کاربند ہیں، ان کو قیامت کے دن جنت ملے گی، اور جنت تو بھر دنیا و مافیہا سے بدرجہا بہتر ہے، اور واقعی جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے اچھا گھر ہے۔

اور وہ حضرت رحمٰن کی خوشنودی کا مقام ہے، اس کی عمارات اور درختوں کے نیچے سے شہد دودھ شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی، جنت میں جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور اس کی خواہش ہوگی وہاں ان کو ملے گی، اسی طرح کا عوض حق تعالیٰ کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو دے گا۔

جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک صاف ہوتے ہیں۔ اور وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں کہ تم پر حق تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو، تم اپنے ایمان اور دنیا میں جو نیکیاں کرتے تھے، اس کی وجہ سے (قبض روح کے بعد روحانی طور پر) جنت میں چلے جانا، اور مکہ والے جو ایمان نہیں لا رہے ہیں یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی ارواح کے قبض کے لئے فرشتے آجائیں۔ یا ان کی ہلاکت کے لئے آپ کے پروردگار کا عذاب آجائے۔

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

(ایسا ہی) ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی کیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

ظلم کر رہے تھے آخر ان کے اعمال بد کی ان کو سزائیں ملیں اور جس عذاب پر وہ ہنستے تھے ان کو اسی نے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ ع ۹

آگھیرا اور مشرک لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو خدا کے سوا کسی چیز کی

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ

نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بدون (حکم کے) کسی چیز کو حرام کہہ سکتے جو (کافر) لوگ ان سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ج فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

پہلے ہوئے ہیں ایسی ہی حرکت انہوں نے بھی کی تھی سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف (احکام کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے اور ہم ہر امت

فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج فَمِنْهُمْ

میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کے رستہ) سے بچتے رہو سو

مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط

ان میں بعضے وہ ہوئے کہ جن کو اللہ نے ہدایت دی اور بعضے ان میں وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا۔

گمراہی وضلالت کی مہر لگ گئی

جیسا کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ آپ کی تکذیب کرتی ہے اور آپکو برا کہتی ہے، اسی طرح آپکی قوم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی اپنے انبیاء کرام کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ ان کی تکذیب کی، اور ان کو برا کہا، حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ آخر ان کے اعمال بد کی اور ان کی نافرمانیوں کی انکو سزائیں ملیں، اور انبیاء کرام کے ساتھ جو وہ استہزاء کرتے تھے، اسی کی سزا نے ان کو آگھیرا، یا یہ کہ جس عذاب کی خبر پانے پر وہ ہنستے تھے ان کو اسی عذاب نے آگھیرا۔

اہل مکہ جو بتوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں، یوں کہتے ہیں کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو نہ ہم اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے، اور نہ ہم بغیر حکم الہٰی کے، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام میں سے کسی کو حرام کرتے، بلکہ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا، اور اسی نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے، جیسا کہ آپکی قوم کرتی ہے، اور حق تعالیٰ کی طرف کھیتی اور جانوروں کی حرمت کی افتراء پردازی کرتی ہے، اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی افتراء پردازی کی تھی۔ سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا صاف صاف ایسی زبان میں پہنچا دینا ہے جس زبان کو ان کی قوم سمجھتی ہو۔

جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے۔ اسی طرح ہم ہر ایک قوم کی طرف کسی نہ کسی رسول کو بھیجتے رہے اس بات کے لئے کہ حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو، اور بتوں یا شیطان یا کاہن کی پرستش کو چھوڑ دو۔

سو جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی ہدایت کر دی، اور انہوں نے رسولوں کی دعوت پر لبیک کہی، اور بعضوں پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا۔ انہوں نے رسولوں کی دعوت ایمانی کو قبول نہیں کیا ؛

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِن تَحْرِصْ

تو (اچھا) زمین میں چلو پھرو پھر (آثار سے) دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا ان کے راہ راست پر

عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٧﴾

آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں کرتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی حامی نہ ہوگا

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْدًا

اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا کیوں نہیں زندہ کرے گا

عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

اس وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تاکہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے

يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا

ان کے روبرو اس کا (بطور معائنہ کے) اظہار کر دے اور تاکہ کافر لوگ (پورا) یقین کر لیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے ہم جس چیز کو

قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ ع

(پیدا کرنا) چاہتے ہیں بس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا پس وہ پیدا ہو جاتی ہے

ع ۵ ۲

زمین میں چلو پھرو

تو زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔
اور اگر آپ کو ان کے توحید کے قائل ہونے کی تمنا ہو تو حق تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو ہدایت نہیں کیا کرتا ہے، جو مخلوق کو دین الٰہی سے گمراہ کرے، اور وہ خود دین خداوندی کا اہل نہ ہو، اور کفار مکہ یاد رکھیں کہ عذاب الٰہی سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں، مرنے کے بعد ضرور زندہ کرے گا۔ اس دوبارہ زندہ کرنے کے وعدہ کو تو حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے، لیکن مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاکہ دین کے متعلق جس چیز میں یہ مکہ والے اختلاف کیا کرتے تھے، ان کے روبرو اس چیز کا اظہار کر دے۔ اور تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور قیامت کے منکروں کو پورا یقین ہو جائے، کہ دنیا میں ہم ہی جھوٹ بکتے تھے، جو یہ کہتے تھے کہ جنت، دوزخ، بعث وحساب کچھ نہیں، اور ہم قیامت جس وقت قائم کرنا چاہیں گے، سو ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تو قائم ہو جا، سو وہ ہو جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی - وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ الخ - ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا مشرکین میں سے کسی پر کچھ قرض تھا۔ چنانچہ مسلمان اس پر تقاضہ کے لئے آیا اور درمیان گفتگو کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جو مرنے کے بعد زندہ کرے گا، ایسا ایسا ہے، یہ سنکر وہ مشرک بولا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، میں اللہ تعالیٰ کی بڑا زور لگا کر قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ جو مر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ؛

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا، بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا

وقف لازم

ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش! ان کافروں کو (بھی) خبر ہوتی وہ ایسے ہیں

يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾

جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا

اور ہم نے آپ کے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دے کر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی

أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ

بھیجا کرتے تھے سو اگر تم کو علم نہیں تو (دوسرے) اہل علم سے پوچھ دیکھو اور آپ پر بھی یہ قرآن

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں اور تاکہ وہ

وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٤﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ

النصف

(ان میں) فکر کیا کریں۔ جو لوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے

أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آ پڑے

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٤٥﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت) میں پکڑ لے سو یہ لوگ

بِمُعْجِزِينَ ﴿٤٦﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ

خدا کو ہرگز (بھی) نہیں ہرا سکتے یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے۔

اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے

اور جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان کو مکہ والوں نے قسم قسم کی تکالیف پہنچائیں۔ جیسا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت بلال رضؓ، حضرت صہیبؓ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہم ان کو مدینہ منورہ میں ضرور خوب اچھا امن و امان اور غنیمت والا ٹھکانا دیں گے، اور آخرت کا ثواب اس دنیاوی ثواب سے بدرجہا بڑا ہے۔ کاش! یہ کفار بھی اس کو سمجھتے، اور حضرت عمار بن یاسرؓ اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ کفار کی تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں کرتے۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے قبل آپ ہی جیسے آدمیوں کو رسول بنا کر معجزات اوامر و نواہی اور پہلے لوگوں کی خبریں دے کر بھیجا ہے ہم ان کے پاس دلائل اور اوامر و نواہی کی وحی بھیجا کرتے تھے۔ تو اگر تم کو علم نہیں تو توریت و انجیل کے عالموں سے پوچھ لو کہ حق تعالیٰ نے صرف آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے ہیں، اور آپ پر بھی یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لئے قرآن کریم میں جو احکام بیان کئے گئے، آپ ان کو ان کے سامنے ظاہر کر دیں، اور تاکہ وہ احکام قرآنیہ میں فکر کریں، جو لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، کیا پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کر دے۔ یا ان پر ایسے مواقع سے عذاب آپڑے، جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو، یا ان کو تجارت کے سفر کے لئے آنے جانے میں پکڑ لے یا لوگ خدا کے عذاب کو ہٹا بھی نہیں سکتے، یا ان کے سرداروں اور ان کے ساتھیوں کو گھٹاتے گھٹاتے انکو پکڑ لے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی، والذین ھاجروا فی اللہ الخ۔ ابن جریر نے داؤد بن ابی ہند سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ والذین ھاجروا سے یتوکلون تک ابی جندل بن سہیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا

سو تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے کیا (ان) لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکتے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا

جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں اور اللہ کی مطیع ہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ

جتنی چیزیں چلنے والی آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں اور (بالخصوص) فرشتے (بھی) اور وہ

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

تکبر نہیں کرتے وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور ان کو جو کچھ حکم

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا السجدة ع ۶ ۱۲

کیا جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو (یا زیادہ) معبود

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ

مت بناؤ بس ایک معبود وہی ہے تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے

فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ

ڈرا کرو اور اسی کی (ملک) ہیں سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں اور زمین

الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ

میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے تو کیا پھر بھی اللہ کے سوا اوروں سے

مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ

ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے جب تم کو

تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ج ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

(ذرا) تکلیف پہونچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو پھر جب تم سے اس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے

مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لا

تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے

رب کے ساتھ بتوں کی شرکت } حق تعالیٰ تائب پر مہربان ہے، یا یہ کہ عذاب کے مؤخر کرنے میں مہربان ہے۔

کیا مکہ والوں نے خدا کے پیدا کئے ہوئے ان درختوں اور ان جانوروں کو نہیں دیکھا، کہ جن کے سائے صبح کو دائیں جانب کو اور شام کو بائیں جانب کو اس طور پر جھک جاتے ہیں، گویا کہ وہ حق تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں، اور ان کے سائے بھی صبح و شام حق تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں - (اور وہ سایہ دار چیزیں بھی) حق تعالیٰ کی مطیع و فرماں بردار ہیں، اور چاند و سورج ستارے اور حیوانات و پرندے اور وہ فرشتے بھی جو کہ آسمان و زمین میں ہیں، سب حق تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں، اور وہ اطاعت خداوندی سے تکبر نہیں کرتے، اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالا دست عرش پر مستوی ہے، اور فرشتوں کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اس کو وہ کرتے اور پہنچاتے ہیں -

حق تعالیٰ نے فرمایا، دو یا زیادہ معبودوں کی پرستش مت کرو، بس ایک ہی معبود وہی وحدہٗ لاشریک ہے - تو ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں مجھ سے ڈرا کرو، تمام مخلوقات اور یہ عجیب چیزیں اسی کی ملک ہیں، اور لازمی طور پر ہمیشہ خلوص کے ساتھ اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے - کیا پھر بھی حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرتے ہو؟ اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ سب حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے ان بتوں کی طرف سے نہیں پھر جب تم کو تکلیف پہونچتی ہے تو حق تعالیٰ سے فریاد اور اس کے سامنے آہ و زاری کرتے ہو پھر جب حق تعالیٰ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرنے لگتی ہے ؏

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں خیر چند روز عیش اڑالو اب جلدی

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ

خبر ہوئی جاتی ہے اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان (معبودوں) کا حصہ لگاتے ہیں جن کے متعلق

تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُونَ

ان کو کچھ علم نہیں قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیوں کی ضرور باز پرس ہوگی اور اللہ تو

لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا

کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ اور اپنے لئے چاہتی چیز اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی

بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾

خبر دی جاوے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے (الخ)

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ

جس چیز کی اس کو خبر دی ہو اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اس کو ذلت پر

عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (۵۹)

لئے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے خوب سُن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ

بری ہے جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو

الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۶۰) ع ۱۳ / ۷

بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں اور وہ بڑے زبردست ہیں بڑے حکمت والے۔

پرستش کے لائق صرف ذات باری ہے

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جوان کو نعمتیں دی ہیں، اس کی ناشکری کرتے ہیں، اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا، خیر کفر و حرام کاموں میں چند روزہ عیش اڑا لو، تمہیں خبر ہو جائے گی کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

اور ہم نے جوان کو کھیتیاں اور جانور دیئے ہیں، یہ ان میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن کے معبود ہونے کا ان کو کچھ علم نہیں، اور پھر اس میں سے صرف مردوں کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افتراء پردازیوں کی قیامت کے دن ضرور باز پرس ہوگی۔ اور یہ لوگ فرشتوں کو حق تعالیٰ کی بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، حق تعالیٰ کی ذات تو اولاد اور شریک سے پاک ہے (اور اس پر طرہ یہ کہ) اپنے لئے بیٹے تجویز کرتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کو تولد دختر کی خبر دی جاتی ہے، تو غم و ناراضگی میں صورت سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ اور لڑکی پیدا ہونے کی جو اس کو خبر دی گئی ہے، اس کے اظہار کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپائے پھرتا ہے۔ اور دل ہی دل میں سوچتا ہے۔ آیا اس لڑکی کو ذلت و عار کی حالت میں لئے رہے، یا اس کو زندہ مٹی میں گاڑ دے، خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے۔ کہ حق تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، اور اپنے لئے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔

جو لوگ بعث بعد الموت پر یقین نہیں رکھتے ان کے لئے دوزخ ہے، اور حق تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات یعنی الوہیت، ربوبیت، وحدت ثابت ہیں۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں بڑے زبردست ہیں، اور حکمت والے بھی ہیں کہ اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی بھی پرستش نہ کی جائے۔ (کیونکہ خالق و معبود حقیقی وہ ہی ذات وحدہ لاشریک ہے)۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے ظلم کے سبب دار و گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی (حس و) حرکت

مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

کرنے والا نہ چھوڑتے لیکن ایک میعاد معین تک مہلت دے رہے ہیں پھر جب ان کا وقت معین

جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾

آپہنچے گا اسوقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

وعدے کرتے جاتے ہیں کہ ان کے (ہمارے) لئے ہر طرح کی بھلائی ہے لازمی بات ہے کہ انکے لئے دوزخ ہے

مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ

اور بیشک وہ لوگ سب سے پہلے (دوزخ میں) بھیجے جاویں گے بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گذری ہیں انکے پاس

قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ

بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (کفریہ) مستحسن کرکے دکھلائے پس وہ

الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

آج ان کا رفیق تھا اور ان کے واسطے دردناک سزا (مقرر) ہے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف

الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ

اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور (دین) میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ (عام) لوگوں پر اسکو ظاہر فرما دیں

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ

اور ایمان والوں کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض سے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ ع ۱۴ ۸

اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سنتے ہیں۔

قائلین توحید کیلئے بڑی دلیل

اور اگر حق تعالیٰ ان کے کفر و شرک پر دار و گیر فرماتے تو سطح زمین پر جن و انس میں سے کسی کو نہ چھوڑتے لیکن ان کی ہلاکت کے وقت موعود تک ان کو مہلت دے رہے ہیں، پھر جب ان کی ہلاکت کا وقت معین آپہونچے گا، اس وقت ایک ساعت نہ اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے کہ وقت سے پہلے ہلاک ہو جائیں (بلکہ فوراً سزا ہو جائے گی)۔

اور نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، جن کو خود اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے لئے لڑکے یا یہ کہ ہمارے لئے جنت ہے۔ ان لوگوں کے لئے جنت کہاں سے ہوتی، لازمی بات ہے کہ ان کے لئے دوزخ ہے، اور یہ سب سے پہلے اس میں ڈالے جائیں گے، یا یہ کہ یہ دوزخ کی طرف منسوب کئے جائیں گے، اور یا یہ کہ یہ قول و فعل میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

بخدا آپ سے پہلے بھی اور امتوں کو شیطان نے ان کے اعمال کفریہ مستحسن کر کے دکھلائے اور وہ انبیاء کرام ؑ پر ایمان نہ لائے، وہ دنیا میں بھی ان کا رفیق تھا، اور دوزخ میں بھی ان کے ساتھ ہوگا، اور ان کے لئے آخرت میں دردناک سزا مقرر ہے۔

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن کریم صرف اس لئے نازل کیا ہے کہ جن امور دین میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں، اور اس پر ایمان لانے والوں کی گمراہیوں سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کی غرض سے نازل فرمایا ہے، حق تعالیٰ نے بارش برسا کر اس سے زمین کو خشک ہو جانے اور قحط سالی کے بعد زندہ کیا۔

اس امر مذکور میں ان لوگوں کے لئے جو اطاعت کرتے اور تصدیق کرتے ہیں، بڑی دلیل توحید ہے۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ

اور (نیز) تمہارے لئے مواشی میں بھی غور و فکر کا موقع ہے (دیکھو) ان کے پیٹ میں جو گوبر

مِنۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

اور خون (کا مادہ) ہے اس کے درمیان میں سے صاف اور گلے میں آسانی سے اُترنے والا دودھ (بناکر)

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ

ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں اور (نیز) کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ

سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

کھانے کی چیزیں بناتے ہو بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ

عقل (سلیم) رکھتے ہیں اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ لا

گھر بنالے اور درختوں میں (بھی) اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

ان میں پھر ہر قسم کے پھلوں سے چوستی پھر اپنے رب کے رستوں میں چل جو آسان ہیں

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ

اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں

شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

لوگوں کے لئے شفاء ہے اس میں (بھی) ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو (دل) پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعضے تم میں وہ ہیں جو

اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ

ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے

ع ۹ ۵ ۵

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی قدرت والے ہیں

طرح طرح کے انعامات و نوازشیں

اور مواشی میں سے ہم تمہارے لئے صاف مزہ دار دودھ نکال کر تمہارے پینے کو دیتے ہیں۔ اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز (یہ منسوخ ہے) اور عمدہ پاکیزہ کھانے کی چیز بناتے ہو، جیسا کہ سرکہ خرمائے خشک کشمش وغیرہ ان مذکورہ باتوں میں ان کے لئے توحید کی بڑی دلیل ہے، جو کہ تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی، کہ تو پہاڑوں میں اپنا چھتہ بنا لے اور درختوں میں بھی اور عمارتوں میں بھی چھتہ بنا لے۔ پھر ہر قسم کے مختلف پھلوں سے چوستی پھر، اور چوس کر واپس آنے کے لئے اپنے پروردگار کے رستوں میں چل، جو تیرے لئے باعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے آسان ہیں پھر شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے سفید، زرد، سرخ رنگ کا شہد نکلتا ہے۔ اس میں لوگوں کی بہت سی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

یا یہ کہ قرآن کریم گمراہوں کے لئے بیان شافی ہے، ان مذکورہ چیزوں میں ایسے لوگوں کے لئے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، بڑی دلیل اور عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اوّل پیدا کیا، اور پھر تمہاری عمریں ختم ہونے پر تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور بعضے تم میں وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ مخلوق کی حالتوں کی تبدیلی کے جاننے والے ہیں، اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے پر بڑی قدرت والے ہیں ؛

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق میں فضیلت دی ہے سو جن لوگوں کو

فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ

فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ

فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ

(مالک و مملوک) سب اس میں برابر ہو جاویں کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

نے تم ہی میں سے تمہارے بیبیاں بنائیں اور (پھر) ان

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو اچھی اچھی چیزیں کھانے (پینے) کو دیں

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے اور اللہ کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو اُن کو نہ آسمان میں سے رزق پہنچانے کا

وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ

اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین میں سے اور نہ قدرت رکھتی ہیں سو تم اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں

الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

مت گھڑو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے

اہل نجران کا دعویٰ

اہل نجران اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ حق تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر رزق مال و دولت کے باب میں فضیلت دی ہے تو مال و دولت والے اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی مال دینے والے نہیں، آقا، اور غلام سب اس مال میں برابر ہو جائیں، اس چیز پر یہ لوگ کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کی ملکیت میں دوسرا شریک ہو جائے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں تو کیا میرے لئے اس چیز کو پسند کرتے ہو، جس کو اپنے لئے گوارا نہیں کرتے، اور اتنے انعامات کے بعد بھی وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لئے بیبیاں بنائیں، اور پھر تمہاری عورتوں میں سے بیٹے پوتے، یا یہ کہ غلام، باندی اور داماد وغیرہ پیدا کئے، اور تم کو جانوروں سے عمدہ بہترین چیزیں کھانے کو دیں، پھر شیطان اور بتوں پر ایمان رکھیں گے اور ان کی تصدیق کریں گے اور وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے رہیں گے۔ مطلب یہ کہ اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے رہیں گے کہ جو نہ آسمان سے پانی برسانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں سے کسی پیداوار کا ان کو اختیار ہے اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، تو اب تم اس بطلان کے بعد حق تعالیٰ کے لئے لڑکا شریک اور نائب مت ٹھیراؤ، اور حق تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ ان کے نہ کوئی لڑکا ہے، اور نہ شریک اور اے گروہ کفار تم نہیں جانتے (اسلئے جو چاہتے ہو بکتے رہتے ہو)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ (فرض کرو) ایک (تو) غلام ہے (کسی کا) مملوک کہ کسی

وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ

چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی ہے

مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ

تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے کیا اس قسم کے شخص آپس میں برابر ہو سکتے ہیں ساری

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں بلکہ ان میں اکثر تو جانتے ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ

فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں ایک تو گونگا (بھی) ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے

عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ

مالک پر ایک وبال جان ہے وہ اس کو جہاں بھیجتا ہے کوئی کام درست کر کے نہیں لاتا کیا یہ شخص

يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى

اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے ہیں جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو اور خود بھی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع ۱۰

معتدل طریقہ پر (چلتا) ہو

مؤمن و کافر کی ایک مثال } اس کے بعد حق تعالیٰ مومن و کافر کی ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ ایک تو غلام ہے کسی کا مملوک کہ اموال و تصرفات اور احسان وغیرہ میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں، یہ حالت تو کافر کی ہے کہ کبھی اس سے کسی قسم کی بھلائی اور نیکی کا صدور نہیں ہو سکتا، اور دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب مال و دولت دے رکھا ہے تو وہ اس میں سے حق تعالیٰ کے راستہ میں پوشیدہ اور علانیہ جسطرح چاہتا ہے

خرچ کرتا ہے، یہ مومن مخلص کی شان ہے. کیا اس قسم کے حضرات ثواب لوٹنے اور اطاعت خداوندی میں برابر ہو سکتے ہیں۔ تمام قسم کی تعریفیں حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور وحدانیت اسی ذات کے لئے ثابت ہے بلکہ ان میں سے اکثر امثال قرآنیہ کو جانتے ہی نہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ایک عرب شخص ابو العیص بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی مزید وضاحت کے لئے بتوں کی ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں، کہ دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا پتھر ہے، بات وغیرہ کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے جوان کا بت ہے وہ اپنے مالک اور رشتہ دار پر ایک وبال جان ہے، اور اس کو مشرق و مغرب کے جس کونے میں سے بھی پکارا جائے، کسی پکارنے والے کا خوبی کے ساتھ جواب نہیں دے سکتا، یہ ان کے بتوں کی مثال ہے. کیا یہ بت اور ایسی ذات یعنی حق تعالیٰ جو توحید کی تعلیم کرتا ہو، اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو نفع پہنچانے اور تکالیف کے دور کرنے میں دونوں باہم برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں) :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ اس آیت کریمہ کے بارے میں ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی اور اس کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اگلی آیت رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ یہ حضرت عثمان اور اُن کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا غلام اسلام کو برا سمجھتا تھا، اور اس کا انکار کیا کرتا تھا، اور صدقہ اور نیک کاموں سے روکتا تھا، ان دونوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا ہے الخ :

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا

اور آسمانوں اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا

كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

(جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے

وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ

اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

تاکہ تم شکر کرو (اور استدلال علی القدرت کے لئے) کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے (نیچے)

فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

میدان میں مسخر ہو رہے ہیں ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ کے اس میں ایمان والے لوگوں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ

کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں رہنے کی

سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا

جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن

يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا

اور مقام (کرنے) کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو اور ان کی اُون اور اُن کے رووُں اور

وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾

ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک کیلئے بنائیں۔

ایک مدت تک نفع ممکن ہے

تمام پوشیدہ باتیں جو بندوں میں کسی کو بھی معلوم نہیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں (اور ان غیوب میں سے جو ایک امر) قیامت ہے، اس کا معاملہ ایسا جھٹ پٹ ہوگا، جیسا کہ آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی حق تعالیٰ بعث بعد الموت وغیرہ ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔ اور کیا اللہ نے تمہاری ماں کے پیٹ سے تمہیں اس حالت میں نہ نکالا، کہ تم کو اشیاء میں سے کسی چیز کی بھی خبر نہ تھی، اور اس نے تم کو نیک بات سننے کے لئے کان اور نیک بات دیکھنے کے لئے آنکھیں اور امور خیر کے سمجھنے کے لئے دل عطا کیے، تاکہ تم نعمت خداوندی کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔

اے مکہ والو! کیا تم نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ اس سے قدرت خداوندی اور اس کی توحید کو سمجھتے کہ وہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہو کر اڑ رہے ہیں، ان کو اس اڑنے میں بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں تھامتا، پرندوں کے فضا میں تھامنے میں ان لوگوں کے لئے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کو حق تعالیٰ ہی تھام رہے ہیں، وحدانیت الٰہیہ کی چند دلیلیں ہیں، اب اور مزید اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں،

تاکہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور اس پر ایمان لائیں، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (حالتِ حضر میں) تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی (اور حالتِ سفر میں) جانوروں کی کھالوں اور ان کی اون اور بالوں کے تمہارے لئے خیمے اور شامیانے بنائے جن کے بوجھ کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے مقام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو، (اور مثلاً) بکریوں کی اون اونٹوں کے روؤں اور دنبوں کے بالوں سے تمہارے گھر کا سامان اور فائدہ کی چیزیں ایک مدت یعنی ختم ہونے اور پرانے ہونے تک کے لئے بنائیں ::

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

اور اللہ تو نے تمہارے لئے اپنی بعض مخلوقات کے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ

الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں

وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں اللہ تعالیٰ تم پر اسی طرح

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

(کی) اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار رہو پھر اگر یہ لوگ (ایمان سے) اعراض کریں

عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ

تو آپ کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے وہ لوگ خدا کی نعمت کو (تو) پہچانتے ہیں

۱۱ ع۷ ۱۷ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ

پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں اور جس دن ہم

نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ

ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جاوے گی

كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی

تبلیغ احکام اور توحید کی طرف بندے کے گواہ

اور حق تعالیٰ نے تمہارے لئے درختوں پہاڑوں اور دیواروں کے سائے بنائے جن سے گرمی میں اپنی حفاظت کرتے ہو اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کے مقامات اور غار بنائے اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے گرمی میں اور سردی سے سردی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں، اور زرہیں بنائیں جو تمہارے دشمن کے ہتھیار لگنے سے حفاظت کرتی ہیں، اسی طرح حق تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، تاکہ تم اس کا اقرار کرکے اس کے فرماں بردار ہو جاؤ، یا یہ کہ ان زرہوں کی وجہ سے زخم لگنے سے محفوظ رہو، اور اگر یہ لوگ ایمان لانے سے اعراض کریں تو آپ کے ذمہ تو احکام خداوندی کا زبان عربی میں صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

چنانچہ حبیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کو یہ نعمتیں یاد دلائیں تو بولے بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ سب نعمتیں حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں، اس کے بعد پھر اس چیز کے منکر ہو گئے اور بولے ہمارے بتوں کی سفارش سے یہ نعمتیں ملی ہیں، اسی چیز کو حق تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ یہ سب نعمتیں حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں، مگر پھر کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا ہے، سب کے سب ان میں حق تعالیٰ کے منکر اور کافر ہیں۔ اور جس دن ہم ہر ایک قوم میں سے ان کے پیغمبر کو ان پر تبلیغ احکام کے لئے گواہ قائم کریں گے، پھر ان کفار کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور نہ یہ توبہ کے لئے دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی یعرفون نعمۃ اللہ الخ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی، واللہ جعل لکم من بیوتکم سکناً الخ، وہ بولا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اگلی آیت وجعل لکم من جلود الانعام بیوتاً۔ تا ویوم اقامتکم الخ تلاوت فرمائی، اس پر وہ اعرابی بولا درست ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اور آیتیں پڑھیں، ہر ایک آیت پر وہ کہتا تھا ٹھیک ہے، تاآنکہ آپ اس آیت پر پہنچے کذالک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون، یہ سنکر وہ اعرابی پشت پھیر کر چلا یا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ یعرفون نعمۃ اللہ الخ یعنی وہ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہوتے ہیں، اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں۔

وَإِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

اور جب ظالم (یعنی کافر) ایک عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جاوے گا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

اور نہ وہ کچھ مہلت دیئے جاوینگے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو

شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ

کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ

ہم ان کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم

اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ۚ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ

جھوٹے ہو اور یہ (مشرک اور کافر) لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جاویں گے

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان کے لیے ہم ایک سزا پر دوسری سزا

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ

بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو

شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا

اُن ہی میں کا ہوگا اُن کے مقابلہ میں قائم کر دیں گے اور ان لوگوں کے مقابلہ میں

عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

آپ کو گواہ بنا کر لاویں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام (دین کی) باتوں کا بیان

۱۲ ع ۲ ۱۸ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع

کرنیوالا ہے اور (خاص) مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانے والا ہے۔

عذاب خداوندی سے چھٹکارا نہ ہوگا } اور نہ ان کفار سے عذاب ہلکا کیا جائے گا، اور نہ عذاب خداوندی میں ان کو کچھ مہلت دی جائے گی۔ اور جب مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے معبود یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کیا کرتے تھے، اور انہوں نے ہمیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا، تو وہ بت فوراً ان کو جواب دیں گے کہ تم اپنی باتوں میں جھوٹے ہو، ہم نے تم کو اس چیز کا حکم نہیں دیا اور ہمیں تمہاری پرستش کی بھی خبر نہیں، اور یہ مشرک لوگ اور ان کے معبود اس روز حق تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیں گی، یا یہ کہ اپنے معبودانِ باطل سے اُلجھنے لگیں گے جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی دینِ الٰہی اور اطاعتِ خداوندی سے روکتے ہیں، تو ہم دوزخ کے عذاب میں سانپوں، بچھوؤں، بھوک اور پیاس اور زمہریر وغیرہ کی اور ان پر زیادتی کر دیں گے، بمقابلہ ان کی نافرمانیوں اور ان کے اقوال و افعال شرکیہ۔ اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جوان ہی میں کا ہوگا، یعنی ان کے نبی کو قائم کریں گے، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی اُمت کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے، یا یہ کہ ان سب کے مقابلہ میں انکی صفائی کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے بذریعہ جبریل امینؑ آپ پر قرآن اتارا جو حلال و حرام اوامر و نواہی میں سے ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی سے بڑی ہدایت اور عذاب سے بڑی رحمت اور جنت کی خوشخبری سنانے والے ہیں ؞

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ

بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تم کو اس لئے نصیحت

تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ

فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم اس کو (تخصیصاً یا

وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ

تعمیماً) اپنے ذمہ کر لو اور قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑو اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

بنا چکے ہو بے شک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور تم اس

تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ

عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتنے پیچھے بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالا کہ

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ

(اسی طرح، تم بھی) اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو محض اس وجہ سے کہ ایک

هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ

گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جاوے بس اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے قیامت کے دن ان سب کو تمہارے سامنے (عملاً) ظاہر کر دے گا۔

صلہ رحمی کا حکم

یقیناً حق تعالیٰ توحید اور فرائض کی ادائیگی یا یہ کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم فرماتا ہے، اور تمام معاصی اور ایسی باتوں سے جن کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں، اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرماتے ہیں، اور حق تعالیٰ تم کو ان باتوں سے اس لیے روکتے ہیں، تاکہ تم احکام قرآنیہ سے نصیحت حاصل کرو۔

اور تم حق تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو، جب کہ تم حق تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورا کرنے کو اپنے ذمہ لے لو، یہ آیت کریمہ مراد اور کندہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور اپنے درمیان ان عہدوں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو، اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، مطلب یہ کہ یہ کہا ہو کہ ہماری دونوں جماعتوں میں جو عہد و پیمان ہوا ہے، اس پر حق تعالیٰ گواہ ہے، اور خواہ وفاء عہد ہو، یا نقض عہد، حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

اور تم نقض عہد کرکے رائطہ نامی دیوانی عورت کی طرح مت بنو کہ جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنے عہدوں کو مکر و فریب اور فساد کا ذریعہ بنانے لگو، محض اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہو جائے، پس اس زیادہ ہونے سے یا اس نقض عہد سے حق تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے، اور دین میں جو کچھ اختلاف کرتے ہو، اس کی حقیقت قیامت کے دن تمہارے سامنے ظاہر کر دے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ک۔ ابن جریر نے بریدہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حکم خداوندی، وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ

یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیعت فرمائی ہے اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
فرمانِ الٰہی ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا الخ ک. ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن ابی حفص سے نقل کیا ہے،
کہ سعیدہ اسدیہ مجنونہ تھی، بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی (اور کات کر پھر توڑ دیتی) تھی، اس کے بارے میں
حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو الخ :

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ

اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے لیکن جس کو چاہتے ہیں

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔـلُنَّ عَمَّا

بے راہ کر دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں راہ پر ڈال دیتے ہیں اور تم سے تمہارے سب اعمال کی

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ

ضرور باز پرس ہوگی اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ کبھی

فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ

قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے پھر تم کو اس سبب سے کہ تم راہِ خدا سے مانع ہوئے تکلیف

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا

بھگتنا پڑے اور تم کو بڑا عذاب ہوگا اور تم لوگ عہد خداوندی

بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

کے عوض میں (دنیا کا تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے وہ

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم سمجھنا چاہو اور جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم

بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

ہو جاوے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا اور جو لوگ ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو

يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ

ضرور دیں گے جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو

مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) انکے

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

اچھے کاموں کے عوض ان کا اجر دیں گے

اچھے کاموں کا بہترین بدلہ

اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا، تو تم سب کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی کا بنا دیتے۔ لیکن جو دین الٰہی کا اہل نہیں ہوتا۔ اس کو اس سے بے راہ کرتے ہیں اور جس میں دین خداوندی کی صلاحیت ہوتی ہے، اسے راہ پر چلاتے ہیں، اور تم حالت کفر میں کیا برائیاں کر رہے ہو، اور حالت ایمان میں کیا کیا نیکیاں کر رہے ہو یا یہ کہ وفاء عہد اور نقض عہد سب اعمال کی قیامت کے دن باز پرس ہوگی، اور تم اپنے عہدوں کو فساد و مکرو فریب اور آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ مت بناؤ۔ کہیں دوسرے اطاعت خداوندی سے نہ پھسل جائیں۔ جیسا کہ آدمی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جاتا ہے اور پھر تم کو اس سبب سے کہ تم نے دوسروں کو دین خداوندی اور اطاعت الٰہی سے روکا، دوزخ کی تکلیف بھگتنا پڑے، اور تم کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

اور لوگ جھوٹے حلف اٹھا کر دنیا کا معمولی سا فائدہ مت حاصل کرو، تمہارے پاس جو متاع دنیوی ہے اس سے ثواب آخرت بدرجہا بہتر ہے، جب کہ تم ثواب خداوندی کو سمجھنا چاہو۔ یا یہ کہ جبکہ تم اس کی تصدیق کرنا چاہو، اور جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا، اور ثواب خداوندی دائم و باقی رہیگا اور جو لوگ وفاء عہد وغیرہ پر ثابت قدم ہیں، ہم ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے عوض میں آخرت میں ان کو اسکا ثواب دیں گے، اور جو شخص بھی خالص حق تعالیٰ کے لئے کوئی نیک کام کرے گا، اور حق تعالیٰ پر قائم رہے گا بشرطیکہ مؤمن مخلص ہو تو ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے، یعنی طاعت میں یا قناعت میں، یا یہ کہ جنت میں اور ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے عوض ان کو آخرت میں ثواب دیں گے۔ یہ آیت کریمہ عبدان بن الاشوع اور امرء القیس کندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾

تو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

یقیناً اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر (دل سے) بھروسہ

يَتَوَكَّلُونَ (۹۹) إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ

رکھتے ہیں بس اس کا قابو تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں

هُم بِهِ مُشْرِكُونَ (۱۰۰) ع وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ع ۱۳

اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

بدلتے ہیں اور حالانکہ اللہ تو جو حکم بھیجتا ہے وہی خوب جانتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ افترا کرنیوالے

لَا يَعْلَمُونَ (۱۰۱) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ

ہیں بلکہ انہیں میں اکثر لوگ جاہل ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے

بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (۱۰۲)

موافق لائے ہیں تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری (کا ذریعہ) ہو جاوے

جنت کی بشارت } اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں خواہ نماز کی پہلی رکعت میں یا نماز کے علاوہ تو شیطان لعین سے جو کہ رحمت خداوندی سے مردود ہے پناہ مانگ لیا کریں (یعنی نماز میں ثناء کے بعد اعوذ باللہ پڑھ لیا کریں) - اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور اپنے تمام امور میں حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے - اس کا بس تو صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

اور جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کی جگہ بذریعہ جبریل دوسرا حکم ناسخ بھیجتے ہیں، حالانکہ بندوں کو کسی چیز کا حکم دینا چاہیئے، اس کی مصلحت حق تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں۔ تو یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جانب سے ایسا کہہ رہے ہیں - بلکہ ان ہی میں کے اکثر لوگ اس بات سے جاہل ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ہی امور کا حکم دیتے ہیں، جن میں ان کے لئے مصلحت اور بھلائی ہوتی ہے - اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ اس قرآن کریم کو جبریل امین آپ کے

رب کی طرف سے ناسخ و منسوخ کی طرح لاتے رہتے ہیں۔
نَزَّلَ کے صیغہ کو تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے، کیونکہ تھوڑا تھوڑا حکمت کے مطابق قرآن کریم کا نزول ہوا ہے۔ تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت اور خوش رکھے، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی سے ہدایت اور جنت کی خوشخبری کا ذریعہ ہو جائے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ

اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے۔

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ

جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو عربی

عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ

ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا

کبھی راہ پر نہ لاویں گے اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی بس جھوٹ افترا

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ ہیں

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ

پورے جھوٹے جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جس

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ

شخص پر زبردستی کی جاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو لیکن

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اوران کو بڑی سزا ہوگی (اور) یہ (غضب اور عذاب) اس سبب سے ہوگا کہ

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس سبب سے ہوگا کہ

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں کیا کرتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگادی ہے اور یہ لوگ (انجام سے)

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾

بالکل غافل ہیں

آخرت کو پس پشت ڈالنے والے

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ کفار مکہ دوسری بات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ قرآن کریم تو جبرو یسار یہ دو آدمی آکر سکھا جاتے ہیں جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں، اس کی زبان تو عبرانی ہے اور یہ قرآن کریم تو صاف عربی لغت میں ہے، جس کو یہ جانتے ہیں، جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، حق تعالیٰ ان کو کبھی اپنے دین کی ہدایت نہیں کریں گے، جو کہ اسکے دین کا اہل نہیں ہوگا، یا یہ کہ ان کو جنت کی طرف راہنمائی نہیں فرمائے گا، اور نہ ان کو دوزخ سے نجات دے گا، اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی۔ سو جھوٹ افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، اور یہی لوگ حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرنیوالے ہیں جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، مگر جس پر کفر کا کلمہ کہنے پر زبردستی کی جائے، بشرطیکہ اس کا دل مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم ہو، یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن ہاں جو بخوشی کلمہ کفر کہے تو ایسے لوگوں پر حق تعالیٰ کا غضب ہوگا، اور ان کو دنیاوی سزا سے زیادہ سخت سزا ہوگی، اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی، اور حق تعالیٰ جو اس کے دین کا اہل نہ ہو اسے اپنے دین کی طرف ہدایت اور نہ اس کو عذاب سے نجات دیتا ہے، حق تعالیٰ نے ان کے دلوں وغیرہ پر

مہر لگادی ہے اور یہ لوگ امر آخرت سے بالکل غافل ہیں، اور اس کو انہوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے یا یہ کہ توحید سے غافل اور اس کے منکر ہیں ؂

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی، وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الخ۔ ابن جریر نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس رضہ سے نقل کیا، کہ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی ایک لوہار تھا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے تھے، اور آپ اس لوہار کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، اور مشرکین آپکی آمد و رفت کو دیکھتے تھے، اور اس لوہار کی زبان عجمی تھی تو یہ دیکھ کر مشرکین بولے کہ یہ قرآن کریم آپ نے بلعام سے سیکھا ہے، اس پر حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے، جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے، اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے حصین کے طریق سے عبداللہ بن مسلم حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام یسار اور دوسرے کا جبر تھا، دونوں لوہار تھے، دونوں اپنی کتاب پڑھتے، اور اپنا علم سکھایا کرتے تھے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرتے اور ان کی قرأت کو سنتے تھے، تو اس پر مشرکین بولے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ قرآن سیکھا ہے تب حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فرمان الہی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا، تو مشرکین نے حضرت بلال رضہ حضرت خباب رضہ اور حضرت عمار بن یاسر رضہ کو پکڑ لیا چنانچہ حضرت عمار رضہ نے کفار کے مجبور کرنے پر ظاہری طور پر کفار کی خوش کن بات کہہ دی (کفار نے ان کو چھوڑ دیا) جب وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جب تم نے یہ بات کہی تھی تو تمہارے دل کی کیا حالت تھی، کیا تمہارا دل تمہاری اس بات پر منشرح تھا، حضرت عمار رضہ نے عرض کیا ہرگز نہیں، اس پر حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ، مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے، بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو،

نیز مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت، مکہ کے چند حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا تھا، بعض صحابہ کرام رضہ نے مدینہ منورہ سے ان کو لکھا کہ ہجرت کر کے چلے آؤ، چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں ان کو قریش نے پکڑ لیا، اور ان کو مبتلائے کفر کرنا چاہا، غرضیکہ مجبوراً زبردستی انہوں نے اپنی زبانوں سے اس قسم کے کلمات کہہ دیئے، ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور ابن سعد نے طبقات میں عمر بن حکم رضہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضہ کو کفار کی طرف سے اس قدر تکلیف دی جاتی تھی کہ ان کو یہ احساس تک نہیں رہتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اور حضرت صہیب رضہ کو اسی طرح تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہوجاتی تھی، اور حضرت ابو فکیہہ کو بھی اسی شدت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تھی، اور ان کی بھی یہی حالت ہوجاتی تھی۔ اسی طرح حضرت بلال رضہ، حضرت عامر بن فہیرہ رضہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو تکالیف دی جاتی تھیں، انہیں حضرات کے بارے میں یہ اگلی آیت

نازل ہوئی، ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا الخ۔ یعنی آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد ایمان لاکر ہجرت کی پھر جہاد کیا الخ۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

(اس لئے) لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے پھر بیشک آپ کا رب

لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ

ایسے لوگوں کے لئے کہ جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لاکر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر)

رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ

قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنیوالا بڑی رحمت کرنیوالا ہے جس روز

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ

ہر شخص اپنی ہی طرفداری میں گفتگو کرے گا (اور دوسرے کو نہ پوچھے گا) اور ہر شخص کو اسکے کئے کا

مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت

قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا

چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو انہوں نے خدا کی

اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا۔

نازیبا حرکات کا انجام اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لازمی بات ہے آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے یہ آیت کریمہ استہزاء کرنیوالوں کے

ع ۱۴

بارے میں نازل ہوئی ہے۔
اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور انکے ساتھی کہ اہل مکہ کی تکالیف اٹھا کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، پھر دشمنوں سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکالیف پر ثابت قدم رہے، تو آپکا رب ان ہجرت کے بعد ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔ یعنی قیامت کے دن ہر ایک نیک و بد اپنی ہی طرفداری میں بایں کہ اپنے شیطان یا اپنی روح کے ساتھ گفتگو کرے گا، اور ہر ایک نیک و بد کو اس کے کیے کا خواہ نیکی ہو یا برائی پورا بدلہ ملے گا، یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی، حق تعالیٰ مکہ والوں یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی ایک حالت عجیبہ بیان فرماتا ہے، کہ وہ دشمن قتل و بھوک اور قید وغیرہ تمام چیزوں سے بڑے اطمینان اور امن کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے کھانے کے لئے پھل ان کے پاس ہر ایک چہار طرف سے بڑی فراغت اور وسعت کے ساتھ پہنچا کرتے تھے۔
چنانچہ وہاں کے رہنے والوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا تو اس پر حق تعالیٰ نے ان کو سات سالہ قحط اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے لڑائی کا مزہ چکھایا۔ ان کی اس نازیبا حرکات کی وجہ سے جو کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ

اور ان کے پاس اُن ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اُس (رسول) کو (بھی) انہوں نے جھوٹا بتایا

الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

تب ان کو عذاب (الٰہی) نے آ پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو پھر جو شخص کہ

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا

بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد (ضرورت) سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا

تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ

مہربانی کرنیوالا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعوی ہے انکی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی

وَّهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۚ

چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دو گے بلاشبہ جو

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾

لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے

تکذیب کا انجام بد

اور ان کے پاس ان ہی میں کا عربی قریشی ایک رسول یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو جو احکامات آپ ان کے پاس لے کر آئے تھے، ان کی قوم نے تکذیب کی تب ان پر بھوک، قتل اور قید کا عذاب خداوندی آپڑا۔ جب کہ وہ کفر پر بالکل ہی کمربستہ ہو گئے۔ سو کھیتیاں اور جانور اور نعمتیں کھاؤ، اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو، یعنی اگر تم کھیتیوں اور جانوروں کے اپنے اوپر حرام کر لینے میں خدا کی عبادت سمجھتے ہو تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لو، کیونکہ عبادت خداوندی اُن کے حلال سمجھنے میں ہے۔

تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے، اور بہتے ہوئے خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جو کہ غیر اللہ کے نام پر یا بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے، پھر جو شخص کہ مارے فاقہ کے ان چیزوں کے کھانے پر جن کو حق تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے بالکل بیقرار ہو جائے، بشرطیکہ مسلمانوں پر بغاوت کرنے والا نہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو، اور قاطع طریق نہ ہو یا یہ کہ بلا ضرورت شدیدہ کے کھانے کا ارادہ کرنے والا نہ ہو تو اس قدر ضرورت شدیدہ کے کھانے کے موقع پر بقدر ضرورت مردار کے گوشت کھانے کو حق تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔ اور مہربانی فرمانے والا ہے کہ اس نے ایسی ضرورت کے وقت مردار کے کھانے کی اجازت دی، اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ مثلاً یہ کھیتی اور جانور مردوں پر حلال ہیں، اور یہ عورتوں پر حرام ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پر محض جھوٹی تہمت لگا دو گے۔

جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ عذاب الٰہی سے فلاح اور نجات نہیں پائیں گے۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِينَ

یہ (دنیا میں) چند روزہ عیش ہے اور (مرنے کے بعد) ان کے لئے دردناک سزا ہے اور صرف یہودیوں پر

هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

ہم نے وہ چیزیں حرام کردی تھیں جنکا بیان ہم اس کے قبل آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے

وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

ان پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے پھر آپ کا رب ایسے

عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا

لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برا کام کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور (آئندہ کیلئے)

۱۵ ع ۹ ۲۱ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٩﴾ ع إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

اپنے اعمال درست کر لئے تو آپ کا رب اسکے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنیوالا ہے بیشک ابراہیمؑ

كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ لا

بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھے

شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ

اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب کر لیا تھا اور ان کو سیدھے راستہ پر

مُسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

ڈال دیا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾

اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوں گے

دنیا و آخرت کے بھلے لوگ

ان کی دنیا میں یہ عیش چند روزہ ہے، اور پھر آخرت میں دردناک سزا ہے۔

صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کردی تھیں، جس کا بیان ہم آپ سے اس سورت سے قبل سورۂ انعام میں کرچکے ہیں، چربیاں اور گوشت وغیرہ جو چیزیں ہم نے ان پر حرام کی تھیں، ان کو حرام کرکے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی، لیکن انہوں نے گناہ کرکے خود ہی اپنے کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے یہ چیزیں حق تعالیٰ نے ان پر حرام فرمائیں۔

پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے جان کر یا اس سے ناواقف ہوکر کوئی برا کام کرلیا ہو اور اس کے بعد توبہ کرلی۔ اور اعمال صالحہ کے کاربند ہوگئے تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مقتدا تھے، حق تعالیٰ کے پورے فرمانبردار تھے، خالص مسلمان تھے، اور وہ مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں تھے۔ اور حق تعالیٰ نے جو ان پر انعامات فرمائے تھے وہ اس کے بڑے شکرگزار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام کے لئے منتخب کرلیا تھا، اور ان کو سیدھے پسندیدہ راستہ یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائی تھی، اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں مثل اولاد صالحہ ان کی عمدہ تعریف اور تمام انسانوں میں ان کا ذکر اور ثنائے حسن دی تھیں، اور جنت میں بھی وہ انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے ؛

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ط

پھر ہم نے آپکے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے طریقہ پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلئے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ

اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بس ہفتہ کی تعظیم تو صرف ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی

عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ط وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

جنہوں نے اس میں خلاف کیا تھا بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۴﴾

باہم فیصلہ کردے گا جس بات میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے آپ اپنے رب کی

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور انکے ساتھ

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اچھے طریقہ سے بحث کیجئے آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی

بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۵﴾

جو اس کے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ

اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے

وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿۱۲۶﴾

اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت اچھی بات ہے۔

دینِ ابراہیم پر قائم رہو پھر ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیا کہ آپ دینِ ابراہیمی پر قائم رہیئے، جو کہ خالص مسلمان تھے، اور وہ مشرکین کے دین پر نہیں تھے، اور ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنہوں نے جمعہ کی تعظیم میں خلاف کیا تھا، اور آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کردے گا جس دین میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے پروردگار کے دین کی طرف قرآن کریم کی نصیحت آمیز آیتوں کے ذریعہ سے لوگوں کو بلایئے۔ اور ان کے ساتھ قرآن کریم اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے طریقہ سے بحث کیجئے۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس صحیح دین سے بے راہ ہوا، اور وہ ہی اپنے دین پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

اور اگر تم ان کی اموات کا مثلہ کرنے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے، اور اگر صبر کرو اور مثلہ نہ کرو، تو یہ چیز آخرت میں موجب اجرِ عظیم ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ الٰہی، وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا الخ۔ امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور بزار نے ابوہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے، اور مشرکین نے حضرت حمزہ کا مثلہ یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے، تو آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا، میں ان کے بدلہ میں کفار میں سے ستر آدمیوں کو قتل کروں گا، تو آپ اسی حالت پر کھڑے ہوئے تھے، تو جبریل امین سورۂ نحل کی ان اخیر آیتوں کو لے کر تشریف لائے، یعنی اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو، جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔ الخ

سو ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ارادے سے رک گئے ؛

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے

وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگدل نہ ہوجیے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ ع ۹ ۲۲

ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں

کفار کی ایذاؤں پر صبر کا حکم

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کفار کی ایذاؤں پر صبر کیجئے، اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق خاص سے ہے، اور ان استہزار کرنے والوں کی ہلاکت پر غم نہ کیجئے، اور جو کچھ یہ قومی اور عملی تدبیریں کیا کرتے ہیں، اس سے تنگ دل نہ ہوجیے،

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہوتے ہیں اور جو کہ قول و فعل ہر ایک اعتبار سے موحد ہوتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

نیز امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے ابی بن کعبؓ سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ احد میں انصار میں سے چونسٹھ ۶۴ اور مہاجرین میں سے چھ حضرات شہید ہوئے، ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، سب کا مثلہ کر دیا گیا تھا، یہ منظر دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اگر آج کے دن کی طرح کسی دن ہم کو ان پر موقع مل گیا تو ہم ان کی اس سے زیادہ گت بنائیں گے، چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا، تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ الخ۔

اس حدیث سے آیت کا نزول فتح مکہ تک مؤخر معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلے جو حدیث نقل کی ہے، اس سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ یہ آیت بغزوۂ احد میں نازل ہوئی ہے۔ غرضکہ ابن حصار نے تمام روایتوں میں اسطرح تطبیق دی ہے کہ حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ بات یاد دلانے کے لئے اس آیت کو مکرر نازل فرمایا ہے چنانچہ اولاً مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اور پھر غزوۂ احد میں اور پھر فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے ؛

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ ربما ۱۴ ختم ہوا۔

ناشر :- ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم — اللّٰھم علمہ الکتاب (صحیح البخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما۔"

تفسیر

ابنِ عباسؓ

کامل اردو

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابنِ عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

(مع ترجمہ)

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمہ قرآن
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(پارہ)
سبحٰن الذی
۱۵

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر:- ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یو، پی)

ادارۂ درس قرآن کا
پانچواں
دو ماہی پروگرام

کتاب کا نام ـــــــ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضؓ

مفسر کا نام ـــــــ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جامع ـــــــ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی

ترجمہ ـــــــ حضرت مولانا عابد الرحمن صدیقی

تفسیری عنوانات ـــــــ مولانا کفیل الرحمن نشاط عثمانی نائب مفتی دار العلوم دیوبند

ہدیہ فی جلد ـــــــ ۲۰/ بیس روپے

ہدیہ فی پارہ ـــــــ چار روپے

سن طباعت ـــــــ ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء

مطبوعہ ـــــــ محبوب پریس دیوبند

باہتمام

قاری۔ اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پارہ نمبر ۱۵

(ناشر)

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو، پی)

اٰیَاتُھَا (۱۱۱)　　(۱۷) سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مَکِّیَّةٌ (۵۰)　　رُکُوْعَاتُھَا ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجدِ اقصا (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ

ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے

اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ

دیکھنے والے ہیں۔　　اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (یعنی توریت) دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل

وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

کے لئے (ذریعہ) ہدایت　　بنایا کہ تم میرے سوا (اپنا) کوئی کارساز مت قرار

دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝۲ ؕ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ

دو - اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ　　سوار کیا تھا۔ وہ نوحؑ بڑے

کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

شکر گذار بندے تھے۔　اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلادی تھی کہ تم

فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ

سرزمین (شام) میں دوبارہ خرابی کرو گے　اور بڑا زور چلانے لگو گے - پھر جب ان دوبار

عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰھُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ

میں سے پہلی بار کی میعاد آوے گی -　ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے جنگ جو

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ

ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤

جو ضرور ہو کر رہے گا۔

(سورہ بنی اسرائیل) یہ پوری سورت مکی ہے بجز آیت وان کادوا سے تا سلطانا نصیرا کے اور اس آیت کے کہ جس میں وفد ثقیف کا تذکرہ ہے کہ یہ آیتیں مدنی ہیں اور اس سورت میں ایک سو دس آیتیں اور پندرہ سو تینتیس کلمات اور چھ ہزار چار سو حروف ہیں۔

بنی اسرائیل کو توحید کی تعلیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وہ ولد اور شریک سے پاک ذات ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم شریف یعنی حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے رات کے ابتدائی حصہ میں مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جو کہ مکہ مکرمہ سے بہت دور اور گویا کہ آسمان سے قریب ہے جس کے گرداگرد ہم نے پانی، درختوں اور پھلوں کی برکتیں رکھی تھیں تاکہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عجائبات قدرت دکھلا دیں چنانچہ اس رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا وہ سب عجائبات خداوندی میں سے تھا، بے شک حق تعالیٰ قریش کی باتوں کو بڑے سننے والے اور قریش کے طرز عمل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کو بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دم توریت دی تھی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے گمراہی سے ہدایت بنایا جس میں یہ بھی حکم تھا کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان مردوں اور عورتوں کی پشتوں میں کشتی میں سوار کیا تھا، وہ بڑے شکرگزار بندے تھے، چنانچہ کھانے پینے اور لباس پہننے کے وقت بھی الحمدللہ کہتے تھے اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل سے یہ بات بتلا دی تھی کہ تم زمین میں دوبارہ خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے اور بہت زیادتیاں کرو گے، پھر جب ان دو بار میں سے پہلی بار کی شرارت پر عذاب کا وقت آئے گا، یا یہ کہ ان میں سے پہلی شرارت کا وقت آئے گا تو ہم تم پر بخت نصر بابل کا بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے اور پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے اور تم کو قتل کر ڈالیں گے اور یہ ایک وعدہ جو ضرور ہو کر رہے گا، یعنی اگر تم نافرمانیاں کرو گے تو تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کیا جائے گا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ

پھر ہم پھر ان پر تمہارا غلبہ کر دیں گے اور مال اور بیٹوں سے ہم تمہاری امداد کریں گے

وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

اور ہم تمہاری جماعت بڑھا دیں گے - اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے ہی نفع کے لئے اچھے کام کرو گے۔

لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

اور اگر (پھر) تم بُرے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے - پھر جب پچھلی بار کی میعاد آوے گی پھر ہم دوسروں کو

لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

مسلط کریں گے - تاکہ (مار مار کر) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے

مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ⑦ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

یہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں - عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم

يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرماوے - اور اگر پھر وہی (شرارت) کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو (ایسے) کافروں کا جیل خانہ

حَصِيْرًا ⑧ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِىَ اَقْوَمُ

بنا (ہی) رکھا ہے - بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (یعنی اسلام) اور

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں - یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو بڑا بھاری ثواب

اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ⑨ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

ملے گا۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑩ ع

ع ۱

ہم نے ان کے لئے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

احسان کا بدلہ احسان

چنانچہ بنی اسرائیل نوّے ۹۰ سال تک سخت تکالیف کے اندر بخت نصر بادشاہ

کی قید میں رہے، پھر حق تعالیٰ نے کورش ہمدانی بادشاہ کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی اور بخت نصر پر کورش ہمدانی کو غلبہ دیا، یعنی پھر ہم تم کو دولت دیکر تم پر مہربانی فرمائیں گے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائیں گے، اور تمہاری جماعت اور تعداد کو بڑھادیں گے، اگر تم توحید خداوندی پر قائم رہو گے تو اس کا ثواب یعنی جنت اپنے ہی نفع کے لئے حاصل کرو گے اور اگر تم شرک خداوندی کرو گے تو اس کی سزا تم ہی کو بھگتنی پڑے گی۔

چنانچہ نطوس کے غلبہ سے پہلے بنی اسرائیل دو سو بیس سال تک خوب خوشیوں اور نعمتوں اور مردوں کی زیادتی اور دشمنوں پر غلبہ میں مست رہے، پھر جب ان دو باریں سے دوسری سزا یا دوسرے فساد کی میعاد آوے گی تو ہم تم پر نطوس بن اسپیانوس رومی کو مسلط کریں گے تاکہ وہ تم کو مار کر اور قید کر کے تمہاری صورتیں بگاڑ دے اور جس طرح بخت نصر لوٹ مار کے ساتھ بیت المقدس میں گھسا تھا اسی طرح یہ لوگ بھی گھس پڑیں اور جس چیز پر ان کا زور چلے سب کو ہلاک و برباد کر ڈالیں۔

عجب نہیں کہ (اگر تم شریعت محمدیہ کا اتباع کرو) تو تمہارا پروردگار اس کے بعد تم پر رحم فرمائے۔

اور اگر تم پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر وہی سزا کا برتاؤ کریں گے، یا یہ کہ اگر تم نیکیاں کرو گے تو ہم بھی رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ اور ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔

یہ قرآن کریم ایسے طریقے کی عبادت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے یعنی شہادت اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ان با اخلاص مومنوں کو جو کہ اعمال صالحہ کرتے ہیں جنت میں کامل عظیم الشان ثواب ملنے کی خوش خبری دیتا ہے اور اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے آخرت میں ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ

اور (بعضا) انسان برائی (یعنی عذاب) کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی اور انسان (کچھ طبیعتاً ہی)

الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ

جلد باز (ہوتا) ہے اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا۔ سو رات کی نشانی کو ہم نے دھندلا

اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا

بنایا۔ اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا۔ تاکہ دن کو اپنے رب کی روزی

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ

تلاش کرو اور تاکہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب

شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ

تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور (پھر)

فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾

اپنا نامۂ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

نضر بن حارث کی احمقانہ جرأت

اور نضر بن حارث کا فرا پنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے برائی اور تکالیف کی ایسی درخواست کرتا ہے، جیسا کہ عافیت اور رحمت کی درخواست کی جاتی ہے اور یہ نضر عذاب کا بہت ہی جلد مطالبہ کر رہا ہے، اور ہم نے چاند اور سورج کی اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنائیں، سو ہم نے رات کی نشانی یعنی چاند کی روشنی کو دھندلا بنایا اور سورج کو خوب روشن بنایا، تاکہ تم دن میں دنیا و آخرت کماؤ اور تاکہ چاند کی کمی اور زیادتی سے برسوں، مہینوں اور دنوں کا حساب معلوم کر لو اور ہم نے حلال وحرام، اوامر ونواہی میں سے ہر ایک چیز کو قرآن کریم میں خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور ہم نے ہر ایک انسان کا عمل یعنی قبر میں منکر و نکیر کو سوال و جواب کا دفتر اس کی گردن کا ہار کر رکھا ہے، یا یہ کہ اس کی نیکی و بدی اس کا نفع و نقصان اور شقاوت و سعادت اس کے ساتھ لازم ہے اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال اس کے دیکھنے کے واسطے سامنے کر دیں گے جس میں اس کی نیکیاں اور برائیاں سب کھلی ہوئی ہوں گی اور وہ ان کو دیکھ لے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لے آج تو خود اپنے اعمال کا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

جو شخص (دنیا میں) راہ پر چلتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے راہ پر چلتا ہے - اور جو شخص بے راہی کرتا ہے سو وہ بھی اپنے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا

ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے - اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہ اٹھائے گا - اور ہم (کبھی)

مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ

سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے - اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو

نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

(اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ پھر (جب) وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ

حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔ اور ہم نے بہت سی امتوں کو نوح (علیہ السلام)

مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

کے بعد کفر و معصیت کے سبب ہلاک کیا ہے اور آپؐ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے۔

ہدایت اور سیدھے راستے پر چلنے کے فوائد

جو ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے ایمان لاتا ہے، اور جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کفر کی سزا اسی کو ملتی ہے، کیوں کہ کوئی شخص بخوشی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، لیکن قصاص وغیرہ کے عوض (حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے) اس پر لاد دیا جائے گا (یعنی مظلوم کو اس ظالم کی نیکیاں دلادی جائیں گی اور یہ بھی عین عدل ہے، تمام) یا یہ کہ کسی کو کسی دوسرے کے گناہ کے بدلہ میں نہیں پکڑا جائے گا، یا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو بغیر جرم کے سزا نہیں دی جائے گی، اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے، جب تک کہ کسی رسول کو ان کے پاس ان کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کے لیے نہیں بھیج لیتے۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اولاً اس کے سرداروں اور ظالموں کو اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیتے ہیں، یا یہ کہ اس بستی کے رؤسا ظالموں اور مال داروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں، یا یہ کہ بستی کے ظالموں اور رؤسا کو مسلط کر دیتے ہیں، پھر جب وہ لوگ خوب نافرمانیاں کرتے ہیں، تب ان پر نزولِ عذاب کی حجت تمام ہو جاتی ہے، پھر ہم اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔

اور ہم نے بہت سی امتوں کو قوم نوحؑ کے بعد ہلاک کیا ہے، اور ہم اپنے بندوں کی ہلاکت اور ان کے گناہوں اور ان پر نزولِ عذاب سے باخبر ہیں، اگرچہ اس چیز سے آپؐ کو آگاہ نہیں کیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ بنی اسرائیل) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فرمانِ الٰہی لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى الخ۔ حافظ ابن عبد البر نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا، آپؐ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپؐ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا حق تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، فرماتی ہیں کہ جب اسلام مضبوط ہو گیا تو پھر میں نے آپؐ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تب آیت نازل ہوئی کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ الخ یعنی کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بچے فطرت پر ہوں گے یا آپؐ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ

جو شخص دنیا (کے نفع) کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال

نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ﴿١٨﴾

ہی دے دیں گے۔ پھر ہم اس کے لئے جہنم تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندہ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ

اور جو شخص آخرت (کے ثواب) کی نیت رکھے گا اور اس کے لئے جیسی سعی کرنی چاہیے ویسی ہی سعی بھی کرے گا بشرطیکہ وہ شخص

كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ

مؤمن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی۔ آپ کے رب کی (اس) عطاء (دنیوی) میں سے تو ہم انکی بھی امداد کرتے ہیں اور

مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴿٢٠﴾

اور ان کی بھی۔ اور آپ کے رب کی (یہ) عطا (دنیوی کسی پر) بند نہیں۔

انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ

آپ دیکھ لیجئے ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے۔ اور البتہ آخرت درجوں کے اعتبار سے

دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ﴿٢١﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا

بھی بہت بڑی ہے۔ اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو، ورنہ تو بدحال

آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولًا ﴿٢٢﴾ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا

بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔ اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے

تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ

کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو

آخرت کے انعامات سے محروم

جو شخص اپنے ان اعمال صالحہ سے جو کہ حق تعالیٰ نے اس پر فرض کئے ہیں دنیا کی نیت رکھے گا (اور آخرت کا منکر ہوگا) تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال دے دیں گے پھر اس کو آخرت میں خاک بھی نہ دیں گے بلکہ جہنم اس کے لئے واجب کریں گے، جو بدحال اور ہر ایک نیک کام کے ثواب سے محروم ہو کر داخل ہوگا، یہ آیت مرثد بن ثمامہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور جو شخص اپنے ان مفروضہ اعمال صالحہ میں جنت کی نیت رکھے گا اور جنت کے لئے جیسے اعمال کرنے چاہئیں ویسے ہی عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مومن مخلص بھی ہو تو اس کا یہ عمل عنداللہ مقبول ہوگا۔ یہ آیت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، آپ کے رب کی عطا میں تو ہم اہل طاعت کی بھی امداد کرتے ہیں اور اہل معصیت کو بھی مال و دولت دیتے ہیں اور آپ کے رب کی یہ عطا نیک و بد سے بند نہیں ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے کہ مال و دولت خدم و حشم میں ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور آخرت میں مومنین کے لئے بہت فضائل ہیں اور آخرت درجات اور فضائل کے اعتبار سے بہت بلند ہے اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر ورنہ تو صاحب ملامت ہو جائے گا کہ خود ہی اپنے آپ کو ملامت کرے گا، اور پروردگار حقیقی تجھ کو ذلیل کر دے گا، تیرے معبود برحق نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسی معبود برحق کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلٰهُمَا فَلَا

اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہونچ جاویں سو ان کو کبھی (ہاں سے)

تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

ہوں بھی مت کرنا۔ اور نہ ان کو جھڑکنا - اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ

اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔ اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ

دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے بچپن میں مجھ کو پالا پرورش کیا ہے۔ تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے۔

نُفُوسِكُمْ ۚ إِنْ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ

اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف

غَفُورًا ﴿۲۵﴾ وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ

کر دیتا ہے۔ اور قرابت دار کو اس کا حق (مالی و غیر مالی) دیتے رہنا۔ اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ

اور مال کو (بے موقع) مت اڑانا (کیونکہ) بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے

الشَّيٰطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿۲۷﴾

بھائی بند ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں تو اس وقت بھی ان کے ساتھ قطعاً کوئی ناز یبا اور ادب کے خلاف گفتگو مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا، اور ان کے سامنے شفقت اور نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کے لئے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پرورش کیا، تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کا کیا جذبہ ہے اگر تم حقیقت میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہو تو وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا، حق تعالیٰ نے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے اور اسی طرح محتاج کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا اور مسافر کا حق تین دن تک ہے۔

اور اپنے مال کو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر مت خرچ کرنا اگرچہ ایک کوڑی ہی کیوں نہ ہو، یا یہ کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی میں قطعاً مت خرچ کرنا، ایسے لوگ جو اپنے اموال کو اگرچہ ایک کوڑی ہو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر خرچ کرتے ہیں، یہ شیطانوں کے مددگار ہوتے ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (کہ اس نے دولت عقل کو حق تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کیا۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا

اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان سے پہلو تہی

فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا ۔ اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا

چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے ۔ ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ

مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

رہو گے ۔ بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا　ع ۳

وہی تنگی کر دیتا ہے ۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے ۔ اور اپنی اولاد کو

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ

ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو دیکھو کہ ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی بے شک

وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے ۔

بھاری اور عظیم گناہ

اور اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی تجھے امید ہو اور اس غائب مال کے انتظار میں تجھے ان قرابت داروں اور محتاجوں سے بطور شفقت اور حیاء کے پہلو تہی کرنا پڑے تو پھر ایسی صورت میں دل جوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لینا کہ انشاء اللہ کہیں سے آئے گا تو دیدوں گا۔ اور نہ تو بالکل خرچ اور عطیہ سے اس طرح جیسا کہ ہاتھ گردن میں باندھ لیا جائے ہاتھ روک لیا جائے اور نہ بالکل ہی خرچ اور عطیہ میں اسراف کرنا چاہیئے یعنی کہ اپنا تمام مال ایک محتاج اور صرف ایک قرابتدار کو نہ دینا چاہیئے کہ اور دوسروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے کہ دوسرے فقراء اور قرابتدار الزام دیں گے اور تمہارے سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو کہ تمہارے پاس مال ہو گا وہ سب دوسرے تم سے لے

جائیں گے۔
کہا گیا ہے کہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا مانگا تھا تو آپ نے اپنا کرتا اتار کر اس کو دیدیا اور خود برہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے منع فرمایا کہ اپنا ہاتھ بالکل ہی نہ کھول دینا چاہیئے کہ اپنے بدن کا کرتا تک اتار کر آپ دیدیں اور پھر آپ کرتہ بدن پر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے باہر بھی نہ نکل سکیں۔
بے شک آپ کا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے مال کی وسعت عطا فرماتا ہے اور اس میں بھی اس کی حکمت ہوتی ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہوتی ہے۔ یقیناً حق تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور ان کی تنگی اور فراخی کو خوب دیکھتا ہے (تو پھر اس فکر کی کیا حاجت کہ باوجود گنجائش نہ ہونے کے کچھ دینا چاہیئے عابد)
یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اس کی حق تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ ناداری اور ذلت کے اندیشہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ مت دفن کیا کرو، ہم ان لڑکیوں کو اور تم کو بھی رزق دیتے ہیں، بے شک ان کا زندہ دفن کر دینا سزا کے اعتبار سے بہت بڑا بھاری گناہ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ الخ سعید بن منصور نے عطاء خراسانی سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے کچھ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری حاصل کرنے کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کردوں تو وہ روتے ہوئے غم وافسوس کے ساتھ واپس ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے یہ سمجھے کہ آپ ہم سے ناراض ہوگئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ الخ یعنی اور اگر اپنے رب کی طرف جس رزق کے آنے کی امید ہے آپ کو اس کے انتظار میں ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا۔
اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان مساکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا کرتے تھے۔
فرمانِ الٰہی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً الخ۔ ک۔ سعید بن منصور نے سیار ابی الحکم سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے وغیرہ مال آگیا اور آپ بہت ہی بخشش کرنے والے تھے، چنانچہ آپ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا، پھر دوسری قوم آپ کے پاس لینے کی امید میں آئی تو آپ کو دیکھا کہ آپ تقسیم فرما چکے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ رہو گے۔
اور ابن مردویہ وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک لڑکا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ آپ سے یہ مانگ رہی ہے آپ نے فرمایا آج کے دن تو ہمارے پاس کچھ نہیں وہ لڑکا بولا تو میری ماں کہتی ہے کہ پھر آپ اپنا کرتہ مبارک ہی مجھے دیدیں، چنانچہ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو دیدیا اور گھر میں بغیر کرتہ کے بیٹھ گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ک۔ نیز ابو امامہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے وہ سب راہ خدا میں خرچ کردو، حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ اب کچھ باقی نہیں رہا اس پر حق تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ آیت مدنی ہے۔

فرمانِ خداوندی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ الخ. طبرانی وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قرابتدار کو اس کا حق دیتے رہنا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رض کو بلا کر ان کو فدک دیدیا۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں، یہ حدیث مشکل ہے (ظاہر کے خلاف ہے) کیوں کہ حدیث سے یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ یہ آیت مدنی ہے حالاں کہ یہ آیت مکی ہے۔

اور ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝۳۲

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بڑی راہ ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ

اور جس شخص (کے قتل) کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر۔ اور جو شخص ناحق قتل کیا

مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ

جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو اختیار دیا ہے سو اس کو قتل کے بارے میں حد (شرع) سے تجاوز نہ

اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝۳۳ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ

کرنا چاہیئے۔ وہ شخص طرفداری کے قابل ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ

هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ

مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہونچ جاوے اور عہد (مشروع) کو پورا کرو۔ بے شک

الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝۳۴ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ

(ایسے) عہد کی باز پرس ہونے والی ہے۔ اور جب ناپ تول کر دو تو پورا ناپو

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ

اور صحیح ترازو سے تول کر دو یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا

تَاْوِيْلًا ۝۳۵ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ

ہے۔ اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر کیونکہ

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔوْلًا ۝۳۶

کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہو گی۔

گناہ کبیرہ سے اجتناب کا حکم

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو نہ کہ خفیہ طریقے پر اور نہ علانیہ طور کہ وہ بڑی معصیت اور گناہ کی بات ہے اور برا راستہ ہے، اور جس مومن کے قتل کو حق تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے اس کو مت قتل کرو، ہاں مگر حق پر جیسا کہ زانی کو رجم کر دیا جائے اور قصاص میں قاتل کی اور حالت ارتداد میں مرتد کی گردن اڑادی جائے۔

اور جس شخص کو ناحق جان کر قتل کر دیا جائے تو ہم نے ولی مقتول کو قاتل کے اوپر اجازت اور اختیار دیا ہے اگر چاہے وہ قاتل کو قتل کر دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے تو ولی مقتول کو قاتل کے قتل کے بارے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے، یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے، یا یہ کہ ایک کے عوض دس کو نہ قتل کرے (کیونکہ حد شرعی سے تجاوز نہ کرنے کی صورت میں تو عابد) وہ طرفداری کے قابل ہے کہ قاتل کو قتل کر دیا جائے اور اس کو معاف نہ کیا جائے۔

اور یتیم کے مال میں اس کے مال کی حفاظت اور اس کے مال کے بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو تاآں کہ وہ پندرہ یا اٹھارہ سال کا ہو جائے اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان جو عہد مشروع ہوا کرے اس کو پورا کیا کرو کیونکہ ایسے عہد کے توڑنے والے سے اس کے عہد کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہو گی۔

اور جب ناپنے کی چیز ناپ کر دو تو پورا ناپو اور تولنے کی چیز کو صحیح ترازو سے تول کر دو، یہ ناپ تول اور وعدوں کو پورا کرنا یا عہد شکنی اور چیزوں کے کم دینے سے بہتر ہے۔ اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

اور جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو اور اس کو صحیح طور پر دیکھی اور سنی نہ ہو تو مت بیان کرو، کیونکہ کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے اور دل میں جن باتوں کی تمنا ہے قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہو گی۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ

اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی

تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ

لمبائی کو پہونچ سکتا ہے۔ یہ سارے بُرے کام تیرے رب کے نزدیک بالکل ناپسند

مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا

ہیں۔ یہ باتیں اس حکمت میں کی ہیں جو خدائے تعالیٰ نے آپؐ پر وحی کے ذریعے سے بھیجی ہیں۔ اور اللہ

تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جاوے گا۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ

تو کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائی ہیں۔

اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا ع ۴

بے شک تم بڑی سخت بات کہتے ہو۔ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان

الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ

کیا ہے تاکہ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیں اور ان کو نفرت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ آپؐ فرمایئے کہ

كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى

اگر اس کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے تک

الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

انھوں نے رستہ ڈھونڈھ لیا ہوتا۔ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک

عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾

اور بہت زیادہ برتر ہے۔

شرک سے پاک و برتر ذات

اور زمین پر تکبر کے ساتھ اتراتا ہوا مست چل، کیوں کہ تو اپنے اترانے

اور زمین پر زور سے قدم رکھنے کے ساتھ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکتا ہے (پھر اترانا حماقت ہے۔ عابد)

یہ تمام مذکورہ بُرے کام جن سے تجھ کو روکا گیا ہے، تیرے رب کے نزدیک قطعًا ناپسند ہیں۔

جن باتوں کا آپ کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے یہ اس حکمت میں کی ہیں جو کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجی ہیں۔ اور اے مخاطب اللہ برحق کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کرنا، ورنہ تو خود اپنے نفس کو ملامت کرنے والا اور ہر ایک بھلائی سے راندۂ درگاہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تو کیا پھر بھی اس بات کے قائل ہو کہ تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنائی ہیں، حق تعالیٰ کے خلاف بہت سخت بات کہتے ہیں، یا یہ کہ بہت سخت حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں۔

اور ہم نے اس قرآن میں وعدے اور وعید کو بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح نصیحت حاصل کریں، باقی قرآن کریم کی وعیدیں سنکر وہ تو ایمان سے دور ہی بھاگ رہے ہیں اور اگر اس معبود برحق کے ساتھ مقبول ان لوگوں کے اور بھی معبود ہوتے تو انہوں نے ابھی تک عرش والے تک اپنی قدر و منزلت کو، یا یہ کہ راستہ کو تلاش کر لیا ہوتا حق تعالیٰ شانہ کی ذات بابرکت اولاد اور شریک سے پاک اور ان کی شرکیہ باتوں سے بہت زیادہ برتر اور ہر ایک چیز سے بلند ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ

تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے ان میں ہیں اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف

مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ

کے ساتھ اس کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا

بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے - اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو

بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے - ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور (وہ پردہ

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دیدیتے ہیں

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ

اور جب آپؐ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے

نُفُوْرًا ۝۴۶

پشت پھیر کر چل دیتے ہیں۔

پشت پھیر کر بھاگنے والے

اور وہ ایسا پاک ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکی بیان کر رہی ہے اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں، خواہ نباتات میں سے ہو جو کہ اس کے حکم سے اسکی پاکی رحالاً یا فالاً نہ بیان کرتی ہو لیکن تم ان کی پاکی کو نہیں سمجھتے کہ کونسی زبان میں وہ پاکی بیان کر رہے ہیں۔

بے شک وہ اپنے بندوں پر بڑا حلیم ہے کہ فوراً ان کی گرفت نہیں کرتا اور وہ بڑا غفور بھی ہے کہ تائب کی مغفرت فرماتا ہے

اور جب آپؐ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپؐ کے اور ابو جہل وغیرہ کے درمیان جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ حق بات کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دید یتے ہیں۔

اور جب آپؐ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے بتوں کی طرف لوٹ جاتے اور ان کی عبادت کی طرف جھک جاتے اور آپؐ کے فرمان سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ۔ ابن منذر نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مشرکین قریش کے سامنے قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے اور ان کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے تو وہ کہتے کہ یہ ہمارے کو مائل کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف یہ ہم کو بلا رہے ہیں اس سے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ان ہی کے اقوال نقل کر دیئے ہیں فرماتے ہیں وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ یعنی جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپؐ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں الخ۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ

جس وقت یہ لوگ آپؐ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ سنتے ہیں اور

نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۴۷

جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں جب کہ یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر

اُنظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون

جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ آپ دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لئے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے تو راستہ نہیں

سبیلا ﴿۴۸﴾ وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون

پا سکتے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ

خلقا جدیدا ﴿۴۹﴾ قل کونوا حجارۃ اوحدیدا ﴿۵۰﴾ اوخلقا

کئے جاویں گے۔ آپ جواب میں فرما دیجئے کہ تم پتھر اور لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے

مما یکبر فی صدورکم فسیقولون من یعیدنا قل

ذہن میں بہت ہی بعید ہو۔ اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ آپ فرما دیجئے

الذی فطرکم اول مرۃ فسینغضون الیک رءوسھم

کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ

ویقولون متی ھو قل عسی ان یکون قریبا ﴿۵۱﴾ یوم

کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آپہونچا ہو۔ یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا

۵ ع ۵ یدعوکم فتستجیبون بحمدہ وتظنون ان لبثتم الا قلیلا ﴿۵۲﴾

اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے۔

تجویز القاب

اور جس وقت ابوجہل وغیرہ آپ کے قرآن کریم پڑھنے کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ جس غرض سے یہ آپ کی قرات سنتے ہیں اور نیز جس وقت یہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ بعض ان میں سے آپ کو ساحر اور بعض شاعر اور بعضے کاہن اور بعض مجنون کہتے ہیں اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے ہو جو کہ مغلوب العقل ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے کہ یہ لوگ آپ کے لئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں، سو یہ لوگ اپنی ان باتوں میں گمراہی میں پڑے ہوئے ان سے ان کو چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکتا، یا یہ کہ ان کے پاس اپنی باتوں کے لیے کوئی بھی دلیل نہیں، اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرکر پرانی ہڈیاں اور ان کا بھی چورا ہو جائیں گے تو ہم

پھر زندہ ہوں گے اور مرنے کے بعد پھر از سرِ نو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم پتھر یا پتھر سے سخت یا لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر دیکھ لو تب بھی مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا جائے گا، اب اس تحقیق کے بعد آپ سے پوچھیں گے کہ کون ہم کو زندہ کرے گا تو آپ ان کے جواب میں فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے کہ جس نے اول بار تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا ہے۔

آپ کی اس بات پر سر ہلا ہلا کر اظہار تعجب کے طور پر کہیں گے، سو اس بات کا جو آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا، آپ فرما دیجئے، عجب نہیں کہ یہ قریب ہی آ پہونچا ہو یعنی حق تعالیٰ پر اس وعدہ کا پورا فرمانا ضروری ہے اب اس کے وقت وقوع کو بیان فرماتا ہے کہ یہ اس روز ہوگا جب کہ تم قبروں سے اٹھانے کے لئے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور تم حق تعالیٰ کے پکارنے والے فرشتہ کی بحکم الٰہی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ قبر میں ہم بہت ہی کم رہے تھے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ

اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا

بَیْنَھُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّکُمْ

ہے۔ واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ تم سب کا حال

اَعْلَمُ بِکُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ ؕ وَمَآ

تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرما دے یا اگر وہ چاہے تو تم کو عذاب دینے لگے۔ اور ہم

اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

نے آپ (تک) کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو کہ آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا

ہیں ہیں اور زمینوں میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد (علیہ السلام) کو

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا

زبور دے چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو

يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

تو سہی سو یقیناً) وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

بے دست و پا معبود

آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ جب کفار کی باتوں کا جواب دیجیے کریں تو ایسی بات کہا کریں جو کہ اخلاق اور نرمی کے اعتبار سے بہتر ہو، کیوں کہ شیطان سخت دلوا کر لوگوں کے دلوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے اور واقعی وہ صریح دشمن ہے اور یہ حکم جہاد کے نزول سے قبل کا حکم ہے۔

تمہارا پروردگار تمہاری صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے، اگر وہ چاہے تو تم کو اہل مکہ سے نجات دے دے اور وہ چاہے تو ان لوگوں کو تم پر مسلط کر دے، اور ہم نے آپ تک کو ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ سے کچھ باز پرس ہو، اور آپ کا پروردگار مومنوں کی صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے، اور ہم نے پہلے بھی بعض نبیوں کو شرف خلت اور شرف کلامی کے ساتھ بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد علیہ السلام کو زبور دے چکے ہیں اور حضرت موسیٰؑ کو توریت اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم دیا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خزاعہ سے فرما دیجیے جو کہ جنوں کی پرستش کرتے ہیں اور ان کو فرشتے سمجھتے ہیں کہ ذرا اپنے ان معبودوں کو جن کی تم خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہو، شدت اور سختی کے وقت پکارو تو سہی وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ان کو اختیار ہے۔

فرمان الٰہی قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے وہ جن مشرف باسلام ہو گئے، مگر یہ بدبخت ان ہی کی عبادت کرتے رہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی آپ فرما دیجیے کہ جن کو تم خدا کے سوا قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ

یہ لوگ کہ جن کو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ

أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ إِنَّ عَذَابَ

مقرب بنتا ہے اور وہ اسکی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (اور) واقعی آپ کے رب کا عذاب

رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا

ہے بھی ڈرنے کے قابل۔ اور (کفار کی) ایسی کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کریں

قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ كَانَ

یا (قیامت کے روز) اس کو سخت عذاب نہ دیں ۔ یہ کتاب کتاب (یعنی لوح محفوظ)

ذٰلِكَ فِی الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ۝۵۸ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰیٰتِ

میں لکھی ہوئی ہے ۔ اور ہم کو خاص (فرمائشی) معجزات بھیجنے سے صرف یہی امر

اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَیۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ

مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کہ بصیرت کا

مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا ۝۵۹

ذریعہ تھی سو ان لوگوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں

نزول عذاب کے بعد امان نہیں

اور یہ فرشتے جن کی یہ کفار عبادت کر رہے ہیں وہ خود اپنے رب کی عبادت کر کے اس کے دربار میں قربت اور فضیلت حاصل کرنا چاہ رہے کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ خود اس کی جنت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کا عذاب نازل ہونے پر ان کو پھر کوئی امان نہیں۔ کوئی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم ہلاک کر دیں یا ان کو تلوار اور دیگر بیماریوں کا سخت ترین عذاب دیں، ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا نازل ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

اور ہم کو خاص فرمائشی معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان معجزات کی تکذیب کر چکے ہیں اور اس تکذیب پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے تو اسی طرح اگر یہ تکذیب کریں گے تو یہ بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی نبوت پر معجزہ کے طور پر ان کی قوم کی فرمائش پر ایک اونٹنی دی تھی جو کہ عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی، سو ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور اس کے پیر کاٹ ڈالے اور ہم ایسے معجزات کو صرف عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں، یعنی اگر یہ اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰیٰتِ الخ امام حاکمؒ اور طبرانیؒ وغیرہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیا جائے اور ان سے پہاڑوں کو دور کر دیا جائے تاکہ یہ کھیتی کر سکیں تو آپؐ سے کہا گیا کہ اگر آپؐ چاہیں تو ان کے اس سوال کا جواب ان سے ٹال دیں اور اگر آپؐ چاہیں تو ان کی اس درخواست کو پورا کر دیا جائے، مگر اس کے بعد اگر انہوں نے کفر کیا تو جیسا کہ ان کے پہلے ہلاک کر دیئے گئے اسی طرح ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کی اس درخواست

کو ٹال دیتا ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ومامنعنا الخ۔ یعنی ہم کو خاص معجزات بھیجنے سے صرف یہ امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں۔
نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی حضرت زبیرؓ سے اسی طرح مگر اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا

اور وہ وقت یاد کریجیے جب کہ ہم نے آپؐ سے کہا تھا کہ آپؐ کا رب (اپنے علم سے) تمام لوگوں کو محیط ہو رہا ہے۔

الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

اور ہم نے جو تماشہ آپؐ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو

الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ

ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی

اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰

چلی جاتی ہے

سرکشی میں اضافہ

اور آپؐ اس وقت کو یاد کریجیے جب کہ ہم نے آپؐ سے کہا تھا کہ آپؐ کا رب تمام مکہ والوں سے بخوبی واقف ہے کہ کون ان میں سے ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لائیگا، اور ہم نے واقعہ معراج میں جو تماشا حالت بیداری میں آپؐ کو دکھلایا تھا اور شجرۃ زقوم جس کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ان دونوں چیزوں کو ان مکہ والوں کیلئے موجب گمراہی کر دیا، اور ہم ان کو شجرۃ زقوم سے جو کہ طعام کفار ہے ڈراتے رہتے ہیں مگر اس وعید سے ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْ الخ ابویعلی نے حضرت ام ہانیؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رات کے وقت معراج کرائی گئی تو آپؐ نے صبح کو معراج کا واقعہ کفار کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا تو وہ مذاق اڑانے لگے اور آپؐ سے نشانیاں پوچھنے لگے، چنانچہ آپؐ نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت بیان کی اور عیر پہاڑ کا واقعہ بیان کیا، اس پر ولید بن مغیرہ بولا، عیاذ باللہ یہ جادوگر ہیں، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے جو تماشا آپؐ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا اور ابن منذر نے حسنؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت حسینؓ

بن علی رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو متفکر تھے تو آپ سے کہا گیا، یارسول اللہ آپ کیوں فکر فرما رہے ہیں، یہ معراج کا واقعہ جو آپ کو دکھایا گیا یہ تو ان کے لئے موجب گمراہی ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي الخ۔

نیز ابن جریر نے سہل بن سعد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حدیث عمرو بن العاص اور حدیث یعلی بن مرہ اور مرسل سعید بن المسیب سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر ان سب کی سندیں ضعیف ہیں۔

فرمانِ خداوندی وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ الخ۔ ابن ابی حاتم نے اور امام بیہقی نے کتاب بعث میں حضرت ابن عباس سے نقل فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شجرۃ زقوم کا ذکر فرمایا تو اس سے قریش کا یہ قبیلہ ڈرا تو ابوجہل بدبخت بولا کہ تم کو معلوم ہے کہ وہ شجرۃ زقوم جس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو ڈرا رہے ہیں کیا ہے، قریش نے کہا نہیں، ابوجہل نے کہا کہ وہ ثرید پر مکھن لگا ہوا ہے کہ جس سے ہم اپنے پیٹ بھر لیں گے اور اس کو چبا چبا کر کھائیں گے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ الخ اور یہ بھی آیت نازل فرمائی إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ الخ۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا

اور جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم ؑ کو سجدہ کرو سو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور

إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَأَيْتَكَ

کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ جس کو آپ نے مٹی سے بنایا ہے۔ کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے

هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مجھ پر فوقیت دی ہے تو بھلا بتلایئے تو خیر اگر آپ نے مجھ پر قیامت کے زمانہ تک مہلت دیدی تو میں (بھی) بجز

لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ

قدرے قلیل لوگوں کے اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں کر لوں گا۔ ارشاد ہوا جا جو شخص ان میں

مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ

سے تیرے ساتھ ہو لے گا سو تم سب کی سزا جہنم ہے سزا پوری اور ان میں سے جس جس پر تیرا

مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ

قابو چلے اپنی چیخ پکار سے اور اس کا قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ

لانا اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا اور ان سے وعدہ کرنا

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ

اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

قابو نہ چلے گا اور آپ کا رب کافی کارساز ہے۔

ابلیس کی سرکشی

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، ابلیس بولا ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا بولا کہ ان کو جو مجھ پر سجدہ کرا کر فضیلت دی ہے تو اگر آپ نے میری درخواست کے مطابق مجھے مہلت دی ہے تو میں بجز ان قلیل آدمیوں کے جو مجھ سے محفوظ ہیں سب کو راہ حق سے پھسلاؤں گا اور گمراہ کروں گا اور اپنے قبضہ میں کر لوں گا۔ حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ بات کان کھول کر سن لے جو ان میں سے تیرے طریقے پر ہو لے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے پوری پوری سزا۔

اور جا ان میں سے جس پر تیرا بس چلے، اپنی تبلیغ سے اس کے قدم پھسلا دینا، یا یہ کہ امیر اور تمام گانوں کی آوازوں اور ہمہ قسم کی برائیوں سے ان کو گمراہ کر دینا۔ اور ان پر اپنے سوا مشرکین اور پیادہ مشرکین چڑھا لانا، اور ان کے خلاف مشرکین کے لشکر سے مدد حاصل کرنا اور ان کو اموال حرام اور اولاد حرام میں گرفتار کر دینا اور ان سے وعدے کرنا کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں، اور شیطان ان لوگوں سے جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ میرے ان بندوں پر جو تجھ سے محفوظ ہیں تیرا بالکل قابو اور بس نہیں چلے گا اور آپ کے رب نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ان کا ذمہ دار اور کافی کارساز ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

تمہارا رب ایسا (منعم) ہے کہ تمہارے لئے کشتی کو دریا میں لے چلتا ہے تاکہ تم رزق کی تلاش کرو۔ بے شک

إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ

وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے۔ اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو بجز خدا کے اور جتنوں کی تم

تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجّٰكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ

عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہیں پھر جب تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تم پھر، پھر جاتے ہو اور (واقعی)

الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ

انسان ہے بڑا ناشکر ۔ تو کیا تم اس بات سے بے فکر ہو بیٹھے کہ تم کو خشکی کی جانب میں

الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾

لاکر زمین میں دھنسا دے یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیجدے جو کنکر پتھر برسانے لگے پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ۔

أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

یا تم اس سے بے فکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے، پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے

قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ لا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ

پھر تم کو تمہارے کفر کے سبب غرق کردے ۔ پھر اس بات پر کوئی ہمارا پیچھا کرنے

عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ

والا تم کو نہ ملے ۔ اور ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِمَّنْ

دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی

خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ ع

مخلوقات پر فوقیت دی

بنی آدم کی فوقیت وافضلیت	وہ ایسا منعم ہے کہ تمہارے نفع کے لئے کشتیوں کو چلاتا ہے تاکہ

تم اس کے رزق کی یا یہ کہ اسکے علم کی تلاش کرو اور وہ عذاب کے مؤخر کرنے یا یہ کہ تم میں سے جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت مہربان ہے۔

اور جس وقت دریا میں تم کو کوئی تکلیف یا غرق ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو جن بتوں کو تم پوجتے ہو سب کو چھوڑ دیتے ہو ان میں سے کسی سے بھی نجات کی درخواست نہیں کرتے بجز خدائے وحدہ لاشریک کہ اسی کے سامنے نجات کی درخواست کرتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر شکر خداوندی اور توحید خداوندی سے پھر جاتے ہو، واقعی کافر حق تعالیٰ کے انعامات کا بڑا ناشکرا ہے۔

مکہ والو تو کیا تم اس بات سے مطمئن بیٹھے ہو کہ وہ تم کو قارون کی طرح خشکی کی طرف لاکر دھنسا دے، یا تم پر قوم لوط علیہ السلام کی طرح پتھر نہ برسا دیے جائیں، پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ۔

یا مکہ والو اس سے بے فکر ہو گئے ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو پھر دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے، پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے اور پھر تم کو دریا میں تمہارے کفر کے سبب جو کہ تم نے حق تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے اور اس کا کفرانِ نعمت کیا ہے غرق کر دے، اور پھر اس غرق کرنے پر تم کو کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا اور بدلہ لینے والا نہ ملے، اور ہم نے آدمؑ کی اولاد کو ہاتھ پیر عطا کر کے عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی میں جانوروں پر اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا، اور ان کو جانوروں کی روزی کے بہ نسبت ملائم اور پاکیزہ روزی عطا کی، اور ہم نے ان کو جانوروں پر شکل و صورت اور ہاتھ پیروں کے اعتبار سے فوقیت دی۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ

جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے اعمال نامہ سمیت بلاویں گے - پھر جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا

بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾

جاوے گا تو ایسے لوگ اپنا نامۂ اعمال پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا۔

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ

اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ

سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا

ہوگا۔ اور یہ (کافر) لوگ آپؐ کو اس چیز سے بچلاتے ہی لگے تھے جو ہم نے آپؐ پر وحی کے ذریعے سے بھیجی

إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾

ہے تاکہ آپؐ اس کے سوا ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں، اور ایسی حالت میں آپؐ کو گاڑھا دوست بنا لیتے

اعمال ناموں کے ساتھ بلاوا

قیامت کے دن جب ہم تمام انسانوں کو ان کے انبیاء کرام کے ساتھ، یا یہ کہ ان کے نامۂ اعمال سمیت، یا یہ کہ ان کے داعی الی الھدایت یا داعی الی الضلالت کے ساتھ بلا دیں گے۔ پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے حضرات اپنی نیکیوں کو (خوش ہوکر) پڑھیں گے، اور نہ ان کی نیکیوں میں ذرا کمی کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں ذرا اضافہ کیا جائے گا۔

کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو لکیر ہوتی ہے اس میں جو چیز ہو اس کو فتیل بولتے ہیں، اور انگلیوں کی جرموں میں جو معمولی سا میل کچیل ہو، اس معنی میں بھی "فتیل" کا استعمال کیا گیا ہے۔

اور جو شخص دنیا میں ان نعمتوں کے شکر کی بجاآوری سے اندھا رہے گا وہ جنت کی نعمتوں سے بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا، یا یہ کہ جو شخص اس دنیا میں راہ نجات اور حجت و بیان کے دیکھنے سے اندھا رہے گا تو وہ آخرت میں بھی حجت اور منزل نجات کے دیکھنے سے بہت زیادہ اندھا رہے گا اور زیادہ گم کردہ ہوگا، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

اور یہ کافر لوگ آپ کو ان کے بتوں کے توڑنے سے بچلاتے اور ہٹانے ہی لگے تھے، تاکہ آپ اس حکم وحی کے علاوہ ہماری طرف غلط بات کی نسبت کردیں، اور اس صورت میں کہ آپ ان کی بات مانتے وہ آپ کو اپنا گاڑھا دوست بنا لیتے یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لبابُ النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ الخ ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے، ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ امیہ بن خلف، ابوجہل اور کچھ قریشی چلے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چلو اور نعوذ باللہ ہمارے بتوں کو چھولو، ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہوجائیں گے، اور آپ اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کے خواہاں رہتے تھے چنانچہ ان کے لئے نرم ہوگئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاِنْ کَادُوْا تا نَصِیْرًا۔ یعنی اور یہ لوگ آپ کو اس چیز سے بچلاتے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجی ہے الخ

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں جتنی روایتیں اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مروی ہیں یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے اس کی سند جید ہے اور اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

چنانچہ ابوالشیخ نے سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حجر اسود کا استلام کر رہے تھے تو کفار نے کہا ہم آپ کو اس وقت تک حجر اسود کا استلام نہیں کرنے دیں گے تاوقتیکہ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اگر میں ایسا کرلوں تو کیا مضائقہ ہے جب کہ حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں ان بتوں کے مخالف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔

نیز جبیر بن نفیر سے نقل کیا ہے کہ قریشی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہوکر آئے ہیں تو ان غرباء اور غلاموں کو جو آپ کے پیرو ہیں اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجئے تاکہ ہم آپ کے تابع اور اصحاب ہوجائیں، یہ سنکر آپ ان کی طرف کچھ متوجہ سے ہوئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے سورہ نجم کی اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی تک تلاوت فرمائی

توشیطان نے یہ الفاظ آپؐ پر القا کر دیئے۔ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى، وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔
چنانچہ فوراً یہ آیت نازل ہوئی اس کے نزول کے بعد آپؐ برابر مغموم رہے تاآں کہ حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ الخ یہ روایتیں اس بر دال ہیں کہ یہ آیتیں مکی ہیں۔
اور جن حضرات نے ان روایتوں کو مدنی شمار کیا ہے انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ابن مردویہ نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک قبیلے نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے تاآں کہ ہمارے بتوں کے چڑھاوے آجاویں پھر ہم اپنے بتوں کے ...... چڑھاوے وصول کر کے اسلام لے آئیں گے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مہلت دینے کا ارادہ کر لیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی مگر اس کی روایت سند ضعیف ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾
اور اگر ہم نے آپؐ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپؐ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔
اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ
(اور) اگر ایسا ہوتا تو ہم آپؐ کو حالت حیات میں اور بعد موت کے دہرا عذاب چکھاتے۔ پھر آپ ہمارے مقابلے
لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔ اور یہ لوگ اس سرزمین سے آپؐ کے قدم اکھاڑنے لگے تھے
لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾
تاکہ آپؐ کو اس سے نکال دیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو آپؐ کے بعد یہ بھی بہت کم ٹھہرنے پاتے۔
سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ
جیسا کہ ان صاحبوں کے باب میں (ہمارا) قاعدہ رہا ہے جن کو آپؐ سے پہلے ہم نے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے
لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ ع ٨ ٨
اس قاعدے میں تغیر نہ پاویں گے۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں

اِلیٰ غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ

ادا کیا کیجئے اور صبح کی نماز بھی ۔ بے شک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا

مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ ق

وقت ہے ۔ اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے، جو کہ آپ کے لیے زائد چیز ہے

حفاظتِ خداوندی

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا اور آپ کی حفاظت نہ کی ہوتی تو آپ ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے، اور اگر آپ کو ان کے مطالبہ کے موافق ان کی طرف میلان اور رجحان ہو جاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

اور نیز یہ یہودی اس سرزمین مدینہ منورہ سے آپ کے قدم اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو شام کی طرف نکال دیں اور اگر یہ آپ کو مدینہ منورہ سے نکال دیتے تو یہ بھی بہت ہی کم ٹھہر پاتے تا آں کہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے، جیسا کہ ہم نے سابقہ رسولوں کی قوموں کو ہلاک کر دیا جب کہ اپنے رسولوں کو انہوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا اور آپ ہمارے اس عذاب میں کوئی تبدیلی نہ پاتے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سورج ڈھل جانے کے بعد نماز ظہر اور عصر، اور رات آنے پر مغرب و عشا کی نماز ادا کیجئے اور صبح کی نماز بھی ادا کیجئے، بے شک صبح کی نماز رات اور دن کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

اور کسی قدر رات کے حصے میں بھی قرارت قرآن کریم کیا کیجئے اور سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھا کیجئے، یہ آپ کے لئے فضیلت کی چیز ہے یا یہ کہ خاص آپ کے لئے ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے دلائل میں شہر بن حوشب کے واسطے سے عبدالرحمن بن غنم سے نقل کیا ہے کہ یہودی رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اگر آپ نبی ہیں تو شام جائیے کیوں کہ وہ ارض محشر اور سرزمین انبیاء کرام ہے، ان کی یہ بات سن کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کا خیال ہو گیا، چنانچہ آپ نے ملک شام کے ارادہ سے غزوۂ تبوک کیا، جب آپ تبوک پہونچے تو حق تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کی تکمیل کے بعد سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاِنْ کَادُوْا الخ یعنی لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم بھی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں۔

اور حق تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ لوٹنے کا حکم دیا اس پر جبریل امین نے آپ سے فرمایا کہ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کیوں کہ ہر ایک نبی کو دعا کرنے کا حق ہے

عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلۡ رَّبِّ

امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا۔ اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے

اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ

رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو

اجۡعَلۡ لِّىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَـقُّ

جس کے ساتھ نصرت ہو۔ اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا

وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

گذرا ہوا (اور) واقعی باطل چیز تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہے۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں

الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ وَلَا يَزِيۡدُ

نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے۔ اور ناانصافوں کو

الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ

اس سے الٹا نقصان بڑھتا ہے۔ اور آدمی کو جب ہم نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے

اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ‌ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـــُٔوۡسًا ﴿۸۳﴾

اور کروٹ پھیر لیتا ہے۔ اور جب اس کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے۔

مقام محمود

حق تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ وہ آپ کو مقام محمود میں جگہ عطا فرمائے گا، یعنی مقام شفاعت کبریٰ عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف فرمائیں گے۔

اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے پروردگار مجھے مدینہ منورہ میں خوبی کے ساتھ داخل کیجئے اس وقت آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے، اور جب میں مدینہ منورہ میں ہوں تو مجھے وہاں سے خوبی کے ساتھ لے جائیے اور مکہ مکرمہ میں داخل کیجئے یا یہ کہ مجھے قبر میں خوبی اور راحت کے ساتھ پہونچائیو اور قیامت کے دن قبر سے خوبی و راحت کے ساتھ نکالیو، اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور قوت عطا کیجئے جس میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نہ کسی کے قول کی تردید ہو۔

اور آپ فرما دیجئے کہ اب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں، یا یہ کہ اب اسلام کا

غلبہ ہوگیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہوگئی ہے اور شیطان اور شرک اور مشرکین سب ہلاک ہوئے اور واقعی یہ باطل چیزیں تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہیں، اور ہم قرآن کریم میں ایسی چیزیں بیان کرتے رہتے ہیں جو ایسے حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں گمراہی یا کفر و شرک اور نفاق سے شفاء اور بیان اور عذاب سے رحمت ہے،

اور مشرکین کا ان نازل شدہ احکامات سے اور الٹا نقصان بڑھتا ہے اور کافر کو جب ہم مال اور عیش و عشرت عطا کرتے ہیں تو دعا کرنے اور شکر خداوندی سے منہ موڑ لیتا ہے اور ایمان سے دور بھاگتا ہے اور جب اس کو تکلیف اور فقر و فاقہ پہونچتا ہے تو بالکل رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتا ہے یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

آپ نے فرمایا تو پھر تم کونسی دعا کرنے کو کہتے ہو۔ جبریل امین نے فرمایا یہ دعا کرو رَبِّ اَدْخِلْنِی الخ یعنی آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو الخ۔ غرضکہ یہ سب آیتیں آپ کے غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی ہیں، یہ روایت مرسل اور اس کی سند ضعیف ہے، باقی اس روایت کا شاہد سعید بن جبیرؒ کا مرسل ہے جو ابن ابی حاتم میں موجود ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انبیاء کرام تو ملک شام میں رہتے تھے پھر آپ مدینہ منورہ میں کیوں رہتے ہیں، آپ بھی وہیں جا کر رہیئے، چنانچہ آپ کو یہ سن کر کچھ خیال ہوگیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے دوسرے مرسل طریق سے نقل کیا ہے کہ بعض یہودیوں نے آپ سے کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حکم خداوندی وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ۔ امام ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا، تب آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی اور آپ یوں دعا کیجیو، کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو، اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو، اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو، جس کے ساتھ نصرت ہو، یہ روایت اس چیز کے بیان کرنے میں صاف ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے، اور ابن مردویہ نے اس سے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى

آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کر رہا ہے۔ سو تمہارا رب خوب جانتا ہے جو زیادہ ٹھیک رستہ

سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ

پر ہو۔ اور یہ لوگ آپ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے

رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا

بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر

لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ

آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کر لیں پھر اس کے (واپس لانے کے) لئے آپ کو

عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ

ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہ ملے مگر (یہ) آپ کے رب ہی کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بے شک

عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾

آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غایتِ کرم

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت کو پوچھتے ہیں، اہل مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے (یہود سے مشورہ کر کے) روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا، آپ فرما دیجئے کہ وہ میرے پروردگار کے عجائبات میں سے یا یہ کہ اس کے علم اور حکم سے بنی ہے اور علوم خداوندی میں سے تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے، (لہٰذا یہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے اور اس کا علم ضروریات میں سے نہیں اس لئے مخفی رکھا گیا ہے عابد) اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر بذریعہ جبریل امین آپ پر وحی بھیجی ہے اور آپ نے اس کو محفوظ کیا ہے سب سلب کر لیں، پھر آپ کو ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی اور اس چیز کو واپس لانے والا بھی نہ ملے یہ آپ کے رب ہی کا انعام ہے کہ اس نے قرآن کریم کو آپ کے قلب مبارک میں محفوظ کر دیا ہے بے شک آپ پر نبوت اور اسلام کے ذریعہ اس نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی، امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ جا رہا تھا آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک دیئے ہوئے تھے، آپ کا گذر کچھ یہودیوں پر سے ہوا وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھو، چنانچہ وہ بولے کہ ہم سے روح کے بارے میں بیان کیجئے، آپ یہ سنکر کچھ کھڑے ہو گئے اور اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے تا آں کہ وحی بند ہو گئی تو آپ نے ان سے فرمایا اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اور امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتلاؤ جو ہم اس شخص یعنی رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا کہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے دریافت کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے، حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں متعدد نزول کی توجیہ سے تطبیق کی جائے گی، یہی قول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اختیار کیا ہے۔ یا یہ کہ یہود کے سوال کرنے پر جو آپ نے سکوت اختیار کیا اسے

اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ آپؐ نے اس توقع میں کہ حق تعالیٰ اس کے بارے میں اور مزید تفصیل بتلا دے اس لیے سکوت اختیار فرمایا ہو ورنہ تو پھر صحیح بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایت کو اس حیثیت سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ اس روایت کے راوی واقعہ کے وقت موجود ہیں، برخلاف حضرت ابن عباس رض کے وہ واقعہ کے وقت موجود نہیں۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ

آپؐ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن

هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

بنا لاویں تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن

ظَهِيْرًا ۝۸۸ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

جاوے ۔ اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ

كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۸۹ وَقَالُوْا لَنْ

مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کیے ہوئے نہ رہے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝۹۰

آپؐ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ آپؐ ہمارے لیے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں

قرآن کریم کا بدل اور اس جیسا بنانا ممکن نہیں

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کریم جیسا فصیح و بلیغ قرآن بنا دیں جس میں اوامر و نواہی، وعدے وعید، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور جو امور ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں سب ہی کا بیان ہے تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے، اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاویں، اور ہم نے اس قرآن کریم میں مکہ والوں کے لئے وعدے وعید ہر قسم کے مضامین بیان کئے ہیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا اور کفر ہی پر جمے رہے۔

اور عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ ہم آپؐ کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے جب تک کہ آپؐ ہمارے لئے سرزمین مکہ میں چشمے اور نہریں نہ جاری کر دیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا الخ ابن اسحاق اور ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سلام بن مشکم کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت میں آئے (جن کا راوی نے نام بتایا ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں درآں حالیکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور یہ جو قرآن کریم آپ لے کر آئے ہیں اس میں ہم تورات کی طرح اتصال نہیں دیکھتے تم ہمارے لیے ایسی کتاب نازل کروایئے جسے ہم پہچانتے ہوں ورنہ ہم آپ کے پاس جیسی آپ کتاب لے کر آئے ہیں ویسی کتاب لے کر آتے ہیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لائیں تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے۔

فرمان خداوندی وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاق رح مصری شیخ، عکرمہ، حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، اور بنی عبدالدار کا ایک شخص، اور ابو البختری، اسود بن عبدالمطلب، ربیعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف عاص بن وائل، منبیہ بن حجاج منبہ بن الحجاج

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ

یا خاص آپ کے لیے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو۔ پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی

خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا

نہریں آپ جاری کر دیں۔ یا جیسا آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرا دیں

كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ

یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لا کھڑا کر دیں۔ یا آپ کے پاس کوئی

بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جاویں اور ہم تو آپ کے

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ

(آسمان پر) چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں جب تک (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لا دیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں

ع ۱۰ / ۹

كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾

آپ فرما دیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) پیغمبر ہوں اور کیا ہوں

کافروں کی بے ہودہ گوئی

یا خاص آپ کے لئے انگور وغیرہ کا کوئی باغ نہ ہو اور پھر اس باغ کے بیچ میں جگہ جگہ آپ بہت سی نہریں جاری کر دیں، یا آپ ہم پر آسمان عذاب کا کوئی ٹکڑا نہ گرا دیں، یا آپ اپنے دعوی پر حق تعالی اور فرشتوں کو گواہ کر کے ہمارے سامنے لا کر نہ کھڑا کر دیں، یا آپ کے پاس کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا گھر نہ ہو، یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور پھر وہاں سے ہمارے پاس فرشتے لے کر نہ آئے جو اس بات کی آکر گواہی دیں کہ آپ کو حق تعالی نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں، جب تک کہ آپ ہمارے پاس منجانب اللہ ایک نوشتہ نہ لائیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں کہ اس میں آپ کی رسالت کے متعلق لکھا ہو، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار تو اولاد اور شریک سب چیزوں سے منزہ اور پاک ہے، میں بجز اس کے آدمی ہوں مگر اور تمام رسولوں کی طرح رسول ہوں اور کیا ہوں

لباب النقول فی اسباب النزول

ان سب نے باہم جمع ہو کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی قوم میں جو بات لے کر آئے ہیں ہمارے علم میں عرب میں سے کوئی بھی ایسی بات لے کر نہیں آیا، تم نے آباء کو برا کہا، دین کو عیب لگایا اور نوعمروں کو بیوقوف بنایا، بتوں کو گالیاں دیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالا، سو کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو تم نے ہمارے اور اپنے درمیان نہ کی ہو۔

اگر تم یہ باتیں مال حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو تو ہم اپنے مال تمہارے لئے جمع کر دیتے ہیں تاکہ تم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ، اور اگر تم ہمارے اندر عزت اور شرافت چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا سردار بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے پاس یہ لانے والا جو کچھ لے کر آتا ہے کوئی جن ہے جس کا تم پر غلبہ ہو گیا تو ہم آپ کا علاج کرانے اور اس سے آپ کو چھٹکارا دلانے کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔

یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں سے میرے اندر کوئی بھی بات نہیں، باقی حق تعالی نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تم کو خوشخبری سناؤں اور ڈراؤں، یہ سن کر یہ لوگ بولے کہ اگر آپ ہماری پیش کش کو نہیں قبول کرتے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تمام شہروں میں ہمارے شہر سے زیادہ تنگ اور کوئی شہر نہیں اور نہ ہم سے کم مال والا اور تنگ معیشت والا اور کوئی ہے، تو آپ ہمارے لئے اپنے اس پروردگار سے دعا کیجئے کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو چلا کر دور کر دے جن سے ہم پر تنگی ہو رہی ہے اور ہمارے لئے ہمارے شہروں کو کشادہ کر دے۔ اور اس میں ...... شام اور عراق کی طرح نہریں جاری کر دے اور ہمارے جو آباؤ اجداد مر چکے ہیں ان کو ہمارے لئے زندہ کر دے اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی باتوں کی تصدیق کرانے کے لئے اپنے پروردگار سے ایک فرشتہ کی درخواست کرو جو آکر تمہاری تصدیق کرے اور ہمارے لئے باغات اور خزانے اور سونے چاندی کے محلات کر دے تاکہ جس چیز کی تلاش میں

ہم آپؐ کو دیکھیں اس پر آپؐ کی مدد کر سکیں، کیوں کہ ہم آپؐ کو بازاروں میں کھڑا ہوا اور معاش کی تلاش کرتا ہوا دیکھتے ہیں، اور اگر آپؐ ایسا نہیں کر سکتے جو جیسا کہ آپؐ کہا کرتے ہیں آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیجئے کہ آپؐ کا پروردگار اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیوں کہ ہم تو تاوقتیکہ آپؐ ان باتوں میں سے کوئی بات نہ پوری کریں، ہم ہرگز آپؐ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

یہ سنکر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے تو آپؐ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا اور بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ کی قوم کے آپؐ کے سامنے کئی باتیں رکھیں مگر آپؐ نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا، پھر انہوں نے اپنی ذات کے لئے کچھ باتوں کی درخواست کی تاکہ ان کے ذریعہ سے آپؐ کا حق تعالیٰ کے یہاں جو مقام ہے اس کو پہچان لیں مگر آپؐ نے ایسا بھی نہیں کیا، پھر جس عذاب سے آپؐ ان کو ڈراتے ہیں اس عذاب کے جلدی نازل ہونے کی انہوں نے درخواست کی ہے، خدا کی قسم میں تو ہرگز آپؐ پر ایمان نہیں لاؤں گا، تاوقتیکہ آپؐ آسمان پر چڑھنے کے لئے ایک سیڑھی نہ بنائیں، پھر آپؐ اس پر چڑھیں اور میں آپؐ کو خود دیکھوں تاآں کہ آپؐ وہاں سے آئیں اور آپؐ کے ساتھ ایک لکھی ہوئی دستاویز ہو اور مزید برآں آپؐ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپؐ کے دعوی کی گواہی دیں کہ آپؐ اپنے دعوی میں سچے ہیں۔

یہ سنکر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے غمگین ہو کر چل دیئے، چنانچہ حق تعالیٰ نے جو عبداللہ بن ابی امیہ نے آپؐ سے کہا تھا اسی کے قول کو براہ تردید آپؐ پر نازل کر دیا یعنی وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ۔ تا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیرؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مرسل صحیح اور ماقبل والی روایت کے لئے شاہد ہے اسکی سند میں جو ابہام ہے اس کا اس مرسل سے انجبار ہو گیا۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ

اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہونچ چکی اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی امر قابل التفات،

قَالُوٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ

بات مانع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر

مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

فرشتے (رہتے) ہوتے کہ اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول

مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

بنا کر بھیجتے ۔ آپؐ (اخیر بات) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان

إِنَّهُۥ كَانَ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾

کافی گواہ ہے کیوں کہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے خوب دیکھتا ہے۔

ایمان نہ لانے کی غیر معقول وجہ

اور جس وقت ان مکہ والوں کے پاس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لے کر آچکے ہیں اس وقت ان کو حق تعالیٰ پر ایمان لانے سے بجز اس کے اور کیا امر مانع ہوا کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہمارے طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے (یعنی بشریت اور رسالت میں تنافی سمجھی جیسا کہ موجودہ زمانہ کے بدعتی آپ کی بشریت کے منکر ہیں عابد) آپ ان مکہ والوں سے جواباً فرماد یجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو ہم فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے، کیوں کہ ہم فرشتوں میں فرشتے کو اور انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں اور آپ ان مکہ والوں سے آخری بات فرماد یجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے اس بات پر کہ اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتے ہیں خوب جانتا ہے اور خوب دیکھتا ہے کہ کون اس پر ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ

اور اللہ جس کو راہ پر لاوے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کردے تو خدا کے سوا آپ کسی کو بھی

أَوْلِيَآءَ مِن دُونِهِۦ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

ان لوگوں کا مددگار نہ پاویں گے۔ اور قیامت کے روز ہم ان کو اندھا گونگا بہرا

عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَٰهُمْ

کر کے منہ کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم

سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالُوٓا۟

ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ ہے ان کی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا

أَءِذَا كُنَّا عِظَٰمًا وَرُفَٰتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾

کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے (قبروں سے) اٹھائے جاویں گے۔

النصف

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ

کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے وہ اس بات پر (بدرجہ اولیٰ)

عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ ۖ

قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے اور ان کے لئے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں

فَأَبَى الظّٰلِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾

ذرا بھی شک نہیں اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کئے نہ رہے۔

کفر پر استحکام

اور اللہ تعالیٰ جس کو اپنے دین کی ہدایت فرمائے وہی راہ پر آتا ہے اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کردے تو خدا کے سوا ان مکہ والوں کے لئے آپ کسی کو بھی ایسا نہ پاویں گے جو ان کو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرے، اور ہم ان کو قیامت کے دن اندھا، گونگا، بہرا کرکے منہ کے بل دوزخ کی طرف چلائیں گے کہ ان میں کسی چیز کے دیکھنے، سننے اور بولنے کی قطعاً طاقت نہ ہوگی، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ دوزخ اور دوزخ کی لپٹیں جب ذرا دھیمی ہونے لگیں گی تب ہی ہم ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

یہ عذاب ان کو اس سبب سے ملے گا کہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور ان کفار مکہ نے یوں کہا تھا کہ جب ہم پرانی ہڈیاں اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، تو کیا ہم کو پھر زندہ کیا جائے گا اور ازسرِنو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

کیا ان کفار مکہ کو اتنا معلوم ہے کہ جو تمام آسمان و زمین کا خالق ہے، وہ اس بات پر بطریق اولیٰ قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے اور اس کے لئے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے کہ مومنین کو اس میں ذرا بھی شک نہیں اس کے باوجود بھی مشرکین نے اس چیز کو قبول نہیں کیا اور کفر ہی پر جمے رہے۔

قُلْ لَّوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيٓ إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت (یعنی نبوت) کے خزانوں (یعنی کمالات) کے مختار ہوتے تو اس صورت میں

ع ۱۱ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۗ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾ وَلَقَدْ

تم (اس کے) خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور آدمی ہے بڑا تنگ دل - اور ہم نے موسیٰ

اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ

کو کھلے ہوئے نو معجزے دیئے - جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ

جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾

دیکھئے - تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰؑ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے -

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

موسیٰؑ نے فرمایا تو (دل میں) خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ

وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾ فَاَرَادَ

بصیرت کے لئے کافی ذرائع ہیں اور میرے خیال میں ضرور تیری کم بختی کے دن آ گئے ہیں - پھر اس نے

اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿١٠٣﴾

چاہا کہ بنی اسرائیل کا اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے سو ہم نے اس (ہی) کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا -

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا

اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہہ دیا کہ (اب) تم اس سرزمین میں رہو سہو ، پھر جب آخرت کا وقت آ جاوے

جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ

گا تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر لا کریں گے - اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا اور وہ

وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿١٠٥﴾ وقف لازم

راستی ہی کے ساتھ نازل ہو گیا اور ہم نے آپ کو صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے -

بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے

آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے ، کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے پروردگار کے رزق کے خزانوں کی کنجیاں ہوتیں تو اس صورت میں تم فاقہ کے اندیشہ سے ان کے خرچ کرنے سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور کافر ہے بڑا تنگ دل بخیل لالچی ہے - اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزے یعنی ید بیضا۱، عصا۲، طوفان۳، ٹڈیاں۴، گھن کے کیڑے۵، مینڈک۶، خون۷، قحط سالی۸ اور مالوں کی کمی و بربادی۹ دیئے

جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے۔
آپ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں سے بھی پوچھ کر دیکھ لیجیے، تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ تم ضرور مغلوب العقل ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے فرعون تو اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ موسیٰ پر یہ عجائبات خاص رب العالمین نے نازل کئے ہیں جو کہ میری نبوت کی دلیل اور اس کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔
اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کفر کی حالت میں تو بُرے طریقے سے تباہ ہوگا، یہ دیکھ کر فرعون نے چاہا کہ سرزمین اردن یا فلسطین سے بنی اسرائیل کے قدم اکھاڑ دے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے پہلے ہی اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔
اور اس کی ہلاکت کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم سرزمین اردن یا فلسطین میں رہو سہو، پھر جس وقت قبروں سے مُردوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا یا یہ کہ نزول حضرت عیسیٰ ہو چکا ہوگا (غرضیکہ میدان قیامت میں عابد) تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر لا کریں گے۔
اور اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم نے راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا ہے اور وہ راستی ہی کے ساتھ آپ پر نازل ہو گیا اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو بھی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو اتارنے میں بھی تدریجاً

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ

اتارا۔ کہہ دیجئے کہ تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ۔ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب

قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ ﴿۱۰۷﴾

ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾

اور کہتے ہیں ہمارا رب (وعدہ خلافی سے) پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے۔

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩ ﴿۱۰۹﴾ قُلِ

السجدۃ

اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے۔ آپ

السجدۃ ۴

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ

فرماد یجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے سو اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ

اور ہم نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا ہے، اور اس میں حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل اور اطمینان کے ساتھ پڑھیں اور ہم نے اس میں مضامین کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے، یا یہ کہ ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا ایک ایک، دو دو، تین تین آیات کر کے اور جا بجا فصل کے ساتھ متفرق اوقات میں نازل کیا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اس قرآن کریم پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ یہ ان لوگوں کے لئے وعید ہے مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

چنانچہ جن حضرات کو قرآن کے نزول سے قبل رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کا بذریعہ توریت علم دیا گیا تھا یہ قرآن کریم جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ حق تعالیٰ کے سامنے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اولاد اور شریک سے پاک ہے اور ہمارے پروردگار نے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہی ہوگا، اور ٹھوڑیوں کے بل جو سجدے میں گرتے ہیں وہ سجدے میں روتے ہی ہوئے گرتے ہیں اور اس قرآن کریم کا سننا ان کا خشوع اور تواضع اور بڑھا دیتا ہے، یہ آیت کریمہ حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام اور بہت ہی بلند صفات ہیں جیسا کہ علم و قدرت، سمیع و بصیر چاہے جس نام اور جس صفت کے ساتھ اس کو پکارو سو بہتر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ الخ ابن مردویہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا یا اللہ یا رحمٰن یہ سنکر مشرکین بولے کہ اس بے دین کو دیکھو ہم کو تو دو خداؤں کے پکارنے سے روکتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ الخ یعنی آپ فرما دیجئے خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہکر پکارو، جس نام سے بھی پکارو گے اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِكَ

اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھئے اور دونوں کے درمیان ایک

سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيكٌ

طریقہ اختیار کر لیجئے۔ اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ (پاک) کے لئے (خاص) ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا

فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے۔

خوبیوں کا مجموعہ

اور آپ اپنی جہری نمازوں میں نہ تو بہت پکار کر قرآن کریم پڑھیے کہ مشرکین اس کو سنکر خرافات بکیں اور ان کا جی جلے اور نہ قرآن کریم کو اتنا آہستہ پڑھیے کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں اور دونوں کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجئے اور فرما دیجئے کہ تمام خوبیاں اور شکر اور خدائی اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ جو نہ فرشتوں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اولاد رکھتا ہے کہ اس کی بادشاہت کا عیاذ باللہ وہ مالک بنے اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے کہ اس کی معاذ اللہ مخالفت کر سکے، اور نہ ان ذلیلوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے کیوں کہ یہ ذلیل ترین لوگ ہیں یا یہ کہ کمزوری کی وجہ سے ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی جو کہ احکم الحاکمین کے شریک اور اس کے دربار میں سفارشی تجویز کرتے ہیں، علیحدگی اختیار کیجئے اور اس ذات کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے۔ واللہ اعلم فللہ الحمد الخ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی ولا تجهر بصلاتك الخ امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان خداوندی ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها الخ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی ہے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کفار کے ڈر سے چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے مشرکین جب قرآن کریم سنتے تو خود قرآن کریم کو اور جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے اور جو قرآن کریم لے کر آیا ہے سب کو برا کہتے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام بخاری رح نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر نے بھی حضرت ابن عباس رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر پھر پہلی روایت کو ترجیح دی ہے کیوں کہ وہ سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے، اور اسی طرح امام نووی وغیرہ نے بھی روایت اولیٰ ہی کو ترجیح دی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں بایں طور تطبیق ممکن ہے کہ یہ آیت کریمہ اس دعا کے بارے میں بھی نازل ہوئی جو نماز کے اندر ہوتی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھتے تو بلند آواز سے دعا فرماتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر رح اور امام حاکم رح نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے

بر روایت حضرت عائشہ رضہ کی سابقہ روایت کی تشریح کر رہی ہے۔
نیز ابن منیعہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضہ یہ دعا زور سے مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ الخ، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس بات کا حکم دیا گیا کہ نہ بہت زور سے دعا مانگیں اور نہ بہت آہستہ
ارشاد باری تعالیٰ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ الخ ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہود اور عیسائی حق تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے تھے اور عرب حج میں یہ کہتے تھے لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ الخ یعنی عیاذ باللہ حق تعالیٰ کا ایک شریک ٹھہراتے تھے اور ستاروں کے پجاری اور آتش پرست کہتے تھے کہ اگر حق تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو معاذ اللہ حق تعالیٰ کمزور ہو جاتا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ الخ یعنی اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے۔

آیاتہا ۱۰ سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ (۶۹) رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ
تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے خاص بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی
لَّهٗ عِوَجًا ۞ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ
نہیں رکھی - بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ
وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
ہوگا ڈرائے اور اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے
اَجْرًا حَسَنًا ۞ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۞ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ
کہ ان کو اچھا اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے - اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۞ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا
یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے نہ تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ

لِاٰبَآئِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ اِنْ

ان کے باپ دادوں کے پاس تھی، بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ

يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵

بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں۔

حمد وستائش کے لائق ذات

(سورہ کہف) یہ پوری سورت مکی ہے بجز ان دو آیتوں کے کہ جن میں عیینہ بن حصن فزاری کا تذکرہ ہے کہ وہ مدنی ہیں، اس سورت میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں اور پندرہ سو ستر ۂ (۱۵۷۰) کلمات اور چھ ہزار چار سو ساٹھ (۶۴۶۰) حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الخ تمام خوبیاں اور شکر و الوہیت اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبریل امین ؑ قرآن کریم نازل فرمایا توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کے بیان میں توریت، وانجیل اور تمام کتب سماویہ کے بیان سے اس قرآن کریم میں کوئی مخالفت نہیں کی، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انہوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم تمام کتب سماویہ کے مخالف ہے تمام کتابوں پر اس کو غالب بنایا، یہ کہ بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا، تاکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ذریعے سے ایک سخت عذاب سے ڈرائیں جو کہ منجانب اللہ ہوگا، اور بذریعہ قرآن کریم آپ ان اہل ایمان کو جو کہ مخلص ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائیں کہ ان کو جنت میں اچھا اجر ملے گا کہ جس اجر و ثواب میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالا جائے گا، اور آپ بالخصوص بذریعہ قرآن یہود و نصاریٰ اور بعض مشرکین کو بھی ڈرایئے، جو نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے لئے اولاد ٹھہراتے ہیں، نہ تو ان کے اس دعوی کی دلیل و حجت ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھی یہ شرک کی بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ کہف) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الخ ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاق، شیخ اہل مصر، عکرمہ ؒ حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سے جاکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور آپ کی صفات ان سے بیان کرو اور ان کو آپ کی اطلاع دو کیوں کہ وہ کتاب اول کے عالم ہیں اور وہ علوم انبیاء ؑ سے واقف ہیں ہم ان علوم سے واقف نہیں، چنانچہ یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور علماء یہود کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی اور آپ کے بعض امور ان سے بیان کئے، علماء یہود نے کہا کہ ان سے تین باتوں کے متعلق دریافت کرو اگر وہ ان کو بیان کردیں تو نبی مرسل ہیں ورنہ محض غلط دعوے دار ہیں۔

۱۔ ان سے ان چند نوجوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں غائب ہو گئے تھے کہ ان کا واقعہ کیا ہے

کیوں کہ ان کا واقعہ عجیب تھا۔
۲۔ ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو فتوحات اور سفر کرتا ہوا منتہائے مشرق و مغرب کو پہونچ گیا تھا کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔
۳۔ اور ان سے روح کی حقیقت دریافت کرو، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر قریش کے پاس آئے اور بولے کہ ہم تمہارے پاس ایک ایسی فیصلہ کن چیز لے کر آئے ہیں جو تمہارے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان فیصلہ کر دے گی۔
غرض کہ یہ سب جمع ہو کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری باتوں کا کل جواب دیدوں گا اور انشاء اللہ نہیں کہا، چنانچہ کفار آپ کے پاس سے چلے گئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پندرہ راتوں تک رہے اس دوران میں نہ حق تعالیٰ نے وحی بھیجی اور نہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے تا آنکہ مکہ والوں نے ایک ازدحام کر دیا اور وحی کے رکنے سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مغموم ہو گئے اور کفار جو چہ میگوئیاں کر رہے تھے اس کی جواب دہی آپ پر شاق ہو گئی، پھر جبریل امین حق تعالیٰ کی طرف سے سورہ کہف لے کر تشریف لائے جس میں اصحاب کہف کا بھی واقعہ تھا اور اس بادشاہ کا بھی ذکر تھا اور روح کے بارے میں یہ آیتیں لے کر آئے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

اور آپ جو ان پر اتنا غم کرتے ہیں سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ

تو غم سے اپنی جان دے دیں گے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہ ہلاکت کر دے) ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس

زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا

کے لئے باعث رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے۔ اور ہم نے زمین پر کی

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ

تمام چیزوں کی ایک صاف میدان (یعنی فنا) کر دیں گے۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ

اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹

غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے۔

ایمان نہ لانے کا ملال

شاید آپ تو ان لوگوں کے پیچھے اگر یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہ لائے غم سے اپنی جان دیدیں گے، ہم نے مردوں اور عورتوں وغیرہ کو زمین کے لئے بارونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے یا آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ زمین پر جو نباتات اور درخت اور جانور اور دیگر قسم قسم کی جو نعمتیں ہیں، ہم نے ان کو زمین کے لئے باعث رونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آزمائش کریں کہ سب سے زیادہ زہد کون کرنے والا اور تارک الدنیا کون ہے۔

اور ہم اس زمین کی تمام چیزوں کو اور اس رونق کو ایک صاف چٹیل میدان کر دیں گے کہ گھاس پھونس کچھ بھی باقی نہ رہے گا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات قدرت چاند سورج، آسمان، زمین ستارے اور سمندر وغیرہ میں سے کوئی تعجب کی چیز ہیں۔

کہف اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا اور رقیم وہ پیتل کی تختی ہے جس پر ان نوجوانوں کے نام اور ان کا واقعہ مرقوم تھا یا یہ کہ اس وادی کا نام ہے جس میں کہف پہاڑ تھا، یا یہ کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے،

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، نضر بن حارث، امیۃ بن خلف، عاص وائل، اسود بن مطلب، ابوالبختری یہ سب قریش کی ایک جماعت میں جمع ہوئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی مخالفت بہت شاق گذرتی تھی، اسی طرح جو آپ ان کو نصیحت کرتے اس پر ان کا انکار گراں گذرتا تھا غرضیکہ اس مجلس کو دیکھکر آپ بہت غمگین ہوئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ یعنی سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدیں گے۔

نیز ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل کی گئی وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ تین سو سال مراد ہیں یا تین سو مہینے پھر اس پر یہ جملہ نازل ہوا سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا، یعنی تین سو برس تک رہے اور نو برس اور اوپر رہے۔

اور ابن جریرؒ نے ضحاک اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ ہی سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں قسم کھائی، پھر اس قسم پر چالیس راتیں گذر گئیں تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ الخ یعنی اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ

وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جاکر پناہ لی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا

لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا

سامان عطا فرمائیے اور ہمارے لئے اس کام میں درستی کا سامان مہیا کر دیجئے۔ سو ہم نے اس غار میں ان کے

عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ

کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا۔ پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ معلوم کریں

اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ نَحْنُ نَقُصُّ ع ۱۲/۱۳

کہ ان دونوں گروہ میں کونسا گروہ ان کے رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا۔ ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک

عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ

ٹھیک بیان کرتے ہیں۔ وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں

هُدًى ۝۱۳ۖ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا

اور ترقی کردی تھی۔ اور ہم نے ان کے دل مضبوط کردیئے تھے جب کہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا

وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ اس صورت میں

لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ

ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی۔ یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ

اور معبود قرار دے رکھے ہیں۔ یہ لوگ ان معبودوں پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵

شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگادے۔

اصحاب کہف

چنانچہ اب حق تعالٰے اجمالاً یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جاکر پناہ لی اور داخل ہونے کے وقت دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے دین پر ثابت قدمی دیجئے اور اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نکالیے۔ چنانچہ اس غار میں ہم نے ان کو تین سو نو سال تک کے لیے سلادیا پھر جس حالت پر وہ سوئے تھے اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا تاکہ ہم ظاہری طور پر

بھی معلوم کریں کہ مومنین اور کافرین میں سے کس نے ان لوگوں کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھا۔
ہم بذریعہ قرآن کریم آپ سے ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ چند نوجوان تھے ہم نے ان کو دین کے معاملے میں بصیرت عطا کی تھی یا یہ کہ اس چیز میں ان کو ثابت قدمی عطا کی تھی یا یہ کہ ان کو ایمان پر ثابت قدمی عطا کی تھی۔
اور ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا تھا، یا یہ کہ ہم نے ان کو صبر و ثبات کی توفیق عطا فرمائی تھی وہ دقیانوس کافر بادشاہ کے پاس سے کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ ہم تو خدا کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے ایسی صورت میں تو ہم حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرنے والے ہو جائیں گے۔
ہماری اس قوم نے تو خدا کے علاوہ بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے یہ لوگ اپنی اس پرستش پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے اور اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے اور اس کے لئے شریک تجویز کرے۔

وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ
اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے۔ تو تم (فلاں) غار میں چل کر
يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝١٦
پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں کامیابی کا سامان درست
وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ
کر دے گا۔ اور اے مخاطب جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ داہنی جانب کو بچی رہتی ہے۔
وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ
اور جب وہ چھپتی ہے تو بائیں طرف ہٹتی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے۔
ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ
یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے۔ اور جس کو وہ بے راہ
فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ۝١٧ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ
کر دیں تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار راہ بتانے والا نہ پاویں گے۔ اور اے مخاطب تو ان کو جاگتا ہوا خیال کرتا ہے حالانکہ

رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ

وہ سوتے تھے اور ہم ان کو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کروٹ دیدیتے تھے۔ اور ان کا کتا دہلیز پر

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ

اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر (اے مخاطب) تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر

مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝۱۸

بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی۔

خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کرو

جب تم نے ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے بتوں کو جن کی یہ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں الگ کر دیا ہے سو تم خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس غار میں چل کر پناہ لو تو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے لئے کل کو کامیابی کا سامان درست فرمائے گا (یعنی آخر الامر کامیابی ہوگی) یہ نوجوانوں کی آپس میں گفتگو تھی۔

اور وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ دھوپ نکلنے کے وقت تو غار کے داہنی جانب کو جھکی رہتی ہے اور ڈوبنے کے وقت بائیں طرف کو ہٹی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک کونے میں تھے، یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کونے میں تھے یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ روشن موقع میں تھے، کہف کا جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جسے حق تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار ہدایت کا راستہ بتلانے والا نہ پاویں گے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ ان کو غار میں دیکھتے تو جاگتا ہوا خیال کرتے حالاں کہ وہ سوتے تھے اور اس سونے کی حالت میں ایک سال میں ایک مرتبہ ان کی کروٹیں تبدیل کرتے رہتے تاکہ زمین ان کے گوشت پوست نہ کھائے۔

اور قطمیر نامی ان کا کتا غار کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے، اے مخاطب اگر اس حالت میں تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کس قدر رہے ہوگے۔

كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ

بعضوں نے کہا کہ (غالباً) ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے۔ دوسرے بعضوں نے کہا کہ یہ تو

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى

تمہارے خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کس قدر رہے۔ اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو۔

الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ

کہ پھر وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا حلال ہے سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے

مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ

اور (سب) کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ

يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ

کہیں تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں سے مار ڈالیں گے یا تم کو (جبراً) اپنے طریقہ میں پھیر لیں گے اور

تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْۤا

ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہ ہوگی۔ اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ

یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ

جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو

بیدار کرنے کا باعث

اور اسی طرح تین سو نو (۳۰۹) سال گذر جانے کے بعد ہم نے ان کو جگایا تاکہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں، چنانچہ مکسلمینا نامی نے جوان کا سردار اور ان سب سے بڑا تھا کہا کہ تم حالت نوم میں اس غار کے اندر کس قدر رہے ہو گے، بعض بولے غالباً ایک دن رہے ہوں گے مگر جب غار سے باہر نکل کر سورج کو دیکھا کہ وہ ابھی غروب ہونے کے قریب ہے تو بولے ایک دن سے کچھ کم رہے ہوں گے، مکسلمینا سردار بولا یہ تو صحیح خبر تمہارے خدا ہی کو ہے کہ تم کتنے رہے ہو۔

اب تملیخا کو افسوس شہر کی طرف یہ روپیہ دے کر بھیجو وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا زیادہ آئیگا یا یہ کہ کونسا کھانا پاکیزہ ہے یا یہ کہ کونسا کھانا حلال ہے تاکہ وہ اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے اور سب کام خوش تدبیری سے کرے

ولیتلطف نصف القرآن بعض حروف کی التاء و بعض لام

تاکہ کسی کو ان مجوسیوں میں سے تمہاری خبر نہ ہونے دے، اگر یہ مجوس تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو قتل کر ڈالیں گے، یا پھر تمہیں اپنے مجوسیت کے طریقہ پر کر لیں گے اب اگر تم ان کے دین کو اختیار کر لو گے تو پھر کبھی عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملے گی۔

اور اسی طرح ہم نے اپنی قدرت و حکمت سے افسوس شہر کے مسلمانوں اور کافروں کو ان کی حالت پر مطلع کر دیا اور اس وقت ان شہر والوں کا بادشاہ لیستفاد نامی مسلمان شخص تھا اور دقیانوس مجوسی بادشاہ اس سے قبل مر چکا تھا، مگر اس کو بعث بعد الموت میں تسلی نہیں ہوتی تھی) تاکہ اب اس شہر کے مسلمان اور کافر بھی اس بات کا یقین کر لیں کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا قطعی اور یقینی ہے اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے، کافر بولے کہ ان کے پاس کوئی گرجا بنوا دو

رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ

ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے۔ جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس

عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ

ایک مسجد بنا دیں گے۔ بعضے لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور بعضے کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے (اور) یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک رہے ہیں۔ اور بعضے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ

کہیں گے کہ وہ سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے - آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کا شمار خوب (صحیح صحیح) جانتا

مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۫ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪

ہے ان کو بہت قلیل لوگ جانتے ہیں۔ سو آپ ان کے بارے میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے۔ اور آپ

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ ع ۳ ۵ ۱۵

ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھئے - اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا

اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ

کیجئے کہ میں اس کو کل کردوں گا - مگر خدا کے چاہنے کو ملادیا کیجئے - اور جب آپ

رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ

بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (نبوت کی) دلیل

مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتلادے -

غار والے

کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے، بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی کہ مسلمان (اہل حکومت) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے (تاکہ مسجد ان کے عابد ہونے پر علامت رہے اور قبر پرست ان کو معبود نہ بنائیں) - اور یہ لوگ ان کی تعداد میں بھی باہم مختلف تھے، چنانچہ نجران کے عیسائیوں میں سید اور اس کے ساتھی یعنی نسطوریہ کہہ رہے تھے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے، اور عاقب اور اس کے ساتھی یعنی یعقوبیہ کہہ رہے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا، یہ لوگ بے تحقیق بات کر رہے تھے، اور اصحاب ملک یعنی ملکانیہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ سات تھے آٹھواں ان کا قطمیر کتا تھا -

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مخاطبین سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار ان کا شمار خوب صحیح جانتا ہے اور ان کے شمار کو صحیح طور پر بہت قلیل لوگ جانتے ہیں جو کہ ان میں مسلمان تھے -

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان قلیل لوگوں میں سے ہوں وہ کتے سمیت آٹھ تھے، لہٰذا آپ ان مخاطبین میں سے اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں کوئی بحث نہ کیجئے بس ان کو آیات قرآنیہ پڑھ کر سنا دیجئے اور ان کی تعداد کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے جو حق تعالیٰ نے آپ سے بیان فرمادیا وہی آپ کے لئے کافی ہے اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ مثلاً میں کل کروں گا یا کل ایسا کہوں گا مگر مشیت خداوندی کو اس کے ساتھ ملا دیا کیجئے اور جب آپ اتفاقاً انشاء اللہ کہنا بھول جائیں تو بعد میں یاد آنے پر کہہ لیا کیجئے اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ صحیح اور یقینی بات بتلادے گا -

یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ سے مشرکین مکہ نے روح اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا کل بتلادوں گا اور آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے -

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾

اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے -

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

آپ کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے کی مدت کو زیادہ جانتا ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے وہ کیسا

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا

دیکھنے والا اور کیا کچھ سننے والا ہے۔ ان کا خدا کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو

يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

اپنے حکم میں شریک کرتا ہے۔ اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی

مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڐ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ

کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجئے اس کی باتوں کو (یعنی وعدوں کو) کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ خدا کے

دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

سوا اور کوئی جائے پناہ نہ پاویں گے۔ اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح و شام (یعنی

رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ

علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق

عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پاویں۔

تین سو نو سال تک قیام

اور وہ غار میں بیدار ہونے سے پہلے تین سو نو سال تک رہے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو تم سے زیادہ جانتا ہے کہ اس بیداری کے بعد سے پھر کتنا زمانہ ہو گیا تمام آسمانوں و زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا ہے اور کیا کچھ سننے والا ہے اور ان کا خدا کے علاوہ کوئی محافظ نہیں یا یہ کہ اہل مکہ کو خدا کے علاوہ اور کوئی عذاب خداوندی سے چھڑانے والا مددگار اور رشتہ دار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم غیب میں شریک کیا کرتا ہے۔

اور آپ کا کام صرف اس قدر ہے کہ آپ ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیا کیجئے اور اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ کیا کیجئے اور اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پناہ بھی نہ پاویں گے اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے

مقید رکھا کیجئے، جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کرتے ہیں جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رض وغیرہ،
اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاصْبِرْ نَفْسَکَ الخ اس آیت کا شان نزول سورۂ انعام میں حضرت خباب کی حدیث کے ماتحت گذر چکا

الثلثۃ

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور

اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ

اس کا یہ حال حد سے گذر گیا ہے۔ اور آپ کہہ دیجئے کہ یہ دین حق تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے سو جس کا جی چاہے ایمان

فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ

لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے۔ بے شک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے

نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا

کہ اس آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی۔ اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد

بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ

رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا منہ کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا۔ اور وہ دوزخ (بھی)

مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ

کیا ہی بری جگہ ہوگی۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں

اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ

گے جو اچھی طرح کام کو کرے (یہیں) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے

مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

(مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی - ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جاویں

وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ

گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ

فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع ۴ / ۱۶

لگائے بیٹھے ہوں گے - کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے -

نفسانی خواہش پر چلنے والے

اور ایسے شخص کی بات نہ مانیے، جس کے قلب کو ہم نے اپنی توحید سے غافل کر دیا ہے اور وہ بتوں کی عبادت میں مصروف ہے اور اس کی یہ باتیں سب اکارت اور برباد ہیں، یہ آیت عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور آپ عیینہ سے فرما دیجئے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی دعوت تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر رہے، یا یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے متعلق مشیت خداوندی ایمان لانے کے بارے میں ہوتی ہے، وہ ایمان لے آتا ہے اور جس کے کافر رہنے کے بارے میں ہوتی ہے وہ کفر پر رہتا ہے، بیشک ہم نے عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر وہ پانی کی فریادرسی کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد پوری کی جائے گی جو زیتون تیل کی تلچھٹ کی طرح یا پگھلی ہوئی گرم چاندی کی طرح ہوگا کہ وہ پاس آتے ہی مونہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی بُرا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا ہی بُری جگہ ہوگی یعنی بدترین ٹھکانا اور ان کے ساتھیوں یعنی شیاطین اور کافروں کا ہے،

البتہ جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اطاعت خداوندی کی بجا آوری کی تو جو خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرے ہم ایسوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کریں گے، ایسے حضرات کے لئے حضرت رحمان کی طرف سے محلات ہیں کہ ان محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، ان لوگوں کو جنت میں سونے کے ہار پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور جنت میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، جنت کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھا ٹھکانہ ہے، یعنی بہترین جگہ ان کے رفقا یعنی انبیاء ؑ اور صالحین کی جگہ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا الخ ابن مردویہ نے جریر اور ضحاک کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے آیت کریمہ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ امیۃ بن خلف جمحی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی چیز کی درخواست کی تھی جو حق تعالیٰ

نے پسند نہیں فرمائی وہ یہ کہ مسلمان مساکین کو اپنے پاس سے ہٹا دیجئے اور مکہ کے رؤسا کو اپنے پاس بٹھلایئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتم رح نے ربیع رح سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امیۃ بن خلف کی بات کا اثر لیا تھا اور آپؐ سے جو کہا گیا تھا آپؐ اس سے بے خبر اور غافل تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

نیز ابو ہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ عیینہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپؐ کے پاس حضرت سلمان فارسیؓ بیٹھے ہوئے تھے تو عیینہ بولا جس وقت ہم آپؐ کے پاس آیا کریں تو ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے اور ہمیں بٹھا لیا کیجئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور آپؐ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے ان دو شخصوں میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگور کے دے رکھے تھے

مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾

اور ان دونوں (باغوں) کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی (اور) دونوں

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا

باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ

اس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اپنے اس (دوسرے) ملاقاتی سے (ادھر ادھر کی

يُحَاوِرُهٗٓ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ

باتیں کرتے کرتے) کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے۔ اور وہ اپنے اوپر جرم

جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ

(کفر) قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہونچا (اور) کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ (میری مدت حیات میں) کبھی

هٰذِهٖٓ أَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ

بھی برباد ہو۔ اور میں قیامت کو نہیں خیال کرتا کہ آوے گی۔ اور اگر میں اپنے

رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

رب کے پاس پہونچایا گیا تو ضرور اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔

دو اشخاص کا حال

آپ ان مکہ والوں کے سامنے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے ایک مومن جس کا نام یہودا اور دوسرا کافر جس کا نام ابو فطروس تھا۔

کافر کو دو باغ ہم نے انگوروں کے دے رکھے تھے اور ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی، دونوں باغ ہر سال اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس کے پاس باغ کا پھل تھا اور بھی اموال کا سامان تھا چنانچہ ایک دن وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اپنے مال پر فخر کرتا ہوا کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور میرے خدم و حشم بھی بکثرت ہیں۔ اور پھر وہ اتفاق سے اپنے اوپر کفر کا جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہونچا اور کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہونچایا گیا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے تو اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ

اس سے اس کے ملاقاتی نے (جو کہ دیندار اور غریب تھا) جواب کے طور پر کہا کہ کیا تو اس ذات (پاک) کے ساتھ کفر کرتا ہے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

جس نے تجھ کو (اول) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھ کو صحیح و سالم آدمی بنایا۔ لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ

رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ

یعنی اللہ تعالیٰ میرا رب (حقیقی) ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اور جب وقت تو اپنے باغ میں پہونچا تھا تو تو نے یوں

قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدون خدا کی مدد کے (کسی میں) کوئی قوت نہیں اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں کمتر

مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ

دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو

جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا

تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیجدے جس سے وہ باغ دفعۃً

زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾

ایک صاف میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اتر (کر خشک ہو) جاوے پھر تو اس کی کوشش بھی نہ کر سکے۔

وَاُحِيطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيهَا

اور اس شخص کے سامان ثمول کو آفت نے آگھیرا پھر اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا

وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يٰلَيْتَنِي لَمْ اُشْرِكْ

اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک

بِرَبِّیٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ

ٹھہراتا۔ اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد

اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

کرتا اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلہ لے سکا۔

عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونے والا

یہ سنکر اس کے مومن ساتھی نے اس کے کفر سے اعراض کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات پاک کا انکار کرتا ہے جس نے تجھ کو اول آدم ؑ کی اولاد میں پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر تجھ کو تیرے باپ کے نطفہ سے پیدا کیا، پھر تجھے صحیح و سالم آدمی بنایا۔ لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ میرا رب حقیقی اور میرا خالق و رازق ہے اور میں ان بتوں میں سے اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جس وقت تو باغ میں داخل ہوا تھا تو نے یوں کیوں نہیں کہا یہ سب حق تعالیٰ کا انعام ہے میری کیا حیثیت اور یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی مدد سے ہے۔ میری کیا طاقت ہے۔

اور اگر تو مجھ کو خدم و حشم میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھے حق تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے آخرت میں تیرے اس دنیاوی باغ سے عمدہ باغ دیدے اور تیرے اس باغ پر آگ بھیجدے کہ یہ دفعۃً چٹیل میدان ہو کر رہ جائے، یا اس کا پانی بالکل اندر زمین میں اتر کر خشک ہو جائے اور پھر تو اس کے نکالنے کی کوئی کوشش بھی نہ کر سکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پھل اور سامان ثمول کو آفت نے ہلاک کر دیا پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا

یا یہ کہ جو اس کی آمدنی تھی اس پر حسرت و ندامت میں ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ قیامت کے دن بھی کہے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہ ٹھہراتا۔

اور اس کے پاس کوئی طاقت ایسی نہ ہوئی کہ عذاب الٰہی سے اس کی حفاظت کرتی اور نہ وہ خود اپنے سے عذاب الٰہی کو روک سکا۔

ع ۵ ۱۳ ۱۷

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝۴۴

ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے۔ اسی کا ثواب سب سے اچھا اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہوں، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے

الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵ اَلْمَالُ

پھرتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ مال اور اولاد

وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالح باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ

نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اور اس دن کو یاد کرنا چاہیئے

وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ

جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے۔

اَحَدًا ۝۴۷ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا

اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو برابر کھڑے کر کے پیش کئے جاویں گے دیکھو آخر

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ

تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔

بادشاہ حقیقی اللہ ہے

قیامت کے دن تمام بادشاہت اور سلطنت اللہ برحق ہی کے لئے ہوگی، اور اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے جس کو وہ ثواب دے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

آپ اہل مکہ سے دنیوی زندگی کے بقا اور فنا کی حالت بیان کیجئے جیسا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو، پھر اس پانی کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں، پھر وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے کہ اسے ہوا میں اڑائے پھرے اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، یہی حالت اس دنیوی زندگانی کی ہے کہ نیست و نابود ہو جائے گی اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے فنا اور آخرت کے بقا پر پوری قدرت حاصل ہے اس کے بعد دنیا کے ساز و سامان کا تذکرہ فرماتا ہے کہ مال و اولاد یہ سب حیات دنیا کی ایک رونق ہے جیسا کہ گھاس پھوس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح ان میں سے کوئی بھی چیز باقی نہیں رہے گی۔

اور پانچوں نمازیں یا یہ کہ باقیات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ کو باقی رہنے والا ہے اور صالحات سے مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہے یہ چیزیں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی یعنی اعمال صالحہ مثلاً نماز وغیرہ پر جو بندوں کو امیدیں ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی۔

اور جس دن ہم پہاڑوں کو زمین پر سے ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کھلا میدان پڑا ہے اور ہم سب کو قبروں سے اٹھا کر میدان حساب میں جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب کے سب آپ کے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور ان سے حق تعالیٰ فرمائے گا آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا کہ پہلی مرتبہ بغیر مال و اولاد کے ہم نے تم کو پیدا کیا تھا۔

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت موعود نہ لائیں گے۔ اور نامۂ اعمال رکھ دیا جاوے گا تو

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا

آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہے اس سے ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

اس نامۂ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بے قلم بند کئے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ (چھوڑا)

اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے۔ اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ

اور جب کہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ

وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا۔ سو کیا پھر بھی تم اس کو اور اس کے

ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ

چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالاں کہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ یہ ظالموں کے لئے بہت

بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَا

بڑا بدل ہے۔ میں نے ان کو نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت

خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾

(بلایا) اور میں ایسا (عاجز) نہ تھا کہ (کسی کو خصوص) گمراہ کرنے والوں کو اپنا (دست و بازو) بناتا۔

نامۂ اعمال سے مجرم ڈریں گے

بلکہ تم دنیا میں کہتے تھے کہ ہم تمہارے دوبارہ پیدا کرنے کے لئے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے اور نامۂ اعمال مخلوقات کے داہنے اور بائیں ہاتھوں میں برف کی طرح پھیل کر کھلا رکھ دیا جائے گا۔ پھر آپؐ مشرکین اور منافقین کو دیکھیں گے کہ اس نامۂ اعمال میں جو کچھ لکھا ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال نے تو بغیر قلم بند کئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ کوئی بڑا گناہ، اور کہا گیا کہ صغیرہ سے مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد (دینی امور پر) قہقہہ ہے۔

جو کچھ انھوں نے نیکی اور برائی کی ہوگی سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپؐ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا یعنی کسی کی نیکیوں میں کمی نہیں کرے گا اور نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ فرمائے گا، یا یہ کہ مؤمن کی نیکی میں کمی نہیں کرے گا اور کافر کا گناہ نہیں چھوڑے گا۔

اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں کو بھی حکم دیا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تحیت کرو تو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے جو کہ سردار تھا اور جنات میں سے تھا اس لئے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اپنے پروردگار کی

اطاعت سے سرکشی کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔
کیا تم پھر بھی اس کی اور اس کے چیلے چانٹوں کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو حالاں کہ وہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، مشرکین نے اطاعت کے لئے میرے علاوہ بُرا بدل اختیار کیا ہے۔
یا یہ کہ عبادتِ خداوندی کے بدلہ میں شیطان کی عبادت کو اختیار کرلیا، یا یہ کہ ولایت خداوندی کے عوض شیطان کو ولی اور دوست بنالیا حالاں کہ ان فرشتوں اور شیطان کو میں نے نہ تو آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت ان کو بلایا، یا یہ کہ نہ تو میں نے زمین وآسمان کی پیدائش کے وقت ان سے مدد طلب کی اور نہ خود ان ہی کے پیدا کرنے کے موقع پر ان سے مدد چاہی اور میں ایسا عاجز نہیں کہ ان کافروں اور ان یہود و نصاریٰ اور ان بتوں کے پجاریوں کو اپنا دستِ بازو بناتا۔

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ
اور اس دن کو یاد کرو کہ حق تعالیٰ فرمادے گا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو پکارو بس وہ
فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ﴿٥٢﴾
ان کو پکاریں گے سو وہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان میں ایک آڑ کر دیں گے۔ اور
وَرَاَ الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ
(اس وقت) مجرم لوگ دوزخ کو دیکھیں گے پھر یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے
ع ٧ ١٩ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ
کی راہ نہ پاویں گے۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے ہر قسم کے (ضروری) عمدہ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾
مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور (اس پر بھی منکر) آدمی جھگڑے میں سب سے بڑھ کر ہے۔
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا
اور لوگوں کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت پہونچ چکی ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے (کفر وغیرہ کی) مغفرت مانگنے

رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ

سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار ہو کہ اگلے لوگوں (وغیرہ) کا معاملہ ان کو بھی

اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ

پیش آئے یا یہ کہ عذاب (الٰہی) رو در رو ان کے سامنے آکھڑا ہو۔ اور رسولوں کو تو ہم صرف بشارت

اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ج

دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

رسولوں کی دنیا میں بعثت کا مقصد

اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ان بتوں کے پجاریوں سے کہے گا کہ تم اپنے ان معبودوں کو یاد کرو جن کی تم عبادت کرتے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھٹکارا دلادیں گے سو وہ ان معبودوں کو پکاریں مگر یہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان عابد و معبود کے درمیان دوزخ میں وادی کی آڑ کر دیں گے۔

یا یہ کہ ان کے درمیان جو دنیا میں محبت و دوستی تھی ہم اس کو آخرت میں ہلاکت اور تباہی کر دیں گے۔

اور مشرکین دوزخ کو دیکھیں گے اور یقین کریں گے کہ ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پادیں گے

اور ہم نے مکہ والوں کے لئے (بالخصوص) اس قرآن کریم میں وعدے وعید کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کر کے ایمان لائیں اور ابی ابن خلف جمحی باطل پر جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے یا یہ کہ آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

اور مکہ والوں کو جو کہ بدر کے دن مارے گئے بعد اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم لے کر پہونچ چکے ہیں آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے اور کفر و شرک سے توبہ کرنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار رہا کہ اگلوں کے ساتھ ہلاکت و بربادی کا جیسا معاملہ کیا گیا ہے وہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے یا یہ کہ بدر کے دن صحابہ کرام رض کی تلواریں ان کے سامنے نکل پڑیں اور رسولوں کو تو ہم صرف مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ

اور کافر لوگ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے حق بات کو بچلا دیں اور انہوں نے

اتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

میری آیتوں کو اور جس (عذاب) سے ان کو ڈرایا گیا تھا اس کو دل لگی بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب

رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى

کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر وہ اس سے روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں (گناہ) سمیٹ رہا ہے اس (کے نتیجے) کو بھول جائے

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ

ہم نے اس (حق بات) کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور (اس کے سننے سے) ان کے کانوں میں ڈاٹ دے

اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

رکھی ہے اور (اسی وجہ سے) اگر آپ ان کو راہ راست کی طرف بلاویں تو ایسی حالت میں ہرگز بھی راہ پر نہ آویں۔ اور آپ کا رب بڑا مغفرت

ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ

کرنے والا (اور) بڑی رحمت والا ہے۔ اگر ان سے ان کے اعمال پر دارو گیر کرنے لگتا تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا (مگر ایسا نہیں کرتا)

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى

بلکہ ان کے واسطے ایک معین وقت ہے (یعنی یوم قیامت) کہ اس سے اس طرف (یعنی پہلے) کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔ اور یہ بستیاں

اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع ۲۰ ۴

(جن کے قصے مشہور و مذکور ہیں) جب انہوں نے (یعنی ان کے باشندوں نے) شرارت کی تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کیلئے وقت معین کیا تھا

کافروں کے ناحق جھگڑے

اور رسولوں اور کتابوں کے منکر شرکیہ باتیں تراشں کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس باطل کے ذریعہ حق اور ہدایت کو بچلا دیں اور انہوں نے میری کتاب اور میرے رسول کو اور جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے محض دل لگی اور مذاق بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے اور پھر اس سے انکار کے ساتھ روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں گناہ سمیٹ رہا ہے اس کے نتیجے کے یاد کرنے کو بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ یہ حق اور ہدایت کی بات ہی نہ سمجھ سکیں اور ان باتوں کے سمجھنے سے ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اور آپ کا پروردگار بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے کہ ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے

اگر ان سے ان کے شرک پر دار و گیر کرنے لگتا تو ان پر دنیا ہی میں فوری عذاب واقع کر دیتا بلکہ ان کی ہلاکت کے لئے ایک وقت معین ہے کہ اس عذاب الٰہی سے یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔

اور یہ بستیاں والے گذشتہ لوگ جن کی ہلاکت کے قصے مشہور ہیں جب انہوں نے شرک کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا۔

اب حق تعالیٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں، حضرت موسیٰؑ کے دل میں یہ بات آئی کہ روئے زمین پر میرے سے بڑا کوئی عالم نہیں اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰؑ تم سے بڑھ کر عابد اور عالم میرا ایک بندہ خضر موجود ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں (اس سفر میں) برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہنچ جاؤں،

أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا

جہاں دو دریا آپس میں ملے ہیں یا یوں ہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا۔ پس جب (چلتے چلتے) دونوں دریاؤں کے مجمع ہونے کے موقع پر

فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ

پہونچے اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنا راہ لی اور چل دی۔ پھر جب دونوں (وہاں سے) آگے بڑھ گئے تو

لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾

موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں (یعنی آج کی منزل میں) بڑی تکلیف پہونچی۔ خادم نے کہا

قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ

کہ لیجئے دیکھئے (عجب بات ہوئی) جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی (کے تذکرہ) کو بھول گیا

الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ

اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا۔ کہ میں اس کو ذکر کرتا اور (وہ قصہ یہ ہوا کہ) اس مچھلی نے (زندہ ہونے کے بعد)

سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا

دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی۔ موسیٰؑ نے (یہ حکایت سنکر) فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی۔

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ

سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے۔ سو وہاں پہونچکر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾

پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار میری ان سے ملاقات کروایئے حق تعالیٰ نے فرمایا ایک نمکین مچھلی اپنے توشہ میں لے کر سمندر کے کنارہ پر چلو ایک چٹان کے پاس جہاں عین حیات ہے اس مقام پر جا کر مچھلی زندہ ہو جائے گی اور وہیں تم کو خضر علیہ السلام ملیں گے، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں، وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے شرفاء میں سے تھے اور حضرت موسیٰؑ کی خدمت اور انکی اتباع کیا کرتے تھے کہ میں برابر چلا جاؤں گا، یہانتک کہ اس موقع پر پہونچ جاؤں جہاں دو دریا شیریں اور نمکین بحر فارس اور روم آپس میں ملے ہیں، یا یوں ہی سالہا سال یا یہ کہ زمانۂ دراز تک چلتا رہوں گا، چنانچہ جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہونچے (اور وہاں کسی پتھر سے لگ کے سو رہے اٹھنے کے بعد) اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے، مچھلی نے دریا میں اپنی ایک لکیر کی طرح راہ لی اور چلدی پھر جب دونوں اس پتھر سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰؑ نے شاگرد (یعنی یوشع بن نون) سے فرمایا ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں بڑی تکلیف اور تکان ہوا، یوشع بن نون نے کہا موسیٰؑ لیجئے دیکھئے تو جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا عجیب واقعہ ذکر کرنا ہی آپؑ سے بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا مچھلی نے تو اس مقام پر دریا میں عجیب راہ لی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسی موقع کی تو ہم کو تلاش تھی کیوں کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی منجانب اللہ یہی نشانیاں بیان کی گئی تھیں سو دونوں اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے اس پتھر کے پاس خضر علیہ السلام کو پایا جن کو ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا (اکثر اہل علم کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی نہیں ہیں اس آیت میں بھی ان کی نبوت کی تصریح نہیں عابد) اور ان کو علم اسرار کونیہ عطا کیا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ

موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور) ان سے فرمایا کہ میں آپؑ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط سے

مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

کہ جو علم مفید آپ کو (منجانب اللہ) سکھلایا گیا ہے اس سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں، ان بزرگ نے جواب دیا

مَعِیَ صَبْرًا ۝٦٧ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ

آپ سے میرے ساتھ رہ کر (میرے افعال پر) صبر نہ ہو سکے گا اور (بھلا) ایسے امور پر آپ کیسے صبر کریں گے جو آپ

بِهٖ خُبْرًا ۝٦٨ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر

صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝٦٩ قَالَ فَاِنِ

(یعنی ضابط) پاویں گے اور میں کسی بات میں آپ کے خلاف حکم نہ کروں گا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ (اچھا)

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ

اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو (اتنا خیال رہے کہ) مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ

لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝٧٠ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا ع ٩ ١١ ٢١

میں خود ہی ابتداءً ذکر نہ کر دوں۔ پھر دونوں (کسی طرف) چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے

فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

تو ان بزرگ نے اس کشتی میں چھید کر دیا موسیٰؑ نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کشتی میں اس لئے چھید کیا ہوگا کہ اس کے

اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝٧١ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں آپ نے بڑی بھاری (یعنی خطرہ کی) بات کی۔ ان بزرگ نے کہا کیا میں نے کہا

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝٧٢ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ

نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ (مجھ کو یاد نہ رہا تھا)

بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝٧٣

آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے۔ اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے

فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ

پھر دونوں (کشتی سے اتر کر آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک (کمسن) لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ

موسیٰ (علیہ السلام) (گھبرا کر) کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا (اور وہ بھی) بے بدلے کسی جان کے

شَيْئًا نُّكْرًا ۝

بے شک آپ نے (یہ تو) بڑی بے جا حرکت کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے

فرمایا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو منجانب اللہ سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں۔
انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰ ؑ آپ سے میرے ساتھ رہ کر میرے افعال پر صبر نہیں ہو سکے گا، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا میں صبر کروں گا، خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ ؑ آپ بھلا ایسے امور پر کیسے صبر کریں گے جو آپؑ کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں، موسیٰ ؑ نے فرمایا انشاء اللہ آپ سے جو افعال ظہور پذیر ہوں گے آپ مجھے ان پر صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا۔
خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ ؑ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ میں اس کے متعلق خود ہی آپؑ سے ذکر نہ کروں، غرضکہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر ؑ دونوں کسی طرف چلے جب عبر کے قریب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، حضرت موسیٰ ؑ نے حضرت خضر ؑ سے فرمایا کشتی والوں کو غرق کرنے کے لئے ایسا کیا ہے یہ قوم کے لئے بہت ہی بھاری بات کی، خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں کہا تھا کہ آپؑ سے صبر نہیں ہو سکے گا، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا آپ کے قول و قرار میں جو مجھ سے بھول چوک ہوئی اس پر گرفت نہ کیجئے۔ اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ سختی کیجئے، پھر دونوں کشتی سے اتر کر آگے چلے دو بستیوں کے درمیان ایک کم سن لڑکا ملا، خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر بولے کہ آپ نے ایک بے گناہ معصوم جان کو مار ڈالا اور وہ بھی کسی جان کے بے بدلے، بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا حرکت کی۔

الحمد للہ تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ نمبر ۱۵ ختم ہوا

ناشر ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم (کی) تفسیر کا علم عطا فرما۔

تفسیر ابنِ عباسؓ

کامل اُردو

(جلد ۴)

پارہ ۱۶ — قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

افادات

ابن عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م ۶۸ھ

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

ترجمۂ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر
ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو۔پی)

فہرست مضامین، تفسیر ابن عباس رضؓ پارے ۱۶

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ——— جامع ——— مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

تفسیری عنوانات ——— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

اشاعت ۱۵ جنوری ۱۹۷۸ء ——— جلد ۳ ——— پارہ ۱۶

ھدیہ فی پارہ ——— چار روپے -/۴

ھدیہ فی جلد ——— بیس روپے -/۲۰

(ناشر)

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو، پی)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ

ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ

صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا

ہو سکے گا۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (خیر اب کے اور جانے دیجئے) اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ

تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا

مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیئے۔ بے شک آپ میری طرف سے عذر (کی انتہا) کو پہونچ چکے ہیں۔ پھر دونوں (آگے) چلے یہاں

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا

تک جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سو انہوں نے ان کی مہمانی

اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ

کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے اس کو (ہاتھ

فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ

کے اشارہ سے) سیدھا کر دیا موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لے لیتے۔ ان بزرگ

هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ

نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے (جیسا کہ خود آپؑ نے شرط کی تھی) میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے

تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ

دیتا ہوں جن پر آپؑ سے صبر نہ ہو سکا۔ وہ جو کشتی تھی سو چند آدمیوں کی تھی جو (اس کے ذریعہ سے)

لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ كَانَ

دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں

وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا

اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان لوگوں کی سے آگے کی طرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر اچھی (کشتی کو زبردستی پکڑ رہا

الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا

تھا اور رہا وہ لڑکا سو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے سو ہم کو اندیشہ (یعنی تحقیق) ہوا کہ یہ ان دونوں پر

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾

سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے

حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ کا سفر

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ سے میری باتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اگر اس مرتبہ کے بعد میں آپ پر کسی بات کی نکیر کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے کیوں کہ اس کے بارے میں آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہونچ چکے، پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ جب انطاکیہ شہر سے گذر ہوا تو وہاں کے رہنے والوں سے کھانے کو مانگا سو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں ان کو ایک جھکی ہوئی دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو حضرت خضرؑ نے اس کو سیدھا کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ بولے خضرؑ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے کہ اس کا کھانا لے کر کھا لیتے۔

حضرت خضر نے فرمایا یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے باقی میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وہ کشتی جس کا میں نے تختہ نکالا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی کہ وہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو کرایہ پر دریا سے پار کرتے تھے سو میں نے اس لئے اس میں عیب ڈالا کیوں کہ ان کے آگے ایک ظالم جلندی نامی بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ لڑکا اس کے والدین ایمان دار اور اس بستی کے شرفاء میں سے تھے اور آپ کے پروردگار کو معلوم تھا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی و کفر اور جھوٹی قسموں سے اپنے والدین کو بڑے ہو کر تکلیف پہونچائے گا اس بنا پر میں نے اس کو مار ڈالا۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾

بس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس سے بہتر ہو اور (ماں باپ

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

کے ساتھ) محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو۔ اور رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں (رہتے) ہیں۔

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج فَاَرَادَ رَبُّكَ

اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا (جو ان کے باپ سے میراث میں پہونچا ہے) اور ان کا باپ (جو مر گیا ہے) وہ ایک

اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ

نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی (کی عمر) کو پہونچ جاویں اور اپنا دفینہ نکال

رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ط ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ

لیں اور (یہ سارے کام میں نے بالہام الٰہی کئے ہیں ان میں سے) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا۔ یہ ہے

١٠ ع ١ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ع وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ط قُلْ سَاَتْلُوْا

حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔ اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے

عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ

کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی

مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ لا

اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان کافی دیا تھا۔

حق تعالیٰ کی حکمتیں

سو ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو اس سے زیادہ نیکو کار اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی ہو۔ چنانچہ بعد میں حق تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکی عطا کی اور پھر اس لڑکی سے انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے شادی فرمائی اور پھر اس کے بعد حق تعالیٰ نے ایک نبی پیدا فرمایا جس کے ذریعہ سے بہت لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اور اس لڑکے کا نام حیسود تھا اور یہ کافر اور بڑا ڈاکو تھا اس واسطے خضر علیہ السلام نے (بحکم خداوندی) اس کو قتل کیا۔ اور رہی دیوار تو وہ اخرم، صریم دو یتیم لڑکوں کی تھی جو انطاکیہ شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی جس میں علم اور حکمت کی باتیں مکتوب تھیں اور اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تعجب ہے ایسے شخص پر جو موت کے یقین کے بعد پھر کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے ایسے شخص پر

جو تقدیر پر یقین رکھنے کے بعد کیسے غمگین رہتا ہے اور تعجب کے قابل ہے وہ شخص جو دنیا کے زوال اور دنیا والوں کے تبدل احوال پر یقین کرتے ہوئے پھر کیسے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کا باپ کاشح ایک امانتدار آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں بالغ ہو کر اپنی اس تختی کو نکال لیں، یا یہ کہ آپ کے پروردگار کی وحی کے مطابق میں نے ایسا کیا ہے اور ان میں کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مکہ والے آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو راستوں اور منزلوں کی معرفت عطا کی تھی۔

فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

چنانچہ وہ زیادہ فتوحات ملک مغرب کی) ایک راہ پر ہو گئے یہاں تک جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو ایک

تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۥ قُلْنَا

سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے (الہاماً) یہ کہا اے

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ

ذوالقرنین خواہ سزا دو اور خواہ ان کے دے میں نرمی کا معاملہ اختیار

حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ

کرو۔ ذوالقرنین نے عرض کیا کہ (بہت اچھا اول دعوت ایمان ہی کروں گا) لیکن جو ظالم رہے گا سو اس کو تو ہم

إِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَأَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

لوگ سزا دیں گے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہونچایا جاوے گا۔ پھر وہ اس کو (دوزخ کی) سخت سزا دے گا۔ اور جو شخص ایمان

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُولُ لَهٗ مِنْ أَمْرِنَا

لاوے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلہ میں بھلائی ملے گی اور ہم (بھی دنیا میں) اپنے

يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

برتاؤ میں اس کو آسان (اور نرم) بات کہیں گے۔ پھر ایک (دوسری) راہ پہ ہو لئے۔ یہاں تک کہ (مسافت قطع کرکے) طلوع

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

آفتاب کے موقع پر پہونچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی

كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے (پھر مشرق و مغرب فتح کرکے) ایک اور راہ پر ہو لئے۔

ذوالقرنین

چنانچہ انہوں نے سفر کے لئے ایک راستہ اختیار کرلیا یہاں تک جب غروب آفتاب کے موقع پر پہونچے تو آفتاب ان کو سیاہ رنگ کے (گرم یا بدبودار) پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک کافر قوم دیکھی۔ ہم نے بطور الہام کے کہا کہ ذوالقرنین یا تو ان کو قتل کرو تاوقتیکہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے قائل نہ ہوجائیں یا ان کے ساتھ اول نرمی کا معاملہ کرو کہ ان کو معاف کردو اور چھوڑ دو۔

ذوالقرنین نے عرض کیا بہت اچھا لیکن جس نے ان میں سے حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو ہم اسے دنیا میں قتل کریں گے اور پھر وہ آخرت میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہونچایا جائے گا اور وہ اسے دوزخ کی سخت سزا دے گا۔ اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے آخرت میں بھی جنت ملے گی اور ہم بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

پھر ذوالقرنین نے ممالک شرقیہ کے فتح کرنے کے ارادہ سے مشرق کی طرف راہ لی تو طلوع آفتاب کے موقع پر پہونچ کر انہوں نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے دیکھا کہ جن کے لئے ہم نے آفتاب سے اوپر پہاڑ درخت کپڑے وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں رکھی تھی کہ حق بات سے بالکل ننگی قوم تھی اور اس قوم کو تارج وتاویل و منسک کہا جاتا تھا۔

غرض کہ ذوالقرنین جیسا کہ منتہائے مغرب تک پہونچے تھے اسی طرح سفر کرتے منتہائے مشرق تک پہونچے اور ذوالقرنین کو جو کچھ واقعات وغیرہ کی خبر تھی ہم کو اس کی پوری خبر ہے، پھر ذوالقرنین فتوحات کرتے ہوئے مشرق کی سمت میں ارومی کی طرف ہوئے۔

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا

یہاں تک جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہونچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھنے کے

يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ

قریب بھی نہیں پہونچتے۔ انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج و ماجوج (جو اس

يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ

گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں۔ ہماری اس سرزمین میں (کبھی کبھی) بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع

لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا

کردیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پادیں) ذوالقرنین نے جواب

مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو مال کی تو مجھے ضرورت نہیں البتہ) ہاتھ پاؤں سے میری

رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ

مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ

لاؤ یہاں تک کہ جب (ان کو تہ بہ تہ رکھتے رکھتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ کے خلا کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع

آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾

ہو گیا یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارا کر دیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہوگا) کہ اس

ذوالقرنین کا لوگوں سے خطاب

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہونچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو دوسروں کی بات نہیں سمجھتے تھے

انہوں نے بذریعہ ترجمان کہا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں یعنی ہمارے تر و تازہ میووں کو کھا جاتے ہیں اور خشک کو لے جاتے ہیں اور ہماری اولاد کو قتل کر ڈالتے ہیں یا یہ کہ ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

یاجوج بھی ایک آدمی کا نام تھا اور ماجوج بھی ایک شخص کا اور یہ دونوں یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس قوم کی کثرت کی وجہ سے یہ اس کا نام پڑ گیا ہے۔

تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لئے کچھ ضروری چیزیں جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کچھ روک بنا دیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس بادشاہت اور مال میں میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اور عطا کی ہے وہ اس مزدوری سے بہت زیادہ ہے انہوں نے عرض کیا سو آپ کس قسم کی حمایت چاہتے ہیں، ذوالقرنین نے جواب دیا

ہاتھ پیروں اور اوزاروں سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ (چنانچہ بنیاد بھروا کر اوپر سے لوہے کی چادروں کے ردّے رکھنے شروع کئے) یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے خلا کو پُر کر دیا) تو ان کو حکم دیا کہ دھونکو چنانچہ انہوں نے آگ جلا کر ان کو دھونکنا شروع کیا، یہاں تک جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے لال انگارا کر دیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ اس پر ڈال دوں، چنانچہ وہ تانبا تیار شدہ اس پر ڈال دیا گیا (اور سب چادریں ایک ذات ہو کر ایک مستحکم آہنی دیوار بن گئی عابد)

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ

سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور (غایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ

کہا کہ یہ (دیواری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہے۔ پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آوے گا (یعنی اس کے فنا کا وقت آئے گا) تو

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ

ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔ اور ہم روز ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ ایک میں ایک

فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا

گڈ مڈ ہو جاویں گے اور صور پھونکا جاوے گا۔ پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے۔ اور دوزخ کو اس روز

جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے دیکھنے

۱۱ ع ۱۲ ۲ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ

سمجھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔ سو کیا پھر بھی ان کافروں کا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ

خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز (یعنی معبود و حاجت روا) قرار دیں۔

إِنَّآ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم

ہم نے (تو) کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے۔ آپ (ان سے) کہیے کہ کیا ہم تم کو ایسے

بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمٰلًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾

ہوئی وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

سدِّ سکندری

تو پھر نہ یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نیچے کی طرف سے نقب دے سکتے تھے تب ذوالقرنین نے فرمایا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے پروردگار کی ایک خاص رحمت ہے جس وقت یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بارے میں برحق ہے۔ اور خروج کے دن یا یہ کہ روم سے واپسی کے دن جب کہ یاجوج ماجوج اس سے نہیں نکل سکیں گے ہم ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے اور نفخ صور کے بعد ہم سب کو جمع کر لیں گے اور قیامت کے دن دوزخ کو کافروں کے سامنے ان کے داخل کرنے سے پہلے پیش کر دیں گے جو ہماری توحید اور ہماری کتاب قرآن سے اندھے تھے اور وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عناد کی وجہ سے قرآن کریم بھی نہیں سن سکتے تھے۔

کیا پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کی عبادت کریں اور دنیوی و اخروی نفع میں ان کو اپنا کارساز سمجھیں یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کافروں کو میری اطاعت و فرماں برداری کے علاوہ میرے بندوں کی عبادت اور ان کو کارساز سمجھنا کفایت کر جائے گا۔

ہم نے ان کی دعوت اور ٹھکانہ کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو آخرت میں خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی جیسا کہ خوارج اور گرجاؤں والے اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس سے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں سو

أَعْمٰلُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ

اس لیے ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے (بلکہ) ان کی سزا

جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ

وہی ہو گی یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور (یہ کہ) میری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق

هُزُوًا ۝۱۰۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ

بنایا تھا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی مہمانی کے لئے

لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝۱۰۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ

فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہوں گے۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا اور) نہ وہاں سے

عَنْهَا حِوَلًا ۝۱۰۸ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ

کہیں اور جانا چاہیں گے۔ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر (کا پانی) روشنائی کی جگہ ہو

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ

تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے (اور باتیں احاطہ میں نہ آویں) اگرچہ اس سمندر کی مثل ایک دوسرا سمندر (اس کی)

مَدَدًا ۝۱۰۹ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

مدد کے لئے ہم لے آویں۔ (اور) آپ (یوں بھی) کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

(برحق) ایک ہی معبود ہے۔ سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام

ع ۱۲/۹/۳ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝۱۱۰

کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

قرآن کریم رسول اکرم اور بعث بعد الموت کے منکر

یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور بعث بعد الموت کا انکار کر رہے ہیں ان کے سارے نیک کام غارت ہو گئے تو قیامت کے دن ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے یعنی قیامت کے دن ان کے نیک اعمال کا ذرہ برابر بھی وزن قائم نہیں کیا جائے گا، ان کی سزا دوزخ ہو گی اس سبب سے کہ انہوں نے

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور میری کتاب اور میرے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا تھا۔
بے شک جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے، ان کی ہائش کے لئے فردوس کے باغات ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔
اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ خصوصاً یہود سے فرما دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کی باتیں اور اس کے علم و کمالات لکھنے کے لئے سمندر کا پانی روشنائی کی جگہ ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے اس جیسا دوسرا سمندر بھی ختم ہو جائے۔
اور آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بذریعہ جبریل امین یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود وحدہٗ لاشریک ہے سو جس شخص کو مرنے کے بعد حق تعالیٰ کو منہ دکھانے کا ڈر ہو وہ خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرے ریا نہ کرے اور نہ اپنے رب کی عبادت میں یا یہ کہ اپنے رب کی اطاعت میں کسی کو شریک کرے، یہ آیت کریمہ جندب بن زہیر عامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ امام حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کچھ چیز بتاؤ جس کو ہم اس رسولؐ سے پوچھیں، یہود نے کہا روح کے بارے میں سوال کرو، چنانچہ قریش نے آپؐ سے روح کے بارے میں سوال کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا الخ اس پر یہود بولے ہیں بہت علم دیا گیا ہے ہمیں تورات دی گئی ہے اور جن کو تورات دی گئی ہو انہیں خیر کثیر دی گئی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَّوْ الخ یعنی اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے۔ الخ۔
ارشادِ خداوندی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں طاؤس سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اعمال کرتا ہوں اور مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میرا ٹھکانا دکھا دیا جائے آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا تاآں کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک کرے۔ یہ روایت مرسل ہے اور امام حاکم نے اسی روایت کو مستدرک میں بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباسؓ سے موصولاً شرط شیخین پر نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص جہاد کرتا تھا اور اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جائے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ
اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیر، کلبی، ابو صالح ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جندب بن زہیر نے کہا کہ جب آدمی نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا کوئی صدقہ و خیرات کرے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے اور پھر وہ لوگوں کی اس تعریف سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے۔

آیاتہا ۹۸ ۱۹ سورۃ مریم مکیۃ (۴۴) رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ

کہیعص ۔ یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر۔ جب کہ انہوں نے اپنے

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ

پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جس میں یہ) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ پیری کے)

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾

کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور (اس کے قبل) کبھی میں آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا

نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد (اپنے رشتہ داروں کی طرف) سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو (اس صورت میں)

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ

آپ مجھ کو (خاص) اپنے پاس سے) ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دیدیجیے۔ کہ وہ (میرے علوم خاصہ) میرا وارث اپنے اور (میرے جد) یعقوبؑ

يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

کے خاندان کا وارث بنے اور اس کو اے میرے رب (اپنا) پسندیدہ بنایئے۔ اے زکریاؑ ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے

بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ

جس کا نام یحییٰؑ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا۔ زکریاؑ نے عرض

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ

کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالاں کہ میری بی بی بانجھ ہے اور (ادھر)

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧

میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہوں

(سورہ مریم) یہ سورت پوری مکی ہے اس میں اٹھانوے آیتیں اور نوسو باسٹھ ۹۶۲ کلمات اور تین ہزار تین سو دو حروف (۳۲۰۲) ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی گذارش اور حق تعالیٰ کا انعام

(بسم اللہ الرحمن الرحیم . کہیعص) یہ حق تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے یعنی وہ کافی ہے ہدایت عطا فرمانیوالا ہے، عالم ہے، صادق ہے یا یہ کہ کاف کا مطلب وہ اپنی مخلوق کو کافی ہے اور ہا سے مراد ہدایت فرمانیوالا ہے اور یا سے مقصد یہ ہے کہ اس کا تسلط اور غلبہ تمام مخلوق پر ہے اور عین سے مراد کہ وہ تمام مخلوق کے احوال جاننے والا ہے اور صاد یعنی کہ اپنے وعدے میں سچا ہے یا یہ کہ کاف کریم اور لفظ ھا رحیم اور یا حلیم اور عین علیم اور صاد صادق سے کنایہ ہے، یا یہ کہ صدوق سے کنایہ ہے یعنی یہ کہ بہت ہی زیادہ سچا، اور یا یہ کہ ایک قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔ یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کہ ان کو لڑکا عطا فرمایا جب کہ زکریا علیہ السلام نے محراب میں اپنی قوم سے پوشیدہ طور پر اپنے پروردگار کو پکارا، اے میرے پروردگار میرا بدن کمزور ہو گیا اور میرے سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی اور اے میرے پروردگار آپ سے کوئی دعا کرنے میں میں ناکام نہیں رہا ہوں اور اپنے بعد وارثوں سے اندیشہ رکھتا ہوں کہ کہیں میرے علم اور تقوی کا میرے بعد کوئی وارث نہ ہو، یا یہ کہ میرے ورثہ کم ہیں اور میری بیوی حسنہ ہمشیرہ ام مریم بنت عمران بن ماثان بانجھ ہے لہذا آپ خاص اپنی رحمت سے ایسا لڑکا دیجئے کہ میرے علوم خاصہ میں میرا وارث بنے اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے علوم متوارثہ میں ان کا وارث بنے اگر ان میں یہ علوم اور یہ بادشاہت ہوں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ننھیال تھی اور اس کو اپنا پسندیدہ اور نیکوکار بنا دیجئے چنانچہ منجانب اللہ جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جن کا نام یحییٰ کہ ان کی وجہ سے ان کی والدہ کا رحم زندہ ہوا۔

اور ہم نے زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام سے قبل کوئی اولاد نہیں دی تھی یا یہ کہ یحییٰ علیہ السلام سے قبل یحییٰ نام کا اور کوئی نہیں تھا۔ زکریا علیہ السلام نے بواسطہ جبریل امین عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے اولاد کس طور پر ہو گی درآں حالیکہ میری بی بی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا درجہ کو پہونچ گیا یا یہ کہ میری عمر بہتر سال کی ہو چکی۔

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ

ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یوں ہی رہے گی (اور پھر اولاد ہو گی اے زکریا) تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ (امر) مجھ کو آسان ہے

قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ

اور میں نے تم کو پیدا کیا حالاں کہ تم (پیدائش کے قبل) کچھ بھی نہ تھے (جب) زکریا ؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت

أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ

مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہے کہ تم تین رات (اور تین دن تک) آدمیوں سے بات نہ کرسکو گے حالاں کہ تندرست

مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿١١﴾

ہو گے۔ پس حجرہ میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو

يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَحَنَانًا

اے یحییٰ ؑ کتاب کو مضبوط ہو کر لو اور ہم نے ان کو (ان کے) لڑکپن ہی میں (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور

مِنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً ۖ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ

پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے۔ اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی

جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ

کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے۔ اور ان کو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہونچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس

وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ

دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھائے جاویں گے اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اس کتاب میں مریم ؑ

مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾

کا بھی ذکر کیجئے جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہو کر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا (غسل کے لئے) گئیں۔

حضرت مریم ؑ کا واقعہ

جبریل امین ؑ نے فرمایا جیسا کہ تم سے کہا گیا حالت موجودہ یوں ہی رہے گی تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ اس کا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور زکریا ؑ یحییٰ ؑ سے پہلے میں نے ہی تم کو پیدا کیا تب زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بی بی کے حاملہ ہونے کے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تین رات تک تم آدمیوں سے بات چیت نہ کرسکو گے حالاں کہ تندرست ہو گے کسی قسم کی کوئی

بیماری اور گونگا پن نہیں ہوگا، چنانچہ مسجد سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو اشارہ سے یا زمین پر لکھ کر فرمایا کہ صبح و شام حق تعالیٰ کی عبادت اور پاکی بیان کرنے میں مصروف رہو۔

پھر یحییٰ علیہ السلام جب وقت بالغ ہوئے اور سن شعور کو پہنچ گئے تو حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے یحییٰ کتاب توریت میں جو احکامات ہیں ان پر پوری کوشش اور دوام کے ساتھ کاربند ہو جاؤ، اور ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن ہی میں فہم و علم عطا کیا تھا اور خاص اپنی طرف سے ان کے والدین کے لئے رحمت اور صلہ رحمی یا یہ کہ ان کے دین میں صلاحیت عطا کی تھی، اور وہ اپنے پروردگار کے بڑے فرماں بردار اور اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار تھے اور وہ دین میں سرکشی کرنے والے اور غصہ میں قتل کرنے والے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔

اور یحییٰ علیہ السلام کو ہماری جانب سے سلام مغفرت اور سعادت پہونچی جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ انہوں نے انتقال فرمایا اور جس وقت کہ وہ قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کا قصہ بھی ذکر کیجیے، جو وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی جانب تھا۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ

پھر ان (گھروالے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا (اس حالت میں) ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبرئیلؑ کو

لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

بھیجا اور وہ ان کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔ کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمٰن کی پناہ مانگتا ہوں اگر تو

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

(کچھ) خدا ترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جاوے گا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ

زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ

لڑکا دوں۔ وہ (تعجباً) کہنے لگیں کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جاوے گا حالاں کہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں

بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ

لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ یوں ہی (اولاد) ہو جاوے گی تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے

اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا ۚ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْہُ

اور اس طور پر اس لئے پیدا کریں گے تاکہ اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنادیں اور باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک

فَانْتَبَذَتْ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَہَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ

طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا، پھر اس حمل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ میں الگ

النَّخْلَۃِ ۚ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ہٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ﴿۲۳﴾

چلی گئیں۔ پھر دردِ زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

پھر انہوں نے گھر والوں کے سامنے پردہ ڈال لیا تاکہ آڑ میں غسل کر سکیں چنانچہ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبریل امین ؑ کو بھیجا وہ ان کے سامنے ایک پورے نوجوان بن کر ظاہر ہوئے یہ دیکھکر حضرت مریمؑ بولیں کہ میں تجھ سے حضرت رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ رحمان کا فرماں بردار ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقی ایک بڑے آدمی کا نام تھا، حضرت مریم علیہا السلام گھبراہٹ میں اسی کو سمجھیں اور بولیں کہ اگر تو تقی ہے تو میں تجھ سے حضرت رحمان کی پناہ چاہتی ہوں،

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار کا فرشتہ ہوں اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک فرزند صالح دوں،

حضرت مریم ؑ نے جبریل امین ؑ سے فرمایا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ ابھی مجھے کسی خاوند سے سابقہ بھی نہیں پڑا، اور نہ میں بدکار ہوں، جبریل امین ؑ نے فرمایا بس جس طرح تم سے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا، تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اس بغیر باپ کے فرزند کو بنی اسرائیل کے لیے ایک نشانی بنائیں، اور جو ان پر ایمان لائے اس کے لئے باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔

چنانچہ حضرت مریمؑ حاملہ ہوگئیں اور ان کا حمل نو ماہ کا تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ ایک دن کا تھا، چنانچہ وہ اس کی ولادت کے وقت دور دراز لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ پر چلی گئیں اور دردِ زہ کی شدت کی وجہ سے ایک خشک کھجور کے درخت کی آڑ میں اور گھبرا کر بولیں کاش میں اس بچہ سے پہلے ہی یا اس دن سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی،

فَنَادٰىہَا مِنْ تَحْتِہَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ

پھر جبریل ؑ نے ان کے (اس) پائیں (مکان) سے پکارا کہ تم مغموم مت ہو تمہارے رب نے تمہارے پائین میں ایک نہر پیدا کر دی ہے

سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا

اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر تر و تازہ کھجوریں جھڑیں گے۔ پھر

جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ

(اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ

کرتا) دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں

اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ

گی۔ پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے مریمؑ تو نے بڑے

لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ

غضب کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں

امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾ۖۚ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قف

بدکار تھیں۔ پس مریمؑ نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص

قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّیْ

سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔ وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں

عَبْدُ اللّٰهِ ؕ قف اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ۙ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا

اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنا دے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں

اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ۖ

کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں۔

ندائے جبرئیلؑ	فوراً حضرت جبرئیل امینؑ نے پائیں مکان سے ان کو پکارا کہ اے مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت

سے تم مغموم مت ہو، حق تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا کی ہے، یا یہ کہ تمہارے رب نے تمہارے پائیں مکان میں ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو پکڑ کر اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر خرمائے تر و تازہ جھڑیں گے، پھر ان پھلوں کو کھاؤ اور نہر سے پانی پیو، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو، اور آج کے بعد اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو (اور وہ کچھ اعتراض کرے) تو کہدینا میں نے تو روزہ کی جس میں بولنے کی بندش ہے نذر مان رکھی اور پھر اتنا کہنے کے بعد خاموش ہو جانا، تاآں کہ حضرت عیسیٰؑ خود تمہاری طرف سے جواب دیدیں گے، حضرت عیسیٰؑ چالیس دن کے ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس لائیں، قوم بولی بڑے غضب کا کام کیا، اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی نہ تھے، ہارون کی عبادت و پرہیز گاری میں تشبیہ دے کر ان کی بہن کہا، کیوں کہ ہارون بہت صالح انسان ضرب المثل تھے، یا یہ کہ ہارون بُرے آدمی تھے، لہٰذا ان کے ساتھ تشبیہ دیدی اور کہا گیا کہ ہارون حضرت مریمؑ کے باپ شریک بھائی تھے اس واسطے ان کی طرف منسوب کیا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی، چنانچہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ کہنا ہو ان سے کہو، قوم بولی بھلا ایسے شخص سے کیوں کر بات کریں جو کہ ابھی گود میں ہے یا یہ کہ پالنے میں بچہ ہی ہے، حضرت عیسیٰؑ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے ماں کے پیٹ ہی سے مجھے علم توریت و انجیل دیا ہے (گو آئندہ دے گا) مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہے جیسے دیدی، اور ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مجھے نبی بنایا (یعنی بنائے گا) اور میں جس مقام پر ہوں ہوں مجھے نیکیوں کی تعلیم دینے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے نماز کو پورا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ

اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے)

یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِکَ

سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز (قیامت میں) زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ یہ ہیں عیسیٰ

عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾

بن مریمؑ ہوں۔ میں (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان

مَا کَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی

نہیں ہے کہ وہ (کسی کو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا

اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ

ہے تو بس اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور

وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ

تمہارا بھی رب ہے ۔ سو صرف اسی کی عبادت کرو ۔ یہی دین کا سیدھا رستہ ہے ۔ سو پھر بھی مختلف گروہوں نے

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ

(اس بارہ میں) باہم اختلاف ڈال لیا سو ان کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ

(ہونے والی) ہے ۔ جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لئے) ہمارے پاس آجاویں گے کیسے سننے اور بینا ہو جاویں

الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾

گے ۔ لیکن یہ ظالم آج (دنیا میں کیسی) صریح غلطی میں ہیں ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ

اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا اور مجھے سرکش غصہ میں قتل کرنے والا اور اپنے پروردگار کا نافرمان نہیں بنایا، اور جس وقت کہ میں پیدا ہوا، شیطان کے کونچے سے مجھ کو سلامتی ہو اور قبر کی گھبراہٹ سے جب کہ میں مروں گا اور جس وقت کہ قبر سے زندہ کر کے میں اٹھایا جاؤں گا۔

یہ ہے عیسیٰ بن مریم ؑ کا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بالکل سچی بات جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں کہ بعض ان کو خدا اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک کہتے ہیں، حق تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد اختیار کرے اس کی ذات اولاد اور شریک سے بالکل منزہ و پاک ہے، کیوں کہ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب مثلاً وہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کو پیدا فرمایا تو وہ صرف اتنا فرما دیتے ہیں کہ ہوجا سو وہ کام ہوجاتا ہے، غرضکہ جب حضرت عیسیٰ ؑ اپنی قوم کو رسالت کی دعوت دینے کے لئے آئے تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ حق تعالیٰ میرا بھی رب اور خالق و رزاق ہے اور تمہارا بھی رب اور خالق و رازق ہے تو خاص اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ، اور جس توحید کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں وہ پسندیدہ راستہ یعنی دین اسلام ہے تو کافروں نے باہم اختلاف ڈال لیا، بعض کہنے لگے کہ یہی خدا ہیں، بعض کہنے لگے کہ عیسیٰ ؑ خدا کے بیٹے ہیں، بعض بولے کہ خدا کے شریک ہیں، سو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں باہم اختلاف کیا قیامت کے دن کے عذاب سے بہت بڑی خرابی ہے، دوزخ میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے اس کا نام ویل ہے یا یہ مراد اس سے دوزخ کا گڑھا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عذاب کی سختی ہے، اس دن یہ کافر کیسے سننے اور بینا ہو جائیں قیامت کے دن یہ لوگ کیسے سننے اور بینا ہو جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں، نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں، لیکن مشرکین آج دنیا میں اپنے اس قول کی بنا پر کہ حضرت عیسیٰ ؑ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں کیسے صریح کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں ۔

وقف لازم

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ

اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ (جنت و دوزخ کا) اخیر فیصلہ کر دیا جاوے گا۔ اور وہ لوگ (آج دنیا میں)

وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا

غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (لیکن آخر ایک دن مریں گے اور) تمام زمین اور زمین کے رہنے والوں کے ہم ہی وارث

ع ۵ ۲۵ وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ

(یعنی آخر مالک) رہ جاویں گے۔ اور یہ سب ہمارے پاس لوٹائے جاویں گے۔ اور اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا (قصہ) ذکر کیجئے وہ

صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

بڑے راستی والے پیغمبر تھے۔ جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں کرتے

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ

ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آ سکے۔ اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہونچا ہے جو

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ

تمہارے پاس نہیں آیا ہے تو تم میرے کہنے پر چلو تم کو سیدھا رستہ بتلاؤں گا۔ اے میرے باپ تم شیطان کی

إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ

پرستش مت کرو بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمانی کرنے والا ہے۔ اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں

أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾

کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آ پڑے پھر تم (عذاب میں) شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

اپنے انجام سے غافل لوگ

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ حساب و کتاب سے فراغت ہو جائے گی اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے اور جنت و دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور وہ لوگ اس چیز سے نادانی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن اور بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے، اور ہم

تمام زمین اور زمین پر رہنے والوں کے مالک ہیں، یعنی آخر ایک دن سب مریں گے۔ اور سب کے ہم ہی وارث ہیں، ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاویں گے، پھر ہم ان کو ان کے اعمال کی جزا دیں گے کہ نیکی کے عوض نیکی اور برائی کے بدلے برائی پائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیجئے وہ اپنے ایمان کے ساتھ بڑے راستی والے اور حق تعالیٰ کے پیغمبر تھے جب انہوں نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ اے میرے باپ تم حق تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہو، جو نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں اور نہ تمہاری عبادت کو دیکھتے ہیں اور نہ عذاب الہٰی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام آسکتے ہیں۔

میرے باپ میرے پاس منجانب اللہ ایسا علم آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا، وہ یہ کہ جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے حق تعالیٰ اسے دوزخ میں عذاب دے گا۔

سو دین خداوندی میں میرا اتباع کرو، میں تم کو ایک سیدھا پسندیدہ دین اسلام کا راستہ بتلاؤں گا، میرے باپ بتوں کی عبادت کرنے میں شیطان کی بات ہرگز مت مانو، شیطان حضرت رحمان کی نافرمانی کرنے والا ہے۔

اے میرے باپ اگر آپ ایمان نہ لائیں تو میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر حضرت رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپڑے پھر تم دوزخ میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ

تم کو مار پتھروں کے سنگسار کر دوں گا اور ہمیش ہمیش کے لئے مجھ سے برکنارہ ہو (ابراہیم نے) کہا میرا سلام لو۔ اب میں تمہارے لئے

رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ

اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کروں گا بے شک وہ مجھ پر بہت مہربان ہیں۔ اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ

ان سے کنارہ کرتا ہوں اور (علیحدہ ہو کر اطمینان سے) اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم

رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ

نہ ہوں گا۔ پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے علیحدہ ہو گئے

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا

(تو) ہم نے ان کو اسحاق (بیٹا)، اور یعقوب (پوتا) عطا فرمایا۔ اور ہم نے (ان دونوں میں سے) ہر ایک کو نبی بنایا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت

لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع

کا حصہ دیا اور (آئندہ نسلوں میں) ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا۔ اور اس کتاب میں موسیٰؑ کا بھی ذکر

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾

کیجئے۔ وہ بلاشبہ (اللہ تعالیٰ کے) خاص کئے ہوئے (بندہ) تھے اور رسول بھی تھے اور نبی بھی تھے۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾

اور ہم نے ان کو کوہِ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا۔

مقامات انبیاء علیہم السلام

ان کے باپ آزر نے جواب دیا، ابراہیمؑ کیا تم میرے معبودوں کی عبادت سے پھرے ہوئے ہو اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو میں تم کو قید کردوں گا، یا یہ کہ مار ڈالوں گا اور جب تک میں زندہ رہوں تم مجھ سے علیحدہ رہو، یا یہ کہ مجھ سے اس قسم کی طویل گفتگو مت کرو، یا یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے برکنار رہو،

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میرا اسلام لو اب میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کروں گا وہ میری باتوں سے بخوبی واقف ہے اگر اسکی مشیت ہوگی تو میری دعا قبول فرمائے گا اور میں تم لوگوں کو بھی اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور بس میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا، کیوں کہ مجھے امید یعنی یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہیں ہوں گا۔

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں اور ان بتوں سے اس طرح علیحدہ ہو گئے تو ہم نے ان کو حضرت اسحاقؑ بیٹا اور حضرت یعقوبؑ پوتا عطا کیا، اور ہم نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام ان میں سے ہر ایک کو نبوت و اسلام کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اپنی خصوصی نعمت و رحمت سے اولاد صالح اور مال حلال عطا کیا اور ہم نے ان کو یہ سرفرازی عطا فرمائی کہ ہر ایک ان کا تعظیم اور ثنا کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے وہ کفر و شرک اور تمام نازیبا باتوں سے معصوم اور عبادت و توحید کے لئے حق تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے

اور ان کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو مقرب بنایا تاآں کہ قلم کی آواز انہوں نے سنی۔

ع

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي

اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا۔ اور اس کتاب میں اسماعیل کا

الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا

بھی ذکر کیجیے بلاشبہ وہ وعدہ کے (بڑے) سچے تھے اور رسول بھی تھے اور نبی بھی

نَبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ

تھے۔ اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک

عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ

پسندیدہ تھے۔ اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجیے۔ بے شک وہ بڑے

كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

راستی والے نبی تھے۔ اور ہم نے ان کو (کمالات میں) بلند رتبہ تک پہونچایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

نے (خاص) انعام فرمایا ہے منجملہ (دیگر) انبیاء کے آدم کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ

سوار کیا تھا اور ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کی نسل سے اور (یہ سب حضرات) ان لوگوں میں سے

هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ

ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو مقبول بنایا جب ان کے سامنے (حضرت رحمن) کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو

خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ السجدة

السجدة ۵

سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انعاماتِ ربانی	یا یہ کہ ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا

اور ہم نے اپنی نعمت سے ان کو ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ان کا وزیر اور معین بنایا۔ اور حضرت اسماعیلؑ کا بھی ذکر کیجیے۔ بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور اپنی قوم کی طرف رسول بھی تھے اور احکام خداوندی سنانے والے بھی تھے۔ اور وہ اپنی قوم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ و صدقات دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

اور قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے بلاشبہ وہ اپنے ایمان میں بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو جنت بلند مرتبہ تک پہونچایا۔

اور جن حضرات کا شروع سورت سے تذکرہ ہوا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ حضرت ادریسؑ، منجملہ دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہ وہ لوگ ہیں جن پر حق تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور اسلام کے ساتھ خاص انعام فرمایا ہے یہ حسب حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تھے اور بعضے ان میں سے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کشتی میں سوار کیا تھا، اور بعضے ان میں سے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد یعنی حضرت اسماعیلؑ و حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے تھے، اور بعض ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل یعنی حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ایمان کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور اسلام اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق کی بنا پر منتخب بنایا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ، جب ان حضرات کے سامنے حضرت رحمان کی آیتیں جن میں اوامر و نواہی کا بھی ذکر ہوتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اور حق تعالیٰ کی خشیت سے روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

پھر ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝۵۹ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔ ہاں مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جاویں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا وہ ہمیشہ

شَيْئًا ۝۶۰ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِىْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ

رہنے کے باغ جن کا رحمن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اس کے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ

إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا

ضرور پہونچیں گے۔ اس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاویں گے بجز سلام کے اور

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا۔ یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ

اس کا مالک ایسے لوگوں کو بنا دیں گے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو۔ اور ہم (یعنی فرشتے) بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً

لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ

فوقتاً نہیں آسکتے۔ اسی کی (ملک) ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں

رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ

اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سو

وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ

(اے مخاطب) تو اسکی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے۔ اور انسان (منکر

أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ

بعث) یوں کہتا ہے کہ میں جب مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے (قبر سے) نکالا جاؤں گا۔ کیا (یہ) انسان اس بات کو

أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو اس کے قبل (عدم سے) وجود میں لاچکے ہیں اور یہ (اس وقت) کچھ بھی نہ تھا۔ سو قسم ہے آپ کے رب

وَالشَّيٰطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

کی ہم ان کو (اس وقت میں) جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ان کو دوزخ کے گرد اگرد اس حالت سے حاضر کریں گے کہ گھٹنوں کے بل

فرماں برداروں کے بعد نافرمان

پھر ان انبیاء کرام اور صالحین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں

نے نماز کو چھوڑ دیا اور حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور دنیا میں نفسانی لذتوں اور خواہشوں کی پیروی کی اور باپ شریک بہنوں سے شادی کرنا شروع کر دی یہ نا خلف یہود ہیں، سو یہ لوگ عنقریب غیؔ وادی جہنم میں گریں گے، البتہ ان یہود سے جنہوں نے توبہ کر لی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے تو ایسے حضرات جنت میں جائیں گے کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں زیادتی کی جائے گی اب حق تعالیٰ جس جنت میں یہ حضرات جائیں گے اس کے اوصاف بیان فرما رہا ہے یعنی ان ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا حضرت رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہو گا اور یہ لوگ جنت میں فضول جھوٹی قسمیں سننے نہ پائیں گے، بجز بطور اکرام و اعزام کے ایک دوسرے کو سلام کرنے کے اور ان کو جنت میں دنیا کے اندازہ سے صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

اور یہ جنت ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو اس میں اتارہ لیں گے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہوں گے یا یہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم آسمان سے وقتاً فوقتاً بدون آپ کے رب کے حکم کے نہیں آ سکتے، قریش نے جب آپ سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا، اور وحی حق تعالیٰ نے کچھ دنوں کے لئے روک لی تھی تو جب جبریل امین ؑ وحی لے کر آئے تب آپ نے ان سے تاخیر کے بارے میں دریافت کیا اس وقت انہوں نے یہ جواب دیا۔

امور آخرت اور امور دنیا اور دونوں نفخوں کے درمیان جو کچھ ہو گا وہ سب چیزیں اسی کی ملک میں داخل ہیں۔

اور جب سے آپ کے پروردگار نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے آپ کا پروردگار آپ کو بھولنے والا نہیں،

اور وہ آسمان و زمین کا اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں سب کا خالق ہے، سو اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو، بھلا تو کسی کو حق تعالیٰ کا مماثل اور اس کا ہم صفت پاتا ہے۔

ابی بن خلف جمحی منکر بعث یوں کہتا ہے کہ کیا مرنے کے بعد جب کہ میں کچھ بھی نہیں رہوں گا پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا۔

کیا ابی بن خلف اس چیز سے نصیحت نہیں حاصل کرتا کہ ہم اس سے قبل اس کو بدبودار نطفہ سے پیدا کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر تو ہم بطریق اولیٰ قادر ہیں، سو قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم قیامت کے دن ابی اور اس کے ساتھیوں کو جمع کریں گے، اور شیاطین کو بھی، پھر ان سب کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت میں جمع کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ مریم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۃ - ارشاد خداوندی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الخ امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین ؑ سے درخواست کی کہ آپ ہماری ملاقات کے لئے زیادہ کیوں نہیں آتے ذرا زیادہ آیا کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آ سکتے اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین چالیس دن تک تشریف نہیں لائے بقیہ روایت حسب سابق ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے

سے دریافت کیا کہ کونسا قطعہ حق تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور کونسا اس کی نظر میں زیادہ مرغوب ہے، جبریل امینؑ نے فرمایا میں بغیر اس سے دریافت کیے ہوئے کچھ نہیں جانتا، چنانچہ جبریلؑ دوبارہ تشریف لائے مگر دیر سے آئے اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں دیر کی جس کی بنا پر مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ مجھ سے کچھ ناراضگی ہے اس پر جبریل امینؑ نے فرمایا ہم بدون آپؐ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔

اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تو پندرہ راتوں تک حق تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں بھیجی، جب جبریل امین آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا دیر سے آئے اس پر انہوں نے یہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

پھر (ان کفار کے) ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کریں گے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی کیا

عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾

کرتا تھا۔ پھر ہم (خود) ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ (یعنی اول) مستحق ہیں۔

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿۷۱﴾

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گذر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے جو (ضرور) پورا ہو کر رہے گا۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیدیں گے جو خدا سے ڈر کر ایمان لائے۔ اور ظالموں کو اس میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے کہ (مارے رنج وغم کے)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ

گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور جب ان (منکر) لوگوں کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے

آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾

کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿۷۴﴾

اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں جو سامان اور نمود میں ان سے بھی (کہیں) اچھے تھے۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰى

آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں (یعنی تم) رحمٰن ان کو ڈھیل دیتا چلا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ جس

إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ

چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو دیکھ لیں گے۔ خواہ عذاب کو (دنیا میں) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم میں) سو

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾

(اس وقت) ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ برا مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

عنقریب معلوم ہو جائے گا

پھر ان بددینوں کے ہر ایک گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کر لیں گے جو ان میں سے سب سے زیادہ قرآن کریم کی نافرمانی اور اس پر دلیری کیا کرتے تھے۔
اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں، اور انبیاء و مرسلین کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا دوزخ پر سے گذر نہ ہو (خواہ دخولاً ہو یا عبوراً) یہ فیصلہ لازم ہو کہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا، پھر ہم ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے تھے نجات دیدیں گے اور تمام مشرکین کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے دیں گے۔
اور جب نضر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہماری اوامر و نواہی کے بیان میں کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر ان حضرات سے جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔
اور ہم نے ان قریش سے پہلے ایسے بہت سے گروہ ہلاک کئے ہیں جو مال و اولاد اور مجلس و نمود میں ان سے کہیں زیادہ اچھے تھے۔
اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں تو حق تعالیٰ ان کو اور مال و اولاد میں اضافہ کرتا رہتا ہے آپ ان کی حالت کو کہ جب اس عذاب کو دیکھ لیں گے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ غزوہ بدر میں تلواروں کو یا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب کو تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں برا اور دنیا میں تنگ مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

اور اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے اور جو نیک کام ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ أَفَرَءَيْتَ الَّذِي

کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں۔ بھلا آپ نے اس شخص کی حالت کو بھی دیکھا

كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ

جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو (آخرت میں) مال اور اولاد ملیں گے۔ کیا یہ شخص غیب پر مطلع

أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا

ہوگیا ہے کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد (اس بات کا) لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں (محض غلط کہتا ہے اور) ہم

يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾

اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

عذاب بڑھتا ہی جائے گا

اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ دنیا میں شریعت کے ساتھ ہدایت بڑھاتا رہتا ہے یا یہ کہ جو حضرات ناسخ کے ذریعہ سے ہدایت پر ہیں تو منسوخ کے ساتھ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور پانچوں نمازیں جن پر حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرمائے گا وہ ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور آخرت میں انجام کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔

بھلا آپ نے عاص بن وائل کی حالت کو بھی دیکھا جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخرت کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں اگر وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہاں بھی مال و اولاد ملے گا (جب ہی خباب تیرا قرض ادا کردوں گا عابد) حق تعالیٰ اس کی تردید فرما رہا ہے کہ کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ اس کو مال و اولاد ملے گا، یا اس نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اعتقاد کرکے حق تعالیٰ سے اس چیز کا عہد لے لیا ہے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا جو بکتا ہے ہم اس کا یہ جھوٹ بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا الخ امام بخاریؒ و مسلمؒ وغیرہ نے حضرت خباب بن ارتؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنے قرض کے تقاضے کے لئے آیا تو عاص بولا کہ جب تک تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرے گا تیرے دام نہ دوں گا، حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ اگر تو مر کر بھی پھر زندہ ہو جائے گا تب بھی کفر نہ کروں گا اس پر عاص بولا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا، حضرت خباب نے فرمایا ہاں، تو عاص بولا تو میرے پاس جب ہی آنا، میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد سب کچھ ہوگا تیرا قرض ادا کردوں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے الخ۔

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ

اور اس کی کہی ہوئی چیزوں کے ہم مالک ہو جاویں گے اور وہ ہمارے پاس (مال و اولاد سے) تنہا ہو کر آویگا۔ اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود

اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ

تجویز کر رکھے ہیں تاکہ ان کے لئے وہ (عند اللہ) باعث عزت ہوں۔ (ایسا) ہرگز نہیں (ہوگا بلکہ) وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار

وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ

کر بیٹھیں گے اور ان کے مخالف ہو جاویں گے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر (ابتلاءً) چھوڑ رکھا ہے۔

عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعُدُّ

کہ وہ ان کو (کفر و ضلال پر) خوب ابھارتے رہتے ہیں۔ سو آپ ان کے لئے جلدی نہ کیجئے۔ ہم ان کی باتیں خود

لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾

شمار کر رہے ہیں۔ (اور) جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور

وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ

مجرموں کو دوزخ کی طرف (پیاسا) ہانکیں گے۔ (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا

إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ

مگر ہاں جس نے رحمان کے پاس (سے) اجازت لی ہے۔ اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد (بھی) اختیار

وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ

کر رکھی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں

مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾

کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

قیامت میں کیا ہوگا

اور جنت میں جن چیزوں کو یہ اپنے لئے کہہ رہا ہے اس کے ہم مالک ہو جائیں گے اور وہ ہم

مومنین کو دیں گے اور یہ قیامت کے دن ہمارے پاس مال و اولاد اور دیگر چیزوں سے تنہا ہو کر آئے گا، حضرت خباب بن ارت رضی کا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا جس کے تقاضا پر اس نے یہ جواب دیا اس کی بقی اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

اور ان کفار مکہ نے خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجنا شروع کر رکھا ہے تاکہ یہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت کریں ہرگز یہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت نہیں کر سکتے، بلکہ ان کے وہ معبود توان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے یہ بت ان کفار کے مخالف اور ان کے عذاب کی زیادتی کے حامی ہو جائیں گے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے اور وہ ان کو حق تعالیٰ کی نافرمانی پر خوب ابھارتے اور اکساتے اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں تو آپ ان پر جلدی نزول عذاب کی درخواست نہ کیجئے ہم ان بغا سے ایک ایک کو شمار کر رہے ہیں۔

اور قیامت کے دن جب کہ ہم کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچنے والوں کو رحمان کی دار النعیم کی طرف اونٹنیوں پر سوار کر کے (یعنی اعزاز کے ساتھ) جمع کریں گے اور مشرکین کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے، اس روز فرشتے بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے مگر جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہوگا (اس کی باذن خداوندی سفارش کریں گے)

اور یہود بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا لیا یہ ایسی سخت حرکت اور بڑی بھاری بات ہے کہ اس بات کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں۔

أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ أَنْ

اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔ حالاں کہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد

يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا

اختیار کرے۔ (کیوں کہ) جتنے بھی جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں سب خدا تعالیٰ کے روبرو غلام

اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ أَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ

ہو کر حاضر ہوتے ہیں۔ (اور) اس نے سب کو (اپنی قدرت میں) احاطہ کر رکھا ہے اور سب کو شمار کر رکھا ہے۔ اور

اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

قیامت کے روز سب اس کے پاس تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔ بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ

کے اللہ تعالٰی ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا۔ سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی)

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ

میں اس لئے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوش خبری سنادیں اور (نیز) اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلادیں

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ

اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو (عذاب قہر سے) ہلاک کر دیا ہے (سو) کیا آپ ان میں سے کسی کو

ع ٦ (٢) ٩ النصف اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

دیکھتے ہیں یا ان کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں۔

حق تعالٰی کی طرف اولاد کی نسبت

اس بات سے کہ یہ لوگ حق تعالٰی کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں جیسا کہ یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں اور عیسائی کفار اور قبر پرست تو بکثرت اس شرک میں گرفتار ہیں) حالاں کہ خدا تعالٰی کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے کیوں کہ جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب حق تعالٰی کے روبرو غلام بن کر حاضر ہوں گے اور کافر کے علاوہ ہر ایک اس کی عبادت اور اطاعت کا اقرار کرنے والا ہے، اس نے ان سب کو اپنے احاطے میں کر رکھا ہے اور اپنے علم سے سب کو شمار کر رکھا ہے، اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس بغیر مال و اولاد کے تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

بلاشبہ جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو حق تعالٰی ان سے محبت فرمائے گا اور ان کے لئے مومنین کے دلوں میں بالخصوص محبت پیدا کر دے گا۔

اور ہم نے اس قرآن کریم کی قرارت کو آپ پر اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو خوش خبری سنائیں اور اس کے ذریعہ سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کی قوم سے قبل بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا تو کیا اس ہلاکت کے بعد آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی آواز سنتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا الخ ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن عوف سے نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھیوں کی جدائی کی وجہ سے جن میں شیبہ، عتبہ، امیہ بن خلف تھے افسوس ہوا، اس پر حق تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ تعالٰی ان کے لئے محبت پیدا کر دیگا یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے محبت پیدا کر دیگا

اٰیاتہا ۱۳۵ (۲۰) سورۃ طٰہٰ مکیۃ (۴۵) رکوعاتہا ۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

طٰهٰ ۝۱ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۝۲ اِلَّا تَذۡكِرَةً

طٰہٰ (اس کے معنی تو اللہ کو معلوم ہیں) ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔ بلکہ ایسے شخص کی

لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۝۳ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ

نصیحت کے لئے (اتارا ہے) جو (اللہ سے) ڈرتا ہو۔ یہ اس (ذات) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند

الۡعُلٰى ۝۴ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

آسمانوں کو پیدا کیا ہے (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے۔ اسی کی ملک ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں

وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ۝۶

اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں۔

(سورۃ طٰہٰ) یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ایکسو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار تین سو ایک (۱۳۰۱) کلمات اور پانچہزار دوسو بیالیس (۵۲۴۲) حروف ہیں۔

آسمان وزمین کا خالق ومالک

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ یہ قرآن کریم آپ پر ہم نے اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں، بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے جو کہ مطیع و فرماں بردار ہو۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس وقت آپ شب کو تہجد میں اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک تک ورم کر جاتے تھے تو اس آیت کریمہ کے ذریعہ حق تعالیٰ نے آپ پر تخفیف فرمادی۔

یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ قرآن کریم آپ پر بذریعہ جبریل امین اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ تکلیف اٹھائیں طٰہٰ کے معنی مکی اصطلاح میں اے آدمی کے ہیں یہ اس ذات کا نازل کردہ اور اس کا کلام ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے اور وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہوا۔ یعنی اس کا تخت سلطنت سب پر غالب ہے یا یہ کہ اس کی کنہ وحقیقت کسی کو معلوم نہیں،

اسی کی ملک ہیں آسمان وزمین اور تمام عجائبات اور تمام مخلوقات اور جو چیزیں تحت الثریٰ ہیں، یعنی جو چیزیں ساتوں زمین کے نیچے ہیں کیوں کہ ساتوں زمینیں پانی پر ہیں اور پانی مچھلی پر ہے اور مچھلی صخرہ پر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ طٰہٰ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن عباسؓ سے نقل
کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب اول اول حق تعالیٰ
نے وحی نازل فرمائی تو آپؐ نماز کے لئے جس وقت کھڑے ہوتے تو بہت ہی جم کر کھڑے ہوتے اس پر حق تعالیٰ نے یہ
آیت کریمہ نازل فرمائی طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى یعنی ہم نے قرآن آپؐ پر اس لئے نہیں اتارا کہ
آپؐ تکلیف اٹھائیں۔

اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ربیع بن انس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں قدموں
میں سے ہر ایک قدم کو اٹھاتے رہتے تھے تاکہ نماز میں ایک قدم مبارک پر جم کر کھڑے رہیں، تا آں کہ حق تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی۔ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى۔ اور نیز ابن مردویہ نے عوفی کے واسطے سے
حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کفار نے کہا اس شخص کو یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے پروردگار نے
تکلیف میں ڈال دیا ہے (کہ عبادت میں اتنی محنت کرتے ہیں) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝۷ اَللّٰهُ

اور (ظلم کی پریشان ہے کر) اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ خفی کو جانتا ہے۔ (وہ) اللہ ایسا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝۸ وَهَلْ اَتٰىكَ

کہ اس کے سوا کوئی (معبود) نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔ اور کیا آپؐ کو موسیٰ (علیہ السلام کے قصہ) کی خبر بھی پہونچی

حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

وقف لازم

ہے۔ جب کہ انہوں نے (مدین سے آتے ہوئے رات کو) ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم

اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَي

ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں یا وہاں آگ کے پاس رستہ کا

النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝۱۱ اِنِّىْٓ اَنَا

پتہ مجھ کو مل جاوے۔ سو وہ جب اس (آگ) کے پاس پہونچے تو (ان کو منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ میں تمہارا

رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۲

رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو (کیونکہ) تم ایک پاک میدان طویٰ میں ہو (یہ اس کا نام ہے)

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ

اور میں نے تم کو (نبی بنانے کے لیے) منتخب فرمایا ہے سو (اس وقت) جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اس کو سن لو (وہ یہ ہے کہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ

میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

حق تعالیٰ چھپے اور کھلے سے آگاہ ہے

اور صخرہ بیل کے دونوں سینگوں پر ہے اور بیل ثریٰ کے اوپر ہے اور ثریٰ اس تر مٹی کو بولتے ہیں یا حق تعالیٰ کو اس کے نیچے جو چیزیں ہیں اس کا بھی علم ہے اور وہ بھی اس کی ملکیت میں داخل ہیں، اور اس کے علم کی یہ شان ہے کہ اے مخاطب اگر تم کسی بات یا فعل کو علانیہ طور پر کرو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات اور کی ہوئی بات کو اور بلکہ اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے یعنی جو ابھی تک دل میں بات ہے ابھی تک اس کا ظہور نہیں ہوا یا ہوگا اس کو بھی حق تعالیٰ جانتا ہے۔

وہ ذات وحدہ لاشریک ہے اور اس کی صفات علیا ہیں ان ہی سے اس کو پکارو اور دعا کرو۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر نہیں پہونچی ہے، اب آپ کو بتاتے ہیں جب کہ انہوں نے (مدین سے واپسی پر) اپنے بائیں طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں یعنی اپنی بی بی سے کہا تم ٹھہری رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے (شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں کیوں کہ اس رات میں سردی بھی بہت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے یا وہاں آگ کے پاس راستہ بتلانے والا بھی کوئی مجھ کو مل جائے۔

چنانچہ جب وہاں آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ سبز رنگ کا درخت ہے اس میں سے سفید آگ چمک رہی ہے فوراً منجانب اللہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰ ؑ میں تمہارا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار دو، اس لیے کہ وہ مرے ہوئے گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے، کیوں کہ تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو، یا یہ کہ طویٰ اس واسطے کہا گیا کہ اس سے قبل اور انبیاء کرام ؑ کا ادھر سے گذر ہو چکا تھا، یا یہ کہ اس وادی میں جس میں یہ درخت تھا ایک کنواں تھا جس کے چاروں طرف پتھر لگا دیئے گئے تھے اس بنا پر اس وادی کو طویٰ کہا گیا۔

اور میں نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کے لیے تم کو منتخب کیا ہے، لہٰذا جو تم کو حکم دیا جائے اس پر عمل کرو میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں لہٰذا میری اطاعت کرو۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو (دوسری بات یہ سنو کہ) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو (تمام خلائق سے) پوشیدہ

اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ

رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جاوے۔ سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پاوے

عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ

جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بے فکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ اور یہ تمہارے

بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ج اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ

داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰؑ۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ میں (کبھی) اس پر سہارا لگاتا ہوں اور

اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا

(کبھی) اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور کام بھی (نکلتے) ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو (زمین) پر

يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا

ڈال دو اے موسیٰؑ۔ سو انہوں نے اس کو ڈال دیا تو یکایک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا ارشاد ہوا کہ اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہیں

وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ

ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے۔ اور تم (اپنا) داہنا ہاتھ (اپنی) بائیں بغل میں دے لو (پھر نکالو)

اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾

وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہو گی تاکہ ہم تم

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى

کو (اپنی قدرت) کی) بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں (اب یہ نشانیاں لے کر) تم فرعون کے پاس

ع ١٠ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾

جاؤ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔

قیامت یقیناً آئے گی

اور اگر کسی وقت نماز پڑھنا بھول جاؤ تو فوراً یاد آتے ہی پڑھ لیا کرو اور دوسرے یہ کہ قیامت آنے والی ہے میں اس کے اظہار کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں یا یہ کہ میں نے اس کا علم خاص اپنی ذات کے لئے پوشیدہ رکھا ہے، تو کسی اور سے اس کا اظہار کیوں کروں کہ وہ کب آئے گی تاکہ ہر ایک نیک و بد کو جو کچھ کہ اس نے نیکی یا برائی کی ہے اس کا بدلہ مل جائے۔ تو تم کو قیامت کے اقرار و یقین سے ایسا شخص باز نہ

رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے انکار اور بتوں کی پرستش کر کے اپنی خواہشات پر چلتا، کہیں تم اس بے فکری سے تباہ نہ ہو جاؤ۔

اور حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ ؑ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا یہ میری لاٹھی ہے جب تھک جاتا ہوں تو اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی متفرق کام نکلتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے فرمایا اپنے ہاتھ میں سے اس کو ڈال دو، چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے ڈال دیا، یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ ؑ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر لاٹھی بنا دیں گے اور نیز تم داہنا ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے کر پھر نکالو وہ بغیر کسی برص وغیرہ بیماری کے روشن ہو کر چمکتا ہوا نکلے گا، یہ عصا کے ساتھ دوسری نشانی ہو گی، تاکہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں اب یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت بڑائی تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ

عرض کیا اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے۔ اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجئے۔ اور میری زبان پر سے

عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا

بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجئے، تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر

مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ

کر دیجئے۔ یعنی ہارونؑ کو کہ میرے بھائی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے۔ اور ان کو میرے (اس تبلیغ کے)

فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾

کام میں شریک کر دیجئے۔ تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (شرک و نقائص سے) بیان کریں اور آپکا خوب کثرت سے ذکر

إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾

کریں۔ بے شک آپ ہم کو خوب دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری (ہر) درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ ؑ

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿۳۷﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ

اور ہم تو ایک دفعہ اور بھی (اس کے قبل بے درخواست ہی) تم پر احسان کر چکے ہیں۔ جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی

أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿۳۸﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ

جو الہام سے بتلانے کی تھی (وہ) یہ کہ موسیٰ ؑ کو (جلادوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے) ایک صندوق میں رکھو۔ پھر ان کو دریا میں ڈال

فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَ

دو۔ پھر ان کو (مع صندوق کے) دریا کے کنارے تک لے آوے گا کہ (آخر کار) ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو (کافر ہونے کی وجہ سے)

عَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿۳۹﴾

میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا (تاکہ جو تم کو دیکھے پیار کرے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ ؑ نے دعا کی کہ میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے تاکہ میں اس سے تبلیغ میں نہ ڈروں اور فرعون کی طرف تبلیغ رسالت جو میرا کام ہے اس کو آسان فرما دیجئے اور میری زبان سے لکنت کی بستگی ہٹا دیجئے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔
اور ہارون (علیہ السلام) کو میرا معاون مقرر کر دیجئے اور ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے اور میرے کام یعنی فرعون کی جانب تبلیغ رسالت میں ان کو میرا شریک کر دیجئے تاکہ ہم دونوں مل کر تیری خوب نماز پڑھیں اور کثرت سے تیرا ذکر لسانی و قلبی کریں بے شک آپ ہمارے حال سے واقف ہیں۔
حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا موسیٰ ؑ تمہاری ہر درخواست منظور کی گئی، یعنی حق تعالیٰ نے ان کا حوصلہ فراخ کر دیا اور ان کے معاملہ کو آسان کر دیا اور زبان کی دل بستگی دور کر دی اور حضرت ہارون کو ان کا معاون اور رسول بنا دیا۔
اور ہم تو اس احسان کے علاوہ اور دفعہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانے کے قابل تھی،
کہ موسیٰ ؑ کو ایک صندوق میں رکھ دو اور پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو (جس کی ایک شاخ فرعون کے محل تک بھی گئی تھی) پھر دریا ان کو کنارے کے پاس تک لے آئے گا آخر کار فرعون ان کو پکڑ لے گا جو کافر ہونے کی وجہ سے میرا بھی دشمن ہے اور قتل کرنے کے ارادہ سے ان کا بھی دشمن ہے۔
اور اے موسیٰ ؑ میں نے اس وقت تمہارے چہرے پر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا تھا تاکہ جو تم کو دیکھے پیار کرے اور تمہارے ساتھ جو کچھ اس وقت معاملہ ہو رہا تھا وہ میری خاص نگرانی میں ہو رہا تھا۔

إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ

(یہ قصہ اس وقت کا ہے) جب کہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اس کو (اچھی طرح) پالے رکھے

إِلٰٓى أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ وَقَتَلْتَ نَفْسًا

پھر (اس تدبیر سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کو غم نہ ہے اور تم نے (غلطی سے)

فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيٓ

ایک شخص (قبطی) کو جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور ہم نے تم کو خوب خوب محنتوں میں ڈالا۔ پھر (مدین پہونچے) اور

أَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ

مدین والوں میں کئی سال رہے، پھر ایک خاص وقت پر تم (یہاں) آئے اے موسیٰؑ اور (یہاں آنے پر) میں نے تم کو

لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ ج اِذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ ج

اپنے لئے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا

اِذْهَبَآ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ ج فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ

دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے۔ پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرلے

يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يَّفْرُطَ

یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے۔ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ (کہیں) وہ ہم پر زیادتی نہ

عَلَيْنَآ أَوْ أَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ إِنَّنِيْ مَعَكُمَآ أَسْمَعُ

کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت نہ کرنے لگے۔ ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب

وَأَرٰى ﴿۴۶﴾ فَأْتِيٰهُ فَقُوْلَآ إِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ

سنتا دیکھتا ہوں۔ سو تم اس کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں (کہ ہم کو نبی بنا کر

مَعَنَا بَنِیٓ اِسْرَآئِیْلَ ۵

بھیجا ہے) سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کی فرعون کو تبلیغ

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تمہاری بہن تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر چلتی ہوئی آئیں اور اجنبی بن کر کہنے لگیں کیا ایسی آیا کا پتہ دوں جو اس کی اچھی طرح پرورش کرے، چنانچہ اس تدبیر سے ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا، تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور اپنے بیٹے کی ہلاکت کا خوف نکل جائے۔

اور تم نے غلطی سے ایک قبطی کو مار ڈالا تھا اور پھر قوم کے انتقام کے خوف سے بھی ہم نے تم کو نجات دی اور بار بار ہم نے تم کو آزمائش اور محنتوں میں ڈالا، پھر اس کے بعد مدین والوں میں دس سال تک رہے پھر ایک خاص وقت پر جو میرے علم میں تمہاری رسالت اور ہم کلامی کے لئے مقرر تھا تم یہاں آئے اور اے موسیٰؑ یہاں آنے پر میں نے تم کو اپنا رسول بنانے کے لئے منتخب کیا ہے، تم اور ہارونؑ دونوں میری نشانیاں یعنی ید بیضا اور عصا لے کر جاؤ، اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا یا یہ کہ فرعون کی طرف تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرنا۔ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے اس کو نرمی کے ساتھ کلمہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تبلیغ کرنا ممکن ہے وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر کر اسلام لے آئے۔

دونوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اس سے قبل ہمارے اوپر ہم کو مارنے کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ ہم کو قتل ہی کر ڈالے، حق تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس کے مارنے اور قتل کرنے کا خوف مت کرو میں تمہارا مددگار ہوں جو تم کو وہ جواب دیگا اس کو میں سنتا ہوں اور وہ جو تمہارے ساتھ کارروائی کرے گا اسے دیکھتا ہوں لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں، ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے تاکہ ہم انھیں ان کی سرزمین میں لے جائیں۔

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

اور ان کو تکلیف مت پہونچا ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا) نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہیں اور ایسے شخص کے لئے

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ

سلامتی ہے جو (سیدھی) راہ پر چلے۔ ہمارے پاس یہ حکم پہونچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب اس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلاوے

عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾

اور (اس سے) روگردانی کرے۔ وہ کہنے لگا پھر (یہ بتلاؤ کہ) تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰؑ۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾

موسیٰؑ نے کہا کہ ہمارا رب وہ رب ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر راہ نمائی فرمائی۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ

فرعون نے کہا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس

فِیْ کِتٰبٍ ج لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ

دفتر (اعمال) میں (محفوظ) ہے میرا رب غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے

لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ

زمین کو مثل (فرش کے) بنایا اور اس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے راستے بنائے اور آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ

پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کئے (اور تم کو

شَتّٰی ﴿۵۳﴾ کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے مواشی کو (بھی) چراؤ ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے

لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ ع

(قدرت الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں۔

اہل عقل کے لئے قدرت کی نشانیاں

اور ان کو مشقتوں میں ڈال کر اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر کے اور ان کی عورتوں سے خدمت لے کر ان کو تکلیف میں مت ڈال، اس لئے کہ وہ آزاد ہیں اور ہم اس دعویٰ پر معجزہ بھی لے کر آئے ہیں یعنی ید بیضاء اور یہ پہلا نشان تھا جو کہ حق تعالیٰ نے فرعون کو دکھلایا اور فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے سلامتی ہو جو توحید کا قائل ہو اور ہمارے پاس حکم پہونچا ہے کہ عذاب دائم اس شخص پر ہوگا جو کہ توحید کا منکر ہو اور ایمان سے روگردانی کرے۔

یہ سن کر فرعون بولا کہ تم دونوں کا رب کون ہے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ہمارا اور سب کا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی یعنی انسان کو انسان اور اونٹ کو اونٹنی اور گدھے کو گدھی اور بکری کو بکرا

کہ ہر ایک کا جوڑا بنا دیا پھر ان کو کھانے پینے اور ضروریاتِ زندگی کی راہ نمائی کی،
فرعون نے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا۔ کیسے وہ ہلاک کیے گئے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ان کی ہلاکت وغیرہ کا علم میرے پروردگار کے پاس لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے، میرا رب ایسا ہے کہ نہ غلطی کرتا ہے اور نہ ان کا معاملہ اس سے چوک سکتا ہے اور نہ وہ ان کے معاملہ کو بھول سکتا ہے اور نہ ان کو سزا دینے سے چوک کر سکتا ہے۔
اور وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہاری آمد و رفت کے لئے راستے بنائے کہ تم ان پر سے آتے جاتے رہتے ہو اور آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے سے اقسام مختلفہ کے مختلف شکلوں میں نباتات پیدا کئے جن کو باجازت خداوندی تم خود بھی کھاتے ہو اور اپنے مواشی کو بھی چراتے ہو ان مذکورہ چیزوں میں اہلِ عقل کے لئے قدرتِ الٰہیہ کی نشانیاں ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً

ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور (قیامت کے روز) پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو

اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾

نکالیں گے۔ اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی (وہ) سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو (جب بھی) وہ جھٹلاتا ہی رہا اور انکار کرتا رہا

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾

(اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰؑ تم ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو (گے) کہ ہم کو ہمارے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے نکال باہر کرو سو اب

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا

ہم بھی تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کر لو جس کو نہ ہم خلاف کریں

لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں (تاکہ سب دیکھ لیں) موسیٰؑ نے فرمایا (تمہارے مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ

دن ہے جس میں (تمہارا) میلہ ہوتا ہے اور (جس میں) دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں غرض (یہ سن کر) فرعون (دربار سے

فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا

(اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا (اس وقت) موسیٰ ؑ نے ان (جادوگر)

تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ

لوگوں سے فرمایا کہ اے کم بختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو کبھی خدا تعالیٰ تم کو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و

خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾

نابود ہی کردے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرنے والے کا انجام

اور اسی طرح اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا یعنی تم سب کو بواسطہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا کر لیا اور حضرت آدم ؑ کو مٹی سے اور وہ مٹی اسی زمین کی تھی اور زمین میں تم دفن کیے جاؤ گے، اور مرنے کے بعد پھر قبروں سے قیامت کے دن ہم تم کو دوبارہ نکالیں گے اور ہم نے اس فرعون کو اپنی سب نشانیاں یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، قحط سالی اور پھلوں کی کمی دکھلائیں مگر اس نے ان تمام نشانیوں کو جھٹلایا اور بولا کہ یہ منجانب اللہ نہیں ہیں اور اسلام لانے سے انکار کیا اور ان نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا۔ مزید برآں کہنے لگا کہ موسیٰ ؑ اپنے جادو سے ہمیں مصر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں تو جیسا تم جادو کر کے آئے ہو ہم بھی تمہارے مقابلے میں ویسا ہی جادو لیکر آتے ہیں تو موسیٰ ؑ ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کا ایک وقت مقرر کر لو جس کی ہم میں سے کوئی مخالفت ورزی نہ کرے کسی ہموار میدان میں، یا یہ کہ منصفانہ برابر طریقے پر اپنے اور ہمارے درمیان مقرر کر لو۔

حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارا بازار لگتا ہے، یا یہ کہ تمہارے میلے اور خوشی کا دن، یا یہ کہ نیروز اور جس میں تمام شہروں سے دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔

غرض کہ یہ سنکر فرعون دربارہ سے اپنی جگہ لوٹ گیا، پھر اپنا مکر یعنی جادو کا سامان اور جادوگروں کو جمع کرنا شروع کیا اور جن جادوگروں کو فرعون نے جمع کیا وہ بہتر تھے۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں سے فرمایا اے کم بختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو، کہیں حق تعالیٰ تم کو اپنے عذاب سے ہلاک ہی کردے، اور جو حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ

پس جادوگر (یہ بات سن کر) باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے۔ (آخری نتیجہ سب متفق ہو کر)

هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

کہنے لگے کہ بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری زمین سے نکال

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۞ ۶۳ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ

باہر کریں اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دیں۔ سو اب تم مل کر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور

ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۞ ۶۴ قَالُوْا

صفیں آراستہ کر کے (مقابلے میں) آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہوا۔ پھر انہوں نے کہا اے

يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۞ ۶۵

موسیٰ (علیہ السلام) آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں۔ آپؑ نے

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ

فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو پس یکایک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظربندی سے موسیٰ ؑ کے خیال میں ایسی معلوم

مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۞ ۶۶ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً

ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی دوڑتی ہوں۔ سو موسیٰ (علیہ السلام) کے دل میں تھوڑا سا خوف

مُّوْسٰى ۞ ۶۷ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۞ ۶۸ وَاَلْقِ

ہوا۔ ہم نے کہا تم ڈرو نہیں تم ہی غالب ہو گے اور (اس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو (عصا) ہے

مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ

اس کو ڈال دو ان لوگوں نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہے یہ (عصا) سب کو نگل جاوے گا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگروں کا

سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۞ ۶۹

سانگ ہے اور جادوگر کہیں جاوے (معجزے کے مقابلے میں کہیں) کامیاب نہیں ہوتا۔

جادوگروں کا مشورہ

یہ سن کر ان جادوگروں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آ گئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اور اس خفیہ مشورہ کا فرعون سے ذکر

کیا یا لاآخر سب متفق ہو کر علی الاعلان کہنے لگے کہ حضرت موسیٰؑ وہارونؑ دونوں جادوگر ہیں یا یہ کہ فرعون نے ان جادوگروں سے کہا کہ موسیٰؑ وہارونؑ دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تم کو سرزمین مصر سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ مذہبی طریقے کا اور تم میں سے بہترین اور عقلمند لوگوں کا دفتر ہی ختم کردیں، امثل اہل الرائے اور شرفاء کو بولتے ہیں، لہٰذا اب تم مل کر اپنی تدبیر اور لیے جادو اور اپنے علم کا انتظام کرو اور سب صفیں آراستہ کر کے مقابلے کے لیے آؤ، آج وہی کامیاب ہوا جو غالب ہوا۔

غرضکہ ان جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں، حضرت موسیٰؑ نے ان سے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انہوں نے زمین پر (۷۲) لکڑیاں اور (۷۲) رسیاں ڈالیں ان کی نظربندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی ہوں، حضرت موسیٰؑ کے دل میں کچھ خوف ہوا کہ ان پر کامیابی کیسے حاصل ہوگی اس لیے کہ جو ایمان لائے گا اس کو یہ لوگ قتل کر ڈالیں گے،

ہم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی ان پر غالب ہو گے (کیوں کہ حق و باطل میں ضرور فرق ہوگا) یا یہ کہ موسیٰؑ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے تم زمین پر ڈال دو، وہ ان لوگوں نے جو کچھ لکڑیوں اور رسیوں کا سانگ بنایا ہے سب کو نگل جائے گا انہوں نے جو کچھ یہ بنایا ہے یہ جادوگروں کا سانگ ہے اور جادوگر کہیں بھی جاوے (معجزہ کے مقابلے میں) کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور عذاب خداوندی سے کبھی مامون اور محفوظ نہیں رہتا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾

سو جادوگر سجدہ میں گر گئے (اور باواز بلند) کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارونؑ اور موسیٰؑ کے پروردگار پر فرعون نے کہا کہ

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ

بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں (یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰؑ پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہے کہ) وہ (سحر میں)

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

تمہارے بھی بڑے ہیں۔ کہ انہوں نے تم کو سحر سکھلایا ہے سو میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ اور ایک

خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ

طرف کا پاؤں اور تم سب کو کھجوروں کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونوں میں (یعنی مجھ میں

أَشَدُّ عَذَابًا وَّأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا

اور رب موسیٰؑ میں) کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ ان لوگوں نے صاف جواب دیا کہ ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہ

جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا

دیں گے بمقابلہ ان دلائل کے جو ہم کو ملے ہیں اور بمقابلہ اس ذات کے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے، تجھ کو جو کچھ کرنا ہو (دل

أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾

کھول کر) کر ڈال تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگانی میں کچھ کرلے اور کر ہی کیا سکتا ہے۔

إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ

بس اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارے (پچھلے) گناہ (کفر وغیرہ) معاف کردیں اور تو نے جو جادو کے مقدمہ)

مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ

میں ہم پر زور ڈالا اس کو بھی معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ (تجھ سے) بدرجہا اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں۔ جو شخص

مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾

(بغاوت کا) مجرم ہو کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اس کے لئے دوزخ (مقرر) ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

ساحروں کا ایمان

(غرض کہ انہوں نے عصا ڈالا اور وہ واقعی سب کو نگل گیا) جادوگر یہ فعل فوق السحر دیکھتے ہی سب سجدہ میں گر گئے یعنی اس سرعت اور تیزی سے سربسجود ہوئے گویا کہ گر پڑے اور بآواز بلند کہنے لگے کہ ہم تو موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پروردگار پر ایمان لے آئے، فرعون نے یہ دیکھ کر ان کو دھمکایا کہ بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں تم موسیٰؑ پر ایمان لے آئے، موسیٰؑ تو جادو میں تمہارے بھی بڑے اور استاد ہیں میں ابھی تم سب کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواتا ہوں اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ موسیٰؑ وہارونؑ کے پروردگار کا عذاب سخت ہے اور دیرپا ہے یا میرا۔

ان جادوگروں نے فرعون کو صاف جواب دے دیا کہ ہم تیری اطاعت اور عبادت کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے بمقابلہ ان دلائل اور اوامر ونواہی اور کتاب اور رسول کے جو ہم کو ملے ہیں اور اس ذات کی عبادت پر جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھے جو کچھ کرنا ہے سو کرلے اور جو کچھ ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہے دل کھول کر کرلے تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگی میں ہمارے خلاف فیصلہ کرسکتا ہے آخرت میں تو تیرا ہم پر کوئی بس نہیں چل سکتا، ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارا

الثلثة

کفر و شرک معاف کر دیں اور تو نے جادو کے معاملے میں جو ہم پر زور ڈالا ہے اس کو بھی معاف کر دیں اور حق تعالیٰ کے پاس جو ثواب اور بزرگی ہے وہ اس مال سے جو کہ تو نے ہمیں دیا ہے بدرجہا اچھی اور دیرپا ہے اور جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں آئے گا اس کے لئے دوزخ مقرر ہے کہ اس میں نہ مرے ہی گا کہ چھٹکارا مل جائے اور نہ زندہ ہی رہے گا، یعنی نہ ایسی زندگی حاصل ہوگی کہ اس کو اس سے کچھ آرام ملے۔

وَمَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

اور جو شخص رب کے پاس مومن ہو کر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کئے ہوں سو ایسوں کے لئے بڑے

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اونچے درجے ہیں۔ یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ وَلَقَدْ

رہیں گے اور جو شخص (کفر و معصیت سے) پاک ہو اس کا یہی انعام ہے اور ہم نے موسیٰ ؑ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ

(ان) بندوں (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات (باہر) لے جاؤ، پھر ان کے لئے دریا میں (عصا) مار کر خشک

طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾

رستہ بنا دینا نہ تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا

پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا تو دریا ان پر جیسا ملنے کو تھا

غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ ۭ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ

آ ملا۔ اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی۔ اے بنی اسرائیل

اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ

(دیکھو) ہم نے تم کو تمہارے ایسے (بڑے) دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے (یعنی تمہارے پیغمبر سے) کوہ طور کی داہنی جانب

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾

آنے کا وعدہ کیا اور (وادی تیہ میں) ہم نے تم پر من و سلویٰ نازل فرمایا۔

بنی اسرائیل پر انعامات کی یاد دہانی

اور جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا درآں حالیکہ اس نے نیک کام بھی کئے ہوں گے تو ایسے حضرات کے لئے جنتوں میں بڑے اونچے درجے ہیں، پھر حق تعالیٰ ان کی تفصیل بیان فرما رہا ہے کہ وہ دار الرحمٰن ہے جسے حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تمام جنتوں کے درمیان میں پیدا کیا ہے جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی وہ ان باغات اور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے اور یہ باغات اور وہاں ہمیشہ کا قیام اس شخص کا انعام ہوگا جو توحید خداوندی کا قائل ہو اور اعمال صالحہ کرے۔

(فرعون جب کسی صورت میں ایمان نہیں لایا) تو ہم نے موسیٰ ؑ کے پاس وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے باہر لے جاؤ، پھر عصا مار کر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا دیا کہ اس میں نہ فرعون کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا خوف ہوگا۔

چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے ان سے جا ملا، اس وقت دریا کا پانی چاروں طرف سے سمٹ کر ان پر آملا، غرضیکہ فرعون نے اپنی قوم کو بھی لا کر ہلاک کیا اور ان کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔

یا یہ مطلب ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو دین خداوندی سے بے راہ کیا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی۔

اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تم کو فرعون سے نجات دی اور ہم نے تمہارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور کے داہنی جانب آنے کا اور وہاں آنے کے بعد کتاب توریت دینے کا وعدہ کیا اور وادی تیہ میں تم پر من و سلویٰ نازل فرمایا۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

(اور اجازت دی کہ) ہم نے جو نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس (کھانے) میں حد (شرعی) سے مت گذرو کہیں میرا

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ

غضب تم پر واقع ہو جائے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گذرا ہوا۔ اور (نیز اس کے ساتھ

لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾

یہ بھی کہ) میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر اسی راہ پر قائم (رہیں)

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ۝۸۳ قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰٓى

(دیکھی) رہیں۔ اور اے موسیٰ ؑ آپ کو اپنے قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا۔ انہوں نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ

اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ۝۸۴ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ

لوگ یہ تو ہیں میرے پیچھے پیچھے (آرہے) ہیں اور میں آپ کے پاس جلدی سے اس لئے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہوں گے۔ ارشاد ہوا کہ

فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ۝۸۵ فَرَجَعَ

تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے (چلے آنے کے) بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا۔ غرض موسیٰ ؑ (بعد

مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ

انقضاء میعاد کے) غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ (اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب

رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ

نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کیا تم پر (میعاد مقرر سے کچھ) زیادہ زمانہ گزر گیا تھا یا تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر

اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِىۡ ۝۸۶

تمہارے رب کا غضب واقع ہو اس لئے کہ تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو خلاف کیا۔

نعمت کی ناشکری سے بچنے کا حکم

اور اجازت دی کہ ہم نے تم کو جو پاکیزہ چیزیں یعنی من وسلویٰ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس کی نعمت کی ناشکری مت کرو یا یہ کہ اگلے دن کے لئے بچا کر مت رکھو کہ کہیں تم پر میرا غضب اور عذاب واقع ہو جائے اور جس شخص پر میری ناراضگی اور غصہ وعذاب واقع ہوتا ہے وہ بالکل ہی گیا گذرا ہوا۔ اور میں ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا بھی ہوں جو کفر وشرک سے توبہ کریں اور حق تعالیٰ پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں اور اعمال صالحہ پر ثواب ملنے کو حق سمجھیں، یا یہ کہ اہل سنت والجماعت کے طریقے پر قائم رہیں، اور اسی پر انتقال کریں،

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہنچے (اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے) حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا، حضرت موسیٰ ؑ نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہی ہے اور میں سب سے پہلے جلدی سے آپ کے پاس اس لئے آیا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہوں گے (کیونکہ امتثال امر میں سبقت کرنا زیادہ خوشنودی کا باعث ہے) ارشاد ہوا موسیٰ ؑ کہ ہم نے کوہ طور پر چلے آنے کے بعد تمہاری قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا کر دیا ہے اور اس

گمراہی کے اختیار کرنے کا ان کو سامری نے حکم دیا ہے۔
غرضکہ حضرت موسیٰ ؑ بعد انقضاء میعاد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور فتنہ کا شور و شغب سنا تو فرمانے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا اور سچا وعدہ نہیں کیا تھا کیا میں تم سے زمانہ دراز کے لئے علیحدہ ہو گیا تھا، یا تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اور عذاب نازل ہو اس لئے تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا

وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اس کو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا (لیکن قوم (قبط) کے زیور میں سے ہم پر

مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

بوجھ لد رہا تھا سو ہم نے اس کو (سامری) کے کہنے سے (آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے (بھی) ڈال دیا۔ پھر اس

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ

(سامری) نے ان لوگوں کے لئے ایک بچھڑا (بنا کر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جس میں ایک (بے معنی) آواز تھی سو وہ (احمق)

وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ ؑ کا معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے۔ کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھ سکتے تھے کہ

ع ۱۴ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ

وہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں سے ہارون ؑ

لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ

نے (موسیٰ ؑ کے لوٹنے سے) پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس (گوسالہ) کے سبب گمراہی میں پھنس گئے ہو اور

الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ

تمہارا رب (حقیقی) رحمٰن ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک

عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

موسیٰ ؑ ہمارے پاس واپس (نہ) آئیں اسی کی عبادت) پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے۔

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی

قوم کہنے لگی، موسیٰ ؑ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کی اپنی اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی، لیکن آل فرعون کے زیورات کا ہم پر بوجھ لادا گیا تھا اس نے اس گوسالہ پرستی پر مجبور کیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان زیورات کو آگ میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اپنے ساتھ کا زیور آگ میں ڈال دیا، پھر ان زیورات کا جو کہ آگ میں ڈالے گئے تھے سامری نے ان لوگوں کے لیے اس کا ایک بچھڑا بنا کر ظاہر کیا تھا جو کہ ایک قالب خالی از کمالات تھا اور اس میں صرف ایک بے معنی آواز تھی، قوم نے اس کے بارے میں سامری سے پوچھا کہ یہ کیا ہے، سامری نے ان سے کہا کہ تمہارا اور موسیٰ ؑ کا بھی معبود تو یہ ہے اور موسیٰ ؑ تو بھول گئے اور غلطی سے (کوہ طور پر) چلے گئے، یا یہ کہ سامری نے حکم خداوندی اور اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا، حق تعالیٰ ان لوگوں کی بُرائی بیان فرماتے ہیں کہ یہ کیا سامری اور اس کے ساتھی اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ وہ گوسالہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان سے کسی ضرر کے دور کرنے اور ان کو کسی قسم کے نفع پہونچانے کی قدرت رکھتا ہے (پھر ایسا ناکارہ خدا کیسے بن سکتا ہے عابد)

اور ان لوگوں سے ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ ؑ کے لوٹنے سے پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس گوسالہ کی آواز اور اس کی پرستش کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے، یا یہ کہ تم نے اس گوسالہ پرستی سے اپنے کو گمراہی میں ڈال دیا تمہارا رب حقیقی رحمان ہے، میری راہ پر چلو اور اس بارے میں میرے قول و فعل کی اقتدا کرو، قوم نے جواب دیا، کہ ہم تو جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس ہو کر آئیں اسی کی عبادت پر جمے بیٹھے رہیں گے۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ

(موسیٰ ؑ نے) کہا اے ہارون ؑ جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ (بالکل) گمراہ ہو گئے۔ تو اس وقت ان کو میرے پاس چلے

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِیْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ

آنے سے کون امر مانع ہوا تھا۔ سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا۔ ہارون ؑ نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت

وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ

پکڑو اور نہ سر کے بال) پکڑو، مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی اور

اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

تم نے میری بات کا پاس نہ کیا (پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے) کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ

يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

۴- اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی۔ پھر میں نے اس فرستادہ (خداوندی) کی

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

سواری) کے نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر خاک) اٹھالی تھی سو میں نے وہ مٹھی (اس قالب کے اندر) ڈال دی اور میرے جی کو

لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ

یہی بات پسند آئی۔ آپؑ نے فرمایا تو بس تیرے لئے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرا کرے

لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى

گا۔ کہ مجھ کو کوئی ہاتھ نہ لگانا۔ اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں (یعنی آخرت میں

اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ

جدا عذاب ہوگا) اور تو اپنے اس معبود (باطل) کو دیکھ جس پر تو جما ہوا بیٹھا تھا (دیکھ) ہم اس کو جلا دیں گے

لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾

پھر اس (کی راکھ) کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔

حضرت موسیٰؑ کی سامری کے لئے بد دعا

غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام بھی واپس آ گئے تو حضرت ہارونؑ سے فرمایا کہ جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تم میرے پاس چلے آتے اور میرے حکم کی اتباع کرنے سے کونسا امر مانع ہوا تھا اور تم نے ان مفسدین کو قتل کیوں نہ کر دیا کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (اور حضرت موسیٰؑ نے غصہ میں حضرت ہارونؑ کی داڑھی پکڑ لی) اس پر حضرت ہارونؑ نے فرمایا اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ میرے سر کے بال پکڑو (ماں کا ذکر استعطاف اور جلب شفقت کے لئے کر دیا تاکہ حضرت موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہو) مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ قتل کے ذریعہ بنی اسرائیل میں تفریق ڈال دی اور میرے آنے تک کا انتظار نہ کیا اس بنا پر میں نے ان کو قتل بھی نہ کیا اور نہ آپؑ کے پاس آیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سامری یہ گوسالہ پرستی تو نے کیوں کی، سامری بولا کہ مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو بنی اسرائیل کو نہیں آئی، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ان کے بغیر تجھے ایسی کیا چیز نظر آئی، وہ بولا کہ میں نے حضرت جبریل امینؑ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور وہ دابۃ الحیاۃ تھا تو میں نے حضرت جبریل امین کے

گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی خاک اٹھالی تو میں نے اس خاک کو اس گوسالہ کے منہ اور اس کے سرین میں ڈال دی جس کی وجہ سے یہ آواز کرنے لگا اور میرے جی کو یہی بات بھائی۔

حضرت موسیٰؑ نے سامری سے فرمایا جا تیری زندگی میں یہی سزا تجویز ہوئی ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگانا، کہ نہ تو کسی کے قریب جائے گا اور نہ تیرے پاس کوئی آئے گا اور قیامت کے دن تیرے لئے ایک اور عذاب کا وقت مقرر ہے، جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں۔

اور اب اپنے اس معبود کا بھی نظارہ کرلے جس کی عبادت پر تو جما ہوا بیٹھا تھا دیکھ ہم اس کو آگ میں جلا دیں گے یا یہ کہ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے، پھر اس کے ذرات کو دریا میں بکھیر کر اڑا دیں گے۔

إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ

بس تمہارا (حقیقی) معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ اپنے علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے

شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ

(جس طرح ہم نے موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ أَعْرَضَ

آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز

عَنْهُ فَإِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ

بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہوں گے (اور) وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بوجھ قیامت

فِيْهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى

کے روز ان کے لئے برا (بوجھ) ہوگا جس روز صور میں پھونک ماری جاوے گی (جس سے مردہ زندہ ہوں گے) اور ہم

الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾

اس روز مجرم (یعنی کافر) لوگوں کو (میدان قیامت میں) اس حالت سے جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) کرنجے ہوں گے چپکے

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ

چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم لوگ (قبروں میں) صرف دس روز رہے ہو گے جس مدت کی نسبت وہ بات چیت کریں گے۔

بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ

اس کو ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ کس قدر ہے) جبکہ ان سب کا زیادہ صاحب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں

إِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾

تو ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہو۔

معبود حقیقی وحدہ لاشریک ہے

تمہارا معبود حقیقی تو وہی حق تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور وہ ہمارا پروردگار اپنے علم سے تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے بذریعہ جبریل امین اور گذشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہم نے بذریعہ قرآن کریم آپ کو کرامت و بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس قرآن کریم میں تمام اولین و آخرین کے متعلق خبریں ہیں۔ جو لوگ اس کے مضامین ماننے سے روگردانی کریں گے تو وہ قیامت کے دن شرک کے عذاب کا بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ان کے لئے بہت ہی بڑا بوجھ ہوگا
جب دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم مشرکین کو میدان قیامت میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ کرنجے ہوں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہوگے۔
وہ زندہ ہو کر جس مدت کے بارے میں بات چیت کریں گے ہم اسے خوب جانتے ہیں جبکہ ان سب میں کا زیادہ عاقل اور سچا صاحب الرای یوں کہتا ہوگا کہ تم ایک ہی روز قبر میں رہے ہو۔

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾

اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا

پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی

وَلَا أَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ

دیکھے گا۔ اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے (یعنی صور پھونکنے والے فرشتہ) کے کہنے پر ہولیں گے

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا

اس کے سامنے (کسی کا کوئی) ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے ہیبت کے) دب

هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ

جاویں گی۔ سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز کسی کو (کسی کی) سفارش نفع نہ دے گی مگر

لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس شخص کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو (اللہ تعالیٰ) ان سب

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ

کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور اس روز تمام چہرے اس

لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ

حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو (ہر طرح) ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) لے کر آیا ہوگا۔ اور

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا

جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اس کو (کامل ثواب ملے گا) نہ کسی زیادتی کا

وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا

اندیشہ ہوگا اور نہ کمی کا۔ اور ہم نے اسی طرح اس کو عربی قرآن کر کے نازل کیا ہے اور اس میں

فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

ہم نے طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تاکہ وہ (سننے والے) لوگ ڈر جائیں یا یہ قرآن ان کے لئے

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾

کسی قدر (تو) سمجھ پیدا کر دے۔

بنو ثقیف کے سوال کا جامع جواب	بنو ثقیف نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہاڑوں

کے متعلق دریافت کیا تھا کہ قیامت کے دن کیا حالت ہو گی اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کے جواب میں فرما دیجئے کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا، پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ اس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہ ہو گا، جس پر تو اے مخاطب کوئی وادی اور نشیب وغیرہ کی ناہمواری دیکھے گا اور نہ زمین پر پہاڑ وغیرہ کی کوئی بلندی دیکھے گا۔

قیامت کے دن سب خدائی بلانے والے کے ساتھ تیزی سے ہو لیں گے اس کے سامنے کوئی دائیں اور بائیں جانب بھی نہیں ملے گا۔

اور تمام آوازیں حضرت رحمان کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے دب جائیں گی، آپ بجز پاؤں کی آہٹ کے جیسا کہ اونٹوں کے پیروں کی آواز ہوتی ہے اور کچھ آواز نہ سنیں گے۔

اور قیامت کے دن فرشتوں کی شفاعت کسی کو نفع نہیں دیگی، مگر ایسے شخص کو شفاعت سود مند ہو گی جس کے لئے حضرت رحمان نے اجازت دیدی ہو اور اس کا کلمہ طیبہ حق تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہو، حق تعالیٰ امور آخرت میں سے فرشتوں کے تمام اگلے احوال کو اور امور دنیا میں سے تمام پچھلے احوال کو جانتا ہے اور فرشتوں کا علم اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر جس چیز کے بارے میں حق تعالیٰ نے ان کو آگاہ کر دیا ہو اس روز تمام چہرے اس حیّ و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو شرک لے کر آیا ہو گا۔

اور جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو گا، سو اسے نہ تو اسے پورے اعمال کے اکارت ہو جانے کا اندیشہ ہو گا اور نہ اپنے اعمال میں کسی قسم کی کمی کا اسی طرح اس سارے قرآن کریم کو ہم نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں نازل کیا ہے اور قرآن کریم میں ہم نے طرح طرح سے وعدے وعید بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ کفر و شرک اور فواحش سے ڈریں، یا اگر یہ ایمان لے آئیں تو قرآن کریم ان کے لئے ثواب پیدا کر دے، یا یہ کہ اگر یہ توحید کے قائل ہو جائیں تو قرآن کریم ان کے لئے باعث شرافت ہو جائے، یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو عذاب کا باعث ہو جائے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ الخ- ابن منذرؒ نے ابن جریجؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا پروردگار ان کی پہاڑوں کی قیامت کے دن کیا حالت کرے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں الخ۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ

سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے۔ اور قرآن (پڑھنے) میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی

قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے۔ اور آپ یہ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

اور اس سے (بہت زمانہ) پہلے ہم آدمؑ کو ایک حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہو گئی اور ہم

لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ع ۱۱ ۶ ۱۵

نے ان میں پختگی نہ پائی۔ اور وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ (تحیۃ)

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾

کرو، سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) اس نے انکار کیا۔

اللہ تعالیٰ شریک قرار دینے اور اولاد سے منزّہ ہے

سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ شریک اور اولاد سے منزہ ہے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ قرآن کریم پڑھنے میں قبل اس کے کہ آپؐ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے، کیوں کہ جبریل امین جس وقت آپؐ کے پاس کوئی آیت قرآنیہ لے کر آتے تو جبریل امین اس آیت کی قرارت سے فارغ نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی آیت کو شروع سے پڑھنا شروع کر دیتے اس خیال سے کہ کہیں اس آیت کو میں بھول نہ جاؤں تو حق تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے روک دیا (کہ یاد کرانا ہمارا ذمہ ہے) اور آپؐ تو یہ دعا کیا کیجئے، اے میرے رب قرآن کریم کے بارے میں میرے حافظہ فہم اور حکمت اور بڑھا دے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس درخت میں کھانے سے پہلے یا یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہم حضرت آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے، تو ان سے اس حکم کی بجا آوری میں غفلت اور بے احتیاطی ہو گئی، اور ہم نے ان میں پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی،

اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تحیت کرو تو بجز ان کے سردار ابلیس کے اور سب نے سجدہ کیا اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اپنی بڑائی کے خلاف سمجھا اور انکار کیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الخ ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قرآن کریم لے کر آتے تو آپؐ اس کے یاد کرنے کی فکر میں اپنے کو مشقت میں ڈال دیتے تا آں کہ آپؐ کو اس سے تکلیف ہونے لگتی، محض اس خوف کی بنا پر کہ کہیں جبریل امینؑ میرے یاد کرنے سے قبل تشریف نہ لے جائیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی آپؐ قرآن کریم کے پڑھنے کے قبل اس کے کہ آپؐ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سورہ نساء میں دوسرا شان نزول بھی گذر چکا ہے، مگر یہ زیادہ صحیح ہے۔

فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

پھر ہم نے (آدم ؑ سے) کہا کہ اے آدم ؑ (یاد رکھو) یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا (اس وجہ سے) دشمن ہے (کہ تمہارے

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ

معاملہ میں یہ مردود ہوا) سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ

فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾

(آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے۔ پھر ان کو شیطان

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ

نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلادوں اور ایسی

عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا

بادشاہی کہ جس میں کبھی ضعف نہ آوے۔ سو (اس کے بہکانے سے) دونوں نے اس درخت سے

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

کھا لیا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھانکنے لگے) دونوں اپنے اوپر جنت

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ

کے (درختوں کے) پتے چپکانے لگے اور آدم ؑ سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔ پھر (جب انہوں نے معذرت

اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا

کی تو) ان کو ان کے رب نے (زیادہ) مقبول بنا لیا سو اس پر توجہ فرمائی اور (راہ راست) پر ہمیشہ قائم رکھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مِنْهَا جَمِيْعًاۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو (اور دنیا میں) ایسی حالت سے (جاؤ) کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے

مِّنِّيْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾

کوئی ہدایت (کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب) پہونچے تو (تم میں) جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا تو وہ نہ (دنیا میں)

انسان کا ازلی دشمن شیطان

پھر ہم نے کہا آدم یاد رکھو کہ یہ تمہارا اور تمہاری بی بی حضرت حوا کا دشمن ہے اس کے کہنے سے کوئی کام ایسا مت کرنا کہ جنت سے باہر کئے جاؤ، کہ پھر مصیبت میں پڑ جاؤ، یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ آرام ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ کپڑوں سے ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے، یا یہ کہ نہ یہاں پسینے آئیں گے۔

پھر اس درخت سے کھانے کے بارے میں شیطان نے ان کو پھانسہ دیا اور بولا اے آدم کیا ایسا درخت بتلاؤں کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ شاد آباد رہو گے کبھی موت نہ آئے گی اور ایسی بادشاہی جو کبھی ختم نہ ہو گی ان دونوں نے اس درخت میں سے کھا لیا اس میں سے کھاتے ہی ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، دونوں اپنے ستر زیتون کے پتے چپکانے لگے جب بھی ان پتوں کو چپکاتے فوراً گر جاتے اور اس درخت میں سے کھانے کی وجہ سے حضرت آدمؑ سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ مقصود غلط کے بارے میں غلطی میں پڑ گئے اور اس درخت کے کھانے کی وجہ سے جو ان کا مقصود تھا اس کو نہ حاصل کر سکے،

اور پھر جب حضرت آدمؑ نے معذرت کی تو ان کے پروردگار نے انہیں اور زیادہ مقبول بنا لیا اور ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور معذرت پر ہمیشہ قائم رکھا۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ حواؑ سانپ وغیرہ سے فرمایا کہ تم سب جنت سے اترو اور اس حال میں جاؤ کہ تم میں ہی سے سانپ انسانوں کا اور انسان سانپ کے دشمن ہوں گے، پھر اگر اے انسانوں تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت کا ذریعہ یعنی کتاب اور رسول پہنچے تو تم میں سے جو شخص میرے رسول اور میری کتاب کا اتباع کرے گا تو وہ ان کی اتباع کی وجہ سے نہ دنیا میں گمراہ ہو گا اور نہ آخرت میں شقی ہو گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً

اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہو گا اور

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ

قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے۔ وہ (تعجب سے) کہے گا

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

کہ اے میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو (دنیا میں) آنکھوں والا تھا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ

ارشاد ہو گا کہ ایسا ہی (تجھ سے عمل ہوا تھا اور یہ کہ) تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور

الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ

ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاوے گا۔ اور اسی طرح (ہر) اس شخص کو ہم (مناسب عمل کے) سزا دیں گے جو حد (اطاعت) سے

يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور

وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

بڑا دیر پا۔ کیا ان لوگوں کو (اب تک) اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان (میں سے بعض کے) رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے (پھرتے) ہیں اس میں تو

ع

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اہل فہم کے لئے (کافی) دلائل موجود ہیں۔ اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ

مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى

ہوتی اور (عذاب کے لئے) ایک میعاد معین نہ ہوتی (کہ وہ قیامت کا دن ہے) تو عذاب لازمی طور پر ہوتا۔ سو (جب عذاب کا

مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

آنا یقینی ہے تو) آپ ان کی (کفر آمیز) باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کیجئے (اس میں نماز بھی

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ

آگئی) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً نماز فجر) اور اس کے غروب سے پہلے (مثلاً نماز ظہر و عصر) اور اوقات شب میں (بھی) تسبیح کیا

فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾

کیجئے (مثلاً نماز مغرب و عشا) اور دن کے اول و آخر میں تاکہ (آپ کو جو ثواب ملے) آپ (اس سے) خوش ہوں

منکر توحید و رسالت کا انجام

اور جو شخص میری توحید سے یا یہ کہ میری کتاب اور میرے

رسول سے اعراض کرے گا تو اس کو قبر میں یا دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور قیامت کے روز ہم اُسے اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ عرض کرے گا کہ مجھے اندھا کیوں کیا میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی ہے کیوں کہ تیرے پاس ہماری کتاب اور ہمارا رسول آیا تھا تو نے نہ ان کی تصدیق کی اور نہ اس پر عمل کیا اسی طرح آج تیرا کچھ خیال نہیں کیا جائے گا اور تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اسی طرح ہم ہر ایک شخص کو سزا دیں گے جو شرک کرے اور کتاب خداوندی اور رسول خداوندی پر ایمان نہ لاوے اور آخرت کا عذاب بڑا سخت اور عذاب دنیاوی سے زیادہ دیر پا ہے۔

کیا ان مکہ والوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہیں جو ان مجرموں کو ہم نے سزا دی ہے ان میں عقل و فہم والوں کے لیے بڑے دلائل موجود ہیں اور اگر تاخیر عذاب کے بارے میں آپ کے رب کی طرف سے ایک میعاد معین نہ ہوتی تو ان کی ہلاکت کے لیے ان پر عذاب لازمی طور پر ہوتا، لہٰذا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کفار جو سب و شتم اور تکذیب کر رہے ہیں آپ اس پر صبر کیجیے اور آپ اپنے پروردگار کے حکم سے صبح کی نماز اور ظہر و عصر اور رات کے مغرب و عشا کی نماز پڑھیے اور ظہر و عصر کا بھی اہتمام رکھیے تاکہ ان عبادتوں کے صلہ میں آپ کو مقام شفاعت حاصل ہو اور آپ اس سے خوش ہو جائیں۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ

اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش

زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ

کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے۔ اور آپ کے رب کا عطیہ (جو آخرت میں ملے گا)

رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ

بدرجہا بہتر ہے اور دیر پا ہے۔ اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مومنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہیے

وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ

اور خود بھی اس کے پابند رہیے ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور

وَٱلْعَٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾

بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے

پرہیزگاروں کا انجام

اور آپ ہرگز ان اموال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیے کہ جن سے ہم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا ہے تاکہ اس دنیاوی رونق و بہار سے ان کی آزمائش کریں، یہ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے اور دنیا میں جو ان کو مال و دولت دے رکھا ہے اس سے جنت بدرجہا افضل اور دیرپا ہے،

اور اپنے متعلقین کو بھی بالخصوص شدت کے وقت نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس پر قائم رہیئے، ہم آپ سے آپ کے لیے اور آپ کے متعلقین کے لیے معاش کموانا نہیں چاہتے، معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور جنت تو ان ہی حضرات کے لیے ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ، ابن شیبہ، ابن مردویہ، بزار اور ابو یعلیٰ نے ابو رافع سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آئے، آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا، کہ رجب کے چاند تک کچھ آٹا قرض دیدے اس نے انکار کر دیا اور بولا کہ کوئی چیز رہن رکھ دو، میں وہاں سے آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو صورت حال سے مطلع کیا، آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں آسمان والوں میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے نہیں آیا، تا آں کہ فوراً آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا۔

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ

اور وہ لوگ (عناداً) یوں کہتے ہیں کہ یہ (رسول) ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی نبوت کی) کیوں نہیں لاتے

تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ

(جواب یہ ہے کہ) کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے مضامین کا ظہور نہیں پہونچا۔ اور اگر ہم

أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا

ان کو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یوں

لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن

کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰی ﴿۱۳۴﴾ قُلْ کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ

قبل اس کے کہ ہم (یہاں خود) بے قدر ہوں اور (بعد مرگ دوسروں کی نگاہ میں) رسوا ہوں - آپ کہہ دیجئے کہ (ہم) سب

فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ

انتظار کر رہے ہیں سو (چندے) اور انتظار کر لو اب عنقریب تم کو (بھی) معلوم ہو جاوے گا کہ راہ راست والے

السَّوِیِّ وَ مَنِ اهْتَدٰی ﴿۱۳۵﴾ ع

کون ہیں اور وہ کون ہے جو (منزل) مقصود تک پہونچا۔

کفار مکہ کے احمقانہ سوالات

اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کوئی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے کیا ان کے پاس توریت و انجیل کے مضامین کا ظہور نہیں پہونچا کہ ان میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت مذکور ہے۔

اور اگر ہم ان کفار مکہ کو اس کے قبل کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے ہیں، ہلاک کر دیتے تو قیامت کے دن یوں کہتے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم رسول کی اطاعت کرتے اور آپ کی کتاب پر ایمان لے آتے قبل اس کے کہ ہم بدر کے دن مارے گئے اور قیامت کے دن ہم کو عذاب ہوا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے، ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی ہلاکت کا انتظار کر رہا، تو چندے اور انتظار کرو۔

قیامت کے دن نزول عذاب کے وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست والے کون ہیں اور ہم میں سے اور تم میں سے وہ کون ہے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی۔

بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر ابن عباسؓ اردو کا پارہ ۱۶ ختم ہوا

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند (یو، پی)

صرف ٹائیٹل مطبوعہ تاج پرنٹرس سہارنپور

۷۸۶

چودہ سو برس کی مقدس تفسیر

یعنی

تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

(کامل اردو)

◎ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روح پرور تفسیر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔

◎ قرآن کریم کی وہ بنیادی تفسیر جو براہ راست ایک عظیم المرتبت صحابی سے منقول ہے۔

◎ رسول اللہ کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔

◎ ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔

◎ اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کی مرتبہ شان نزول کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

ترتیب:- متن قرآن کریم ◎ ترجمہ حکیم الامت حضرت تھانوی ◎ صحابی رسول کی مقدس تفسیر ◎ آیات قرآنی کے دلنشین شان نزول۔ یعنی لباب النقول فی اسباب النزول کا سلیس و رواں ترجمہ

◎ جامع اور اثر انگیز عنوانات۔

نگرانِ اعلیٰ:- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی
مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

طریقِ اشاعت

ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو گا۔ ہدیہ فی پارہ چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی۔ پی جائے گی۔ محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہو گا۔ 10 پارے تیار ہیں۔

ایک عظیم صحابی رسول کی مقدس تفسیر کی اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارہ سے تعاون فرمایئے

ناشر

ادارۂ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یو۔پی